جا تجھے معاف کیا
اقرا خان
Urdu Novels Ghar

جا_تجھے_معاف_کیا

از

اقراء_خان

Urdu Novels Ghar

منہ میٹھا کرواو سب کا آج جہانگیر کے گھر میں رحمت نازل ہوئی ہے سب کی جولیاں بھر دو پورے گاوں میں۔۔ مٹھائیاں بانٹوں آج سلطانہ جہانگیر کی پوتی نے آنکھ کھولی ہے پورا محل خوشیوں سے جھوم اٹھا فضا پر نم ترانے گانے لگی۔۔ ہر جانب صرف مسکراہٹوں میں لیے چہرے تھے۔۔ سامنے گود میں لیے کھڑی بیگم سلطانہ جہانگیر بٹ آج انکی خوائش پوری ہو گئ تھی اتنی منتوں سماج کے بعد اللہ نے انکی خوائش پوری کر ہی دی انکے تیسرے بیٹے تیمور جہانگیر بٹ کے ہاں۔ بیٹی پیدا ہوئی جو انکے محل میں ایک تحفہ کے طور پر آئی تھی جسکا خیال رکھنا سب اپنا دل و جاں سے فرض سمجھتے تھے

دادو ہماری بہنا آئی ہے یہ میری بہنا ناں۔ رافع مجتبہ بٹ نے سلطانہ کے پہلو میں کھڑے ہوتے کہا وہ ننھی سی گھڑیا کو بہت خوشی سے دیکھ رہا تھا

ہاں میری جان یہ تمھاری گھڑیا تمھارے چاچا جہانگیر کی بیٹی۔ اور تمھاری گڑیا تم اسکا دھیان رکھو گے ناں ۔۔ سلطانہ نے بڑے پیار سے رافع کا چہرہ چومتے ہوئے کہا

ہاں دادو یہ میری گڑیا ہے میں اسکا دھیان رکھوں کا۔۔ وہ سات سالہ بچا خوشی سے جھوم اٹھا تھا بلکہ گھر کا ہر فرد ہی ایسے خوش تھے جیسے صدیوں سے کی ہوئی ان سب کی دعائیں رنگ لائی ہوں

اس گڑیا کا نام دانین تیمور بٹ رکھا گیا۔۔ سب نے خوشی خوشی سے اس نام کو قبول کیا

Urdu Novels Ghar

اسلام و علیکم اماں سرکار آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔۔ڈرائینگ روم کے زینے میں داخل ہوتے ہوئے علی جہانگیر بٹ اور مجتبہٰ جہانگیر بٹ نے کہا

و علیکم اسلام۔۔ جیتے رہو تم دونوں کو بھی مبارک ہو آخر تم دونوں دانین کے تائے ہو۔۔

جی جی۔۔۔ کہاں ہے ہماری گڑیا مجتبہٰ جہانگیر نے مسکراتے ہوئے کہا

ہاں وہ ابھی تو اپنی ماں کے پاس ہے۔۔ ابھی رات کو میں نے قرآن خوانی رکھی ہے دانین کے ہمارے گھر میں آنے کی خوشی میں۔۔

سلطانہ جہانگیر نے اپنے ہاتھوں میں پہنی ہوئی سونے کی آنگھو ٹھویوں کو گھمایا۔۔ گردن فخر سے بلند تھی

اچھا تیمور سے بات ہوئی کب تک پہنچ رہا ہے وہ۔۔ سلطانہ جہانگیر جیسے یاد آنے پر پوچھا

ہاں میری بات ہوئی ہے تیمور سے آج رات کو اسکی فلائیٹ ہے علی جہانگیر نے جلدی سے جواب دیا

ٹھیک ہے۔۔ اگر آج تم تینوں کا والد زندہ ہوتے تو بہت خوش ہوتے انھیں بڑی خوائش تھی پوتی کی خیر جو بھی ہے۔۔

تم دونوں بتاو۔۔ الیکشن کا کیا بنا۔

ی اماں سرکار کام کا آغاز کرلیا ہے۔۔ امید ہے سب کے سب وٹرز ہمارے حق میں ہوں گے۔

مجتبہٰ جہانگیر نے بات کا آغاز کیا

امید پر نہ بیٹھے رہو تم دونوں۔۔انکو خرید و جتنے پیسے مانگ رہے ہیں۔دو انکے منہ پر مارو لیکن الیکشن میں مجھے کوئی گڑبڑ نہیں چاہیے۔۔ٹھیک ہے اور کل معصود صاحب کو گھر بلواں میں خود بات کروں گی اس سے۔۔

جی اماں سرکار آپ جیسا چاہے۔۔ان دونوں نے احترام سے گردن جھکا دی

سلطانہ جہانگیر بٹ جس کا پورے گھر میں روب تھا کہا جاتا تھا بٹ ہاوس کا پتا پتا بھی۔۔ان کے خوف سے کانپ جاتا تھا۔کیسی میں ہمت نہیں ہوتی انکے سامنے بولنے کی۔

سلطانہ جہانگیر بٹ کے تین بیٹے تھے سب سے بڑے علی جہانگیر بٹ جسکے تین بیٹے تھے اسامہ علی بٹ دوسرے نمبر پر یاور علی بٹ اور تیسرے نمبر احمد علی بٹ

دوسرا بیٹا مجتبہ جہانگیر بٹ جسکے بھی تین بیٹے تھے رافع مجتبہ بٹ دوسرے نمبر شہریار مجتبہ بٹ اور تیسرے نمبر پر حنان مجتبہ بٹ۔۔

اور سب سے چھوٹا یعنی علی جہانگیر اور مجتبہ جہانگیر کا سب سے چھوٹا بھائی تھا تیمور جہانگیر بٹ جنکی صرف ایک بیٹی تھی جو آج انکے گھر میں ایک خوشیوں کا سماں لے کر آئی تھی سارے گھر کی جان۔۔

دانین تیمور بٹ جسکے باعث آج جہانگیر بٹ ہاوس۔۔خوشیوں سے مہک اٹھا تھا۔

چاچی رابئیل کیا میں گڑیا کے پاس بیٹھ سکتا ہوں رافع نے معصومیت سے کہا

رابیل نے مسکراتے ہوئے سر کو خم کیا۔۔

ہاں کیوں نہیں۔۔دانین دیکھو تمھارا رافع بھائی آیا ہے۔رابیل نے خوشی سے دانین کا ماتھا چوما

لیکن انکی آنکھوں میں ناجانے ایک بے بسی تھی آج انکے لیے اتنی خوشی کا دن تھا لیکن رابیل کا دل خوف میں مبتلا تھا۔رافع اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے رابیل کو دیکھ رہا تھا جو کبھی دانین کو گلے لگا کر رو دیتی ۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی شاید اس میں ابھی اتنی سمجھ نہیں تھی کہ وہ لوگوں کے چہرے پڑھ سکے

روتے ہوئے رابیل نے رافع کا ہاتھ پکڑیا

رافع۔۔

جی چاچی جان کہیے

وعدہ کرو تم اپنی گڑیا کا ایسے ساری زندگی ہاتھ تھامے رکھو گے کبھی اسے دکھ نہیں پہنچاوگے۔۔اور ہمیشہ ہر مشکل گھڑی میں اسکا ساتھ دوگے وعدہ کرو تم دانین کا دھیان اپنی جان سے زیادہ رکھو گے

وہ کم عمری رافع مجتبہ اپنی گول گول انکھوں سے رابیل کو دیکھ رہا تھا۔۔رابیل کی آواز ہلک میں اٹک رہی تھی جیسے درد سے انکی چیخیں نکل رہی ہوں

Urdu Novels Ghar

چاچی جان ا۔۔ آپ فکر مت کریں میں دانین کا ہاتھ کبھی نہیں چھوڑوں گا

آج اس ناسمجھ چھوٹی عمر کے بچے نے اپنی زندگی کا بہت بڑا فیصلہ کر لیا تھا۔۔

رابیل نے بے اختیار اسے گلے لگا لیا

دانین بی بی۔۔ رکیے کہاں جا رہی ہیں اماں سرکار نے منع کیا ہے باہر بہت دھوپ ہے

خدارا واپس آجائیں اماں سرکار بہت ناراض ہو گئ

ننگے پاوں تیز سے باہر چلتے ہوئے۔۔ وائیٹ شلوار قمیض میں ملبوث تھی بالوں کی سٹپ کٹینگ کی ہوئی جنہیں کھولا چھوڑا گیا تھا۔۔ تیخے نقوش بلکل اپنی ماں جیسے۔۔ کہ ہر کوئی دیکھ کر ایک دفعہ تو پلک جھپک نہ پاتا۔۔18 سالہ دانین غصے سے باہر لان میں جا رہی تھی

سارے گھر کے نوکر اسکے پیچھے تھے۔۔ سب کے خوف سے شرابور ہو رہے تھے اگر دانین تیمور کو ایک کانٹا بھی چبھا تو انکے ساتھ کیا ہو سکتا ہے

بی بی جی واپس آجائیں۔۔ ابھی ایک ملازم کہہ رہا تھا کہ پیچھے سے سلاطانہ نہ جہانگیر بٹ آتی ہوئی دیکھائی دی آج بھی انکا وہی روب تھا جو پہلے تھا شیرنی جیسی آنکھیں۔۔ پورے زیورات میں ملبوث وہ واقعی اس گھر کی اماں سرکار لگ رہی تھی

آپ سب جائیں۔۔میں دیکھتی ہوں سلطانہ جہانگیر نے جیسے کہا

سب سرونٹ پیچھے ہٹ گئے۔۔سلطانہ جہانگیر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی دانین کے جانب بڑی جو لان میں بیٹھی

دادی کی جان کیا ہوا ہے

دادی آج میں واقعی بہت برے والی ناراض ہوئی ہوں آج آپ کی بات نہیں مانوں گی۔۔دانین نے منہ بسورتے ہوئے کہا

اماں سرکار ہلکا سا مسکرادی

آپ کو کچھ ہو جائے گا اتنی دھوپ ہے باہر اور اوپر سے ننگے پاوں ہیں۔ چلیں آئیں اندر

نہیں دادی جان میں نہیں جاوں گی اور نہیں ہوتا کچھ مجھے آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں رافع بھائی اسلام آباد چلیں گئے ہیں آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا

بولیں میں نے جانا تھا انکے ساتھ میں نے اتنے پلینز بنائے تھے اور رافع بھائی انہوں نے میرے ساتھ چیٹنگ کی ہے وہ ایسے کیسے میرے بغیر جاسکتے

اسکی آنکھوں میں نمی چھا گئ

نہیں دادی جان ایسے نہیں روتے رافع بھائی کو ضروری کام تھا۔وہ صبح صبح چلے گئے تھے۔

اماں سرکار نے اسکی آنکھوں سے آنسو صاف کیے۔

مجھے نہیں پتا۔۔دادی جان میں نے جانا ہے اسلام آباد ہے مجھے بھیج دیے۔

ایسے کیسے تمھیں اکیلے بھیج دوں۔۔

تو پھر اسامہ بھائی یا رشہریار یا حنان۔۔کے ساتھ بھیج دئیں

اسنے جلدی سے کہا

نہیں بیٹا۔۔میں تمھیں نہیں جانے دوں گی۔۔اور ہاں احمد کی بات نہ کرنا

میں نہیں بھیج رہی تمھیں

یہ سنتے ہی اسنے مایوسی سے سر جھٹک دیا

منتہا بیٹا کب تک واپس آرہی ہو۔سلمہ بیگم نے فکرمندی سے کہا

امی آج رات تک واپس آجاؤں گی آج میٹینگ اٹینڈ کر کے فورا اسلام آباد سے نکل جاوں گی

منتہا نے یہ کہتے ہوئے فون بند کیا

اور ہوٹل کے روم کو لاک کیا۔۔اور باہر نکل آئی وہ صبیح قدو قامت کی مالک آنکھوں۔حیا کا پردہ اوندھا ہوا۔۔صاف رنگ لیکن اسکے چہرے پر ایک کشش تھی۔

جلدی جلدی سے قدم اٹھاتی ہوئی باہر نکلی اور ٹیکسی کو روکا۔

ٹیکسی ایک آفس کے پاس روکی۔۔ منتہا نے جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھولا اور باہر نکلی ٹیکسی والے کو پیسے دیے اور اندر بڑھ گئ

مسٹر ابرار راجپوت۔۔ اسنے ریسپشن پر ابھی یہی کہا تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی نے اسے جلدی سے کمرے میں جانے کا اشارہ کیا

تھینکس۔ اسنے ہلکی سی مسکراہٹ سے جواب دیا اور کمرے کی جانب بڑھی

اسلام و علیکم اسنے داخل ہوتے ہوئے ادب سے سلام لی

سب چیئرز پر براجمان تھے۔۔ سامنے چیئر پر بیٹھے ابرار راجپوت جو پورے سوٹ بوٹ میں تیار ہو کر بیٹھے تھے

و علیکم اسلام آیئے مس منتہا خاں ویلکم آدمی نے مسکرا کر جواب دیا

تھینک یوں۔۔ وہ ہچکچاتی ہوئی چیئر پر بیٹھی

ابھی ہم میٹنگ کا آغاز کرتے ہیں بس مسٹر رافع مجتبہ بٹ آ جائیں

جی جیسا بہتر سمجھے۔۔ اسنے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اپنی فاعلز نکلنے لگی

وہ پوری طرح تیار ہو کر آئی تھی اسے کیسی بھی حال میں یہ ڈیل اپنے ہاتھ می لینی تھی۔۔

لیکن انکے مخالف رافع مجتبہ بٹ کوئی عام چیز نہیں تھا اسکا شمار دنیا کے اچھے اچھے بزنس مینز میں ہوتا تھا ۔جسکے ساتھ کمپنیاں کام کرنا اپنا خواب سمجھتی تھی لیکن اسے اپنے اوپر پورا اعتماد تھا کہ وہ رافع بٹ کو مات دے سکتی ہے

دروازہ جیسے کھلا ایک دم فضا میں خوشبو پھیل گئ پورا کمرہ خوشبو سے تر ہو گیا وہ اندر داخل ہوا تھا سب کی نظریں اس پر تھی۔۔ جیسے اسکی خوبصورتی کے چرچے تھے وہ واقع اصل میں بھی اتنا ہی ڈیشنگ اور ہینڈسم تھا۔وائیٹ شرٹ کے اوپر ڈارک بلیو کلر کا پینٹ کورٹ میں ملبوث ہاتھوں میں بندھی ہوئی سونے کی گھڑی اور آنکھوں پر کالے چشمے کا پہرا تھا وہ منتہا کے اگے والی سائیڈ پر بیٹھا تھا رافع مجتبہ بٹ نے اپنی آنکھوں سے چشمے کا پہرا ہٹایا اور ایک نظر سرسری سے منتہا خاں کی طرف دیکھا اور مسکرا دیا

تو مسٹر ابرار راجپوت آغاز کرتے ہیں۔۔ آواز میں ایک روب دار گہرائی تھی انکھوں میں ایک الگ ہی تاثیر تھی۔

جی جی ضرور۔۔ ابرار راجپوت نے ہنستے ہوئے کہا

لیڈیز فرسٹ رافع نے جیسے کہا وہ یک دم بیدار ہوئی ابھی کچھ منٹ پہلے وہ اتنے اعتماد میں تھی اور اب پتا نہیں اسے کیا ہو گیا تھا

اوکے جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہماری ڈائیزنر کمپنی نے جب اپنے کام کا اغاز کیا تھا تب یہ ایک چھوٹے سے کمرے پر مشتمل تھی لیکن وہ کہتے ہیں ناں محنت اور لگن سے کام کرنے والوں کے ساتھ اللہ ہو تا ہے

۔ہماری محنت کا ہمیں صلہ ضرور ملتاہے اور اس میں کوئی شک نہیں امین ڈائیزنر کمپنی نے نہ صرف ترقی کی بلکے اپنے کام میں بھی اعلی ثابت ہوئی

وہ بڑی غور سے اسکی بات سن رہا تھا اور ساتھ ہنس رہا تھا منہ پر رکھا ہوا ہاتھ ۔۔وہ اسکی مسکراہٹ کو اسکی انکھوں سے دیکھ سکتی تھی لیکن ابھی یہ وقت اس سے یہ سب پوچھنے کا نہیں تھا کہ وہ کیوں ہنس رہا ہے اسے کیسی بھی طرح وہ ڈیل لینی تھی

اور آج ہماری کمپنی میں کام کرنے والا ہر ورکر سنئیر ہے اور کام کی کارگری سے بخوبی واقف ہیں۔اور اگر آپ ہماری کمپنی کے ساتھ تعاون کریں گے تو ایم شئور آپ کو اس میں بہت منافع ہو گا اور آپ کا سامان کا ڈئیزئینز ساری کمپنیوں سے پیور ہوں گے جس میں کوئی کھوٹ نہیں ہو گا لکڑی کا اچھا استعمال کیا جائے گا اور دوسری کمپنیز میں یہ بات نہیں ہیں وہ کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں لکن آپ فکر نہ کریں ہماری کمپنی کے ساتھ آپ کو کوئی نقصان نہیں اٹھانا پڑے گا۔۔

اب میں بولوں۔۔۔اسکے ماتھے پر غصے کے بل تھے۔۔رافع نے ایک نظر اپنے فون کو دیکھا جس میں دانین کی کال آرہی تھی۔۔اسنے ناچاہتے ہوئے کال کاٹی اور پھر سے کام کی طرف متوجہ ہوا

میڈم نے کہانی بہت اچھی سنائی ہمیں محنت کا اجر تک ساری اپنی دکھری داستان سنائی سب کچھ اچھا جا رہا تھا

لیکن آختتام پر آپ نے جو باتیں کی وہ سر اسر۔۔نازیب اور بے بنیاد ہیں۔

جہانگیر کمپنی۔میں اسکے بارے میں کیسی قسم کی وضاحت نہیں کروں گا اور نہ ہی میں اپنی کمپنی کی حمایت

میں کوئی بی کہانی باندھوں گا۔

اسنے طنز مسکراتے ہوئے۔۔ایک نظر منتہا کو دیکھا

جو بڑے غصے سے اسے دیکھ رہی تھی

اس لیے آپ یہ فاعل پکڑے اور اسکو پڑھنے کے بعد مجھے امید ہے آپ جہانگیر کمپنی کے ساتھ ڈیل

کریں گے۔۔رافع نے بڑے سکون سے فاعل پکڑائی

منتہا کی فکر مندی میں اور اضافہ ہوا

پلیز زرا جلدی کریں مجھے کیسی ضروری کام سے جانا ہیں۔

رافع نے فون پر دیکھتے ہوئے کہا پھر دانین کی کال کو کٹ کیا آج پہلی دفعہ وہ اسکی کال نہیں اٹھا رہا تھا

congratulations mister rafay mujtbaa butt

اج سے ہماری کمپنی کی ساری ڈیلز جہانگیر کمپنی کے ساتھ ہو گی

اسے ایک دم سے جھٹکا لگا۔ انکھیں کھولی کی کھولی کیا تھا اس فاعل میں جو پڑھتے ہی ابرار راجپوت نے ساری ڈیلز بنا سوچے سمجھے ہی جہانگیر کمپنی کو دے دی

مگر سر۔۔ آپ یہ کیسے کر سکتے ہیں

اسکے الفاظ ابھی زیر لب پر تھے جب رافع چئیر سے اٹھا

ویلکم ٹو آوور کمپنی۔ اور اپنی فاعل پڑے روم سے نکل گیا

سر ابرار میری بات تو سنیں۔۔

سوری مس منتہا۔۔ ابرار راجپوت نے کہا اور وہاں سے چل دیا

وہ ابھی بھی شوک میں تھی کہ ایسا کیا ہوا تھا کہ فاعل کو پڑھتے ہی ابرار راجپوت نے اتنا بڑا فیصلہ ایک دم سے کر دیا

میں ابھی آ رہا ہوں دادی جان۔۔ دانین کو کہے کہ روئے مت اسنے جلدی سے اپنے کورٹ کے بٹن کھولے۔ اور آہل کو کال ملائی

اسلام علیکم بھائی۔۔

وعلیکم اسلام اہل جلدی سے گھر پہنچو۔۔ رافع نے فکر مندی سے کہا

کیوں کیا ہوا ہے بھائی سب کچھ خیریت ہے۔۔ اہل نے جلدی سے کہا

نہیں۔۔ جلدی جاو۔۔ گھر اور دانین کو دیکھو اور اسے بتاو کہ میں ابھی نکل رہا ہوں ابھی 2 تین گھنٹے میں آجاتا ہوں مجھے معلوم ہے میرے بعد صرف تم ہوں جسکی بات وہ مانتی ہے جلدی کرو۔۔اسکی آنکھوں میں انسو نہ آئے تمھیں پتا ہے ناں میں اسے روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا

وہ ابھی گاڑی میں بیٹھنے لگا تھا کہ پیچھے سے کیسی نے اسے روکا

کتنے پیسے دیے ہیں آپ نے ابرار راجپوت کو۔ مسٹر رافع بٹ

منتہا اسکے سامنے کھڑی تھی آنکھوں میں غصے کا طیش تھا

mind your language

کیا کہہ رہی آپ

وہی جو آپ سن رہے ہیں۔کتنے میں لی ڈیلز بولیں او اچھا میں سمجھ گئ آپ جیسے رئیسوں کے لیے یہ کونسا مشکل کام ہے۔پیسے کو سلام کیسی کو بھی خرید لیتے ہیں یہ تو پھر ڈیلز تھی۔کیوں صیح کہا نہ میں نے۔۔

اپنی لمٹ رہو بی بی۔۔ جس بات کا علم نہ ہو بلا وجہ سے خود سے اندازے مت لگاو پیچھے ہٹو۔۔رافع نے اتنے غصے میں کہا کہ وہ پوری طرح کانپ گئی تھی

کیوں اب سچائی سننے کی ہمت نہیں ہے۔۔ بولیں۔۔

اپنی بکواس بند کرو۔۔ٹھیک ہے میں نے کوئی رشوت نہیں دی میں کیسی دو ٹکے افس کا ائمپلاے نہیں ہوں جیسے اب تک ڈیلز کو ہینڈل نہیں کرنا آتا

ابھی تم بہت چھوٹی ہو۔۔کچی عمر ہے تمھاری ابھی یہ ں بزنس تمھارے بس کی بات نہیں ہے۔۔سن لیا تم نے۔

جاو۔۔جا کر ہوئی اور کام کرو یہ کام نہیں ہو گا تم سے

یہی جاننا چاہتی ہو نہ کہ اس فاعل میں کیا تھا۔تو سن لو تم بھی اس فاعل میں

ابرار راجپوت کے کالے دھندے کے ثبوت ہیں۔جو وہ اب تک بزنس میں کر چکا ہے۔۔ارے تم جیسے انصاف والے اور سیدھے سادھے ایمپلایز۔کے بس میں نہیں ہے ابرار راجپوت جیسے انسانوں کے ساتھ ڈیلز کرنا

اس۔۔۔اس کو استعمال کرنا پڑتا ہے۔مجھے پتا تھا وہ کبھی بھی میرے ساتھ ڈیل نہیں کرے گا وہ تم جیسے چھوٹے کمپنیز کے ایمپلایز کے ساتھ ڈیل کر کے تمھاری کمپنی کو بس صرف اپنے فائدے کے لیے استعمال کرے گا۔۔اور جب اپنا کام ہو جائے تو سب کچھ برباد کر دے گا

اور تم۔۔

ہہاہاہہاہاہا۔رافع مجتبہ بٹ کا قہقا پورے فضا میں گونجا تھا

آپ کیسے اپنی کمپنی می سچائی کی کہانی سنا رہی تھی ں بزنس میں ایسا نہیں ہو تا بی بی۔۔

یہاں پر۔۔ بیے چیے پر۔ رشوت میں ڈوبا کوا انسان ہے

۔ جنہیں میں اسطرح ڈیل کر تا ہوں نہ کے پیسے دے کر۔۔ رافع نے کہا

اور گاڑی میں بیٹھ گیا

وہ بلکل لاجواب ہو گئ تھی اسکے پاس کچھ بولنے کو بچا ہی نہیں تھا

سارے الفاظ جیسے سن پڑ گئے تھے وہ واقعی ایم کامیاب بزنس مین تھا اسے کوئی مات نہیں دے سکتا۔

اہل جیسے کمرے میں داخل ہوا۔۔ وہ وہی رک گیا

وہ گھٹنوں میں منہ ٹھونسے بیڈ پر بیٹھی تھی۔

دانین۔۔ ابھی اہل کچھ کہتا

وہ فورا سے بولی۔

بس کر دو اہل مجھے پتا ہے تمھیں بھائی نے ہی بھیجا ہے میرے پاس۔ لیکن میں نہیں مانوں گی

تمھیں بھی پتا تھا ناں وہ جا رہے ہیں لیکن تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا بولو

وہ غصے سے بولی تھی

دانین یار دیکھو رافع کو واقعی ایک بہت ضروری کام ہے۔۔وہ اسلیے تمھیں ساتھ نہیں لے کر گیا لیکن وہ ابھی ایک دو گھنٹے تک آ جاتا ہے۔۔پلیز تم رو نہ

وہ 21 سالہ نوجوان تھا چہرے پر معصومیت انکھوں میں حیا تھا رنگ صاف۔۔اور قد و قامت سے صیح تھا۔نارمل قد گرے کلے کی شرٹ جسکی ائستینں کہنیوں سے اوپر کی ہوئی اور بلیک پینٹ میں ملبوث وہ ہمیشہ سے ہی اچھا لگتا تھا

وہ دانین کے ساتھ بیٹھا تھا

اچھا اب بس بھی کر دو۔۔دیکھو

اگر اب تم روئی نہ۔۔تو مجھ سے برا نہیں ہو گا

&

کیپٹن یاور علی بٹ۔۔آپ کو جنزل زمان سید کا آڈر ہے۔۔

یہ سنتے ہی۔۔

اسنے اپنا رخ بدلا

یاور علی بٹ نے اپنا رخ بدلا

اوکے تم جاو میں آتا ہوں

یاور نے کہا اور آفس کی طرف بڑھا

مے آئی کم این سر۔

کم این آو یاور جنرل زمان سید کے کے لہجے میں شائستگی تھی

بیٹھو۔۔اشارہ کرتے ہی یاور نے چیئر کھینچ کے بیٹھ گیا

پوسٹنگ ہو رہی ہے لاہور وہاں کوئی جلسے کا معاملہ ہے تو اسکی پروٹیکشن کے لیے تمھیں ایک ٹیم کے ساتھ بھیجا جائے گا مجھے یقین ہے تم اچھی طرح سب کنڑول کر لوگے دھیان رہے خطرہ بھی ہو سکتا ہے اگر کوئی بھی پروبلم ہوئی تو لینڈلائینزان کر دی گئ ہیں۔۔وہاں کوئی سیاسی ہستیاں بھی آئیں گی انکی پروٹیکشن کے لیے بھی آپ سب کو وہاں جانا پڑے گا میرے خیال سے دو تین دن میکسیم لگے گے۔آپ لوگ ایک دن اضافی رہو گے۔وہاں سب کچھ چکینگ کے بعد پیچھے سے آڈر آجائیں گے تو پھر واپس بھلالیا جائے گا کل صبح سورج نکلتے ہی تیار ہوں جائیں میں نے ٹیم سلیکشن کی ہے وہ سب آپ کے ہمراہ ہوں گے۔بہت ہی شائستگی سے جنرل زمان سید نے سمجھایا تھا

یاور نے مسکراتے ہوئے اثابات میں سر ہلایا۔۔اور اجازت لے کر باہر کمرے سے بڑھا

یاور تمھارا فون تب سے بج رہا ہے۔۔ اریش نے اسکا فون ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا

اسلام وعلیکم امی جان۔۔

آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی جیسے سبین علی نے اپنے بیٹے کی آواز سنی

وعلیکم اسلام امی کی جان کیسے ہو بیٹا۔

میں بلکل ٹھیک آپ سنائیں۔۔ مسکرا کے اپنے کمرے کی طرف بڑھا رہا تھا

میں بھی ٹھیک ہوں بیٹا اب تم بتاو کب آرہے ہو اسامہ کی شادی پر تو آوگے ناں

سبین نے یاد دہانی کروائی۔

جی امی جان ضرور آوں گا۔۔ آخر اسامہ مان کیسے گیا شادی کرنے پر

وہ تھوڑا سا کھکھلا کے ہنسا تھا۔۔

کہ اچانک اسنے دروازے کے عقب سے پیچھے مڑ کر دیکھا یوں احساس ہوا جیسے اسے کوئی دیکھ رہا تھا

۔۔لیکن وہاں کوئی نہیں تھا

بس تمھارے بابا اور مجتبہ بھائی اور سب سے بڑھ کد تیمور بھائی نے منا لیا۔۔ سبین نے شکر ادا کرتے کہا

گھر والے کیسے ہیں اور وہ گھر کی لاڈلی دانین بٹ کیسی ہیں وہ ابھی بھی اسکے ناز نکھرے اٹھائے جاتے ہیں

اور رافع۔ وہ تو مجھے پاگل لگتا ہے ایسے اسکی بات پوری کرتا ہے۔۔ یاور نے ہنس کر کہا۔

وہ شروع سے ایسا ہی تھا سارے گھر والے سب دانین کے ساتھ بہت کرتے تھے لیکن وہ اتنا زیادہ اسکے

ساتھ اٹیچ نہیں تھا اور یہ بات ہر کوئی جانتا تھا دانین بھی بہت کم اسے بھلاتی تھی۔

اسکے بعد وہ فوج میں چلا گیا پھر تو کبھی کبھار میل جول اور بات ہوتی تھی۔

ہاں جی۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے دانین بی بی کے نکھرے اٹھائے نہ جائیں مجھے حیرانگی ہوتی ہے اتنی بڑی ہو چکی ہے۔۔ اب تھوڑا تو اماں سرکار کو اس پر پابندی لگانی چاہیے ایسے سارا گھر اسکے آس پاس ہوتا ہے زرا سا کچھ ہو جائے میڈم کو تو پورا گھر کو سر پر اٹھا لیتی ہے اوپر سے شہانہ کا پاگل بیٹا رافع پتا نہیں وہ تو ایسے جان چھڑکتا ہے اس پر۔۔ اپنی اتنی ایمپورٹنٹ میٹنگ چھوڑ کر آرہا ہے کس لیے صرف دانین بی بی کے لیے ماں نہیں رہی تو۔۔ اب سر ہر چڑھ جائے گی مانتے ہی لاڈلی ہے ہمارے خاندان میں پہلی لڑکی ہے لیکن انسان میں تھوڑی تو عقل ہونی چاہیے

اور اپنے بھائیوں کو ہی دیکھ لو جان چھڑکتے ہیں اس پر۔۔

سبین نے جیسے سارے دن کی بھڑاس نکالی تھی۔۔ اور اسنے یہ کہتے ہوئے فون بند کیا

وہ غصے سے کمرے میں بیٹھی تھی جب کمرے کا دروازہ کھولا

رافع مجتبٰی کمرے کے اندر داخل ہوا تھا۔۔ اب اسنے بلیو کورٹ اتار دیا تھا شرٹ کی آستین کمپنیوں تک کی ہوئی۔۔

دانین نے دیکھتے ہی منہ موڑ لیا۔

رافع ہلکا سا مسکرایا۔۔اور اسکے قریب آکر بیڈ پر بیٹھ گیا

جہاں کچھ دیر پہلے اہل بیٹھا تھا جو کہ اب گھر جا چکا تھا اہل کے آنے کی وجہ سے غصے میں شدت کم ہو گئ تھی

کیا ہوا ہے گڑیا؟ لگتا ہے میری گڑیا ناراض لگ رہی ہے

مت کہے مجھے گڑیا۔۔ابیں بڑھی ہو چکی ہوں اسنے غصے سے منہ کو پرے کرتے ہوئے کہا

اچھا مجھے تو میری گڑیا ابھی بھی چھوٹی سی گڑیا لگتی ہے جسکو میں نے بچپنیں اپنے ساتھ کھلایا ہے۔اپنے سینے پر سلایا ہے

بھائی آپ اب ایموشنل بلیک میل مت کریں میں نہیں قائل ہونے والی۔۔

ہاہاہا اچھا نہ سوری مجھے واقعی جلدی میں نکلنا پڑا تھا۔۔دیکھو مجھے اتنی بھوک لگی ہے ابھی تک کچھ نہیں کھایا چلو کھانا کھانے چلتے ہیں

رافع نے اسکا چہرہ اپنی طرف کیا۔

وہ کچھ دیر چہرہ جھکائے بیٹھی رہی پھر اچانک رافع کے گلے لگ گئ

بھائی۔۔وعدہ کریں آئیندہ سے آپ جہاں جائیں گے دانین کو ساتھ لے کر جائیں گے

ہاں ضرور میری گڑیا میرے ساتھ ہی ہو گی

اگر آپ دونوں بھائی بہن کا جھگڑا سولو ہو گیا ہو تو کھانا کھانے چلیں قسم سے پیٹ میں چوئے دوڑ رہے ہیں

احمد علی بٹ نے ہنستے ہوئے کہا جسکے ساتھ اسامہ۔شہریار۔حنان کھڑے تھے

یہ گدھے ساتھ ساتھ ہی ہوتے ہیں دانین نے احمد کو دیکھتے ہوئے کہا

اورہاں تم ہماری چھوٹی سی گدھی۔۔۔ بھی ساتھ ہوتی ہے۔احمد نے جیسے کہا

دانین بے اختیار اسکے پیچھے بھاگی

آج تو نہیں بچے گا احمد کے بچے۔۔ آج تو میں بدلہ لے کر چھوڑوں گی۔بتاتی ہوں بھائی رافع کو تمھارے یونیورسٹی کے کارنامے

یہ سنتے ہی حنان اسامہ۔شہریار اور رافع کے قہقے بلند ہوئے۔کیونکہ پورے گھر میں احمد اور دانین کا جھگڑا مشہور تھا

وہ سب تیار ہو کر گراج میں آرہے تھے۔

دانین ابھی گاڑی میں بیٹھتی۔۔اسامہ نے اسے آواز دی

ادھر او دانین میری گاڑی میں بیٹھو

ان سب نے ایک جیسی وائیٹ شرٹس پہنی ہوئی تھی جسکی بیک پر

لکھا ہوا تھا butt family

تمھارے ساتھ۔۔چلو ٹھیک ہے وہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھی کہ پیچھے سے شہریار نے اسکا ہاتھ پکڑا

دانین اس دفعہ میرے ساتھ تمھاری بیٹھنے کی باری ہے یاد نہیں اسامہ کے ساتھ پچھلے ویک تم بیٹھ گئ تھی

آج میری باری ہے

نہیں دانین میرے ساتھ بیٹھے گی۔۔احمد دوسری طرف سے نکل کر آیا

اور رافع اندر اماں سرکار سے اجازت لینے گیا تھا

دانی میری سوہنی سی بہن حنان بھائی کے ساتھ بیٹھے گی۔۔

وہ کھڑی بس ان سب کو دیکھ رہی تھی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے

اچھا۔۔ایک کام کرتے ہیں۔ہم سب ایک ہی گاڑی میں جاتے ہیں ایسے جھگڑا ابھی نہیں ہو گا۔

اور گاڑی میں چلاوں گی جیسے دانین نے کہا

سب نے چونک کر اسکی طرف دیکھا

کیا ہوا ہے۔۔ایسا کیا کہہ دیا ہے میں نے۔دانین نے لاپرواہی سے کہا

میں نے اتنی جلدی نہیں مرنا دانین۔احمد نے ہنستے ہوئے کہا

اور میں نے بھی ابھی اوپر نہیں جانا۔حنان نے بھی گفتگو میں حصہ لیا

اسامہ بھائی۔۔۔آپ تو میری حمایت میں ہیں اسنے بڑی امید سے اسامہ کی طرف دیکھا

جو چپ کر کے کھڑا تھا

م۔۔۔میں۔۔دانین میری توشادی ہونی ہے۔۔جیسے اسامہ نے کہاشہریار حنان اور احمد نے بے اختیار قہقہالگایا

صیح ہے نہ جاو۔۔میں رافع بھائی سے اجازت لیتی ہوں دیکھنا گاڑی تو آج میں ہی چلاوں گی۔

اسنے منہ بناتے ہوئے کہا کہ اسی ثناء کے دوران رافع باہر آیا

سب کو باہر کھڑا دیکھ کر اسنے کہا

کیا ہوا ہے گاڑی میں کیوں نہیں بیٹھے۔

بھائی وہ۔۔دانین کہہ رہی ہے وہ آج ڈرائیونگ کرے گی احمد نے لقمہ دیتے ہوئے کہا

ہاں۔۔رافع بھائی۔۔پلیز مان جائیں آئی پرومیس میں بلکل بھی تیز نہیں چلاوں گی

گڑیا میں آپ کو گاڑی نہیں چلانے دوں گا۔میں نہیں چاہتا تمھیں ایک خراچ بھی آئے کیونکہ اگر تمھیں کچھ ہوا تو اماں سرکار۔۔۔نے ہمیں نہیں چھوڑنا

مجھے ان سب گدھوں کی پرواہ نہیں ہے لیکن تمھاری ہے ہمارے گھر میں صرف ایک ہی گڑیا ہے۔۔

کیوں۔۔اسامہ صیح کہا نہ میں نے۔۔

جیسے رافع نے کہاوہ سب آگے بڑھے۔۔اور دانین کے گلے لگ گئے

دانین۔۔تم ہمارے گھر کی رونق ہو۔۔

ان سب کا آپس میں بے حد لگاو تھا۔۔دانین انکی خوشی تھی اپنی ہر خوشی اس پر قربان کر دیتے اور ان سب سے آگے رافع مجتبہ تھا

وہ سب ریسٹورنٹ میں داخل ہوئے ریسٹورنٹ مینجر نے انھیں دیکھتے ہی جلدی سے بھاگتا ہوا انکے قریب آیا

اسلام علیکم سر

ویلکم ٹو آور ریسٹورنٹ بٹ فیملی۔۔جیسے مینجر نے کہا وہ سب مسکرا دیے

اور آگے بڑھ گئے۔۔دانین بے چینی میں تھی ایسا جیسے وہ رافع سے کچھ کہنا چاہ رہی ہو پر ہمت نہیں پڑھ رہی تھی

آخر کار اسنے ہمت کر کے۔رافع کو مخاطب کیا

بھائی و۔۔۔وہ م۔۔میں کہہ رہی تھی آپ مہر کو بھی بھلالیں بیت دن ہوئے ہیں اس سے بات نہیں ہوئی اہل کو کہیے وہ اسے ساتھ لے آتا ہے

یہ الفاظ جب احمد کے کان میں پڑے۔۔وہ جھٹ سے رافع اور دانین کی طرف مڑا جو بیٹھنے کیے کرسی کھینچ رہے تھے

ہاں۔۔ہاں بھائی صیح کہہ رہی ہے دانین۔۔ چلو اس بہانے مہر سے مل لوں گا

باقی آدھی بات اسنے دل میں کہی

یہ سنتے ہی۔۔دانین نے احمد کے بازو کو ہلکا سا تھپتھپایا

گدھے وہ کبھی تمھیں ہاں نہیں کرے گی۔۔

بد دعانہ دو کالی زبان والی۔۔احمد نے دانت پینچتے ہوئے کہا

دانین بے اختیار ہنس دی

ہاں میں نے پہلے ہی کال کر دی تھی اہل کو کہ وہ مہر کو لے کر آجائے

آخر وہ بھی ہماری فیملی کا حصہ کیا ہوا اگر انکے پاپا ہماری کمپنی میں کام کرتے تھے لیکن میں نے ہمیشہ اسے اپنا ہی سمجھا ہے

یہ سنتے ہی دانین کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئ۔۔

بس اسکے انتظار میں تھی

مہر تیار ہو گئ۔۔ جلدی کرو۔ورنہ لیٹ ہو جائیں گے سب انتظار کر رہے ہیں

اہل وائیٹ شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوث تھا کف کو کہنیوں تک کیا

اور مہر کے کمرے میں کھڑا اسے کہہ رہا تھا

ارے واہ وائیٹ۔۔پتا تھا جناب کس کی پسند کا پہن رہیں ٹھیک سمجھ گئے۔۔ہم بھی

مہر نے اپنا رخ بدلا بلیک لمبی میکسی میں ملبوث مہر بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی آنکھوں میں لگے گرین لینز اسکے چہرے کو اور نکھار رہے تھے رنگ صاف۔۔اسنے اب عینک اتار دی تھی اب نظر والے ہی لینز لگاتی تھی

فیوچر ڈاکٹر صاحبہ آپ اب بڑی باتیں کرنا شروع ہو گئ ہیں۔

اہل نے کمرے سے نکلتے ہوئے کہا مہر پیچھے نکل آئی

یہ میں نہیں آپ کی مسکراہٹ جو دانین تیمور بٹ کو دیکھتے ہی ہونٹوں پہ آجاتی ہے۔۔اسکی پسند کی ڈریسنگ۔آنکھوں میں ڈھیر سارا پیار

افف میرا بھائی

مہر۔۔مہر چپ کر جاو یار مار کھاو گی۔۔ایسا کچھ نہیں ہے

کیا کہا مہر گاڑی کے قریب رکی

ایسا کچھ نہیں ہے۔وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی

آپ کو کیسے پتا وہ آپ کو پسند نہیں کرتی

بس مجھے لگتا ہے۔۔اہل نے افسردگی سے کہا وہ بہت پیاری ہے اور لاڈو میں پالی گئ ہے دانین وہ کہاں مجھ جیسے کو پسند کرے گی

اہل یہ کہتے ہوئے گاڑی میں بیٹھا

مہر نے جلدی سے دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گئ

کیوں کیا ہوا ہے آپ کی شکل کو اتنا پیارا تو ہے میرا بھائی کوئی کمی نہیں ہے آپ میں ہاں میں جانتی ہوں دانین تیمور بٹ بہت ہی نازک اور لاڈو میں پالی گئ ہے لیکن آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسے آپ سے محبت نہیں ہو سکتی کیا پتا وہ آپ کو پسند کرتی ہو

تم چپ کر جاو مہر لیٹ ہو رہا ہے۔۔اسنے بات کو نظر انداز کیا اور گاڑی سٹارٹ ہی

سبین علی بٹ اور شاہانہ مجتبہ بٹ دونوں ہی اماں سرکار کے سامنے صوفہ پر بیٹھی تھی اور ساتھ ہی پہلوں میں علی جہانگیر بٹ ام

مجتبہ جہانگیر بٹ اور تیمور علی بٹ بیٹھا تھا

جی اماں سرکار آپ جیسے چاہے ویسے ہو گا داود بٹ سے کہہ دوں گا کہ بارات دھوم دھام سے آئے گی اور انھیں کوئی اعتراض نہیں ہے آخر وہ بھی اچھے گھرانے کے ہیں

ہاں علی لیکن آپ پھر بھی انہیں ایک دفعہ اطلاع کے لیے بتادیں

جی اماں سرکار جیسے آپ کا حکم بڑی شائستگی سے جواب دیا

دانین کے لیے میں نے خاص ڈائزنر کی بات کی تھی آخر اسامہ کی بہن ہے اسکا روب ہونا چاہیے پوری

شادی میں لیکن میں نے رافع کو کہہ دیا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ وہ سب سنبھال لے گا

اماں سرکار نے جیسے کہا سبین نے منہ میں کچھ بڑبڑایا چہرے کے تاثرات بدلے

لیکن ساتھ بیٹھی شہانہ نے خوش دلی سے کہا۔

ہاں ہاں کیوں نہیں وہ اس گھر کی گڑیا ہے اور اگر رافع ہے تو پھر آپ بات ہی چھوڑ دیجیے۔۔

اماں سرکار اور سب مسکرادیے۔

تھی نہ اماں سرکار جیسے یاد آیا تھا appointment تیمور تمھاری آج ڈاکٹر کے لیے

جی اماں سرکار آج پھر چیک اپ کروانا۔ہے دل کا مرض ہے مجھے لگتا ہے مشکل سے ہی ٹھیک ہو گا

جیسے تیمور نے کہا اماں سرکار فورا بولی

خدا نہ کرے ایسی باتیں مت کہو انشاللہ سب ٹھیک ہ جائے گا

تمھیں ہمیشہ اپنی بیٹی کے لیے رہنا ہے۔

تیمور بے بسی سے مسکرادیا۔۔ماضی کی جھلک یک دم سامنے آ گئ

میں نے آپ سے بات کرنی ہے مس رابیل۔۔؟

آپ کیا چاہتے ہیں کیوں پوری یونیورسٹی میں میرا تماشہ بنا رہے ہیں ہر روز چوروں کی طرح پیچھے پیچھے کیا چاہتے ہیں آپ

تیکھے نقوش سفید رنگ اور سفید ہی لباس میں ملبوث تھی رابیل جیسے کوئی دیکھتا تو دیکھتا ہی رہ جاتا

میں۔۔میں تو آپ کو چاہتا ہوں۔۔25 سالہ تیمور جہانگیر نے اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ٹھونستے ہوئے کہا

انتہائی بے شرم ہے آپ۔۔

ہائے۔۔آپ کے لیے ہم بے شرم بننے کو تیار ہیں۔۔جہانگیر نے مسکرا کر اسے دیکھا

لیکن وہ بنا جواب دیے پلٹ گئ۔

تیمور کہاں کھو گئے ہو۔۔اماں سرکار نے جیسے اسے آواز دی یک دم ماضی کی جھلک پانی کی طرح جھٹک گئ

اور موجودہ حال میں لے آئی

وہ وہی صوفہ پر بیٹھا تھا۔وقت سب کچھ بدل دیتا ہے

&

ڈیل نہیں ہوئی کرن نے دودھ منتہا کو پکڑا دیا

کچھ نہ پوچھیں آپی۔ قسم سے لوگ کتنے مکار ہوتے ہیں کیسے چالوں سے سب لوگوں کو اپنی طرف کر لیتے ہیں

ہوا کیا ہے بتاو توصیح۔۔ کرن اسکے پہلوں میں بیٹھ گئ

میں نے آپ کو بتایا تھاناں۔۔ کہ میرے مخالف میں جہانگیر کمپنی کے کو اونر رافع مجتبہ بٹ ہے۔

ہاں بتایا تھا۔ پھر؟

پھر یہ کے اس بے ایمان شخص نے بڑی ہی تیزی سے۔۔ سارا مدعا اپنی طرف کیا اس ابرار راجپوت کو خرید لیا۔ اور مجھے کہتا ہے اس فاعل میں اسکے کالے دھندوں کے ثبوت تھے آیا بڑا پاک صاف۔۔ خود بھی تو کالے دھندے میں ڈوبا ہو گا۔

بس کر دو منتہا کیا پتا واقعی اس فاعل میں۔۔ اس ثبوت ہوں

نہیں آپی آپ اس بندے کو نہیں جانتی میں جانتی ہوں۔۔ آیا بڑا مجھے کہنے والا بزنس چھوڑ دو۔ کیوں چھوڑوں میں کیا یہی ایک رہ گیا ذہین انسان۔

اچھا چاھا غصہ چھوڑو اور سو جاو کرن نے موضوع بدلا

اچھا۔ آپی نعمان ابھی تک نہیں آیا گھر منتہا نے جیسے پوچھا

نہیں تمھیں توپتا ہے اسکے دوستوں کا ساری ساری رات انہی کے ساتھ اسی وجہ سے روز روز ابا کا جھگڑا ہوتا ہے امی سے

کرن نے افسردگی سے کہا

جیسے اہل ریسٹورینٹ میں داخل ہوا۔۔ دانین بے اختیار مسکرادی

وہ وائیٹ شرٹ میں ملبوث تھا جو دانین نے اہل کو گفٹ کی تھی اسے یہ شرٹ میں دیکھ کر وہ بہت زیادہ خوش تھی جو بھی ہو وہ اسے ہمیشہ ہی ہر ڈرس میں اچھا لگتا تھا نارمل قدو قامت وجہیہ نقوش آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک تھی جو ہر ایک سامنے احترام سے جھک جاتی اہل نیازی ایسی شخصیت کا مالک تھا کہ کوئی بھی اس سے نفرت نہیں کر سکتا تھا کوئی بھی نہیں اسکی مسکراہٹ جو اسکے چہرے کو اور زیادہ پر کشش بنا دیتی اسلیے دانین بٹ اسکی محبت میں گرفتار ہو گئ تھی

وہ سامنے سے چلتا ہوا نظر آرہا تھا اسکے ساتھ چلتی مہر نیازی بھی کچھ کم نہیں لگ رہی تھی وہ دونوں بہن بھائی کچھ ایسے ہی تھے انکی تربیت ایسی کی گئ تھی کہ سارے لوگ انکی تعریف کیے بغیر نہ رہ پاتے اہل نیازی کے والد نیازی عمر جہانگیر کمپنی کہ بہت سنئیر ایمپلائے تھے انہوں نے اس کمپنی کے ساتھ پوری

ایمان داری کے ساتھ کام کیا یہی وجہ تھی کہ انکے نام کو آج بھی جہانگیر کمپنی سراہتی تھی سب جانتے تھے کہ نیازی عمر ایسا بندہ تھا جو رشوت سے صاف آدمی تھا

لیکن دل کا انکی وفات کا باعث بن گیا اس دن کے بعد اہل نیازی نے اپنے باپ کی سیٹ کو جہانگیر کمپنی میں برقرار رکھا وہ یونیورسٹی میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ رافع مجتبہ بٹ کے ساتھ آفس میں ہوتا تھا رافع کا لگاو اہل سے اس قدر ہو چکا تھا کہ وہ اسے اپنے گھر کا ہی فرد مانتا تھا چھوٹے اپنے بھائیوں جیسے پیار کرتا ایک اچھے دوست کی حثیت سے اسکے سامنے پیش آتا

اسلام و علیکم اہل نے قریب جاتے سلام لی

وعلیکم اسلام آوں بیٹھو تم دونوں کا ہی انتظار ہو رہا تھا رافع نے خوش دلی سے ان دونوں کو کہا

ہاں۔۔بہت بے صبری سے انتظار کر رہے تھے ہم سب احمد نے ایک نظر مہر کو دیکھا تھا

کہ کب آپ دونوں آئیں اور ہم آڈر کریں حنان نے جیسے کہا وہ سب ہنس دیے

مہر دانین کے ساتھ بیٹھی تھی۔

کیسی ہو مہر؟

" میں اللہ کا شکر تم سناو کہاں رہتی ہو کبھی کال ہی نہیں کی"

یار بس اب یونیورسٹی جانے کی تیاری ہے بھائی رافع کہہ رہا تھا کہ کل ایڈمیشن کروادیں گے بس یونہی" زندگی کی مصروفیات" دانین نے اہل کی طرف دیکھا جو رافع کے ساتھ بات کرنے میں مصروف تھا

ایک نظر تک نہیں دیکھا مجھے۔۔دانین نے دل میں سوچا

ہاں یار ایک تو یہ مصروفیات انسان کو اپنوں سے بہت زیادہ دور کر دیتی ہیں"مہر نے شائستگی سے جواب" دیا

اچھا تمھارا ایم بی بی ایس کی سٹڈی کیسی جا رہی ہے زیادہ مشکل تو نہیں بھئ مجھ سے تو نہیں ہوتا یہ ڈاکٹری اتنا پڑھنا پڑھتا ہے

ہاہا ایسی کوئی بات نہیں ہے روز کا روز کام یاد کرو تو اتنی مشکل نہیں رہتی۔۔مہر ابھی کہہ رہی تھی کہ احمد نے درمیان میں بات کی

تو آپ تو ہمارا علاج فری کریں گی آخر ہم آپ کے کچھ لگتے ہیں۔

مہر اور دانین احمد کی طرف متوجہ ہوئیں جی جی۔۔مہر تو ہم سب کا علاج فری ہی کرے گی اگر بندہ صیح والا بیمار ہوا تو نہیں تو آپ جیسے بندے ہر روز ہوسپٹل کا چکر کاٹا کریں گے

دانین نے اچھا خاصا طنز کیا تھا

مہر خاموشی سے ہنس دی۔

جی آپ کو ہی لے کر جانا پڑے گا۔۔روز روز تو تم بیمار ہوتی ہو اور ویسے بھی تمھیں کیا پروبلم میں اگر روز جاوں گا۔

احمد نے بھی ترک بہ ترک جواب دیا۔

کھانہ سرو ہونے لگا تھا۔اہل نے کھاتے ہوئے بس ایک دفعہ اسے دیکھا تھا

وہ مہر کے ساتھ کھانے میں مصروف تھی۔اور پھر خاموشی سے ہنس دیا۔

اچھا اہل کل تم دانین کو ساتھ اپنی یونیورسٹی لے جانا ایک دفعہ وہاں کا ماحول دیکھ لے گی تو آسان سے ائیڈجیسٹ ہو جائے گی

رافع نے اونچی آواز میں کہا

ان دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔

ٹھیک ہے میں لے جاوں گا۔اہل نے پر سکون لہجے میں کہا

سب کھانے سے فارغ ہو کر باہر آرہے تھے۔اور سب ایک دوسرے کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے

ہیلو!کیسی ہیں آپ۔؟

احمد نے مہر کو کہا جو خاموشی سے چل رہی تھی۔

میں ٹھیک!مہر نے مختصر سا جواب دیا

مجھ سے نہیں پوچھیں گی کہ میں کیسا ہوں؟ احمد نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا

دیکھنے میں تو ٹھیک لگ رہے ہیں۔۔

او۔۔لیکن اگر آپ پوچھ لیتی تو کیا ہوتا

آپ ناں۔اپنی لمٹ میں رہیں مسٹر احمد علی بٹ مہر نے غصے سے کہا

افففف۔آپ پر غصہ نہیں جچتا۔۔

آپ کو شرم نہیں آتی۔مہر نے دھبی سی آواز میں کہا

نہ جب اللہ شرم بانٹ رہے تھے تو میں آخر میں پہنچا تھا تب سب بِک چکی تھی یہ سنتے ہی مہر کو اسقدر غصہ آیا لیکن وہ سب کے سامنے کچھ نہیں کہہ پائی

کب آرہا ہے؟حنان

حنان کے فون پر جیسے میسج نمودار ہوا اسنے روانگی سے جواب دیا

یار ابھی نہیں آسکتا ساری فیملی گیٹ ٹو گیدر ہے بہت مشکل ہے

ابھی ایک منٹ بھی نہیں ہوا تھا کہ پھر سکرین پر میسج نمودار ہوا

یار ہم تمھارا انتظار کر رہے ہیں تمھیں پتا ہے ناں ہم نے آج کس سے ملنا ہے۔۔

اچھا رو کو میں آدھے گھنٹے میں آتا ہوں حنان نے میسج کیا اور باہر گاڑی کے پاس آئے

دانین کہاں ہے؟ اسامہ نے یک دم کہا۔

توسب اسکی طرف متوجہ ہو گئے۔

کیا مطلب کہا ہے ہمارے ساتھ تو نکلی تھی۔رافع نے جلدی سے مہر کو دیکھا

بھائی وہ اٹھی تو میرے ساتھ تھی لیکن باہر میرے ساتھ نہیں آئی

جب مہر نے کہا یوں مانوں ان سب کے پیروں تلے زمین کسکی۔

اہل نے جلدی سے کہا۔

میں ریسٹورنٹ میں دیکھ کے آتا ہوں

روکو اہل میں بھی ساتھ میں آتا ہوں۔۔رافع نے کہا تو وہ دونوں ریسٹورنٹ کی طرف بڑھے۔

ابھی وہ ریسٹورنٹ کی راہداری میں تھے کہ سامنے سے دانین باہر نکلتی ہوئی نظر آئی

دانین۔۔تم کہاں تھی بچے رافع جلدی سے اسکے قریب گیا

آپ پریشان ہو گئے۔۔

یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے گڑیا ابھی تک یہاں تھی۔

اوہاں بھائی جب آپ آگے تھے تو پیچھے ایک ویئٹر سے اچانک میری شرٹ پر کھانے کی ٹرے گر گئ بس

وہی صاف کر رہی تھی

اسنے اہل کو دیکھا تھا۔۔جواب اسکی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

تو آپ مجھے آواز بھی دے سکتی تھی یا مہر کو۔۔رافع نے پریشانی سے کہا

میں نے دی تھی اہل کو آواز لیکن شاید اسنے سنی نہیں۔۔

اہل نے دانین کی طرف دیکھا

ایم سوری میں آگے تھا مجھے پتا نہیں چلا۔

چلو کچھ نہیں ہوتا۔آواب رافع مجتبہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔

تو اب آیا ہے وہ جا چکے ہیں۔حنان

ایک سنسان سی جگہ کے باہر حنان اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑا تھا۔

یار۔۔میں کیا کرتا لیٹ ہو گیا۔دانین کے ساتھ تھے حنان نے جیسے کہا

اسکا دوست فورا بولا۔

ایک تو تیری یہ کزن۔ابھی اسکے الفاظ زیر لب تھے کہ حنان نے ایک زور دار تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کیا

Urdu Novels Ghar

بکواس بند کر آئندہ سے میری بہن کے بارے میں کچھ بھی کہا نہ تو زندہ زمین میں گاڑ دوں گا۔ سن لیا تم لوگوں نے میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن میری بہن کے خلاف کچھ نہیں

حنان مجتبہ بٹ کی آنکھوں میں غصے سے لال پیلی یو گئ۔ چہرے پر ایک طیش طاری ہو گیا۔ تھا۔

اسکو کل دیکھ لے گے اگر آج بچ گیا تو سالہ کل نہیں بچے گا حنان نے کہا

اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔

گاڑی میں بیٹھنے لگا تھا جب شہریار مجتبہ بٹ کی اسے کال آئی

کہاں ہے تو؟

ابھی آنے لگا ہوں بھائی۔

تمھیں پتا بھی ہے رافع کو کتنا غصہ آتا ہے جلدی سے آجا شہریار نے کہا اور فون بند کر دیا

فون بند ہوتے ہی حنان گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔

تیمور جہانگیر کے کمرے میں عموماً لائیٹ بند ہوتی شاید انھیں اب ________________________ اندھیرے میں رہنا اچھا لگتا تھا تا کہ کوئی انکے آنسو نہ دیکھ سکے ماضی کے زخموں پر کوئی مرحم نہ لگا دے

۔۔

وہ چئیر پر بیٹھے تھے سامنے لیمپ کی جلتی ہوئی روشنی میں کیسی تصویر کو دیکھ رہے تھے

Urdu Novels Ghar

وہ بہت ہی خوبصورت سی لڑکی تھی وائیٹ شلوار قمیض میں ملبوث اسکے چہرے پر الگ ہی معصومیت تھی ۔۔ آنکھوں میں ایک گہرائی تھی۔ کہ کوئی بھی دیکھ کے ڈوب جائے۔یونیورسٹی کے فنکشن میں کھینچی گئ رابیل خاں کی تصویر تھی

آپ میری بات سنیں گی رابیل تیمور اسکے سامنے راستہ روک کے کھڑا ہو گیا

وہ بنا جواب دیے اگے بڑھی

لیکن پھر وہ آگے کھڑا ہو جاتا۔

آج آپ کو میری بات سنی پڑے گی مس رابیل خاں۔

پلیز تیمور میری زندگی اور عذاب مت بنائیں میں نے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔

رابیل کی آواز میں ایک ڈر تھا اسکی انکھوں میں خوف تھا جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہو

میں وعدہ کرتا ہوں میں آپ کی زندگی کو خوشیوں سے بھر دوں گا ایک دفعہ آپ مجھ پر اعتبار تو کریں میری محبت پر اعتبار کریں۔ مجھے معلوم ہے آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے لیکن میں اپنی پوری کوشش کروں گا میں آپکو خوش رکھ سکوں لیکن اس سے پہلے آپ کو مجھ سے ایک دفعہ بات کرنی پڑے گی

رابیل ابھی کچھ کہتی کہ سامنے کھڑے آدمی کو اپنی طرف دیکھتے ہی۔۔ وہ گھبرا کے اگے بڑھ گئ۔۔

رابیل۔۔۔

Urdu Novels Ghar

تیمور جہانگیر نے اسے پیچھے پکارا لیکن اسنے مڑ کر نہیں دیکھا تھا

وہ جانتی اگر آج وہ اسے مڑ کر دیکھ لیتی تو۔ تیمور جہانگیر کو پتا چل جاتا کہ رابیل خاں اس سے کتنی محبت کرتی ہے لیکن وہ اسکی کبھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ ابھی میری سچائی سے آگاہ نہیں تھا۔ اگر آج میں اسے اپنا سچ بتادوں تو یہ جو محبت کے دعوے کرتا ہے۔۔ سب جھٹلا دے محبت کیا وہ میرا چہرہ دیکھنا پسند نہیں کرے گا۔

چلتے ہوئے رابیل کی آنکھوں میں آنسوا گئے تھے۔۔وہ تیمور جہانگیر کو بیت چاہتی تھی لیکن نہیں وہ اسے کبھی حاصل نہیں کر سکتی تھی کبھی نہیں

رابیل سامنے رکی ہوئی ٹیکسی میں بیٹھ گئ جہاں پہلے سے کوئی آدمی اسکا انتظار کر رہا تھا۔

تمھیں پتاہے اگر تم نے ایسا کچھ کیا تو تمھارے ساتھ کیا ہو سکتا ہے۔۔

اس آدمی نے اسے جیسا کچھ بتایا تھا

ایسا کچھ نہیں ہے آپ فکر مت کریں۔۔رابیل نے اٹکتی ہوئی آواز میں کہا۔

وہ اسکا کبھی نہیں ہو سکتا تھا کبھی نہیں رابیل نے آنسو کو اپنے اندر دبائے اچانک ماضی کی یادوں کو کیسی نے توڑا

بابا آپ نے لائیٹ کیوں نہیں آن کی دانین نے کمرے میں داخل ہوتے کہا

او بیٹا آپ آو اندر آو۔۔ تیمور جہانگیر نے جلدی سے اپنے اپنے چیرے پر گرتے آنسووں کو صاف کیا۔

دانین نے لائیٹ آن کی سارا کمرہ روشنی سے روشن ہو گیا اور اپنے بابا کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئ

کیسے ہیں بابا؟

میں بلکل ٹھیک میرا بیٹا کیسا ہے؟ تیمور جہانگیر نے اسکی پیشانی پر بوسہ لیتے ہوئے کہا

میں بلکل ٹھیک ہوں۔ لیکن آپ سے ناراض ہوں۔ دانین یہ کہتے ہوئے اپنے بابا کی گود میں سر رکھ کے لیٹ گئ

کیوں میرا بیٹا مجھ سے کیوں ناراض ہے۔

بابا آپ علاج کے لیے باہر کیوں نہیں جا رہے۔ آپ کو پتا بھی ہے ماما کے بعد آپ ہی میری زندگی ہو میں آپ میں ماما کو دیکھتی ہوں صرف آپ کا سہارا مجھے جینے کے قابل بنا دیتا ہے مجھے پتا ہے رافع بھائی اور سب گھر والے مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں میں بھی ان سے بیت پیار کرتی ہوں پر بابا آپ کے بنا میں ایک سکینڈ بھی جینا تصور نہیں کر سکتی اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو دانین تیمور بھی مر جائے گی

جیسے دانین نے کہا تیمور جہانگیر نے بے اختیار اسکے لبوں پر ہاتھ رکھا

ایسا مت کہو۔ اللہ تمھیں میری عمر بھی لگا دے۔۔ تیمور جہانگیر نے دانین کے چہرے پر گرتے آنسوں کو صاف کیا۔

بابا آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گے۔ناں

ہاں میری جان ہمیشہ۔۔یہ کہتے ہوئے انہوں نے دانین کو گلے لگالیا

اچھا کل یونیورسٹی جارہی ہو۔۔ناں تم ؟ تیمور جہانگیر نے موضوع بدلا۔

decide کر ہاں۔۔اہل کے ساتھ۔۔بھائی رافع نے کہا تھا کہ اہل کے ساتھ جاکر یونیورسٹی دیکھ آو پھر لینا کہاں جانا ہے۔

یہ تو بہت اچھا ہو گیا۔۔اہل اچھا لڑکا ہے تیمور جہانگیر نے شائستہ لہجے میں کہا

آپ کو اہل کیسا لگتا ہے بابا دانین کے چہرے پر چمک پیدا ہوئی

بہت اچھا بچہ ہے وہ اپنے والد کی طرح سچ بولنے والا سب کی عزت کرنے والا ہے وہ۔۔اسکے بابا جب ہمارے ساتھ ہماری کمپنی میں کام کرتے تھے تو مجال ہے کوئی ایسا کام کیا ہو جو کمپنی کو نقصان پہنچائے ہمیشہ سچ کا ساتھ دیا تھا نیازی صاحب یہی وجہ ہے کہ انکے بچے بھی ان پر ہی گئے ہیں

تیمور جہانگیر کے منہ سے سنتے ہی۔دانین کے چہرے پر بکھری مسکراہٹ میں اور اضافہ ہو گیا۔

بی بی صاحبہ اٹھیں آپ کا ناشتہ پہ سب انتظار کررہے ہیں ملازمہ نے دانین کو جگاتے ہوئے کہا

یہ سنتے ہی دانین نے بیڈ پر کروٹ بدلی۔

بی بی صاحبہ اٹھیں

اچھا تم جاؤ میں آتی ہوں۔دانین نے سوتے ہوئے کہا

جی ٹھیک ہے ملازمہ نے کہا اور اسکے کمرے سے باہر چلی گئ

اماں سرکار آپ ناشتہ شروع کریں دانین آجاتی ہے سبین علی نے ناشتہ اگے کرتے ہوئے کہا

نہیں دانین کے ساتھ شروع کرتے ہیں ابھی اماں سرکار نے کہا تھا کہ

سامنے سے دانین آتی ہوئی معلوم ہوئی۔ناشتے کے ٹیبل پر سب موجود تھے

اسامہ علی بٹ اور رافع مجتبہ ناشتہ کر کے اٹھ رہے تھے

جبکہ احمد اور حنان اور شہریار ابھی وہی بیٹھے تھے۔۔

دانین نے نیچے آتے رافع مجتبہ سے ملی۔جو افس کے لیے نکل رہا تھا اسامہ سے بھی ملی

اور اماں سرکار کے ساتھ بیٹھ گئ

"دانین بی بی کا ناشتہ لائیں "

آپ رات دیر تک جاگتی رہی تھی۔

ج۔۔جی دادی جان وہ اصل میں نیند نہیں آرہی تھی۔

دیکھیے دانین اب آپ نے یونیورسٹی جانا کرنا ہے تو اب آپ کو وقت ی پابندی کرنی چاہیے

دادی جان یہ کہا۔۔وقت کی پابندی کرے گی شہریار نے ہنستے ہوئے کہا

ہاہاہا بہت اچھا جوک تھا تو آپ جناب کی لائیٹ بھی ساری رات ان تھی۔۔

دانین نے جیسے کہا سب ہنس دیے۔۔

دادی جان میں تو کہتی ہو اسامہ بھائی کے بعد اب شہریار بھائی کو گھوڑی پر چڑھا دے۔۔

کیوں شہر ایار آپ کی سٹڈی بھی مکمل ہو گئ بس اب جہانگیر کمپنی جوائین کرنی ہے

پہلے میرے بڑے بھائی رافع مجتبہ گھوڑی پر چڑھ جائیں پھر ہم بھی اس فریضہ کو سر انجام دے لیں گے

حنان اور احمد جو تب سے چپ تھے اکھٹے بولے۔

اور ہم دونوں کا کیا خیال ہے۔۔سب یہ سنتے ایک بار پھر ہنس دیے

اسلام وعلیکم

دانین نے گاڑی میں بیٹھتے کہا۔

وعلیکم اسلام اہل نے شائستگی سے جواب دیا اور گاڑی سٹارٹ کی

میں سارا دن وہاں اکیلی رہوں گی۔ دانین نے بات کا آغاز کیا

نہیں آپ کے ساتھ ہوں گا لیکن لیکچر کے دوران نہیں" اسنے بنا دیکھے جواب دیا تھا"

آج کا دن تم لیکچرز نہ لینا؟ دانین ابھی بھی اسے دیکھ رہی تھی

وہ کچھ دیر رکا اور پھر بولا

نہیں تم کیفے میں بیٹھ جانا کچھ نہیں ہو گا۔ یہ سنتے ہی وہ وہی خاموش ہو گئ تھی

اہل ہمیشہ سے ہی اسکے ساتھ ایسے ہی بات کرتا تھا نہ بہت زیادہ نہ بہت کم پتا نہیں کیوں۔

اب دونوں کے درمیان مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

تم مجھ سے ناراض ہو؟ دانین نے پھر خاموشی کو توڑنے میں پہل کی

نہیں تو میں کیوں ناراض ہوں گا۔

. پہلے تو تم ایسے نہیں تھے

میں ہمیشہ سے ایسا ہی تھا دانین بی بی۔ اہل ہلکا سا مسکرایا

دانین کی رکتی ہوئی سانسوں میں سانس آئی۔

ٹھیک ہے۔ اوہاں تم اسامہ بھائی کی شادی پر آو گے ناں

شاید آجاوں "اب کی بار پھر لہجہ سخت تھا"

شاید کا تو امکان ہی نہیں ہے ناں بھائی رافع تو آپ کو لے کر آئیں گے آخر آپ انکے بیسٹ فرینڈ ہیں اور اس گھر کے فرد بھی بٹ ہاوس میں بھی آپکی اتنی ہی عزت ہے جتنی دوسرے لوگوں کی ہے

اسنے گاڑی یونیورسٹی کے سامنے روکی تھی۔

وہ بلیک شلوار قمیض میں ملبوث تھی بال کھلے کمر پر چھوڑے ہوئے آنکھوں میں کجل لگایا ہوا جواب اور موتی لگ رہی تھیں اور سفید رنگ میں جچتا یہ بلیک ڈرس میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی

وہ اہل کے ہمراہ یونیورسٹی داخل ہوئی۔

اتنے لوگوں کو دیکھ کر وہ تھوڑا کینفیوز ہو گئ تھی کیونکہ اسے کبھی کہی اکیلے جانے نہیں دیا گیا تھا ہمیشہ اسکے ساتھ اسکے بھائی ہوتے رافع مجتبہ بٹ جو اسکا ہاتھ تھام کر رکھتا اور وہ واقعی ہجوم کو دیکھ کر تھوڑا سا گھبرا گئ تھی۔

اہل اپنے دوستوں کے ساتھ مصروف تھا جن میں سے کچھ لڑکیاں اور لڑکے تھے

یہ کون ہے اہل۔ گروپ میں کھڑی ایک لڑکی نے دانین کو دیکھتے ہوئے کہا

یہ میری کزن ہے دانین بٹ۔ نیو ائیڈ میشن ہے۔

اہل نے مسکراتے ہوئے کہا

اسلام و علیکم دانین نے خوش دلی سے سلام لی

و علیکم اسلام۔ تو اچھا یہ ہے دانین۔ اس لڑکی نے باقی بات دھبی ہوئی آواز میں کہی اور اہل کی طرف دیکھا

۔

تو دانین آپ نے یہاں ایڈمیشن لینا ہے۔ساتھ کھڑے لڑکے نے پوچھا

جی ابھی سوچا ہے کرنا وہی ہے جو بھائی کہیں گے

ویری گڈ۔۔وہ لڑکا مسکرایا ویسے ہماری یونیورسٹی کمال کی ہے آئی ہوپ تمھیں پسند آئے گی

جواب میں دانین مسکرادی تھی۔

اچھا اہل یار۔یہ دیکھو۔۔وہ وہی کھڑی تھی بہت سی لڑکیاں اہل کے آس پاس کھڑی تھی۔اور ساتھ کچھ پوچھ رہی تھی۔

ظاہر سی بات ہے سب لوگ اس سے واقف ہوں گے وہ سنئیر جو تھا یونیورسٹی میں۔

دانین کو یہ دیکھ کر پتا نہیں کیوں برا لگ رہا تھا اسنے ایک دفعہ بھی دانین سے نہیں پوچھا تھا۔وہ جب سے آیا تھا اپنے دوستوں کے ساتھ ہی تھا۔

آو دانین اب میں تمھیں یونی دیکھاتا میں پہلے تمھیں اپنا ڈیپارٹمنٹ دیکھاتا ہوں کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ ۔اہل نے دانین کے پاس آکر کہا

جو تب سے خاموش لوگوں کو دیکھ رہی تھی واقعی سچ کہتے تھے مجتبٰہ بھائی مجھ سے بھیڑ میں اکیلا نہیں چلا جاتا میں ہمیشہ ان سے کہتی تھی اب میرا ہاتھ چھوڑ دئیں میں بڑی ہو چکی ہوں میں سب کو فیس کر سکتی ہوں لیکن نہیں میں غلط ہوں۔مجھے واقعی لوگوں کو فیس نہیں کرنا آتا۔

چلو آو اہل نے کہا اور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا

دانین نے چونک کر اسے دیکھا

جو بڑی مضبوطی سے اسکا ہاتھ تھامے چل رہا تھا

آئی نو تمھیں بھیڑ نہیں پسند اور اس وقت تم رافع کو یاد کر رہی ہو گی جو ہمیشہ تمھارا ہاتھ تھام کر چلتا ہے

اہل نے مسکراتے ہوئے کہا

تمھیں کیسے پتا چلا میں یہ سوچ رہی تھی۔

بس دیکھ لو میں رافع تو نہیں لیکن اگر تمھیں برا لگا ہے تو اہل کے الفاظ ابھی زیر لب تھے دانین فورا بولی

نہیں۔۔اہل ایسی کوئی بات نہیں ہے (۔میں تو چاہتی ہوں تم میرا ہاتھ پوری زندگی تھامے رکھو) وہ اسے دیکھ کر مسکرا دی

اب وہ اسے اپنا بلاک دیکھا رہا تھا لیکن وہ صرف اسے دیکھ رہی تھی

وہ واقعی اسکے لیے بہت خاص تھا اسکا ہاتھ پکڑنا۔۔

اچھا تم اب لیکچر لینے چلے جاوں میں یہاں بیٹھ جاتی ہوں

تم کمفرٹیبل ہو نہ؟ اہل نے پوچھا

ہاں ہاں تم فکر نہ کرو۔ میں ٹھیک ہوں تم جاو دانین نے اسے یقین دلایا

اچھا یہاں کیفے میں میں نے کہہ دیا ہے جو بھی چاہیے لے لینا پیسے میں نے دے دیے ہیں۔ ٹھیک ہے

ارے نہیں مسٹر اہل نیازی میں اپنا خرچا خود اٹھاوں گی اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ جایئے

نہیں دانین۔ میں تمھیں اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں

میں نے کہہ دیا ناں۔ اہل اب تم مجھے شرمندہ کر رہے ہو۔ دانین نے جیسے کہا

اہل مسکرا دیا اور کہا ٹھیک ہے دانین تیمور بٹ جیسا آپ چاہے

ویسا ہی ہو گا

اور چلا گیا۔

اچھا یہ دانین ہے جسکے پیار میں ہمارا دوست مجنو بنا بیٹھا ہے

علی نے اہل کو کہنی ماری

اچھا اسے بتایا بھی ہے یاں نہیں انعم نے جیسے کہا وہ فورا بولا

تم سب لوگ اپنی بکواس بند کرو مجھے تم سب کو بات بتانی نہیں چاہیے تھی

اور پلیز اسکے سامنے ایسی کوئی حرکت مت کرنا میں نے اسے کچھ نہیں بتایا

تو یار کب بتائے گا۔۔ جب وہ کیسی اور کی ہو جائے گی ارمان نے اکتاتے ہوئے کہا

Urdu Novels Ghar

اتنی دیر کا تو اسکی محبت میں گرفتار ہے ایک دفعہ ہمت کر کے کہہ دے۔رابعہ نے بھی گفتگو میں حصہ لیا

یار۔۔وہ میری نہیں ہو سکے گی وہ بہت نازو میں پالی گئ ہے اسکی ایک خوائش پر اسکے بھائی خاص کر کے

رافع مجتبہ جان لٹاتا ہے اماں سرکار اسکی بات ہی رہنے دو وہ تو اسکے لیے کوئی شہزادہ ہی لائے گی اور میرا

سٹینڈرڈ کہاں بٹ ہاوس کی شہزادی دانین تیمور بٹ سے ملتا ہے

اہل نے مایوسی سے سر جھٹک دیا

اچھا اتنی بھی پیاری نہیں ہے وہ۔رابعہ نے غصے سے کہا

یہ تو کہو مت کہ وہ پیاری نہیں ہے رابعہ بی بی۔ کبھی میری نظر سے دیکھو۔ کبھی رافع مجتبہ بٹ کی نظر سے

دیکھو کہ دانین کیسی ہے۔اسکی مسکراہٹ اسکا غصہ اسکا رونا سب سے الگ ہے تمام لڑکیوں سے وہ خاص

ہے سب سے الگ۔اسکی آنکھیں سب

اہل کی آنکھوں میں آتا ہوا دانین کا عکس۔وہ اپنے جذبات کو بیان کر رہا تھا

ہائے۔۔کیا کہہ دیا ہے۔اہل اگر وہ تجھے نہ ملی۔تو

تو کیا وہ نہیں تو کوئی نہیں ایک درد کی لہر اسکے دل کو چیرتی ہوئی گزری تھی۔

پاگل ہو گیا ہے ساری زندگی کنوارے رہو گے۔

میں نے صرف دانین بٹ سے محبت کی ہے شاید محبت سے بھی زیادہ۔اور میں دانین کی محبت کو کیسی سے بانٹ نہیں پاوں گا اور نہ ہی میں کیسی کو حق دوں گا دانین کی جگہ لینے کی

منتہا نے غصے سے فاعل کو جھٹک کے میز پر پھینکا تھا

ساتھ کھڑے احمر نے دیکھا تو اسنے منتہا سے کہا

کیا بات ہے منتہا؟

کچھ نہیں بس یہی سوچ رہی ہوں کہ یہ خود کو کیا سمجھتا ہے منتہا کی آواز میں غصہ تھا

ہوا کیا ہے؟ اور کس کی بات کر رہی ہو

مسٹر رافع مجتبہ بٹ کی۔اسکی ہمت کیسے ہوئی ہمارے آفس کے ساتھ ڈیئل کرنے کی

آگے ابرار راجپوت سے ڈیئلز لے کر دل نہیں بھرا پتا نہیں امین سر کو کیا ہو گیا ہے

وہ تو ایسے رافع مجتبہ کی تعریفوں کی تسبیاں نکال رہے ہیں جیسے پتا نہیں دنیا کا سب سے اچھا انسان وہی ہو

ایک نمبر کا رشوت خور بے ایمان انسا ہیں

وہ اپنی ہی دھن میں تیزی سے بول رہی تھی جب کیسی نے پیچھے سے کچھ کہا

اور یہ سب الزام مجھ پر بے بنیاد مس منتہا خاں جیسے اسنے کہا

منتہانے چونک کے اپنا رخ بدلا

اسکے سامنے رافع مجتبہ بٹ چہرے پر مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہے تھے

میں نہایت ہی شریف انسان ہوں اور آپ یہ بنا پوچھے کیسی پر جھوٹے فتویٰ لگا رہی ہیں سراسر بے بنیاد ہے۔

رافع مجتبہ بٹ نے طنزاً سے دیکھا اور آگے بڑھ گیا وہ اسے جاتا ہوا دیکھ رہی تھی بلیک پینٹ کورٹ میں ملبوث بالوں اچھی طرح سنوارہ ہوا آنکھوں میں وہی گہرائی اور چہرے پر مسکراہٹ سب سے الگ ہی شخصیت کا بندہ تھا۔

رافع بھائی پلیز میں جلدی آجاوں گی۔

نہیں دانین ہرگز نہیں احمد حنان میں سے کیسی کو ساتھ لے کر جاو یا رو کو میں ابھی آتا ہوں پھر اکھٹے چلتے ہیں

رافع نے فاعل بند کرتے ہوئے کہا

نہیں بھائی ہم سب فرینڈز اکھٹے جارہے ہیں۔ اور آپ اچھے لگے گے اتنی لڑکیوں کے درمیان۔ میں پرومیس کرتی ہوں میں جلدی واپس آجاوں گی۔

گڑیا۔۔۔رافع نے ہار مانتے ہوئے کہا

ہار مان جائیں رافع مجتبہ بٹ۔۔مان جائیں

مان گیا لیکن اپنا دھیان رکھنا کوئی ایسی ویسی چیز نہ کھانا اور ہاں سڑک دھیان سے کروس کرنا۔اور گاڑی کی سپیڈ تو بلکل بھی تیز نہیں کرنی۔اور سب سے بڑھ کر اپنے فون کو ساتھ ساتھ رکھنا می ہر 10 منٹ بعد کال کرتا رہوں گا سن رہی ہو نہ جو یں کہہ رہا ہوں

ہاں ساری باتیں سن لی ویسے میں باہر گھومنے جا رہی ہوں کیسی جہاد میں نہیں۔

تمھیں نہیں پتا گڑیا۔تم ابھی چھوٹی ہو۔

ہاں آپ نے کبھی مجھے بڑے نہیں ہونے دینا۔جیسے دانین نے کہا

رافع بے اختیار مسکرا دیا

وہ بڑی خوشی سے۔گھر سے باہر نکلی تھی سامنے لاونج میں اسکی ساری فرینڈز انتظار کر رہی تھی سامنے صوفہ پر براجمان اماں سرکار ان سب سے مخاطب تھی

دیکھیے میری پوتی کبھی ایسے اکیلے بایر نہیں گئ یہ پہلی دفعہ ہے تو دھیان رہے اسے کچھ نہ ہو۔یہ آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے

جی جی اماں سرکار آپ بلکل بھی فکر مت کریں ہم دانین کا پورا دھیان رکھیں گے۔

جیسے دانین کو نیچے آتے دیکھا وہ سب کھڑی ہو گئ

چلیں دانین نے مسکراتے ہوئے کہا

اور پھر اماں سرکار سے ملی دادی جان آپ بلکل بھی پریشان نہ ہونا میں جلد ہی گھر آجاوں گی۔

اپنا دھیان رکھیے گا دادی کی جان۔اماں سرکار نے دانین کی پیشانی پر بوسہ لیا

جی۔ویسے بھی رافع بھائی ہیں نہ۔وہ فون پہ پوچھتے رہیں گے

یہ سنتے ہی اماں سرکار کی ساری فکر دور ہو گئ تھی کیونکہ انھیں رافع پر ہورا بھروسہ تھا۔

ٹھیک ہے اللہ حافظ۔۔دانین نے کہا اور اپنی دوستوں کے ساتھ باہر نکل گئ

ویسے دانین تمھیں نہیں آنا چاہیے تھا

فاطمہ نے فرنٹ سیٹ میں بیٹھتے ہوئے کہا

کیوں کیا ہوا ہے؟

یار تمھارے گھر والوں کی شکلیں دیکھی تھی سب سے بڑھ کر تمھاری اماں سرکار اُفف اللہ ایسے ہریشان ہورہی تھی جیسے پوتی کوئی جنگ لڑنے جارہی ہو۔

اپنی لمٹ میں رہو۔فاطمہ وہ میرا خیال رکھتی ہیں۔دانین نے مسکراتے ہوئے کہا

نہیں یار میں تو ویسے مذاق میں کہہ رہی تھی۔ویسے تم ہو بہت لکی اپنے خاندان کی اکلوتی لڑکی جس پر سب جان چھڑکتے ہیں

پھر دیکھ لو۔ کتنی لکی ہوں میں دانین نے ہنستے ہوئے کہا

اچھا ہم کب تک پہنچ جائیں گے۔دانین نے جیسے پوچھا۔

تو ڈرائیو کرتی ہوئی۔مریم نے کہا

یار پتا چلا ہے وہاں فوج بھی آئی ہے کوئی سیاسی ہستیاں وہاں آئی ہے انکی پروٹکشن کے لیے۔

تو ہم نے کونسا کیسی جلسے میں جانا ہے۔۔فاطمہ نے غصے سے کہا

ہاں لیکن وہاں سے گزر کے ہی جانا ہے۔۔وہاں بہت رش ہو گا

یار فوج سے یاد آیا دانین تمھارا کوئی کزن بھی آرمی میں ہے ناں

کائنات نے سوچتے ہوئے کہا

ہاں۔۔ہے آرمی میں یاور علی بٹ۔

کیا پتا وہ بھی آج وہی ہو۔۔کائنات نے ہنستے ہوئے کہا

پتا نہیں اگر ہو گا تو اچھی بات ہے ویسے بھی اسکی میرے ساتھ نہیں بنتی۔طلب وہ میرے ساتھ اتنا فرینک نہیں ہے۔دانین نے یاد کرتے ہوئے کہا

یہ واحد کزن ہے جسکی دانین کے ساتھ اٹیچ منٹ نہیں ہے اور رافع بھائی کائنات کے زیر لب ابھی الفاظ تھے کہ دانین جٹ سے بولی

رافع مجتبیٰ کی بات ہی رہنے دو وہ تو ہے ہی الگ بندہ جسکی کوئی مثال نہیں ہے

اچھا.جی

حا.جی۔دانین یہ کہتے باہر کا منظر دیکھنے لگی

جیسا انہوں نے سوچا تھا جلسے کی وجہ سے لوگوں کا بہت ہجوم تھا

اور ہر جگہ فوج کھڑی تھی

وہ دور کھڑا تھا فوج کی وردی میں ملبوث مردانہ وار بلند قدو قامت وجہیہ نقوش منہ پر روب دار داڑھی ۔چہرے پر۔ایک پر کشش سی چمک اور رنگ سفید۔وہ اپنے کام میں مصروف تھا

دانین لوگوں کی گاڑی بلکل انکے قریب رکی تھی

دانین نے جب اسے دیکھا تو وہ گاڑی سے اتری۔

وہ ہلکی براوان کرتی جو گھٹنوں سے اوپر تھی اور گرے کلر کی جینز میں ملبوث تھی بالوں کو کیچر کی مدد سے باندھا ہوا آنکھوں میں کالا چشما جیسے وہ اب ہٹا چکی تھی اسکی طرف بڑھی

ہیلو کیپٹن یاور۔ جیسے دانین نے کہا وہ چونک کے اسکی طرف متوجہ ہوا ساتھ کھڑا اریش بھی اسے دیکھنے لگا

کون؟ یاور نے اسے دیکھتے ہوئے کہا

اچھا اب مجھے بھول گئے پتا ہے ہمارے درمیان کبھی بات نہیں مگر اسکا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ ہمارے درمیان کوئی رشتہ نہیں

لیکن آپ کے لیے میں آپ کے چاچا تیمور جہانگیر کی بیٹی دانین تیمور بٹ اور آپکی اکلوتی کزن کیوں یاد آیا

یہ سنتے ہی۔ وہ فورا بولا

او دانین تم یہاں مگر چہرے پر کوئی مسکراہٹ نہیں

ہاں میں یہاں اپنی فرینڈز کے ساتھ آئی تھی اور آپ کو یہاں دیکھ لیا

اچھا یہ تو بہت اچھی بات ہے لیکن تمھیں رافع نے کیسے اجازت دے دی وہ تو کبھی تمھیں اکیلے کہی نہیں جانے دیتا

دیکھ لیں بہت مشکل سے اجازت ملی ہے۔

اچھا ابھی تو میں بزی ہوں۔۔ یاور نے جیسے کہا وہ فورا بولی

ارے نہیں آپ کام کرو میں جاتے ہوئے آپ سے مل لوں گی

خدا حافظ اسنے کہا اور دوبارہ اپنی گاڑی میں بیٹھ گئ

دانین یہ تمھارا کزن ہے یا ور

ہاں یہی ہے۔۔دانین نے اسکی طرف دیکھا جواب اپنے ساتھ کھڑے فوجی اریش سے بات کر رہا تھا

یار یہ کتنا ہینڈسم ہے۔۔

آخر کزن کس کا ہے

جلدی کرو۔۔مریم فاطمہ نے کھڑکی سے دیکھتے ہوئے کہا

ان سب کے حواس باختہ ہو چکے تھے۔رات کے ایک بجے وہ ایک سنسان سی سڑک پر تھی

سٹیرینگ پر جمے مریم کے ہاتھ خوف سے کانپ رہے تھے۔دانین ہوش میں آو

رابعہ کی گود میں بے سہارا پڑی ہوئی دانین تھی فاطمہ اور رابعہ مسلسل اسکے ہاتھ پاوں مسل رہی تھی۔

دانین کی پیشانی پر بہت گہرا زخم ہوا تھا یوں مانوں کیسی بھاری چیز سے وار کیا گیا تھا۔

دانین آنکھیں بند مت کرنا۔۔

جلدی کرو مریم۔۔فاطمہ چلائی تھی۔

لیکن دانین کا پورا جسم ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔۔وہ بہت کوشش کر رہی تھی کہ وہ آنکھیں کھولی رکھے لیکن اس میں اتنی ہمت نہیں تھی۔

دانین میری جان۔۔بس تھوڑی دیر اور ہم پہنچنے والے ہیں

رابعہ کے چہرے پر گرتے آنسو۔دانین کے چہرے پر گر رہے تھے۔

و۔۔۔وہ ہمارے پیچھے ہیں مریم جلدی کرو۔

فاطمہ نے جیسے کہا مریم نے سپیڈ اور زیادہ کی ان سب کے فونز وہی گر گئے تھے۔دانین کا دوپٹہ بھی وہی گر گیا تھا

جبکہ رابعہ فاطمہ اور مریم کو ہلکی ہلکی چوٹیں آئی لیکن دانین کافی زخمی ہوئی تھی۔

واپس آتے ہوئے انھیں لیٹ ہو گیا تھا جب دو کاروں نے انکا راستہ روکا تھا ان میں سے آدمی نے دانین کو پکڑنا چاہا لیکن

دانین نے قریب پڑے پتھر سے اسے مارا تھا۔اور وہ تینوں بھاگنے لگی تھی

جب پیچھے کھڑے آدمی نے ایک لوہے کے سڑیل سے دانین پر وار کیا

جو اسکی پیشانی پر لگی تھی۔۔مریم فاطمہ اور رابعہ نے بہت مشکل سے اپنی جان بچائی اور دانین کو لے کر آئی تھیں

اب رات کا 1 بج رہا تھا وہ کار انکے پیچھے پیچھے تھی۔۔

انھیں جتنی جلدی ہو سکے ہوسپٹل پہنچنا تھا۔

اور گھر میں رافع۔ کی جان ہلک میں اٹکی ہوئی تھی بلکے پورا گھر سکتے میں آ چکا تھا

اماں سرکار تو کمرے میں بند ہو گئی تھی۔

اور ادھر شہریار۔ احمد۔ حنان اسامہ سب باری باری اسے کال ملا رہے تھے

مگر فون آگے سے بند آ رہا تھا

بھائی اگر دانین کو کچھ ہو گیا جیسے حنان نے کہا

رافع نے فوراً اسکی طرف دیکھا

کچھ نہیں ہو گا اسے۔۔ میرا ہی قصور تھا مجھے اسے اکیلے نہیں جانے دینا چاہیے تھا۔

رافع نے غصے سے میز پر پڑی چیزیں نیچے گرائی۔

سارا گھر خاموش تھا۔ رافع نے گاڑی نکالی اور باہر نکل گیا

دانین۔ فون اٹھاو پلیز ایک۔ دفعہ مجھ سے بات کر لو

دانین۔۔۔۔ وہ گاڑی چلاتے ہوئے ہر سکینڈ اسے فون کر رہا تھا

جب اسکے فون پر گھنٹی بجی اسنے بنا دیکھے جلدی سے فون اٹھایا

ہیلو رافع بھائی میں مریم بات کر رہی ہوں دانین کی دوست

یہ سنتے ہی وہ بھوکے شیر کی طرح بولا

دانین کہاں ہے میری اس سے بات کرواو اور اسنے اپنا فون کیوں بند کیا ہوا ہے۔۔ کہاں ہے وہ؟ میری اس سے فورا بات کرواو

رافع روانگی میں بول رہا تھا جب ایک دم وہ خاموش ہو گیا

بھائی دانین ہوسپٹل ہے اسکے ساتھ بہت برا ہوا ہے اسکے سر پر بیت گہری چوٹ لگی ہے۔ پلیز آپ جلدی آجائیں۔

ایسا لگا تھا کہ رافع سانس نہ لے پا رہا ہو۔ ہاتھوں میں لرزش چھا گئی پیشانی پر پسینے کی دھاریں بہنے لگی آنکھوں میں نمی چھا گئی

اگر اسے کچھ ہو گیا۔ تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاوں گا

رافع مجتبہ بٹ پاگلوں کی طرح گاڑی چلا رہا تھا اسنے راستے میں گھر میں اطلاع کر دی تھی اور کہا تھا وہ۔ اسے لینے جا رہا ہے

کیا ہوا ہے بھائی آپ اس وقت جا رہے ہیں۔ ___________________________

مہر نے اہل کو دیکھا جو بڑی تیزی سے کمرے سے نکلا تھا۔

دانین کا ایکسینڈنٹ ہوا ہے۔ رافع کی کال آئی تھی میں آجاتا ہوں

امی کو مت بتانا۔ اہل رکا نہیں تھا گاڑی لے کر باہر روانہ ہو گیا

ادھر ہوسپٹل میں رافع داخل ہوا۔سامنے مریم رابعہ اور فاطمہ کے پیرنٹس کھڑے تھے

لیکن ان میں دانین نہیں تھی۔۔وہ ویسے ہی آفس کے لباس میں ملبوث تھا بس اب کورٹ اتارا ہوا تھا اور

وائیٹ شرٹ کے کف اوپر کیے ہوئے تھے

آنکھوں میں نمی اور درد تھا۔

دانین کہاں ہے۔جیسے رافع نے انھیں کہاں مریم نے سامنے وارڈ کی طرف اشارہ کیا

وہ اندر تھی بے ہوش اسے کمرے میں اندر نہیں جانے دیا تھا۔

وہ ٹھیک تو ہے ڈاکٹر وہ ٹھیک ہو جاے گی نہ۔۔آپ پیسوں کی فکر مت کریں جتنا بھی پیسا لگے بس آپ

دانین کو کیسی بھی طرح بچا لیں۔

رافع مجتبہ آج اپنی ہوش کھو بیٹھا تھا۔ڈاکٹر نے انھیں حوصلہ دیا۔

سر آپ فکر مت کریں اب وہ خطرے سے باہر ہیں ہاں سر پر کیسہ بھاری چیز سے وار کیا گیا ہے جسکی وجہ

سے وہ خود کو سنبھال نہیں پائی۔

ابھی تو ہم نے انھیں انجکشن دیا ہے آدھے ایک گھنٹے تک انھیں ہوش آجائے گا

ابھی یہی گفتگو زیر بحث تھی جب سامنے سے پولیس آتی ہوئی معلوم ہوئی۔

آپ ہیں جنکے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا ہے پولیس والے نے سامنے کھڑی دانین کے دوستوں سے پوچھا

انہوں نے روتے ہوئے اثابات میں سر ہلایا۔

اور ایک ایک بات پولیس کو بتانے لگی۔رافع کے پیروں تلے زمین کسک گئ۔

اس آدمی کی ہمت کیسے ہوئی دانین کو ہاتھ لگانے کی۔۔

پولیس والے نے رافع کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔اور اسے حوصلہ دیا تھا

کہ وہ انھیں جلد ہی ڈھونڈ لیا گاڑی کا نمبر معلوم ہونے سے بہت آسانی ہو جائے گی

انوار صاحب جو بھی کریں وہ آدمی مجھے کیسی بھی حال میں چاہیے۔مطلب ہر حال میں چاہیے۔رافع کے منہ سے نکلنے والے ہر لفظ میں غصہ تھا۔انکھوں میں جنونیت کا عالم تھا

جی سر آپ فکر مت کریں پولیس والوں نے کہا اور وہاں سے چل دیا

اسنے ائیستہ ائیستہ سے اپنی آنکھیں کھولی تھی۔دانین کو جنرل وارڈ میں شفٹ کیا گیا تھا

اسکا بھاری ہو رہا تھا سامنے چیئر پر سر جھٹکے رافع بیٹھا تھا

اسنے دانین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا ہوا تھا

دانین رافع کو اس حالت میں دیکھ کر انکھوں میں آنسو آ گئے

بھائی۔۔

جیسے دانین نے کہا رافع نے جلدی سے اسے دیکھا

گڑیا۔۔ تم ٹھیک ہو ناں۔۔ رافع نے اسے دیکھتے ہوئے کہا

ا۔ایم س۔۔ سوری بھائی مجھے نہیں جانا چاہیے تھا۔

دانین پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی تھی

ایسا مت کہو۔ گڑیا تمھیں پتا ہے ناں اگر تمھیں کچھ ہو جاتا تو رافع کا کیا بننا تھا

یہ سنتے ہی وہ بے اختیار رافع کے گلے لگ گئ۔

مجھے معاف کر دیں بھائی مجھے نہیں جانا چاہیے تھا آپ کو پتا ہے میں کتنا ڈر گئ تھی میں کبھی اکیلے باہر نہیں جا سکتی۔م۔۔ میں آپ کے بغیر ایک قدم بھی کہی نہیں رکھ سکتی۔م مجھ سے بہت برا ہو گیا مجھے نہیں جانا چاہیے۔

دانین کی آواز ہلک میں اٹک رہی تھی۔ آنسو اس کے چہرے پر گر رہے تھے

رافع کے کندھے پر لگے اسکے آنسو نہیں رک رہے تھے۔رافع نے اسے مضبوطی سے پکڑا اور اسے حوصلہ دے رہا تھا

دانین پلیز ایسا مت کہو تمھیں پتا ہے ناں جب تم روتی ہو تو مجھے کتنا برا لگتا ہے۔ آئی نو۔ لیکن بچہ تم میرے بغیر ساری دنیا کو فیس کر سکتی ہو جیسے آج کیا کیسے تم نے بہادری کا سامنا کیا

رافع اب اسکی آنکھوں سے آنسو صاف کر رہا تھا

پیچھے سے سارے گھر والے ہاتھوں میں پھول لیے داخل ہوئے تھے

ان میں سے ایک اہل بھی تھا۔۔اسے دیکھتے ہی دانین کو بہت اچھا لگا تھا۔

اہل نے جب دانین کو یوں دیکھا۔وہ خود کو نہیں روک پایا وہ اسے درد میں نہیں دیکھ سکتا تھا اسنے خاموشی سے پھول سائیڈ پہ رکھے اور باہر نکل گیا

دانین اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔وہ اس سے مل کر بھی نہیں گیا تھا۔

کیسی ہے میری پاٹنر۔تو نہ ایسے نہیں ٹھیک لگتی۔بس آج کا دن کل ہم اپنی گڑیا کو گھر لے جائیں گے احمد نے اسے ملتے ہوئے کہا

ہاں تم نے تو شکر کیا ہو گا دانین نے جان بھوج کر کہا

تم مجھے اتنا ظالم سمجھتی ہو پاگل۔۔بس اب ان کی خیر نہیں جس نے میری بہن کو ہاتھ بھی لگایا

احمد نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما۔

تیمور جہانگیر کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور بے اختیار اسکی پیشانی پر بوسہ لیا

کیسی ہو۔

میں ٹھیک ہوں بابا جانی۔۔دادی جان کہاں ہے۔جیسے دانین نے کہا

پیچھے سے اماں سرکار اسکے پاس آتی ہوئی معلوم ہوئی

اسکے سر سے صدقہِ وار کر ساتھ کھڑے ڈائیور کو دیا جو دانین کو دیکھنے آیا تھا

ایسا بھی کوئی کرتا ہے دانین آپ کو اندازہ بھی ہے دادی پر کیا بیت رہی ہو گی۔

ایم سوری دادی جان۔میں وعدہ کرتی ہوں آئیندہ کیسی کو ساتھ لے کر جاوں گی

اسے کمرے سے ایک سکینڈ بھی باہر نہیں آنے دیا جاتا تھا رافع پورا دن رات اسکے پاس ہوتا۔وہ تو جیسے سب کچھ بھول گیا تھا

اسنے تب سے آفس سے چھٹی لے لی تھی حتی کہ دانین نے بہت اصرار کیا تھا کہ وہ آفس چلیں جائیں لیکن وہ نہیں مان رہا تھا

یہ لو جوس پیو۔رافع نے جوس کا گلاس آگے کیا

بھائی میرا دل نہیں کر رہا۔

تمھارا دل کیسی بھی چیز کو نہیں کرتا دانین اپنی حالت دیکھو کیا بنا رکھی ہے۔چلو اچھے بچوں کی طرح پیو

۔رافع نے جوس کا گلاس دانین کے ہاتھ پہ تھمایا

اور ساتھ اسکے رکھی چئیر پر بیٹھ گیا۔

بھائی ایک بات پوچھوں۔

ہاں پوچھو۔

بھائی کبھی آپ کا کیسی اپنی ٹکر کی لڑکی سے ٹکراؤ ہوا ہے مطلب جو آپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے خوف بات کی ہو۔ہے کوئی ایسی

دانین نے بڑے تجسس سے سوال پوچھا تھا

رافع نے یہ سنتے ہی بے اختیار قہقہا لگایا

یہ کیسا سوال ہے۔۔

بھائی بتائیں نہ سچ بتایئے گا دانین نے اصرار کیا

رافع کی انکھوں میں اچانک منتہا کا چہرہ جھٹکا۔

نہیں ایسا کوئی نہیں ملی جو رافع مجتبہ بٹ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکے

سوائے دانین بٹ کے۔

دانین یہ سنتے ہی۔ مسکرا دی

اسلام وعلیکم اہل نے کمرے میں داخل ہوتے کہا

وعلیکم اسلام آو اہل بیٹھو۔

Urdu Novels Ghar

رافع نے اٹھتے ہوئے کہا۔

کیسی ہو دانین۔؟اہل نے شائستہ لہجے میں مخاطب تھا

آگے سے کافی بہتر ہوں دانین نے اسے بنا دیکھے جواب دیا

جواب سنتے ہی اہل سمجھ گیا تھا کہ وہ مجھ سے ناراض ہے اور کس وجہ سے وہ یہ بھی جانتا تھا

اچھا تم دونوں باتیں کرو میں آتا ہوں رافع نے کہا اور کمرے سے باہر روانہ ہوا

وہ اب رافع کی جگہ پر بیٹھا تھا کچھ دیر ادھر ادھر کمرے ما جائزہ لیتا رہا پھر آخ کار اہل نے خاموشی کا تالا توڑا

یونیورسٹی کب سے جاو۔گی؟

بس اگلے ہفتے سے۔جواب مختصر تھا

اچھا ہے تب ہی جانا جب تم ٹھیک ہو جاو۔اہل نے ایک نظر اسکے زخم کی طرف دیکھا

ہوں۔دانین نے یوہی سر جھٹک دیا۔

ناراض ہو۔

تمھیں میرے ناراض ہونے کی پرواہ ہے کیا؟وہ۔ناچاہتے ہوئے بھی کہہ بیٹھی تھی اس سے کوئی شکوہ و شکایت نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن پھر پتا نہیں کیوں وہ اہل کے سامنے خود کو کمزور محسوس کرتی تھی

ایم سوری میں اس دن تمھارا حال پوچھے بنا چلا آیا

کوئی بات نہیں۔ دانین نے گہرا سانس لیا۔

زیادہ درد تو نہیں ہوتاناں۔

نہیں۔ رافع بھائی پٹی ہر دو دن بعد چینج کر دیتے ہیں۔ دانین نے اب اسکی طرف دیکھا

اہل کی آنکھیں سرخ تھی جیسے وہ کیسی درد سے گزرا ہو۔ راتوں کو سویا نہ ہو

اہل تم ٹھیک ہو۔ دانین نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

ہاں ں س انکھوں میں الرجی ہو گئ تھی۔ اہل نے بڑے اچھے طریقے سے جھوٹ بول دیا

حتی کہ وہ اس دن سے جب دانین کا ایکسینڈنٹ ہوا تھا ساری رات سو نہیں پاتا تھا کہ پتا نہیں اسے کس

قدر درد ہو رہا ہو گا۔ یہ سوچتے ہی وہ اتنی درد اپنے اندر محسوس کرنے لگتا تھا۔ لیکن نہیں وہ یہ سب کچھ

دانین کو نہیں بتائے گا۔

میڈیسن لی۔؟

ہاں۔۔لی ہے۔ اہل نے جب جواب دیا۔ پیچھے سے حنان شہریار اور احمد کمرے میں داخل ہوئے

احمد بیڈ کے پیچھے اور شہریار قریب صوفہ پر ہیلو پر نسس۔ کیسی ہو۔ حنان اسکے ساتھ پہلوں میں بیٹھ گیا

بیٹھا۔

میں ٹھیک۔ تم لوگ سناو سنا ہے بڑے مزے ہو رہے ہیں۔ کر لو کر لو مجھے آنے دو پھر بتاوں گی تم سب کو۔

دانین نے ہنستے ہوئے کہا

ہاہاہا۔۔اچھاجی۔ویسے ہم نے بہت سے پلیز بنائے ہیں تم بس ٹھیک ہو جاو۔پھر کہی گھومنے جائیں گے۔

شہریار نے کہا

اچھااہل نیازی صاحب آپ کب شادی کرر ہے ہیں۔جیسے احمد نے پوچھا

وہ یک دم چونک گیااسے اس سوال کی امید نہیں تھی کم ازکم اس جگہ پر اور وہ بھی اسکے سامنے جسے وہ بے پناہ چاہتا ہے

اباخدا کے لیے امی کومت کچھ کہے۔امی کو کیاپتااسکے دوستوں کا کہ وہ کس سے ملتاہے وہ ہم میں سے کیسی کونہیں بتاتا

منتہاچلائی تھی

توچپ کرتو بھی اپنی ماں کی طرح اپنے بھائی کو بچانے میں لگی ہوئی ہے

لیکن ایک بات کان کھول کے سن لو جس دن مجھے تیرے بیٹے کے بارے کوئی ایسی ویسی خبر ملی تو مجھے اسے گھر سے نکالنے میں ایک سکینڈ بھی نہیں لگے گا۔اور یہ پلوں سے بات باندھ کے رکھ لو سلمہ بیگم تیرا بیٹا کوئی رنگ چڑھا کر آئے گا۔

خان صاحب نے کہا اور وہاں سے چلے گئے

منتہا اور کرن سلمہ بی بی کو سنبھالنے میں لگی

باجی آپ امی کو سنبھالیں میں نعمان کو کال کرتی ہوں۔

کرن نے اثبات میں سر ہلایا اور منتہا اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

نعمان کہاں ہے تو؟

کہی نہیں باجی یہی ہوں دوستوں کے ساتھ نعمان نے اکتاتے ہوئے کہا جو اپنے دوستوں کے ہمراہ پتے کھیل رہا تھا

نعمان ابھی اسی وقت گھر واپس آو۔ ابا بہت غصے میں ہیں اس سے پہلے وہ کچھ بڑا کر دیں تو ابھی اسی وقت گھر آ رہا ہے۔ منتہا نے اسے غصے سے نصیحت کی تھی

باجی میں نہیں آسکتا وہ اکتا کے بولا تھا

کیا مطلب نہیں آسکتا تمھیں زرا سی بھی ہماری پروا نہیں ہے کہ ہم پر کیا گزرتی ہو گی امی پر کیا گزرتی ہو گی۔ سارا دن دوستوں کے ساتھ رات بھی انہی کے ساتھ کیا ہو گیا ہے تمھیں آخر میں نے پوری زندگی تو نہیں پالنا اپنے پیروں پر کھڑا ہو کر کچھ کماو اب مجھ میں اتنی سکت نہیں ہے کہ تمھارے سارے نکھرے بھی اٹھاوں اور اوپر ابا سے باتیں بھی سنوں

صیح کہتے ہیں ابا۔ تمھارے بارے میں تم نے کبھی ہمارے بارے میں سوچا نہیں تھا صرف دوستی یاری سب کچھ نہیں ہوتا۔ فیملی کا کچھ حق ہوتا ہے

منتہا کا لہجے میں درد تھا۔ نعمان ان دونوں کا اکلوتا بھائی تھا لیکن دوستوں کی بری صحبت میں وہ بیت بگڑ چکا تھا ناپڑھائی اچھے سے کرتا اسی وجہ سے انکے گھر میں روز روز جھگڑے ہوتے۔

یاور ایک بات پوچھوں۔ اریش جو جیپ چلا رہا تھا اسنے کہا

اب وہ واپسی کے لیے روانہ تھے۔

ہاں پوچھو۔ یاور نے جیسے کہا وہ فورا بولا

وہ جو تمھاری کزن کیا نام تھا اسکا

دانین۔

ہاں دانین بٹ۔ وہ کیسی ہے میرا مطلب بڑی نک چڑی سی لگتی ہے۔ اریش جیسے کچھ جاننے کی کوشش کر رہا تھا

ہاں ہماری فیملی میں واحد اکلوتی لڑکی ہے دادی کی جان۔ اور میرے چاچا کے بیٹے رافع مجتبہ کی تو دنیا ہو اور تو اور میرے بھائی سب بہت لاڈ پیار سے رکھا ہوا ہے میڈم کو تبی اتنے نکھرے ہیں آئی نو

یاور نے طنزا مسکراتے ہوئے جواب دیا

اچھا۔۔ اریش نے دھبی مسکراہٹ سے جواب دیا۔

ابھی یہی گفتگو جاری تھی کہ رافع کی کال آئی یاور نے ایک نظر موبائل کو دیکھا اور پھر فون اٹھایا

ہیلو۔۔ بردروہ بڑے ہلکے پھلکے مزاج میں بولا تھا

تمھیں پتا تھا کہ دانین کا ایکسینڈنٹ ہوا ہے۔رافع کے لہجے میں غصہ تھا

مطلب؟

یہ ناٹک چھوڑو اور مجھے بتاو۔ تمھیں پتا تھا یاں نہیں تمھاری ڈیوٹی لاہور تھی اور وہ جاتے ہوئے تم سے ملی بھی تھی۔کیا تمھیں پتا تھا یاور۔۔رافع ابھی تک غصے میں تھا

ہاں پتا تھا۔لیکن میں اسوقت ڈیوٹی پر تھا۔۔یہ سنتے ہی رافع اپنے آپ پر قابو نہ پایا وہ جیسے پھٹ پڑا تھا

تمھیں زرا سا بھی اندازہ ہے یاور اسکے ساتھ کیا ہو سکتا تھا۔وہ آدمی اسکے ساتھ کیا کر سکتے تھے۔۔بولو ۔اس نے تمھیں کال کی تھی

اور تم نے۔۔

مجھے شرم آرہی ہے۔۔ تمھیں زرا سا بھی اندازہ نہیں ہوا کہ وہ کتنی تکلیف میں ہے۔وہ اکلوتی اس خاندان کی ہم سب بھائیوں کی عزت ہے کیپٹن یاور علی بٹ۔دانین نے جب مجھے بتایا۔تو مجھے جتنی شرمندگی ہوئی میں بتا نہیں سکتا اگر تم ڈیوٹی پر تھے تو تم مجھے کال کر کے بتا سکتے تھے لیکن نہیں تم نے یہ نہیں کیا

یہ کہتے ہوئے رافع نے فون بند کیا۔

ائیڈیٹ۔۔یاور نے غصے سے فون پھینکا

اریش دیکھ کے چونکا۔

اسکو تو میں دیکھ لوں گا۔

بھائی امی بلا رہی ہیں۔مہر کمرے میں داخل ہوئی تھی جو لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھا تھا

اچھا تم جاؤ میں آتا ہوں اہل نے بنا دیکھے ہی جواب دیا۔

پھر لیپ ٹاپ کو آف کر کے کمرے سے باہر نکلا اور سامنے ساتھ ہی لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔جہاں سمینہ بی بی کے ساتھ کوئی بیٹھا

اسے دیکھتے ہی اہل چونک گیا دانین یہاں. اسنے دل میں سوچا وہ گرے شرٹ اور گرے کلر کی کیپری میں ملبوث تھی ڈوپٹہ دونوں کندھوں پر اوڑھا ہوا اور بالوں کو ہمیشہ سے کھلا چھوڑا ہوا تھا۔آنکھوں میں چمک ابھرئی جیسے اسنے اہل کو دیکھا

اسلام و علیکم۔اہل نے مخاطب کیا

و علیکم اسلام کیسے ہو اہل۔دانین نے مسکراتے ہوئے ایک نظر اسکی طرف دیکھا جو وائیٹ شلوار قمیض میں ملبوث تھا۔ہمیشہ کی طرح اچھا لگ رہا تھا

میں ٹھیک تم سناو۔

الحمد اللہ اب بہت بہتر ہوں۔

اچھا بیٹا دانین تمھیں لینے آئی ہے۔سمینہ بیگم نے جیسے کہا اہل نے ایک نظر دانین کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی

رافع نے گھر میں چھوٹی سی پارٹی رکھی ہے دانین کی یونیورسٹی جانے کی خوشی میں۔۔مہر تو نہیں اسکے گی کیونکہ اسکے ٹیسٹ ہو رہے ہیں تو تم چلے جاو۔سمینہ بیگم نے ساری وضاحت کر دی تھی

اب اسکی ہاں کی منتظر تھی۔

چلیں۔۔اہل بھائی نے خاص بھیجا ہے مجھے۔

میں۔اوکے چلو میں آتا ہوں اہل یہ کہہ کر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

وہ تیار ہو کر کمرے سے نکلنے لگا تھا

آج کہہ دیجیے گا اہل نیازی وہ آپ سے ہی محبت کرتی ہے۔

مہر اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑی تھی اور اسے کہہ رہی تھی

وہ مڑا ہلکا سا مسکرایا

یہ وہم ہے تمھارا مہر۔ وہ میری نہیں ہے

اللہ بھائی آپ ایسا کیوں سوچتے ہو ایک دفعہ تو بات کریں۔ کیا پتا وہ ہاں کر دے مہراب اسکے قریب گئ تھی

سامنے لاونج میں بیٹھی دانین نظر آ رہی تھی لیکن دور ہونے کی وجہ سے وہاں آواز نہیں جا رہی تھی

مہر وہ دانین تیمور بٹ ہے بٹ ہاوس کی اکلوتی بیٹی جسکے لیے ساری دنیا ایک طرف اور اسکے گھر والے ایک طرف اور وہ مجھ جیسے کو کبھی نہیں پسند کرے گی الفاظ میں مایوسی تھی اور دردبری نظروں سے دانین کو دیکھا جو سمینہ بیگم سے بات کر رہی تھی

مہر نے بھی دانین کو دیکھا اور پھر کہا

پسند کرتے ہیں ناں آپ اسے بہت

بہت زیادہ اہل کی نظریں ابھی بھی اسے دیکھ رہی تھی

آج بہت پیاری لگ رہی ہے وہ مہر نے جیسے کہا وہ فورا بولا

وہ تو ہمیشہ سے ہی پیاری لگتی ہے اہل نے یہ کہہ کر سر جھٹکا اور آگے بڑا

وہ لاونج میں داخل ہوا تو دانین جلدی سے کھڑی ہو گئ۔

چلیں اہل نے کہا اور سمینہ بیگم سے اجازت لی

تو کیا کروں میں بولو تنگ آچکا ہوں میں روز روز اسی ایک بات پہ

نعمان غرایا تھا

آواز اونچی مت کرو نعمان جو سچائی ہے اسے سننے کی ہمت رکھو

کیا ہے تمھارے پاس کیا ہو بولو۔ساری زندگی تم نے امی اور ابا کو دکھ دینے کے علاوہ کیا دیا ہے۔کچھ نہیں دیا۔

ان۔۔ان۔اوارہ دوستوں کے ساتھ رہ کر تم نے خود کو برباد کرلیا ہے یہ بات تمھیں سمجھ کیوں نہیں آتی ۔کیوں خود کو برباد کر رہے ہو نعمان ایسے دوست صرف مطلبی اور خود غرض ہوتے ہیں جو صرف اپنا فائدہ سوچتے ہیں

باجی بس اب آپ میرے دوستوں کے بارے میں کچھ نہیں کہیں گی اور رہی بات آپ کے پیسے کی جو آپ مجھے دیتی ہیں تو وعدہ کرتا ہوں۔ جلد ہی آپ کو آپ کا سارا پیسا لوٹا دوں گا۔ لیکن خدا کے لیے میری

نجی زندگی میں دخل اندازی مت کریں میں جیسا ہوں مجھے خود پتا ہے۔ آپ لوگوں کے مشوروں اور نصیحتوں کی ضرورت نہیں ہے مجھے۔

نعمان رو کو میری بات تو سنو۔۔ منتہا اونچی آواز میں اسے پکار رہی تھی لیکن وہ بنا جواب دیے اور سنے گھر سے چلا گیا

کرن اور سلمہ بیگم مایوسی سے پیچھے کھڑی تھی کہ اچانک کرن کے فون کی گھنٹی بجی

ایک نظر اسنے فون کی طرف دیکھا اور پھر جلدی سے کمرے سے باہر چلی گئ

کتنی دفعہ کہا ہے مجھے اس وقت کال نہ کیا کرو وہ دھبی ہوئی آواز میں بولی تھی اور ایک نظر پیچھے دیکھ لیتی

کیا کرو یار تم سے بات کرنے کا دل کر رہا تھا فون میں کوئی ہنس کے بولا تھا

اپنے جذبات کو قابو میں کرو ارسلان صاحب ابھی فون رکھو میں رات کو کروں گی کال ابھی گھر کا ماحول کچھ اچھا نہیں ہے میں بعد میں تمھیں ساری تفصیل بتاوں گی کرن نے یہ کہہ کر جلدی سے فون بند کیا اور چھوٹے چھوٹے قدبڑھاتی منتہا کے کمرے میں داخل ہوئی۔

جو کیسی سے فون میں مخاطب تھی

نہیں یار میں نہیں آسکوں گی۔۔ سوری۔ منتہا مایوسی سے کہا تھا

نہیں مجھے نہیں پتا منتہا تمھیں آنا پڑے گا میں نے اتنی خوشی سے تمھیں بھلایا ہے۔اب ایسے تو مت کہو تم آرہی ہو تو مطلب ابھی آرہی ہو

دانین۔۔منتہانے جیسے کہا

دانین فورا بولی۔۔چلو جلدی سے تیار ہو جاو میں ڈائیور کو بھیجتی ہوں۔

دانین نے یہ کہہ کر فون بند کیا۔تو دوسری طرف منتہانے بھی فون بند کیا

کیا ہوا ہے منتہا؟کرن نے شائستہ لہجے میں کہا

کچھ نہیں آپی دانین بٹ کے بھائی نے پارٹی رکھی ہے گھر پر تو اسکے لیے بھلا رہی ہے لیکن میں کیسے جاوں گھر میں ویسے بھی۔۔نعمان کی وجہ سے اور اوپر سے ہماری دوستی کو وقت بھی کتنا ہوا ہے

ایک فیس بک پر بات ہوئی۔۔ہے اور اب وہ

توکیا ہو گیا ہے منتہا وہ بہت اچھی لڑکی ہے اور تم گھر کی فکر چھوڑ دو میں دیکھ لوں گی ابا کو اور امی تو منا جائیں گی تم تیار ہو جاو۔گے ویسے تم جاو گی کیسے تمھیں انکے گھر کا پتا ہے

نہیں میں نے اسے ایڈرس ٹیکسٹ کر دیا تھا وہ ڈائیور بھیج دے گی

چلو یہ تو اچھا ہو گیا ہے پھر تم تیار ہو جاو

بٹ ہاوس میں آج ہر طرف خوشیوں کا سماں تھا ہاوس کے وسیع گارڈن کو دلکش روشنیوں سے سجایا گیا تھا جو اپنے رنگ برنگے رنگوں کی وجہ سے قوس قزح کے رنگ بکھیر رہی تھی سارا گھر خوشیوں سے پرنور تھا گھر میں اور بھی دیگر مہمان آئے تھے

اسامہ کی شادی کے قریب آنے میں کچھ ہی وقت رہ گیا تھا اس وجہ سے سبین کے بڑے بھائی کی 2 بیٹیاں زہرہ اور انعم

اور انکا بڑا بھائی شاہزیب بھی آج آئے ہوئے تھے اور سبین کی اطلاع کے مطابق وہ اب شادی تک یہی رہنے والے تھے دوسری طرف شہانہ مجتبہ جہانگیر کے دونوں بھائیوں کی فیملیز اکھٹی ہوئی تھیں۔ یوں گھر میں خوشیوں کا ماحول تھا سب کے رشتہ دار موجود تھے سوائے دانین کی امی کے رشتہ داروں سے کوئی نہیں تھا یا کوئی ہے ہی نہیں تھا اسے ہمیشہ اس بات سے اماں سرکار نے نہیں بتایا تھا کہ اسکی امی کے گھر والے تھے بھی یا نہیں یہ ایک راز تھا۔ جس سے دانین ناواقف تھی

دانین آج کہ دن کیسی حور کی مانند لگ رہی تھی سب سے الگ۔ پوری پارٹی میں وہ سب سے نمایاں تھی۔

وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی

جب اسے ملازمہ نے آکر کہا

بی بی صاحبہ آپ کی دوست نیچے آئی ہیں منتہا خاں نام بتا رہی ہیں

جیسے دانین نے سناوہ خوشی سے سڑھیوں کی طرف بھاگی وہ پہلی دفعہ منتہا کو دیکھ رہی تھی۔

منتہا نیچے لاونچ میں کھڑی تھی وائیٹ سیمپل سادہ ڈرس میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی ناک میں پہنی ہوئی بلکل چھوٹی سی لونگ جسکی چمک سے اسکا چہرہ اور پیارا لگتا تھا آنکھوں میں ایک غصے کی جھلک آتی تھی لمبی قدو قامت۔

منتہا نے جب دانین کو اپنی طرف آتے دیکھا وہ ایک دفعہ اسے دیکھتی رہ گئ اور بے اختیار زیر لب ماشاءاللہ کہا

اسلام وعلیکم میں دانین وہ یہ کہتے ہوئے اسکے گلے لگی

وعلیکم اسلام کیسی ہو دانین

میں ٹھیک تم سناو۔

میں بھی فٹ فاٹ یار مجھے ایسے اچھا نہیں لگ رہا تمھاری فیملی گیدرینگ میں ابھی منتہا نے کہا تھا کہ وہ فورا بولی

بس چپ کر جاو۔اور یہ تومت کہنا کہ تم غیر ہو تم بھی میری فیملی کا حصہ ہو

یہ دانین کچھ زیادہ اوور نہیں لگ رہی آج زہرہ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا

جواب اپنی دوستوں کے ساتھ مگن تھی

ہاں یار۔مامی شاہانہ کہتی ہیں بڑی نازو سے پالی ہے رافع بھائی نے اور سارے گھر نے جیسے عالیہ نے کہا

زہرہ فورا بولی۔رافع کی تو بات تم چھوڑو نہ یہ نہیں اسکی جان چھوڑتی۔مامی سبین بتا رہی تھی مجھے کہ رافع کے پیچھے پیچھے ہوتی ہے یہ

پتا نہیں۔کیا ہے یہ۔زہرہ کو جیسے اتنا غصہ آیا تھا کہ پیچھے سے

احمد نے بے اختیار کہا کم جلا کرو میرے پیارے ماموں کی بیٹی زہرہ بی بی

اور میری بہن کے بارے میں کم بکواس کیا کرو۔میں تمھارا لحاظ کر جاتا ہوں اگر تمھارا ہمارے ساتھ کوئی رشتہ نہ ہوتا تو پھر بتاتا تمھیں

احمد نے دانت پیچتے ہوئے کہا پھر دانین کو آواز دی

اوئے۔۔دانین ادھر آ۔۔۔

یہ سنتے دانین احمد کی طرف بڑھی

ہاں بول۔۔

تم اپنے رشتے داروں سے ملنا بھول گئ اس سے ملو یہ ہے زہرہ میرے بڑے ماموں کی بیٹی اور یہ اسکی چھوٹی بہن انعم

اور یہ ہے عالیہ رافع بھائی کے ماموں کی بیٹی اور یہ ہے فیاض عالیہ کا بھائی

مجھے سب کا پتا ہے احمد علی بٹ۔۔یار تم لوگ ایسے کیوں کھڑے ہو آو انجوائے کرتے ہیں

اچھا دانین رافع کب آرہا ہے آفس سے زہرہ نے جلدی سے پوچھا

رافع بھائی ہاں وہ ابھی آتے ہی ہونگے تم لوگ آو ناں۔

اور تو بھی آ۔۔اسنے احمد کے بازو کو تھپتھپایا اور آگے چل دی

اماں سرکار۔ تیمور جہانگیر۔ مجتبہ جہانگیر اور علی جہانگیر سب بڑے بڑے ایک جگہ پر براجمان تھے

اماں سرکار دانین کو دیکھ کر خوش ہورہی تھی۔

اہل سامنے کھڑا تھا شاہزیب سے باتیں کررہا تھا اور بھی دیگر لوگ تھے

اچھا یہ ہے۔۔منتہا نے اسے ایک نظر دیکھا۔

ماشاءاللہ بہت پیارا ہے۔۔

ہائے واقعی میرا مطلب تمھیں اچھا لگا۔۔دانین نے تجسس سے پوچھا

ہاں۔۔تم نے ابھی اسے بتایا نہیں

نہیں یار مجھے نہیں لگتا وہ مجھے پسند کرتا وہ کبھی سیدھے منہ مجھ سے بات نہیں کرتا مطلب ہر وقت لہجے میں تھوڑا سا غصہ رہے گا۔۔

یہ سنتے ہی منتہا بولی

ارے نہیں یار یہ تم سوچ رہی ہو کیا پتا وہ بھی تمھیں پسند کرتا ہو اور رہی بات غصے کی تو وہ نیچر کی بات ہے

ابھی یہی گفتگو زیر بحث تھی کہ سامنے سے رافع مجتبہ بٹ چلتا ہوا نظر آیا

ڈارک براون کلر کی شرٹ اور بلیک جینز میں ملبوس بالوں کو اچھے سے سنوارہ ہوا ہاتھ جیبوں میں ٹھونسے ۔۔اور ایک الگ شخصیت کا نامی وہ اگے دانین کی طرف بڑھ رہا تھا

جیسے منتہا نے رافع کو دیکھا اسے ایک منٹ کے لیے دھچکا لگا

اسنے بے اختیار دانین کی طرف دیکھا جو اسے بتا رہی تھی

یہ ہیں میرے بھائی رافع مجتبہ بٹ

وہ بلکل ساکت ہو گئ تھی ایسا لگ رہا تھا کہ وہ سانس نہ لے پا رہی ہو

رافع نے جب دانین کے پہلوں میں کھڑی منتہا کو دیکھا وہ چونکا

بھائی ان سے ملیے یہ ہے میری دوست منہا خان بہت اچھی بزنس وومین ہیں۔۔

دانین نے بڑی عقیدت سے اسکا تعارف کروایا

وہ ابھی بھی رافع کو دیکھ رہی تھی اسنے نہ چاہتے ہوئے بھی چہرے پر۔ مسکراہٹ لائی

اسلام و علیکم رافع ہلکا سا مسکرایا

و علیکم اسلام منتہا نے آئستہ سے جواب دیا۔

اچھا آپ دونوں بات کرو میں آپ دونوں کے لیے ڈرنک لاتی ہوں دانین یہ کہہ کر آگے بڑھ گئ

منتہا کا دل کر رہا تھا کہ وہ ابھی اور اسی وقت کہی چلی جائے۔ کیسی ایسی جگہ جہاں اسکا سامنا رافع مجتبہ بٹ سے نہ ہو اسے اگر پتا ہوتا کہ رافع دانین کا بھائی ہے یا اسکا اس گھر سے جوئی تعلق ہے تو وہ کبھی بھی اسکے گھر نہ آتی

دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔

اچھا آپ میری بہن کی دوست ہیں مجھے خوشی ہوئی یہ دیکھ کر رافع کے لہجے میں اب بلکل نرمی تھی

اگر مجھے پتا ہوتا آپ اسکے کچھ لگتے ہیں۔۔ اسکا جملہ ابھی زیر لب تھا کہ رافع جلدی سے بولا

تو کیا۔ آپ دانین سے دوستی نہ کرتی سینیے منتہا بی بی۔ میری آپ کے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے اور مجھے نہیں پتا آپ کیوں مجھے ایک برا انسان سمجھ رہی ہیں۔ بزنس کا مجھے آپ سے کئ زیادہ ایکسپرینس ہیں اور مجھے پتا ہے لوگوں جے ساتھ کیسے ڈیلز کرنا ہے۔ تو بہتر ہے آپ یہ جھوٹے فتوی لگانے بند کر دے

اسکے لہجے میں ابھی بھی سکون تھا

آپ کو کیا لگتا ہے میں بلاوجہ آپ کے بارے میں یہ کہتی ہوں اف اللہ کیسی کیسی خوش فہمیاں پال رکھی ہیں بزنس میں بے ایمانیاں خود کرو اور پھر پاک صاف ہونے کا اعلان کروا واہ مسٹر رافع مجتبہ بٹ میں تمھارا لحاظ کر رہا ہوں مس منتہا خاں ورنہ مجھے بھی جواب دینا آتے ہیں مجھے بھی پتا ہے دودھ کی دوھلی آپ بھی نہیں ہے یہ۔اس فیلڈ میں جو بھی ہوتا ہے ناں وہ کوئی بھی پاک صاف نہیں ہوتا نہ میں اور نہ ہی آپ اور اگر آپ کو زیادہ ہی جھگڑنے کا شوق ہے تو باہر جا کر یہ سب بکواس کریں میرے گھر پر اور میری بہن کے سامنے نہیں۔ سمجھ گئی آپ۔۔رافع کے لہجے میں غصہ تھا اور وہ آنکھیں منتہا پر جمائے بات کر رہا تھا جب انکی گفتگو کو

دانین نے توڑا مجھے لگتا ہے آپ دونوں ایک دوسرے کو بہت اچھے سے جان گئے ہو ہے بھی دونوں بزنس کے شعبے سے جیسے دانین نے کہا

ایک نظر انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

اچھا میں آتا ہوں دانین۔۔رافع نے نرم لہجے سے دانین کو کہا اور وہاں سے چل دیا

سمجھتا کیا ہے کھڑوس اڑئیل نہ ہو تو)۔۔منتہا نے دل میں سوچا

Urdu Novels Ghar

تیمور مجھے معلوم ہے دانین آپ سے رابیل کے بارے میں آج رات کو ضرور پوچھے گی لیکن دھیان رہے اسے وہ سب کچھ نہیں پتا چلنا چاہیے جو بچپن سے ہم اس سے چھپا رہے ہیں کیونکہ میں نہیں چاہتی وہ اپنی ماں جیسی ہو یا اسے اپنی ماں کے بارے میں کوئی ایسی بات پتا چلے۔ آج وہ آپ سے پوچھے گی کہ اسکی ماں کی طرف سے کوئی رشتہ دار کیوں نہیں آیا وہی کہہ دیجیے گا جو ہم نے کہا ہے

اماں سرکار نے دھیمی سی آواز سے تیمور جہانگیر سے مخاطب تھی یہ سنتے ہی

تیمور جہانگیر نے ایک نظر اماں سرکار کی طرف دیکھا ہزاروں شکوے شکایت دم توڑ گئے۔۔ ایک لمبی آہ بھری اور پھر الفاظ اکھٹے کرنے کی کوشش کی

آپ فکر مت کریں اماں سرکار میں اسے رابیل کے بارے۔یں کچھ ایسا نہیں بتاوں گا۔

کبھی کبھی انسان کتنا مجبور اور بے بس ہوتا ہے وہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی انجان بنا رہتا ہے سچ سامنے آنے کے بعد بھی وہ جھوٹ کی پٹی کو آنکھوں میں باندھے رکھتا ہے اور تیمور جہانگیر بٹ نے اپنی آنکھوں میں جھوٹ کی پٹی باندھ رکھی تھی۔۔ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی۔ اسنے اپنے آپ کو کمرے کی ایک چار دیواری میں جھونک دیا تھا رابیل اسکی محبت تھی وہ اس سے بے پناہ چاہتا تھا لیکن وقت اور اپنوں کے دیی ہوئی نفرت نے آج تیمور جہانگیر سے رابیل ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسے چھوڑ کے جا چکی تھی اسے یاد تھا وہ اس کے ساتھ ساری زندگی ساتھ دینے کے وعدے کرتا تھا اسکے چہرے پر گرتے آنسوں

سے وعدہ لیا تھا کہ وہ کبھی اسے بہنے نہیں دے گا لیکن نہیں وہ ایک بھی وعدہ پورا نہیں کر پایا۔ایک بھی نہیں۔

تیمور یار کیا رکھا ہے اس میں جو تم اس جے پیچھے پیچھے بھاگ رہے ہو یونیورسٹی کا ایک ہنڈسم لڑکا کیا یار ۔۔۔

تیمور کے ساتھ کھڑے دوستوں میں سے ایک نے کہا

یہ سنتے ہی تیمور نے اسے گریبان سے پکڑ لیا

تمیز سے نام لے اسکا وہ میری محبت ہے۔ٹھیک ہے اور میں کیسی کو اس بات کی اجازت نہیں دوں گا کہ اس کے بارے میں کچھ ایسا ویسا بولے وہ غصے سے غرایا تھا

کیا جانتے ہو تم اس لڑکی کے بارے میں تیمور بولو۔ تمھیں اسکے گھر والوں کا پتا ہے کون ہیں پر سرارسی وہ زندگی بسر کر رہی ہے یونیورسٹی میں بھی چپ ہی بیٹھی رہتی ہے اور تم اس لڑکی کو اپنی زندگی می لانا چاہتے ہو۔۔ہم تمھارے دوست ہے یار ہم تمھارا اچھا ہی سوچ رہے ہیں چھوڑ دے اسے تیمور

وہ بے بسی سے دو قدم پیچھے ہٹا وہ سب یونیورسٹی کے کیفے میں ہی بیٹھے تھے جب سامنے سے رابیل آتی ہوئی معلوم ہوئی آنکھوں نے اسے دیکھا بس پھر دل میں مچے اس محبت کے طوفان کی لہریں کہاں سمٹتیں ہیں

نہیں اسے چھوڑ سکتا یار۔ میں اسکے بغیر جینا تصور نہیں کر سکتا۔

آواز میں مایوسی چھائی تھی۔ تیمور جہانگیر کی آنکھوں کا مرکز بن گئ تھی رابیل

بابا جیسے دانین نے کہا وہ پھر یاد ماضی سے اوجل ہوئے اب انکے سامنے انکی اکلوتی اولاد انکے جینے کا سہارا

دانین بٹ کھڑی تھی چہرے پر ڈھیروں خوشیاں بکھیریں۔

آپ چپ کیوں بیٹھیں اٹھیں آئیں میرے ساتھ چلتے پھرتے ہیں بہت دیر ہو گئ ہے تیمور جہانگیر سے

کبھی بات نہیں ہو۔

دانین کی بات پر وہ بے اختیار مسکرا دیے عمر کے اس حصے میں آنے کے باوجود وہ آج ویسے ہی پر کشش

شخصیت کے حامل تیور جہانگیر لگتا تھا جیسے یونیورسٹی کے زمانے میں تھا

جیسا آپ چاہو بیٹا جانی چلو وہ مسکراتے ہوئے صوفہ سے اٹھے دانین نے تیمور جہانگیر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں

تھاما اور آگے کو بڑھ گئ۔

بھائی آپ منتہا کو چھوڑ آئیں گے دانین نے جیسے رافع کو کہا وہ ایک دم چونک گیا

میں؟

ہاں بھائی بہت دیر ہو گئ ہے میں اسے اکیلے نہیں بھیج سکتی

آپ اسے چھوڑ آئیں ایسے مجھے فکر بھی نہیں رہے گی اسکی

آپ جارہے ہیں نہ اسے چھوڑنے دانین نے جب دوبارہ کہا

پیچھے سے منتہا نے اسے روکا۔

نہیں اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے میرا بھائی مجھے لینے آگیا ہے تھینک یو سوچ دانین وہ اگے بڑھ کر دانین سے ملی اور باہر کی جانب بڑھ گئ

وہ اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔(واقعی بہت اناء پرست لڑکی ہے)رافع نے دل میں سوچا۔

کیسی لگی آپ کو میری دوست

کیا؟

ہاہاہا مطلب بھائی وہ والا نہیں پوچھ رہی ویسے کہے اگر پسند ہے تو میں بات کرتی ہوں۔۔ جیسے دانین نے کہا وہ اگے کو بڑھا

دانین تم بہت زیادہ بڑی باتیں کرنے لگی ہو۔۔

اچھا اب میں بڑی ہو گئ ہوں۔۔دانین نے رافع کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

اچھا جی گڑیا اب بڑی ہو گئی ہے۔وہ بھی اسی طرف متوجہ تھا

جی اسلیے تو آپ کی فکر ہو رہی ہے چلیں آئیں باہر وہاں سب کزنز بیٹھیں ہیں

Urdu Novels Ghar

نہیں دانین تمھیں تو پتا ہے ناں مجھے اچھا نہیں لگتا

ارے رافع مجتبہ بٹ کچھ نہیں ہوتا دانین نے رافع کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور باہر گراونڈ کی طرف بڑھی

جہاں پارٹی ختم ہونے کے بعد

سب باہر بیٹھے تھے سوائے گھر کے بڑوں کے

دانین نے اہل کو دیکھا جو باہر مین گیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا

رافع اب احمد لوگوں کے پاس بیٹھ چکا تھا

زہرہ نے جب رافع کو آتے دیکھا اسکے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ چھا گی

اہل روکو۔دانین کی آواز پہ وہ رکا

کہاں جارہے ہو۔

گھر۔۔

ابھی۔۔اتنی جلدی۔۔۔اسنے اسے دیکھتے ہوئے کہا

جو چہرے پر غصہ لیے کھڑا تھا لہجہ سخت تھا۔۔

ہاں کیونکہ پارٹی ختم ہو چکی ہے۔

ہم سب ابھی باہر بیٹھیں ہیں آو تم بھی آؤ

دانین میرا وہاں کوئی کام نہیں ہے۔مجھے جانا چاہیے۔وہ یہ کہتے ہوئے مڑا تھا

دانین نے پیچھے سے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کیا

یہ غصہ کس چیز کا ہے تمھیں اہل نیازی صاحب۔بولو تمھارا یہ غصہ دانین برداشت نہیں کر سکتی چلو اب

وہ بس اسے دیکھ رہا تھا جو بڑی مضبوطی سے اسکا ہاتھ پکڑے اسے گراونڈ میں لے کے جا رہی تھی۔

ارے اہل تم کہاں تھے آو یہاں بیٹھو رافع نے اسے دیکھتے ہی کہا

یہ جناب گھر جا رہے تھے بڑی مشکل سے لے کر آئی ہوں دانین نے ہنستے ہوئے کہا

اچھا۔۔بہت اچھا کیا دانین جو تم اسے لے آئی رافع نے اہل کے کندھے کو تھپتھپایا وہ سامنے چیئر پر بیٹھ گیا

دانین نے ایک نظر اسے دیکھا جو اب حنان سے باتیں کر رہا تھا۔

کتنا اچھا لگتا ہے ایسے مسکراتے ہوئے پاگل دانین یہ سوچتے خود ہی ہنس دی

اور جا کر رافع کے ساتھ بیٹھ گئی جو فون پہ لگا تھا

اسکی جان چھوڑئیں آپ۔۔

گڑیا۔۔رافع نے بے اختیار کہا۔

زہرہ کی پیشانی پر بل پڑے۔۔

رافع آپ کا بزنس کیسا جا رہا ہے زہرہ نے اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی

اللہ کا شکر ہے اچھا جا رہا ہے رافع نے شائستہ لہجے میں جواب دیا

دانین رافع کے موبائل کو چیک کر رہی تھی جب اسنے وال پیپر پر لگی تصویر کو دیکھتے کہا

ہے آپ کے موبائل میں

ہ میرا وال پیپر کتنی سونی ہوں نہ میں جیسے دانین نے کہا

رافع ہنس دیا اور کہا

جی کوئی شک نہیں ہے دانین تیمور بٹ۔

جی جی بلکل چڑیل جیسے لگتی ہے یہ اسامہ نے جان بھوج کر چڑھاتے ہوئے کہا

ہاں ہاں۔اب تو میں آپ کو چڑیل ہی لگوں گی شادی جو ہو رہی ہے اسلیے

دانین نے بھی پورا بدلہ لیا۔اسکی اس بات پر سب ہنس دیے۔

اچھا دانین اب تم یونیورسٹی کب سے جا رہئ ہو زہرہ نے سوال کیا

کل سے انشااللہ رافع بھائی ہی چھوڑ کے آئیں گے مجھے

لیکن مامی شہانہ بتا رہی تھی کل رافع کی کوئی مٹینگ ہے زہرہ نے جیسے کہا رافع نے ایک نظر اسکی طرف

دیکھا جواب مسکراتے ہوئے دانین کی طرف دیکھ رہی تھی

بھائی کیا واقع کل میٹنگ ہے۔

نہیں میں نے کینسل کروا کے اگلے دن رکھوالی ہے تم فکر مت کرو کل میں ہی تمھیں چھوڑنے جاوں گا۔

رافع نے بڑے پیار سے اسے کہا تھا

یہ دیکھتے ہی زہرہ نے جیسے سارا غصہ پینے کی کوشش کی تھی پتا نہیں کیا ہے اس دانین میں جو رافع ایسے اسکے پیچھے پیچھے پھرتا ہے

ارے واہ۔۔رافع آپ نے میٹنگ کینسل کروادی۔ویسے دانین تمھیں کچھ احساس کرنا چاہیے مانا کہ تم گھر میں سبکی لاڈلی ہو لیکن تمھیں خیال کرنا چاہیے تمھیں یونیورسٹی چھوڑنے پر کتنا نقصان ہوا ہے اب تم بچی تو نہیں رہی نہ جو ایسی حرکتیں کرتی پھرو۔۔کب تک تم ایسے رافع سے اپنے نکھرے اٹھاتی رہو گی ہم یہ دیکھ دیکھ کے تھک گئے ہی تو رافع کا کیا حال ہو گا

زہرہ تو جیسے برس پڑی تھی سب کے سامنے اس نے دانین کو باتیں سنادی۔

وہ بلکل شاک ہو گئ وہ انکھوں سے آنسو روکنا چاہتی تھی وہ ان سب کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی لیکن پتا نہیں اسکی انکھوں سے آنسو نکل آئے تھے سب ایک دم خاموش ہو گئے تھے

ابھی رافع کچھ کہتا دانین وہاں سے اٹھ کے اندر چلی گئ۔۔

دانین۔۔رافع جلدی سے کھڑا ہو گیا وہ اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا

لیکن جلدی سے قدم اٹھاتی اندر بڑھ گئ۔۔اسامہ شہریار احمد اور حنان سب چپ ہو گئے۔

اگر اسکی آنکھوں سے ایک بھی آنسو گرے نہ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا زہرہ

رافع نے اسکی طرف اتنے غصے سے دیکھتے ہوئے کہا تھا کہ سب حیران رہ گئے

رافع وہاں سے فورا چلا گیا

کیا کہا ہے میں نے۔زہرہ نے جیسے کہا

شہریار فورا بولا۔تم چپ کر جاو زہرہ بہت کچھ کہہ لیا تم نے۔اور تمھیں پروبلم کیا ہے دانین سے بولو وہ

ہماری بہن ہے ہم اسکے نکھرے اٹھاتے ہیں تم نہیں اٹھاتی اور تمھیں یہ سب کہنے کا حق کس نے دیا ہے۔

شہریار نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

احمد اسامہ اور حنان تو ویسے ہی دانین کو دیکھ کر نہیں رکے تھے۔

نیٹ خراب ہونے کی وجہ سے میں قسط پوسٹ نہیں کر پائی یہ مت سمجھیے گا میں نے ویسے نہیں دی میں

معذرت خواہ ہوں

وہ چپ کمرے میں بیٹھی تھی اپنے بابا پر ہی گئ تھی جب درد میں ہوتی تو عموما اندھیرے میں ہی بیٹھتی تھی

۔اسوقت جو خیز اسے زیادہ درد دے رہی تھی وہ اپنوں کی نفرت تھی کیوں لوگ دوہری شخصیت کے

ساتھ جیتے ہیں باہر سے کچھ اور

اور اندر سے کچھ اور ہوتے ہیں اسے نہیں پتا تھا کہ زہرہ عالیہ سب اس سے کیوں جلتی تھیں حتی کہ وہ انکے ساتھ بہت اچھے سے پیش آتی تھی۔لوگوں کے ساتھ رشتے جوڑنا کتنا مشکل ہوتا ہے اور وہ بھی اپنے ہی لوگوں سے کاش آج میری ماما کی سائیڈ سے کوئی رشتہ دار آتا میری خالہ میرے ماموں کے بچے بھی آتے تو وہ میرے ساتھ ایسے پیش نہ آتے۔۔آج وہ جسے سب سے زیادہ مس کر رہی تھی وہ رابیل اسکی والدہ تھی

جب اسنے ہوش سنبھالی تھی اسے یہی کہا گیا تھا کہ اسکی امی کی ایک ایکسیڈینٹ میں موت ہو چکی ہے اسنے پورے گھر میں اپنی امی کی تصویر ڈھونڈنا چاہی لیکن کوئی اسے اسکی والدہ کی نہ تصویر اور نہ ہی انکے بارے میں کچھ بتاتا تھا۔اماں سرکار سے جب وہ پوچھتی تو وہ کہتی کہ تمھاری امی ہماری برداری کی نہیں تھی ہم انکے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔۔پھر جب دانین نے سوچا تو آہستہ آہستہ وقت کے ساتھ اسنے سوال کرنا بند کر دیے وجہ تیمور جہانگیر تھا جو بہت بیمار رہنے لگے تھے۔۔

کیا ہوا ہے ؟لائیٹ کیوں بند کی ہے کیسی نے نرمی سے اسکا ہاتھ تھاما تھا

اور وہ جان سکتی تھی کہ رافع کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا تھا

ویسے ہی آج امی کی بہت یاد آ رہی ہے دانین کی آواز بھیگ گئ۔

رافع نے اندھیرے میں اسکے چہرے سے آتے آنسو صاف کیے

اور پھر کہا

گڑیا تمھیں پتا ہے۔ میں تمھیں روتا ہوا دیکھ نہیں سکتا۔ چاچی رابیل کو ہم سب بہت یاد کرتے ہیں لیکن ایسے رونے سے کیا ہو گا وہ واپس تو نہیں آجائیں گی۔ اور تم جتنا روگی اتنا ہی انکے لیے تکلیف کا باعث ہو گا ۔

میں کیا واقعی آپ کے لیے نقصان کا باعث بنتی ہوں رافع بھائی

یہ کس نے کہا کہ دانین میرے لیے نقصان کا باعث بنتی ہے اور رہی بات زہرہ کی وہ تو ہے ہی ایسی جیلسی اس میں کوٹ کوٹ کے بھری ہے ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا دانین کہ ساری دنیا تمھیں چھوڑ سکتی ہے لیکن رافع مجتبہ بٹ نہیں ساری دنیا اگر تمھاری بات پر اعتبار نہیں کرے گی تو اس وقت رافع مجتبہ بٹ تمھارے ساتھ کھڑا رہے گا۔ اور رہی بات نقصان کی تو دانین تمھاری خوشی کے لیے میں سارے نقصان برداشت کر سکتا ہوں ایک چیز کے علاوہ تمھارے آنسو اور یہ بات تم بھی بہت اچھے سے جانتی ہو کہ میں ہی نہیں اسامہ حنان شہریار اور احمد سب تم سے کتنا پیار کرتے ہیں دادی جان۔ اور ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کرتے ہیں کہ تمھیں اتنا پیار دئیں کہ تم چاچی رابیل کو یاد نہ کرو۔ لیکن میں جانتا ہوں ماں تو وہ ہستی ہے جسکے سہارے بچہ چلتا ہے۔ لیکن تم میری گڑیا ہو رافع مجتبہ بٹ کی دانین۔ تمھیں اگر رابیل چاچی کی یاد ستائے تو مجھے یاد کر لینا۔

رافع نے یہ کہہ کر ساتھ میز پر پڑے لیمپ کی روشنی آن کی۔

وہ اب خاموشی سے رافع کو دیکھ رہی تھی۔اور اسکے گلے لگ گئ

تھینک یو سو مچ بھائی آپ اس دنیا کے سب سے اچھے بھائی ہیں ایم سو لکی کہ رافع مجتبہ بٹ میری زندگی میں ہے۔

سارا پیار رافع کے لیے ہمارے لیے کچھ نہیں۔۔ جیسے اسامہ نے کہا

دانین نے مسکراتے ہوئے اسامہ احمد۔شہریار اور حنان کو دیکھا جو ابھی ابھی کمرے میں آئے تھے

وہ جلدی سے بیڈ سے اٹھی۔اور ان سب کے گلے لگ گئ۔۔

تو رویا نہ کر چڑیل ہم تیرے بھائی ہی ساری زندگی تیرا نکھرا اٹھائیں گے اگر کوئی جلتا کے تو اسے جلنے دو۔۔

حنان نے اسے کہا

رافع بھائی آپ بھی آجاو دانین نے اسے آواز دی جو پیچھے کھڑا تھا

ہاں ہاں کیوں نہیں وہ آگے بڑھا

سب ایک دوسرے کے گلے لگے تھے۔۔

بٹ ہاوس کی چڑیل۔۔احمد نے جب کہا تو سب نے قہقہ لگایا۔

اچھا

تو آپ سب جن۔۔ دانین نے جلدی سے جواب دیا

احمد نے بھی ترک بہ ترک جواب دیا

اچھا۔۔جی۔

وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ بہت اچھے طریقے سے رہتے تھے دانین کی خوشی ان سب کی خوشی تھی ۔ آج اسے درد میں دیکھ کے وہ سب پریشان ہو گئے تھے اور وہ سب بہتر جانتے تھے کہ رافع مجتبہ بٹ کے علاوہ اسے کوئی منا نہیں سکتا

چل آ باہر انھیں اور جلاتے ہیں ہم اویں روئے حنان اور احمد نے دانین کو کہا

اور اسے کمرے سے لے کر باہر نکل گئے

بس وہ یہاں سے آتا ہو گا

حنان سمیت اسکے سارے دوست وہاں کھڑے تھے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی ہاکی سٹیکز جیسے وہ پوری تیاری سے یہاں آئے ہوں

یار تجھے واقعی لگتا ہے وہ آئے گا۔ جیسے اس کے گروپ میں سے کیسی نے کہا

حنان کے ساتھ کھڑا لڑکا بولا

ارے آئے گا وہ اپنے دوستوں کے ساتھ ہے میں نے مانی کو کال کی تھی اسنے مجھے کہا تھا کہ وہ نکل چکا ہے

ابھی یہی گفتگو زیر بحث تھی کہ سامنے سے نعمان اپنی بائیک پہ آتا ہوا معلوم ہوا

رات کے 1 بج رہا تھا گھر میں مہمانوں کی آمد سے اسے گھر سے باہر جانے کی آسانی سے رسائی مل گئی۔

آگیا شکار۔۔حنان کے دوست نے اسے دیکھتے ہوئے کہا

آج نہیں بچے گا یہ کمینا حنان نے غصے سے کہا

وہ تقریبا 7 لڑکوں کا گروتھا انہوں نے نعمان کی بائیک رکوائی اور اسے گریبان سے پکڑ کر نیچے پھینکا

بڑا شوق ہے ناں ہم سے دشمنیاں پالنے کا تجھے ہم نے وارن بھی کیا تھا کہ بیٹا۔باپ باپ ہی ہوتا ہے تیری اوقات نہیں ہے ہم سے لڑنے کی اور نہ ہی تیرے وہ دو ٹکے دوستوں کی لیکن لگتا ہے تیرے اس بھوسے پڑے دماغ میں یہ بات بیٹھی نہیں اب عمل تجھے سمجھایا جائے

حنان نے آگے بڑھ کر کہا تھا ایک کلب بار سے حنان کے گروپ کی نعمان کے گروپ سے جھگڑا شروع ہوا تھا جو اب یہاں تک پہنچ چکا تھا

چھوڑو سالوں اتنا ہی مارنے کا شوق تھا تو روشنی میں مارتے لیکن نہیں تم جیسوں کو اندھیرے میں وار کرنا آتا ہے۔۔نعمان نے جیسے کہا

حنان اور اسکے دوستوں نے ہاکی سے اس پر ضربیں لگانا شروع کر دی

وہ درد سے چلا اٹھا۔۔جب وہ بلکل ادھ مواہو گیا۔۔تب حنان نے اپنے دوستوں سے کہا

چھوڑ دو لگتا ہے اب عقل ٹھکانے آ گئی ہو گی

اور وہ سب اسے وہی چھوڑ کر اپنی کار میں بیٹھے اور چلے گئے

نعمان وہی زمین میں لیٹا درد سے چلا رہا تھا اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ خود کو سنبھال سکے سامنے گرا فون مسلسل بج رہا تھا

اسنے کوشش کرتے خود کو گھسیٹتے ہوئے فون تک لے کر آیا

جو سکرین پر منتہا کا نمبر شو کر رہی تھی

یاور آپ سے ملنے کوئی آیا ہے۔۔۔

یہ سنتے ہی یاور نے اپنا رخ بدلا سامنے جنرل ارمان سید کی اکلوتی بیٹی اروب ارمان کھڑی تھی۔جینز اور شرٹ میں ملبوث بالوں کی کٹنگ کی ہوئے جو کھولے چھوڑے ہوئے تھے سفید رنگت لیکن چہرے پر اتنی چمک نہیں تھی۔یاور کے سامنے کھڑی اسے دیکھ کر مسکرادی

کیپٹن یاور ولی خان اگر آپ فری ہوں تو ہم بات کر سکتے ہیں

جی آپ کون؟

میں۔۔وہ ہنسی تھی

میں وہی جو آپ کو دور سے دیکھتی تھی۔۔یاد ہے ایک رات آپ اپنے گھر والوں سے بات کر رہے تھے اور اچانک آپ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا آپ کو لگا جیسے آپ کو کوئی دیکھ رہا ہے تو۔وہ میں ہی تھی۔

یہ سنتے ہی یاور خاموش ہو گیا اور ایک نظر اروب کی طرف دیکھا

تو میں اب کیا کر سکتا ہوں۔۔

تو آپ یہ کر سکتے ہیں بابا کا آڈر آیا ہے کہ مجھے باہر پینٹنگ ایگز بیشن پر جانا ہے تو اسکے لیے آپ کو میرے ساتھ جانا پڑے گا

میں ڈیوٹی پر ہوں

میرے خیال سے آپکی ڈیوٹی ختم ہو چکی ہے اور آپ اپنی کواٹر میں جارہے تھے وہ اب بھی شائستہ لہجے میں مخاطب تھی۔

سر کا آڈر ہے مجھے ایک دفعہ پوچھنا ہو گا۔۔یاور اکھڑ کر بولا تھا

او تو آپکو لگتا ہے میں جھوٹ بول رہی ہوں چلیں آپ تسلی کے لیے پوچھ لیں۔۔وہ ہلکا سا ہنس دی تھی

یاور اب معمول کپڑوں میں ملبوث تھا۔ گرے کلر کی شرٹ جسکی آستینیں کہنیوں تک کی ہوئی اور بلیک جینز میں ملبوس وہ ہمیشہ کی طرح شاندار لگ رہا تھا۔۔

وہ دونوں اب گاڑی میں بیٹھے تھے یاور گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا

ویسے میں پوچھ سکتا ہوں کہ مجھ پر نظر رکھنے کا کیا مطلب تھا

بس جب۔۔ اتنے ہینڈ سم لوگ فوج میں آ جائیں تو بندہ کیا کرے جیسے اروب نے کہا

یاور بے اختیار مسکرا دیا

بہت بے باق ہیں آپ۔۔ ویسے سر ارمان صاحب تو ایسے نہیں ہیں ویسے خیریت آپ یہاں

جی۔۔ وہ ماما در اصل امریکہ ہوتی ہیں میں بھی انکے ساتھ وہی رہتی ہوں لیکن اب چھٹیوں میں بابا سے ملنے آئی تھی۔ دو تین دن ہو گئے ہیں۔ اصل میں پاکستان میں پینٹنگ کا ایگزبیشن ہوتا ہے ہر سال بس اسی کے سلسلے میں چکر لگتا ہے

تو آپ پینٹنگ کرتی ہیں

نہیں۔۔ بس پینٹنگ خریدتی ہوں مجھے اچھا لگتا ہے۔۔ اروب نے مسکرا کر جواب دیا

آپ کا فوج میں ہونے کا کوئی خاص شوق تھا نہیں میرا مطلب آپ کی فیملی میں کوئی ہے اس فیلڈ میں

نہیں ہماری فیملی میں کوئی اس فیلڈ میں نہیں تھا بس مجھے شروع سے شوق تھا۔ بس

Urdu Novels Ghar

اسنے مختصر ساجواب دیا تھا۔

گڈ۔۔اب وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی

اماں سرکار اور سب گھر والوں سے مل کر وہ باہر آئی جہاں گاڑی میں رافع اسکا انتظار کر رہا تھا

رافع اسے دیکھ کے مسکرایا

چلیں!

ہاں وہ یہ کہتے ہوئے فرنٹ سیٹ پہ رافع کے ساتھ بیٹھ گئ۔

پزل نہیں ہونا گڑیا وہاں اہل ہے اگر کوئی بھی پروبلم ہو تو اسے بتا دینا لیکن اس سے پہلے مجھے ضرور بتانا

ٹھیک ہے

ہاں ایسا ہی کروں گی اسنے شائستہ لہجے میں جواب دیا

اور اگر سنئیرز نے کچھ غلط کرنے کی کوشش کی تو بس وہاں انتظامیہ میں کچھ میری بڑی پہچان والے بندے ہیں وہ ایسا نہیں ہونے دئیں گے لیکن میں پھر بھی تمھیں آگاہ کر رہا ہوں۔

رافع تب سے مسلسل اسے سمجھا رہا تھا اور وہ مسکراتے ہوئے اسکو جواب دے رہی تھی

جب کار یونیورسٹی کے دروازے کے قریب رکی۔اسنے رافع کی طرف دیکھا

آپ پریشان مت ہو۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔

چلو ٹھیک ہے۔۔ رافع نے یہکتے ہوئے گاڑی کو ریورس کیا اور واپس دوسرے راستے پہ گاڑی موڑی

وہ یونیورسٹی اینٹر ہوئی تھی۔ سکائے بلیو کلر کا کرتا اور کیپری میں ملبوث۔ آنکھوں میں کاجل لگایا ہوا سفید ہاتھوں میں بلیک نیل پولش اور بالوں کو پیچھے کھلا چھوڑا ہوا دانین بٹ بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی

اہل جو اسکا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا اسے دیکھتے ہی وہ مسکرایا

اور اسکی طرف بڑھا

اسلام و علیکم اہل نے پہل کی

وعلیکم اسلام۔۔ دانین نے ایک نظر اسکی طرف دیکھا جو بڑے خوشگوار موڈ میں کھڑا تھا

کونسا سبجیکٹ۔۔

آفکورس۔۔ کیمسٹری۔۔ دانین نے ہنس دی۔

اچھا ہے پھر تو۔۔ میں نے لیسٹ چیک کی ہے تمھارا نام آ گیا ہے آو تمھیں تمھارا کلاس روم دکھاوں

وہ اسکے پیچھے پیچھے خاموشی سے چل دی وہ جیاں سے گزر رہی تھی سب کا مرکز نگاہ تھی اہل کا دل کر رہا تھا کہ وہ اسے کہی چھپا دے۔۔ پتا نہیں اسے اچھا نہیں لگتا تھا جب کوئی دانین کی طرف دیکھتا۔

وہ اپنا کلاس روم دیکھ کر آئی تھی۔۔

ابھی کلاس کچھ دیر میں سٹارٹ ہو گی اہل نے گھڑی کی طرف دیکھا۔

تم کینفیوز تو نہیں ہو۔۔اہل نے اسکی طرف دیکھا

نہیں تم ہو نہ میرے ساتھ دانین نے مسکراتے ہوئے کہا

نعمان کو اب ہوسپٹل سے گھر لایا گیا تھا سارے گھر والے پریشان تھے منتہا تو بس خاموش تھی اسکی حالت

اتنی بری ہوئی تھی کہ اب وہ اسے ڈانٹنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

اچھا آپی اب میں آفس کے لیے نکلتی ہوں۔۔سر نے ارئیجنٹ بلایا ہے

کرن نے اثابات میں سر ہلایا

اور ہاں ابا اگر کچھ کہے تو خاموش رہیے گا اب کیا کر سکتے ہیں۔

اسنے مایوسی سے ایک دفعہ نعمان کی طرف دیکھا جو بیڈ پی لیٹا تھا

اور یہ کہہ کر وہ گھر سے روانہ ہو گئ۔۔

اللہ آج ہی کچھ نہیں ملنا وہ سڑک کے قریب کھڑی تھی لیکن اسے کوئی ٹیکسی ہی نہیں مل رہی تھی

کچھ وقت گزرا تھا کہ اسکے سامنے ایک گاڑی کھڑی ہوئی

سامنے گاڑی سے اترا اور اسکی طرف بڑھا اور وہ کوئی اور نہیں

رافع مجتبہ بٹ تھا

یہاں آپ کیا کر رہی ہیں۔۔ بلکل پر سکون لہجے میں پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ٹھونسے آنکھوں پہ کالا چشما لگایا۔ خوشبو سے ایک دم فضا معتر ہوئی۔۔ تھی

کیوں آپ کو میرے کھڑے ہونے میں کوئی پروبلم ہے وہ اکھڑ کے بولی تھی

یہ سنتے ہی وہ ہلکا سا مسکرایا۔

جی ہے تبی تو کہہ رہا ہوں چلیے آئیں میں آپکو افس چھوڑ دیتا ہوں میں بھی وہی جارہا ہوں آمین صاحب سے کچھ کام ہے رافع کے لہجے میں شائستگی تھی

شکریہ لیکن آپ کا یہ احسان میں نہیں لوں گی۔۔

یہ سنتے ہی وہ فورا بولا

اسنے نارمل کندھے اچکائے اور واپس اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا As you wish اچھا

وہ وہی منہ دیکھتی رہ گئی۔

مہر میری بات سنو احمد اسکے آگے کھڑا ہو گیا

کیا پروبلم ہے تمھیں احمد میرا راستہ چھوڑو اور جو تم مجھے کہنے آئے ہو وہ نہیں ہو گا

مہر نے اکھڑی نظر سے اسکی طرف دیکھا اور وائیٹ کورٹ کو سیدھا کرتے وہ آگے کو بڑھی ابھی اسے میڈیکل کالج سے چھٹی ہوئی تھی۔جب وہ باہر نکلی تو احمد علی بٹ اسکا گاڑی میں انتظار کر رہا تھا وہ ہمیشہ سے ایسے ہی اسکا انتظار کرتا تھا لیکن مہر بلکل خاموش تھی۔۔کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اونچے اور اعلی خاندان سے کوئی تعلق جوڑے جو بعد میں انھیں ہمیشہ نیچا دکھاتے رہے

کیوں نہیں ہو گا۔میں تمھیں پسند کرتا ہوں اس میں کوئی غلط بات نہیں ہے۔۔اور یہ تم بھی جانتی ہو۔۔ تو کیا کروں میں۔میں اپنی زندگی اس اونچے سٹینڈرڈ سے برباد نہیں کرنا چاہتی۔تمھیں سب کچھ معلوم بھی ہے احمد اور پھر تم وہی بات دھرا رہے ہو

بیگم سلطانہ جہانگیر بٹ۔۔کبھی تمھاری شادی ذات برادری سے باہر نہیں کریے گی۔انکی آنا انکا سٹیٹس ۔پیسا۔یہ سب بہت معنی رکھتا ہے اور وہ تو تمھارے لیے کوئی اعلی درجے کی ہی لڑکی پسند کرے گی۔۔

مہر نے جیسے کہا وہ فورا بولا

پسند میں تمھیں کرتا ہوں شادی میں نے تم سے کرنی ہیں اور نہ کے دادی جان نے اور پلیز تم میری دادی کو اتنا کھڑوس مت سمجھو آئی ایم شئور وہ میری پسند کو قبول کریں گی

ہاں جیسے آنٹی رابیل کو کیا تھا۔۔

وہ ماضی تھا مہر بھول جاو اب سب کچھ بدل گیا ہے احمد ابھی تک اپنی بات پر قائم تھا

اور وہ ماضی بہت ہی دردناک تھا۔یہ تم بھی جانتے ہو۔میں نہیں بھولی ابھی تک۔۔کیونکہ سب بدل گئے ہیں سوائے سلطانہ جہانگیر بٹ کے جو آج بھی اپنے روب و دبدبا سے دوسروں کو نیچا دکھاتی ہیں۔

وہ یہ کہہ کر آگے بڑھی تھی جب احمد نے اسکا ہاتھ پکڑا

اور ایک گہری نظر سے اسے دیکھا

بس تم اتنا بتاو کہ تم مجھ سے پیار کرتی ہو

یہ سنتے ہی مہر نے اپنی نظریں جھکالی وہ اپنا جواب اکھٹا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

بولو مہر۔

احمد خدا کے لیے مجھے اکیلا چھوڑ دو مہر نے اپنا ہاتھ چھڑایا اور آگے بڑھ گئ

وہ پیچھے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔اقرب بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ جان چکا تھا کہ مہر بھی اسے پسند کرتی ہے

تو آپ کے نزدیک بزنس کیا ہے مس منتہا خاں۔رافع نے دونوں ہاتھ بڑی دلچسپی سے ٹیبل پر رکھے اور ایک نیم باز سی مسکراہٹ لیے اسے دیکھنے لگے

جو سامنے چیئر پر براجمان تھی سامنے اور بھی آفس کے ایمپلائز موجود تھے اور سب خاموش منتہا کی طرف دیکھ رہے تھے

پہلی بات مسٹر رافع مجتبہ بٹ آپ جیسے مہان لوگوں کے نزدیک بزنس صرف پیسے کو حاصل کرنے کا ذریعہ چاہے وہ پھر حلال طریقے سے آئے یا حرام طریقے سے

میں نے آپ کی رائے پوچھی ہے میڈم آپ میرے بارے میں بات مت کریں

وہ اونچی آواز میں بولا تھا۔

آواز میں بھی اونچی کر سکتی ہوں رافع مجتبہ۔ لیکن نہیں میں آپ جیسی نہیں ہوں بزنس میں ہم جو بھی کوئی کام کرتے ہیں اس کام کو حاصل کرنے سے پہلے ہمیں پر امید ہونا چاہیے

ابھی جملے منتہا کے زیر لب پہ تھے جب رافع نے بے اختیار قہقہ لگایا

آپ بزنس چلائیں گی آپ مجھے بتائیں گی لوگوں کے ساتھ کیسے ڈیلز کرتے ہیں جنہیں ابھی یہ بھی نہیں پتا کہ بزنس میں امیدیں نہیں لگائی جاتی۔۔

بزنس کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے مس منتہا خاں یہاں کیسی کام کو شروع کرنے سے پہلے پر امید نہیں پورا یقین رکھنا ہوتا ہے

ڈیلز چھینی پڑتی ہیں لیکن اصول وضوابط کے دائرے میں رہتے ہوئے۔

اگلے والے کے دماغ کو اپنی باتوں سے کنرول کرنا ہوتا ہے۔۔ لیکن ماشاءاللہ آپ تو اپنی زبان صرف لوگوں کی برائیوں میں لگا دیتی ہیں

Urdu Novels Ghar

سب لوگ خاموش بیٹھے انھیں دیکھ رہے تھے دونوں ہی ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہے تھے۔

اوا چھا۔وہ طنزا ہنسی تھی جب امین صاحب نے کہا

مس منتہا پلیز آپ رافع سر کی بات سنیں آپ بیٹھ جائیں وہ انکا پروجیکٹ ہے وہ جیسا چاہے گے ہم نے ویسا ہی کرنا ہو گا

یہ سنتے ہی رافع نے فاتحانہ انداز سے اسے دیکھا اور آئستہ سے کہا

بیٹھ جائیں مس منتہا خان۔

وہ اتنے غصے سے اسے دیکھ رہی تھی۔اسکا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس انسان کا قتل ہی کر ڈالے۔

کیا سمجھتا ہے خود کو۔بڑا بزنس مین بنا پھرتا ہے مغروری نہ ہو تو

وہ دل میں اپنی بھڑاس نکال رہی تھی جب اسنے اپنے نام کی آواز سنی۔

جو امین صاحب تھے

تو ٹھیک ہے رافع صاحب اس پروجیکٹ کی مینجر مس منتہا خاں ہو گی۔اور اس پروجیکٹ تک وہ آپکے آفس میں رہے گی۔آپ کو جیسا میں انٹیر ڈائیزیز پسند آئے آپ مس منتہا کو بتا سکتے ہیں باقی سب ہماری کمپنی دیکھ لے گی آپ اب بے فکر ہو جائیں آپ کا سارا کام بہت اچھا ہو گا

کیا۔۔؟اسنے چونک کے رافع کی طرف دیکھاجو مسکرا رہا تھا

وہ کچھ نہیں کہہ پائی تھی کہ اسی دوران رافع کے فون کی گھنٹی بجی

سر۔ آدمی مل گیا ہے۔۔ آپ تھانے پہنچ جائیں بہت مشکل سے ملا ہے۔۔ جیسے پولیس آفیسر نے کہا رافع

نے جلدی سے اپنا فون اٹھایا فاعلز اٹھائی

اور کہا

امین صاحب باقی کا اب کل دیکھیں گے مجھے ایک ضروری کام آگیا ہے۔۔

سب دیکھ کے حیران رہ گئے تھے ایک فون کال کے بعد رافع کے چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے

ارے آو اندر۔ دانین کے اصرار کرنے پر اہل اندر داخل ہوا جہاں

اماں سرکار اور مجتبہ جہانگیر۔ تیمور جہانگیر اور علی جہانگیر بیٹھے تھے۔

اماں سرکار نے جب دانین کو دیکھا انکے چہرے پر مسکراہٹ چھاگئ۔

دانین آپ آگئ۔۔ کیسا رہا دن۔

بہت اچھا دادی جان اہل میرے ساتھ تھا۔ آو اہل بیٹھو دانین نے اسکی طرف دیکھا جو پیچھے کھڑا تھا

اسلام و علیکم

Urdu Novels Ghar

وعلیکم اسلام۔سب نے اجتماع جواب دیا

دانین اب تیمور جہانگیر کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔

اور کیسی جارہی ہے آپکی پڑھائی اہل اماں سرکار نے غصے بڑے لہجے میں کہا

جی اللہ کا شکر ہے اچھی جارہی ہے۔

اسی دوران مجتبہ بٹ اور علی جہانگیر بٹ۔اور تیمور اجازت لے کر آفس کے کام سے باہر روانہ ہوگئے اب صرف وہاں دانین اماں سرکار اور اہل موجود تھے

اور بتائیں گھر کے حالات کیسے ہیں نیازی صاحب کی وفات کے بعد گھر اچھا چل رہاہے یا نہیں

پہلے جیسا تو نہیں اماں سرکار ظاہر ہے ابو کی کمی ہر وقت محسوس ہوتی ہے لیکن میں اپنی طرف سے پوری کوشش کرتا ہوں

اہل بڑے ادب سے اماں سرکار سے مخاطب تھا وہ اماں سرکار کے تیخے سوالات کا جواب بڑے سکون سے دے رہا تھا

واقعی دادی جان اہل بہت ہی ہارڈ ورکنگ ہے ان فیکٹ پوری یونیورسٹی میں بھی مشہور سارے ٹیچرز اس سے بہت انساپئر ہیں۔میں تو دیکھ کے حیران رہ گئی۔دانین اسکی حوصلہ افزائی کررہی تھی تاکہ وہ خود کو نیچا محسوس نہ کرے

لیکن اماں سرکار کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہی تھی

اچھی بات ہے اگر کوئی پیسوں کی ضرورت ہو تو بلا جھجک مجھ سے مانگ لیجیے گا ویسے بھی توز کوۃ ہم دیتے ہی ہے نہ تو آپ کو بھی دے دے گے اسطرح اپنوں میں بھی مدد ہو جائے گی

دانین نے اماں سرکار کی طرف دیکھا جو طنزا مسکرا رہی تھی کم از کم دانین کو اس بات کی توقع نہیں تھی اماں سرکار سے

اہل بلکل خاموش ہو گیا۔ تھا اور وہ ایسا انسان نہیں تھا جو دوسروں کے سامنے جلدی سے ٹوٹ جائیں بکھر جائے لیکن وہ اپنے درد کو اپنے اندر رکھنے والا انسان تھا

اسکے جواب میں بس وہ مسکرایا۔ ایک نگاہ دانین پر ڈالی جو اسکو بے چارگی سے دیکھ رہی تھی

اچ مجھے اجازت دیجیے اماں سرکار پھر ملاقات ہو گی۔ اسکے انداز میں لہجے میں ابھی تک احترام تھا وہ ویسے ہی عقیدت کے ساتھ مل کر گیا

لیکن دانین جانتی تھی وہ ٹوٹ چکا ہے۔ بکھر چکا ہے لیکن وہ کبھی کیسی کے سامنے شکوہ نہیں کرے گا ۔ حمایت لینے کے لیے کبھی روئے گا نہیں۔

دادی جان آپ کو یہ نہیں کہنا چاہیے تھا ابھی دانین نے کہا تھا

کہ اماں سرکار نے فورا اسے ٹوکا

Urdu Novels Ghar

دانین آپ اس بارے میں کچھ نہیں کہے گی۔میں نے جو کیا ہے بلکل صیح کیا ہے

اماں سرکار نے کہا اور اپنے کمرے میں چلی گئ۔۔

نہیں یار وہ اچھی جگہ نہیں ہے۔۔ تیمور نے فورا انکار کیا

ارے یار یہ ایسی ویسی جگہ نہیں ہے وہاں سے بہت لوگ جاتے ہیں۔تم ایک دفعہ آو تو صیح ظفر نے اسے منانے کی کوشش کی

کیا مطلب ایسی جگہ نہیں ہے طوائفوں کے اڈو پہ جانا۔یار نہیں اماں سرکار کو اگر پتا چل گیا تو وہ بہت ناراض ہوں گی

ارے یار اماں سرکار کو تب پتا چلے گا جب ہم بتائیں گے۔مجھے سیف نے کال کی ہے کہتے ہیں آج بہت ہستیاں وہاں آرہی ہیں کوئی ایک لڑکی ہے کیا نام تھا حسینا۔اسکا ڈانس بہت مشہور ہے ہم بھی دیکھ آتے ہیں اس میں حرج ہی کیا ہے۔

نہیں ظفر میں نہیں جارہا۔۔وہ یہ کہتے ہوئے گاڑی میں بیٹھنے لگا تھا جب ظفر نے اسے روکا

تو ہمارے ساتھ چل رہا ہے دیکھ زیادہ دیر تک نہیں رکے گے بس دس پندرہ منٹ کے بعد چلیں آئیں گے دیکھ تیمور اسے ایک ائیڈوینچر کے طور پر لے۔کچھ نہیں ہوتا۔اب آجا خاموشی سے

آخر کار ظفر کامیاب ہو گیا تھا۔۔ تیمور بڑی مشکل سے مانا تھا وہ پورا 5 لڑکوں کا گروپ تھا یونیورسٹی کے بعد انہوں نے یہاں جانے کا پلین بنالیا

دوستوں کے اصرار پر تیمور نے گھر لیٹ آنے کا کہہ دیا سورج اپنے وقت پہ غروب ہو گیا تھا سارا آسمان تاروں اور چاند کی روشنیوں سے جگمگا رہا تھا وہ سارے دوست بہت پر جوش تھت سوائے تیمور کے لیکن وہ خاموش تھا۔

جیسے گاڑی انہوں نے اس ائیڈے کے سامنے روکی اسنے ایک بار پھر کوشش کی۔

یار رہنے دیتے ہیں۔

توچپ کر تیمور اب تو چھوٹا بچا نہیں ہے۔ چل آ۔۔اسکے دوستوں نے زبردستی وہاں داخل کیا

وہ ایک چھوٹا سا ہال تھا۔۔ جو پوری رنگ برنگی روشنیوں سے جگمگا رہا تھا دیوراوں کے ساتھ۔نیچے بیٹھنے کے لیے نرم صوفے کی طرح گدئیاں رکھی گئ تھی۔اور ساتھ کچھ پان کی ڈبئاں تھی

وہاں پر ایک ایک سے ایک بڑھ کر بے نیت اور بڑے لوگوں کے گروہ مجود تھے جنکی آنکھوں میں بے حیائی جھلکتی تھی۔

وہ کبھی پہلے ایسی جگہ پر نہیں آیا تھا۔ آج اپنے ان دوستوں کی وجہ سے اسے یہاں آنا پڑا۔وہ خود کو بہت کوفت میں محسوس کر رہا تھا

Urdu Novels Ghar

صاحب آپکی اطلاع کے لیے شو کچھ دیر میں شروع کیا جائے گا

اتنے میں انکے سامنے ایک موٹی قد و قامت والی خاتون سامنے کھڑی تھی منہ میں پان رکھا ہوا تھا۔ کہہ کر واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گئ

ظفر۔۔۔

تیمور کچھ نہیں ہو گا چپ کر جا ظفر نے اسے دھیمی ہوئی آواز میں کہا

کچھ دیر بعد کچھ لڑکیوں کا گروہ انکے سامنے آیا وہ سب ایک دائرے کی شکل میں بیٹھ گئ تھی اور درمیان میں وہ بیٹھی تھی جیسے دیکھنے کے لیے لوگ اتنے پیسے دیتے تھے۔

تیمور نے ایک نظر اسکی طرف دیکھا وہ اپنے ہاتھوں کو مسل رہی تھی مطلب اس سے زبردستی یہ کام کروایا جارہا تھا وہ اپنی خوشی سے یہ کام کرنے پر رضامند نہیں تھی۔

اسکے ہاتھوں پہ لگی مہندی چیخ چیخ کر اسکا درد بیان کر رہی تھی۔

ہاتھ بہت ہی خوبصورت تھے۔۔ پھر اچانک میوزیک آن ہوا وہ اپنے رقص سے وہاں بیٹھے لوگوں کو متاثر کرنے لگی۔ لیکن سب کی نگاہ مرکز وہی تھی۔ اسنے اپنے چہرے کے آگے گھنگٹ اوڑا تھا

ایسے سارے بے تاب تھے اسے دیکھنے کے لیے کہی پر نوٹ اڑائے جارہے تھے تو کہی پر۔ واہ واہ کی داد مل رہی تھی

وہ بلکل اس لڑکی کے سامنے تھی جب اس لڑکی نے اپنے سر سے گھنگٹ ہٹایا

ایک منٹ کے لیے تیمور جہانگیر کے جسم سے جان نکل گئ تھی۔اسے ایسالگا تھا کہ وہ سانس نہ لے پارہا ہو یوں مانوں ایک پتھر کی مانند ہو گیا تھا

وہ چہرہ کیسی اور کا نہیں بلکے اسکی محبت جسکے پیچھے وہ اپنی جان نچاور کرتا تھا

وہ چہرہ رابیل خاں کا تھا۔

انکھوں سے آنکھیں ملی ہزار شکوے سوالات دم توڑ گئے۔رابیل نے جب اسے وہاں بیٹھے دیکھا وہ خود ایک مجسمے کی مانند ہو گئ تھی انکھوں میں بے اختیار آنسو جھلکنے لگے۔۔ تیمور کے ساتھ بیٹھے اسکے سارے دوست اب تیمور کو دیکھ رہے تھے

اور تیمور کی انکھیں شرم سے نیچے جھک گئ۔۔یہ لمحہ قیامت سے کم لمحا نہیں تھا۔۔اپنی محبت کو نیلام ہوتا ہوا دیکھنا۔جیتے جی مرنے کے برابر ہے تیمور نے محسوس کیا کہ اسکی انکھیں نم ہو گئ ہیں وہاں بیٹھا ہر شخص اسکی خوبصورتی کے قصیدے پڑھ رہا تھا۔۔وہ چاہتا تھا وہ یہاں سے کہی دور چلا جائے۔۔ آج تیمور جہانگیر اس حقیقت کو ایک خواب سمجھنا چاہتا تھا لیکن یہ کوئی خواب نہیں تھا وہ رابیل ہی تھی۔۔

رابیل کی انکھوں میں آنسو مسلسل بہہ رہے تھے لیکن کیسی کو اسکے آنسوؤں سے سروکار نہیں تھا۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ تیمور کو اسکی سچائی کبھی پتا چلے وہ نہیں چاہتی تھی کہ تیمور اسے میلی نگاہ سے دیکھے لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا

اچانک ماضی کی یاد دھندلا سی گئ چیئر پر بیٹھے تیمور جہانگیر کی پیشانی پر پسینے کی دھارئیں بہنے لگی آنکھوں میں بے اختیار آنسو اگئے آج بھی وہ وہی کفیت محسوس کر سکتے تھے وہی درد محسوس کر سکتے تھے

زہرہ دانین کہاں ہے رافع نے کچن میں جاتے اسے روکا

مجھے نہیں پتا وہ کہاں ہے اپنے کمرے میں ہو گی۔۔وہ اکھڑ کر بولی تھی

اوکے۔۔وہ نظر انداز کر کے اگے بڑھا جب اسنے پھر اسے روکا

آپ کو دانین کے علاوہ کوئی نظر نہیں آتا۔رافع۔

تمھارے کہنے کا کیا مطلب ہے۔وہ اب پوری طرح اسکی طرف متوجہ ہوا تھا

میرا مطلب آپ اچھے سے سمجھ رہے ہیں کیا ہے اس دانین میں جو مجھ میں نہیں ہے۔مجھ سے زیادہ پیاری تو وہ ہے نہیں جس پر آپ اتنا مرتے ہیں۔کیا ہے اس میں۔نہ اسکے آگے پیچھے کا پتا اور آپ۔۔ابھی زہرہ کچھ کہنے لگی تھی کہ رافع نے ایک زوردار تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کیا

بکواس بند۔۔اب ایک اور لفظ تم نے دانین کے خلاف بولا نہ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا اپنی لمٹ میں رہو تو بہت اچھا ہو گا تمھارے لیے وہ بہن ہے میری کچھ تو شرم کر لو۔ضروری نہیں جس رشتے میں اپنائیت احساس ہو۔وہ رشتہ محبت پہ ہی آ کر ختم ہوتا ہے۔۔مجھے شرم آ رہی ہے اتنی چھوٹی سوچ ہے تمھاری۔

دانین تیمور جہانگیر بٹ۔کی تم کبھی برابری نہیں کر سکتی تم اپنی جگہ وہ اپنی جگہ

کیونکہ ہر کوئی دانین بٹ نہیں ہوتا۔۔رافع نے غصے سے ایک نظر اسے دیکھا اور چلا گیا

زہرہ نے زہر اگلا۔۔اور فورا سبین کے کمرے میں چلی گئ۔

مامی آخر یہ چاہتا کیا ہے۔۔زہرہ نے غصے سے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا

سبین ویڈینگ کارڈز دیکھ رہی تھی کیونکہ پرسوں شادی تھی

کیا ہوا ہے زہرہ

کیا ہونا ہے آپکی اس لاڈلی دانین بٹ سانپ کی طرح میری زندگی میں سوار ہو گئ ہیں۔رافع کو تو اسکے علاوہ کچھ دیکھائی نہیں دیتا پتا نہیں کیا سمجھتا ہے وہ خود کو۔بھائی بہن کا رشتہ ہنہ۔جیسے ہم اندھے ہیں نہ۔۔بھائی بہن کا رشتہ بنا رہے ہیں۔

اسنے طنزا کہا تھا

حوصلہ رکھو زہرہ یہ تم بھی جانتی ہو کہ رافع مزاج کا زرا اکڑ وا ہے لیکن اب جیسے تم کر رہی ہو وہ صیح نہیں ہے تمھیں دانین پر میٹھی چھری رکھنی ہو گی میری جان۔ کیونکہ اگر تم نے دانین کا دل جیت لیا تو مطلب رافع مجتبہ بٹ تمھارا ہوا۔ مگر زرا دھیان سے۔ ایسے کاموں میں جلد بازی نہیں کرتے سمجھ رہی ہو نہ جو میں کہہ رہی ہوں

سبین بڑے شائستہ لہجے میں مخاطب تھی۔۔ یہ سنتے ہی زہرہ نے اثابات میں سر ہلایا

یہ ہوئی نہ بات۔۔ چلو اب موڈ اچھا کرو

بھائی میں کیا پہنوں گی شادی پہ۔ میرے پاس کوئی اچھا سا جوڑا بھی نہیں ہے کل ڈولکی ہے افف اللہ رافع مجتبہ بٹ۔۔ آپ اس فون کو چھوڑو

اور مجھے بتاو میں اب کیا کروں۔

دانین نے سامنے صوفے پہ بیٹھے رافع کے ہاتھ سے فون کھینچا تھا

کیا ہوا ہے گڑیا۔

اللہ میں تب سے اپنی پروبلم بتا رہی ہوں اور آپ میری بات سن نہیں رہے جائیں بھائی میں آپ سے نہیں بولتی۔ دانین نے منہ بسورتے ہوئے کہا

توکیاچاہیے دانین بٹ کو۔۔

شاپنگ پہ جاناہے مجھے۔۔بھائی آپ فارغ نہیں ہو رہے۔

یہ کس نے کہامیں فارغ نہیں ہوں چلوابھی چلتے ہیں۔رافع نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا

کیاواقعی ابھی۔۔

ہاں ابھی چلو آجاو جلدی سے باہر۔۔رافع یہ کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیادانین خوشی سے تیار ہونے لگی وہ تیار ہو کر باہر گراج میں آئی تھی

وہاں رافع کے ساتھ اسکے سارے بھائی کھڑے تھے۔۔۔

آیئے ہماری پیاری سی بہن۔۔۔سب نے یکجا آواز میں کہا

ہائے۔۔سب مجھے شاپنگ کرواوگے۔۔۔دانین نے اچھلتے ہوئے کہا

اتنااچھلو مت۔۔میں اک وی پیسانہیں دینااحمد نے منہ بسورتے ہوئے کہا

یہ سنتے سب ہنس دیے۔۔

چلواب کار میں بیٹھ کے لڑلیناابھی چلتے ہیں رافع نے جیسے کہاسب گاڑی میں بیٹھ گئے ہمیشہ کی طرح۔دانین فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی۔

ویسے دانی۔۔ تجھ پرنہ۔کوئی ڈرس سوٹ نہیں کرتا

شہریار نے جیسے کہا

وہ فوراً بولی

کیوں۔۔۔؟شیری بھائی

کیونکہ ہماری بہن اتنی پیاری ہے کہ ہمیں پتا نہیں چلتا۔۔

ہائے میرے سوہنے سے بھائی۔۔۔

خوش فہمیاں۔۔احمد نے جان بھوج کر کہا

کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے رافع بھائی یہ احمد ہمارے خاندان کا لگتا ہی نہیں ہے فقیروں والی اس کی شکل ہے ۔۔اور بنتا ہے شاہ رخ خاں ہے۔۔

دانین چپ رہ۔۔۔ تیرے بھائی پر پوری یونیورسٹی کی لڑکیاں مرتی ہیں۔۔احمد نے بالوں کو سیدھا کیا

ہاہاہاہا خوش فہمیاں۔۔دانین نے بھی وہی جملہ دھرایا باقی سب خاموشی سے ان دونوں کا جھگڑا سن رہے تھے۔۔

بھائی آپ ٹھیک ہیں۔۔مہر نے کمرے میں داخل ہوئی۔۔کمرے میں اندھیرہ تھا

وہ چپ چیئر پر بیٹھا تھا۔

بھائی۔۔مہر آگے بڑھی تھی۔۔لیکن اسنے کوئی جواب نہیں دیا تھا

بھائی کچھ ہوا ہے کیا۔وہ اب اہل کے سامنے نیچے بیٹھ گئ تھی

آنکھوں سے آنسو گرے۔۔اندھیرے نے چھپانے کی کوشش کی۔لیکن مہر نے پہچان لیا

آپ رو رہے ہیں۔۔ناں۔۔

بھائی کیا ہوا ہے کچھ تو بتائیں خدا کے لیے میرا دل ڈوبتا جا رہا ہے

جیسے مہر نے کہا

اہل بے اختیار مہر کے گلے لگ گیا آخر کار اسکا ضبط ٹوٹ گیا تھا۔وہ اپنے آنسوں کو روک نہیں پایا تھا۔

بھائی۔۔۔مہر کی آواز بھیگی

مہر ہم یتیم ہو گئے ہیں۔۔۔جیسے اہل نے کہا۔

مہر ایک دم سے سمٹ کر رہ گئ

ابو ہمیں کیوں چھوڑ کے چلے گئے۔۔مہر وہ کیوں ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔۔ہمیں انکی ضرورت تھی۔۔

اہل کی آواز ہلک میں اٹک رہی تھی آج سے پہلے وہ انسان جو سلمہ بیگم اور مہر کو کندھا دیتا تھا اور انھیں

حوصلہ دیتا تھا

کہ میں انکے پاس ہوں۔ابو کی ساری کمی میں پوری کروں گا اور آج وہی بکھر گیا

مہرنے اہل کی آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کیے اور کہا

نہیں بھائی ایسامت کہے ابو ہمیشہ ہمارے ساتھ تھے اور ہیں۔ آپ پلیز ایسے مت رو آپکو پتا ہے نہ میں آپکو روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی

ابو کے بعد آپ ہی تو سب کچھ میرے ہیں اور اگر آپ ٹوٹ گئے تو میرا اور امی کا کیا بنے گا

پلیز۔۔بتائیں کیا ہوا ہے

مہرنے اہل کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا

نہیں۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔ویسے آج ابو کی یاد آرہی تھی اہل نے بات اپنے دل میں چھپالی

آج سے پہلے آپ کبھی ایسے نہیں بکھرے تھے کچھ تو ہوا ہے مہرنے انکھوں میں بات ڈھونڈنا چاہی لیکن اہل نے نظریں جھکالی

نہیں مہر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔

اچھاتم کہہ رہی تھی نہ شاپنگ پہ جانے کا چلو چلتے ہیں۔۔اہل نے مسکراتے ہوئے کہا

نہیں اب میرا دل نہیں ہے

کیوں دل نہیں ہے چلو۔۔چلتے ہیں۔اہل جلدی سے کھڑا ہو گیا

میں باہر تمھاراانتظار کررہاہوں جلدی سے وہاں آجاو

اسامہ شہریار۔احمد حنان اور رافع سب اپنی اپنی پسند کا دانین کو ڈرس لے کر دے رہے تھے

یہ کیسا ہے۔گڑیا۔۔رافع نے ایک بہت ہی قیمتی لباس اسکے سامنے کیا جو بلیک کلر کی فراک میں تھا

بہت پیارا ہے۔۔

چلو ٹھیک پھر یہ پیک کروا دیتا ہوں۔۔وہ بس سامنے کھڑی تھی اسکے بھائی باری باری آ کر اس سے اسکی

پسند پوچھ رہے تھے

دانی یہ کیسا ہے۔۔احمد نے جیسے ڈرس اگے کیا۔

استغفرُاللہ احمد کے بچے۔۔وہ اسکی طرف بھاگی جو ہاتھ میں جوکر کا ڈرس لیے کھڑا تھا

سب ہنس دیے۔۔

اچھا دانی اس نکمے کو چھوڑ یہ کیسا رہے گا سی گرین۔۔اسامہ نے اسکے اگے ڈرس کیا

ہاں بھائی بہت پیارا ہے۔۔ایسے میں سب نے اپنی اپنی پسند کے دانین کو ڈرس لے کر دیے دانین نے

سارے خوشی خوشی سے لیے تھے کیونکہ وہ وہی پہننا چاہتی تھی جو اسکے بھائیوں کی پسند تھی

اب دانین سب کے لیے ڈرس چوز کر رہی تھی اور وہ سب کھڑے تھے۔۔

احمد ہمیشہ کی طرح نکس نکال رہا تھا لیکن پہننا وہی تھا جو دانین نے پسند کیا

اہل اور مہر بھی اسی مال میں گئے تھے مہر نے اہل کو بہت منع کیا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی وہ بہت مہنگا مال ہے

لیکن بھائی بھی اپنی ضد پر تھا۔وہ اپنی بہن کو اچھے سے اچھے چیز لے کر دینا چاہتا تھا

جب وہ دونوں آگے بڑھے سامنے سے دانین اور رافع لوگ آتے ہوئے نظر آئے

جیسے دانین نے اہل کو دیکھا اسکی سانس میں سانس آئی وہ اسے کال نہیں کر رہی تھی کیونکہ وہ نہیں چاہتی

رھی اسے اور تکلیف ہو

احمد مہر کی طرف دیکھ کے مسکرایا۔۔لیکن مہر نے ایک سرد نگاہ سے اسے دیکھا

ارے اہل تم لوگ یہاں یہ تو بہت اچھا ہو گیا رافع آگے ہو کر اہل کے گلے لگا

کیسی ہو گڑیا۔

میں بلکل ٹھیک آپ سنائیں رافع بھائی مہر نے شائستگی سے جواب دیا

میں بلکل ٹھیک بس دانین کو شاپنگ کروانے آئے تھے اب کھانا کھانے لگے تھے چلو ایسا کرتے ہیں سب

مل کے کھالیتے ہیں۔

جیسے رافع نے کہا اہل فوراً بولا

نہیں رافع بھائی بہت بہت شکریہ لیکن آپ کھانا کھائیں۔۔

یہ کب سے ڈائیلوگ بولنا سیکھ گیا تو بچے۔۔۔ تمھیں پتا ہے ناں تم بھی ہماری فیملی کا حصہ ہو۔ چلو آو۔۔ پھر بعد میں تم لوگ شاپنگ کر لینا۔

ہاں اہل رافع بھائی صیح کہہ رہے ہیں احمد نے آگے ہو کر گفتگو میں حصہ لیا

ابھی تک ناراض ہو۔۔ مہر کے فون سکرین پر میسج ابھرا

اسنے ایک نظر احمد کی طرف دیکھا۔۔

دفع ہو جاو۔۔ مہر نے غصے سے میسج کیا

کہاں جاوں۔۔ یار ہم آپ کو دل دے چکے ہیں۔۔ احمد نے پھر جلدی سے میسج کیا

تو میں کیا کروں تمھاری اس محبت کا۔ مہر نے یہ کہا اور فون آف کر دیا

وہ سب چیئرز پر بیٹھ چکے تھے۔۔ آڈر دیا جا چکا تھا۔۔

تو اہل ایسا کرنا کل ہی مہر کو لے کے گھر آجاو اب شادی میں دن ہی کتنے رہ گئے ہیں

اسامہ نے مسکراتے ہوئے کہا

کل؟ وہ چونکا

جی۔۔ کل ہی اب کوئی بہانہ نہیں بنانا۔۔ مجھے پتا چلا ہے مہر کو چھٹیاں ہوئی ہیں ایک ہفتے کے لیے تو اب یہ بھی بہانہ نہیں چلے گا اسامہ نے بڑی عقیدت سے کہا تھا

ہاں صیح کہہ رہاہے اسامہ کل آجانا۔۔۔رافع نے بھی کہا

دانین مہر سے باتیں کررہی تھی۔۔ کبھی کبھی نظریں اٹھا کے اسکی طرف دیکھ لیتی۔

اسے معلوم ہوگیا تھا کہ اہل کو کتنا درد ہوا ہوگا۔ لیکن وہ اسے دیکھ نہیں رہا تھا

سب کھانہ کھاچکے تھے۔۔اہل اور مہر جانے لگے تھے جب مہر نے رافع سے کہا

بھائی اگر آپکی اجازت ہو تو دانین ہمارے ساتھ آجائے میں اسکی پسند کی ڈریسنگ کرنا چاہتی ہوں

رافع نے دانین نم کی طرف دیکھا جو رافع کے جواب کی طرف منتظر تھی

اچھا ٹھیک ہے لیکن مہر پلیز اسکا زرا دھیان رکھنا کہی کھو نہ جائے۔اور ہاں اسے اب کوئی ٹھنڈی چیز

مطلب اگر تمھیں آئس کریم کا کہے تو بلکل بھی نہ کھلانا۔ بیمار بہت جلد ہو جاتی ہے

بس رافع شروع ہوگیا تھا

نہیں کھاتی بھائی آئس کریم۔۔ دانین نے منہ بسورتے ہوئے کہا

مجھے پتاہے گڑیا۔۔اسلیے اہل زرا نظر رکھنا اس پر۔۔رافع ہنسا تھا

اور ہاں اہل دھیان رکھنا ہماری ایک ہی بہن ہے حنان نے اگے ہو کر کہا تو سب ہنس دیے

اہل دانین اور مہر اگے کو بڑھے۔۔ دانین وائیٹ ڈرس میں ملبوث تھی۔اور اہل نے بھی وائیٹ کلر کی

شرٹ اور بلیک جینز میں تھا۔

اہل تم لو گے ڈرس دانین نے اسے بھلانے کی کوشش کی

نہیں۔۔ میرے پاس ہیں۔۔ جواب مختصر تھا

کیوں نہیں لیں گے بھائی۔۔ دانین تم اپنی پسند کا لے کر دینا ویسے بھی بھائی کو تمھاری پسند بہت پسند ہے

۔۔ مہر نے مسکراتے ہوئے اہل کی طرف دیکھا

اہل تھوڑا سا ہچکچایا اور پھر بولا۔۔

اچھا تم دونوں کپڑے پسند کرو میں آتا ہوں

لیکن کہاں جانے لگے ہو دانین نے جیسے کہا وہ فورا بولا

یہی ہوں تم مہر کے ڈرس پسند کرو۔۔ اہل نے کہا پھر وہاں سے چلا گیا

وہ دونوں بوتیک کے اندر داخل ہوئی دانین نے مہر کے لیے ڈرس پسند کر لیا تھا۔ لیکن ابھی کچھ اور ڈرس دیکھ رہی تھی

جب دانین نے اس سے کہا

اچھا مہر میں زرا اہل کو دیکھتی ہوں تم تب تک دیکھو۔ مہر جواب میں مسکرا دی

عجیب ہیں دونوں جب ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں تو بولتے کیوں نہیں مہر نے آئستہ سے کہا

اہل۔۔۔ تم یہاں ہو۔ میں تمھیں ڈھونڈ رہی تھی

کیوں کیا ہوا؟

کیا مطلب کیا ہوا۔ کیا ہوا ہے۔۔ دانین اسکے نزدیک بڑھی

کچھ نہیں ہوا مجھے میں ٹھیک ہوں۔

نہیں ہو ٹھیک تم۔۔ مجھے پتا ہے اماں سرکار۔۔ دانین ابھی کچھ کہتی کہ اہل نے جلدی سے اسکی بات کاٹی۔

دانین پلیز اس بارے میں بات مت کرو وہ اکھڑ کر بولا تھا

تو پھر کیا ہوا ہے تمھیں کیوں ایسے بات کر رہے ہو۔۔۔ دانین نے مایوسی سے کہا تھا

کہا نہیں کچھ نہیں ہوا مجھے یار۔۔ بس کردو ٹھیک ہوں میں۔

اہل نے آج پہلی بار اتنے غصے سے دانین سے بات کی تھی۔۔

وہ بلکل ٹک نگاہوں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔

ایم سوری۔۔ دانین میں کچھ زیادہ غصہ ہو گیا۔۔ ایم رئیلی سوری پتا نہیں مجھے کیا ہو گیا ہے۔ اہل نے

معذرت خواہ لہجے میں کہا

کچھ نہیں ہوتا۔ اسنے اہل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور آگے بڑھ گئی

وہ خاموشی سے اسکے پیچھے چل رہا تھا۔ہاتھ مضبوطی سے پکڑا تھا اور اہل نیازی یہ ہاتھ کبھی نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔وہ دانین بٹ سے بے انتہا محبت کرتا تھا لیکن بول نہیں پا رہا تھا یہ خاموش محبت بڑی جان لیوا ہوتی ہے محبوب انکھوں کے سامنے ہوتا ہے لیکن پانے کی چاہ میں بہت خلل راستے ہوتے ہیں۔

یہ کیسا ہے دانین نے شرٹ اسکے سامنے کی جو بس اسے دیکھ رہا تھا

تمھیں اچھی لگی۔۔

ہاں مجھے بہت اچھی لگی۔۔دانین نے شرٹ کی طرف دیکھا جو واقعی بہت مہنگی اور خوبصورت تھی

تو ٹھیک ہے مجھے بھی پسند ہے۔۔

اچھا اتنی جلدی فیصلہ کرلیا

تمھارا ہر فیصلے پر انکھ بند کرکے اعتبار کیا جاسکتا ہے۔۔۔

ارے واہ۔۔۔دانین نے مسکراتے ہوئے کہا اتنے میں مہر انکے پاس آئی

ہوگئی شاپنگ۔

جی لے لیا ڈرس۔۔دانین نے مہر کی طرف دیکھا۔

چلو اب چلتے ہیں بہت دیر ہوگئی ہے اہل نے کہا تو سب باہر کی طرف بڑھے

اہل نے دانین کو اسکے گھر چھوڑا دانین گاڑی سے باہر نکلی جب اہل نے اسے روکا

دانین۔۔

ہاں۔۔وہ پلٹی تھی

اہل اسکے نزدیک بڑھا اور اسکی طرف شاپنگ بیگ بڑھایا

یہ تمھارے لیے۔

یہ کیا ہے؟

کھول کے دیکھ لو۔اہل نے مسکراتے ہوئے کہا

دانین نے جلدی سے بھیگ کھولا اسکے اندر سے بہت نفیس وائیٹ کلر کا ڈرس تھا۔

یہ میرے لیے۔۔اسنے خوشی سے اہل سے پوچھا

تم وائیٹ ڈرس میں بہت پیاری لگتی ہو۔اسلیے میں نے یہ تمھارے لیے لیا ہے آئی نو یہ اتنا مہنگا نہیں ہے

پلیز اہل ایسا مت کہو یہ بہت پیارا ڈرس ہے۔۔دانین اتنی خوش نظر آرہی تھی اہل نہیں جانتا تھا کہ اسے کتنی خوشی ہوئی تھی۔

تم پہنو گی۔۔

ہاں ضرور۔

اچھا اب جاو بہت رات ہو گئ ہے۔۔ اہل نے کہا تو وہ گیٹ کی طرف بڑھ گئ

وہ اسے جاتا ہوا دیکھ کے مسکرایا تھا۔۔ اسکے چہرے پر آتی مسکراہٹ سے اہل کو سکون سا ہو گیا تھا۔

بھائی آپ ابھی تک سوئے نہیں۔ دانین جب لاونج میں داخل ہوئی

تو سامنے صوفے پہ رافع کو بیٹھا دیکھا

اسے دیکھتے رافع نے ایک سکون کی سانس لی۔۔

اتنی دیر۔۔

ہاں بھائی وہ بس تھوڑی دیر ہو گئ۔۔ سوری آپ کو میری وجہ سے اتنا ویٹ کرنا پڑا۔

دانین نے معذرت خواہ لہجے میں کہا

اچھا چلو اب کمرے میں کل یونی بھی جانا ہے جیسے رافع نے کہا وہ فورا بولی

لیکن بھائی کل تو ڈولکی ہے میں نہیں جاوں گی۔۔

ہاہاہا بلکل بھی نہیں فنکشن رات کو ہے۔۔ آپ کو جانا پڑے گا۔ یونیورسٹی

بھائی۔۔۔۔

نہیں گڑیا۔پڑھائی کے معاملے میں کچھ نہیں پھر بعد میں شادی پر چھٹیاں کرنی ہی ہے رافع نے پیار سے اسے دیکھا اور سمجھایا

چلیں ٹھیک ہے۔۔وہ رافع کے ساتھ شانہ بشانہ چل رہی تھی۔

رافع اعلی قدو قامت کا مالک شخص تھا الگ ہی پرسنلٹی کا بندہ

بھائی۔۔دانین نے اسے آواز دی جو اپنے کمرے میں داخل ہونے لگا تھا

آپ کو نیند آرہی ہے۔۔

نہیں۔۔کیوں کیا ہوا ہے۔۔رافع مسکرایا

مجھ سے باتیں کرسکتے ہیں۔۔میرا دل کررہا ہے آپ سے باتیں کرنے کو۔۔دانین نے معصومیت سے کہا ۔بھلا دانین کچھ کہے اور رافع منع کردے کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔

اور یہ ہمیشہ سے دانین کی عادت تھی رات دیر تک رافع سے باتیں کرتی رہتی تھی کیونکہ اسکی والدہ کے بعد رافع نے اپنا سب ٹائم اسے دیا تھا۔وہ باتیں جو وہ تیمور جہانگیر سے شئیر نہیں کرسکتی تھی رافع سے بلا جھجک کرلیتی۔

ہاں چلو۔۔۔رافع نے یہ کہا اور اسکے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

تھینک یوں۔سو چ بھائی۔۔آئیں بیٹھے دانین سامنے صوفہ پر بیٹھ گئی اور اسکے ساتھ رافع بیٹھ گیا۔

تو اب بتائیں کونسی باتیں کرنی ہیں آپ نے۔۔

بھائی ایک بات پوچھنی ہے آپ سے۔ کیا رافع مجتبیٰ بٹ ہمیشہ میرا ساتھ دئیں گے اگر میں مشکل میں ہوں گی تو بھائی آپ میری بات پر اعتبار کریں گے ناں۔۔ چاہے ساری دنیا مجھے جھوٹا کہے لیکن آپ میرا ساتھ دئیں گے۔

دانین کی آنکھوں میں اس بات کا بہت مان تھا اسنے منتظر نظروں سے رافع کی طرف دیکھا جو اسکی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا اور پھر بولا۔

دانین تم اپنے یہ ذہین سے خیال نکال دو میں ہمیشہ تمھارے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ تمھاری ہر خوائش کو پورا کروں گا بس تم مجھے آکر بتا دینا۔۔ ٹھیک ہے۔ اور گڑیا صرف میں ہی نہیں تمھارے دوسرے بھائی بھی تمھیں بہت چاہتے ہیں پیار کرتے ہیں ضروری نہیں ہر دفعہ میں یہاں ہوں تم میرے بعد اپنے بھائیوں سے اپنی باتیں شئیر کر سکتی ہو۔

پکا وعدہ۔۔ اسنے ہاتھ آگے بڑھایا

پکا والا وعدہ۔۔۔ رافع نے مضبوطی سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا تھا

Urdu Novels Ghar

میں تم سے محبت کرتی ہوں کرن نے ائستگی سے کہا اور پھر منتہا کو دیکھا جو اپنے آفس جانے کی تیاری میں تھی

تو پھر شادی کر لیتے ہیں۔۔وہ بڑے اعتماد سے بولا تھا

تم پاگل ہو گئے ہو کیا؟۔

کیا مطلب پاگل۔ صیح تو کہہ رہا ہوں میں کب تک ایسے چھپ چھپ کے باتیں کرتے رہیں گے جیسے اسنے کہا کرن نے فوراا سکی بات کاٹی

ابھی نہیں ارسلان وقت کا انتظار کرو۔ابھی اس نعمان کا کچھ ہو جائے۔۔سارا سارا دن دوستوں کے ساتھ اوراگردی کرتا ہے۔سارے گھر والے اس سے بہت پریشان ہیں۔

ابھی وہ کہہ رہی تھی جب منتہا اسے کمرے میں آتی ہوئی معلوم ہوئی

اچھا میں بعد میں بات کرتی ہوں۔۔

آپی اب میں چلتی ہوں اور ہاں نعمان کو اب کوئی کچھ نہیں کہے گا اسکو۔اسکے حال پر چھوڑ دیئں بہت رکھ لیا خیال اسکا

منتہا نے کہا اور باہر کی طرف بڑھ گئ

سر مس منتہا خاں آئی ہیں۔۔رافع کو ریسپشن سے کی گئ کال میں بتایا

اچھا ایسا کریں انھیں یہاں بھیج دئیں۔۔رافع نے تحمل سے جواب دیا اور فون نیچے رکھا

پھر قریب پڑی فاعل کو دیکھنے لگا۔

کچھ ہی وقت میں دروازے پر دستک ہوئی

یس کم این۔۔

یہ سنتے ہی منتہا کمرے میں داخل ہوئی۔

اسلام و علیکم پیشانی پر پڑتے غصے کے بل اور سخت لہجے میں وہ رافع سے مخاطب ہوئی تھی

و علیکم اسلام جی بیٹھ جائیں

رافع نے شائستگی سے جواب دیا تھا۔

کچھ لیں گی آپ؟

نہیں شکریہ بس اب کام کی بات کرتے ہیں۔۔منتہا نے اکھڑتے لہجے میں کہاں

جی ضرور کرتے ہیں۔۔مجھے آپ سے کوئی فالتو بحث کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔

اچھا۔۔تو جیسے میں مری جارہی ہوں نہ آپ سے بحث کرنے کے لیے۔پتا نہیں کہاں لاکر بیٹھادیا۔منتہا نے جیسے منہ میں کچھ بڑبڑایا وہ فورا بولا

دیکھیں میڈم اگر آپ نے جھگڑنا ہے ناں تو آپ جا سکتی ہیں میرے ساتھ کام کرنا ہے تو سکون سے کریں یہ نکھرے مجھ سے نہیں اٹھائے جاتے۔۔

نہایت ہی بد تمیز ہیں آپ؟ منتہا غصے سے بولی تھی

آپ سے کم ہی ہوں رافع نے بھی پورا بدلہ کیا تھا

ارے واہ آپ تو کیسی کی عزت کا دائرہ بھی نہیں جانتے۔۔ اسنے تیور چڑھائی

میں اپنے دشمنوں کی عزت نہیں کرتا وہ جان بھوج کے ہنسا تھا

یہ سنتے تو منتہا کا دل کر رہا تھا کہ وہ واقعی اس بندے کو مار دے

اوہاں میں تو آپ کی دشمن کی کیٹگری میں ہوں ویسے آپ بہت بے مروت انسان ہیں۔۔ اسنے دانت پیچتے ہوئے کہا

یہ سنتے ہی رافع نے ایک طنز نظر سے اسے دیکھا پھر آہستہ سے کہا

جی آللہ کا شکر ہے کبھی غرور نہیں کیا۔۔

افف اللہ یہ کیا بندہ ہے۔۔ منتہا نے دل میں سوچا

سب لوگ محفل کو چھوڑ کے جا چکے تھے وہ وہی بیٹھا تھا۔ جب کیسی نے اسے آواز دی

Urdu Novels Ghar

تیمور اٹھو یار۔۔ ظفر نے اسے پکارا تھا

لیکن وہ تو بلکل سن ہو چکا تھا اسے کیسی کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی دیکھائی دے رہا تھا تو رابیل کا روتا ہوا چہرہ

وہ اٹھا۔ اور اس خاتون کے پاس گیا

مجھے اس سے بات کرنی ہے۔۔ آنکھیں سرخ ہو گئی تھی ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔ آج تیمور جہانگیر بکھر کے ٹوٹا تھا

او صاحب۔۔ لیکن بات کرنے کے ہم ائڈوانس لیتے ہیں۔۔ اس عورت نے ہنستے ہوئے کہا

تیمور نے اپنی جیب میں موجود سارے پیسے اسکے منہ پر مارے اور اندر کمرے کی طرف بڑھا

اسکا اٹھتا ہر قدم کیسی عذاب سے کم نہیں تھا۔ اسے رابیل کا ہمیشہ یونیورسٹی میں سہا خوف سا چہرہ نظر آ رہا تھا

وہ کمرے میں بیٹھی تھی چہرہ اپنے گھٹنوں میں دھونسے وہ مسلسل رہ رہی تھی۔

رابیل۔۔

یہ سنتے ہی اس نے چونک کے اوپر دیکھا وہ سامنے کھڑا تھا۔ آج دونوں کی انکھوں میں آنسو رواں تھے۔

اب بتاو تیمور جہانگیر اب کرو محبت کے دعوے میں نے کہا تھا نہ کہ تمھیں مجھ سے کبھی محبت نہیں ہو سکتی ۔کبھی نہیں کیونکہ تم نے کبھی میری حقیقت نہیں دیکھی تھی میرا اصلی چہرہ نہیں دیکھا تھا یہ ہے رابیل خاں ایک ناچنے والی جیسے لوگ دیکھنے کے لیے ہزاروں پیسے دیتے ہیں۔۔ جسکو دیکھنے کے لیے لاکھوں کے جوئے ہارے جاتے ہیں۔اور آج تم بھی آ گئے۔۔اچھا کیا تم نے جو آ گئے۔۔کیونکہ میں تمھارے قابل نہیں ہوں تیمور تم ہمیشہ یہی کہتے تھے نہ کے تن ایسا کیوں کہتی ہو۔تو آج دیکھ لو۔

اسکے منہ سے نکلنے والے ہر لفظ میں درد تھا۔۔اتنا درد کہ نا قابل بیان۔ہلک سے آواز اٹک رہی تھی۔وہ اسکے سامنے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا

چلے جاو یہاں سے۔۔اور یہ کہہ کر بھول جانا کہ وہ بد کردار لڑکی کیسی کے قابل نہیں تھی۔۔تو میں اسے کیسے قبول کرتا

رابیل یہ کہہ کر پلٹی تھی۔

جب کیسی نے اسے روکا۔۔اور وہ تیمور تھا۔اسنے رابیل کا رخ اپنے سامنے کیا

اسکے چہرے پہ آتے آنسو صاف کیے۔۔اور اسکی ماتھے کو چوما

میں آج ابھی بھی اور ہمیشہ تم سے محبت کرتا رہوں گا رابیل خاں اور تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں تمھیں ایسے دیکھ کے بزدلوں کی طرح راستہ چھوڑ دوں گا

نہیں رابیل نہیں۔میں نے تم سے سچی محبت کی ہے تمھیں خوش رکھنے کے وعدے کیے ہیں۔اور میں اپنے ان وعدوں پر قائم ہوں۔

مجھے پتا ہے تم یہ کام اپنی خوشی سے نہیں کر رہی۔ تمھارے والدین کی وفات کے بعد یہ لوگ تمھیں یہاں لے آئے تھے۔اور تم نے یہ سب کان کیا صرف پڑھنے کے لیے۔۔مجھے سب کچھ پتا چل چکا ہے رابیل۔

رابیل کی انکھوں سے پھر سے آنسو بہنے لگے۔۔

لیکن اب تم فکر نہ کرو م۔۔میں تمھیں یہاں سے لے کر جاوں گا اس دلدل میں اب تمھیں مزید نہیں رہنے دوں گا۔میں وعدہ کرتا ہوں رابیل میں تمھیں ایک عزت دار زندگی دوں گا۔بس آج کی رات یہاں گزار لو۔کل صبح کا سورج تمھارا یہاں آخری ہو گا

تم میرا انتظار کرو گی ناں۔۔

تیمور نے رابیل کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑا تھا

یہ سنتے ہی رابیل نے روتے ہوئے سر اثابات میں ہلایا اسنے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا تھا کہ اسکے پاس تیمور جہانگیر ہے۔

Urdu Novels Ghar

ہر طرف خوشیوں کی شہنیایاں بٹ ہاوس آج روشنی سے جگمگا رہا تھا ہر طرف ہنستے مسکراتے چہرے تھے
۔۔ہر کوئی خوشی سے جھوم رہا تھا

اہل اور مہر بھی اچکے تھے احمد اسامہ رافع سب لوگ باہر لان میں موجود تھے

گھر کے بڑے لوگ ایک جگہ پر براجمان تھے۔۔

ابھی دانین آئی نہیں۔یہ ڈولکی کوئین بھی۔۔ہے کہاں شہریار نے جیسے کہا

وہ سامنے سے آتی ہوئی نظر آئی۔۔

اہل نے جب دانین کو دیکھا وہ ایک منٹ کے لیے آنکھیں نہ جھپک پایا وہ اسی لباس میں ملبوس تھی جو اہل نے کل اسے لے کر دیا تھا

وائیٹ ڈرس میں وہ واقعی کیسی حور کی مانند لگ رہی تھی سفید ہاتھوں پہ لگائی رئیڈ نیل پالش۔انکھوں میں کاجل پلکوں پہ لگایا گیا مسکارا۔۔وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

مہر نے اسے دیکھتے اہل کو کہنی ماری۔۔

وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

ہیلو۔۔۔گائیز سوری سوری میں لیٹ ہو گئ چلو شروع کرتے ہیں۔دانین نے آتے کہا

ہاں یہ سوری نہیں چلے گی۔۔اب میں ڈولکی بجاوں گا۔۔احمد جلدی سے نیچے بیٹھ گیا

ارے ایسے کیسے۔۔تم ڈولکی بجاوگے۔۔میرے بھائی کی شادی ہے تو یہ میرا حق ہے

۔اسنے ڈولکی احمد کے ہاتھوں سے کھینچی

اچھا۔۔تو آپ کی اطلاع کے لیے۔دانین تیمور بٹ وہ میرے بھی بگے بڑے بھائی ہیں احمد نے ڈولکی کھینچی

ارے جاو بچے۔۔تجھے تو ہم کوڑے کے ڈھیبے سے اٹھا کے لائے تھے آیا بڑا۔۔بس اب وہ دونوں شروع ہو چکے تھے۔۔

جب رافع نے کہا

اب چپ کر جاو تم دونوں کبھی تو کوئی موقع ہاتھ سے چھوڑ دیا کرو۔

چلو احمد دانین کو ڈولکی دو۔۔جیسے رافع نے کہا وہ فورا بولا

میں نے ناں۔کیسی دن خود کشی کر لینی ہیں یہ رافع بھائی آپ ناانصافی کرتے ہیں مجھ معصوم کے ساتھ

جیسے احمد نے کہا دانین نے اسے چڑایا۔۔اور ڈولکی بجانے لگی

سب ایک دوسرے کے ساتھ مل کر گا رہے تھے۔۔

اہل اب رافع کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ اتنے میں مہر سب کے لیے کولڈ ڈرنک لے کر آئی

وہ سب کو سرو کر رہی تھی۔۔جب اسنے احمد کی طرف گلاس بڑھایا

اسنے جلدی سے کہا

تم یہ کام کیوں کر رہی ہو سروینٹ ہیں ناں بیٹھ جاؤ تم۔۔احمد نے غصے سے کہا

کیا ہو گیا ہے احمد آنٹی سبین نے بھیجا ہے اب انکو تو ناں نہیں کر سکتی تھی ناں

تم نے پینی ہے تو پیو ورنہ میں لے کر جاتی ہوں۔۔جب وہ جانے لگی تھی

احمد نے جلدی سے ڈرنک پکڑا۔۔

یہ اخری بار ہے مس مہر نیازی اگلی دفعہ برات لے آوں گا اگر آپ نے نکھرہ دکھایا

تم کچھ زیادہ نہیں اچھل رہے۔۔مہر نے دھیمی سی آواز میں کہا اور چلی گئ

وہ پیچھے سے مسکرادی

کیسی لگ رہی ہوں میں دانین اہل کے آگے کھڑی ہوئ

بہت اچھی لگ رہی ہو ہمیشہ کی طرح۔اسنے ہچکچاتے ہوئے کہا

بس اچھی۔۔۔

نہیں م۔۔میرا مطلب تم۔۔ب۔۔بہت۔۔

ہاہاہاہااللہ اہل تم نے کبھی لڑکیوں کی تعریف نہیں کی بولا تک نہیں جا رہا تم سے۔چلو جو بھی ہے مجھے پتا ہے

میں بیت اچھی لگ رہی ہوں جب دانین کے کہا تو وہ ہنس دیا

جب آپ کو پتا تھا تو آپ پوچھ کیوں رہی تھی۔۔

میں تمھارے منہ سے اپنی تعریف سننا چاہتی تھی جو تم سے ہوئی نہیں۔۔ دانین نے جان بھوج کر کہا

ارے یار تم ہمیشہ پیاری لگتی ہو اب میں کیا کہوں۔۔ ہر رنگ تم پر اتنا سوٹ کرتا ہے۔ جیسے اہل نے کہا

وہ ایک دم سے کھلکھلا کے ہنسی

اچھا آو۔۔ کھانہ لگ گیا ہے۔۔ بعد میں تعریف سن لوں گی دانین نے کہا

تو وہ دونوں آگے بڑھ گئے۔

رافع وہی بیٹھا تھا جب اسکا فون بجا۔

سر میم منتہا جانے کا کہہ رہی ہیں

انھیں کہے کہ اپنا کام مکمل کر کے ہی جائیں مجھے وہ فائلز مکمل چاہییے۔ رافع نے غصے سے کہا تھا

سر اتنی رات ہو گئ ہے۔۔

تو میں کیا کروں اسے آتا کیا ہے سوائے لڑنے کے۔۔ اب چپ چاپ فون بند کرو اور بار بار مجھے ڈسٹرب

مت کرنا رافع نے کہا اور فون بند کر دیا

اتنے میں دانین اسکے نزدیک آئی

بھائی آجائیں سب آپکا انتظار کر رہے ہیں۔۔

اچھا چلو میں آتا ہوں رافع مسکرایا۔

کتنی دفعہ کہا تھا تمھیں دانین پھل نہیں کاٹے جائیں گے تم سے لیکن نہیں تم نے کہاں بات ماننی ہوتی ہے اپنی ضد منوا کے چھوڑنی ہے دیکھو اب کتنا گہرا کٹ لگا ہے۔۔ کس نے پکڑائی تھی اسے چھڑی۔ بولو وہ غصے سے پیچھے لپکا جہاں سب کھڑے تھے۔۔ سب خاموش ہو گئے کیونکہ رافع کو اتنا غصہ آیا تھا کہ زہرہ بھی دو قدم پیچھے ہٹ گئ۔

کچھ نہیں ہوا بھائی صیح ہو جائے گا دانین نے تسلی دینے کی کوشش کی لیکن وہ آگے سے فورا بولا

چپ کر جاو۔ کیسے ٹھیک ہو گا اتنا خون بہا ہے اور تم کہہ رہی ہو کچھ نہیں ہوا

رافع اب فرسٹ ائیڈ بکس سے اسکی انگلی پر پٹی کر رہا تھا

آئندہ سے اگر کیسی نوکیلی چیز کو ہاتھ لگایا نہ تو مجھ سے برا نہیں ہو گا تمھیں بھی پتا ہے گڑیا۔۔ ہماری صرف ایک دانین ہے

وہ اب بڑے پیار سے اسے سمجھا رہا تھے

سب مسکرا دیے تھے واقعی رافع مجتبہ بٹ کی جان اٹکتی تھی دانین بٹ کے۔۔

رات کے دو بن رہے تھے جب اسے پانی پی پیاس محسوس ہوئی جھگ کی طرف دیکھا جو کھالی تھا

دانین نے لیمپ کی روشنی آن کی سلیپرز پہنے اور ہاتھ میں جھگ لیے اسنے دروازہ کھولا

باہر ہر طرف لائیٹس آف تھی بس مدھم سی روشنی آن تھی لیکن انکی روشنی اتنی زیادہ نہیں تھی

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی سڑھیاں اتر رہی تھی۔۔

کچن میں ابھی اسنے جھگ رکھا تھا جب اسنے کیسی کے چلنے کی آواز سنی

دانین تھوڑا سا گھبرا گئ۔۔

آواز کی چھاپ اب گہری ہو رہی تھی۔۔

دانین نے جلدی سے رخ موڑا۔۔

بھائی رافع۔۔ آپ ہیں اسنے آئستہ سے پکارنا شروع کیا لیکن آگے سے جواب نہیں آیا

احمد کے بچے دیکھ اگر تو ہے ناں تو بہت برا کروں گی تمھارے ساتھ تمھیں پتا ہے ناں مجھے کتنا ڈر لگتا ہے

وہ تھوڑا سا آگے بڑھی تھی جب کیسی نے اسکے منہ پہ زور سے ہاتھ رکھا

تھا

دانین نے چیخ ماری لیکن آواز وہی دھب گئ تھی

چپ بلکل چپ اب اگر تم نے آواز نکالی نہ تو قسم سے یہی مار دوں گا

دانین نے جیسے آواز سنی اسنے بے اختیار کہا

یاور بٹ۔۔

شکر ہے۔ تمھیں پتا چل گیا مس دانین تیمور بٹ۔ اب وہ اسکے چہرے سے ہاتھ ہٹا چکا تھا۔

تم ایسے چوروں کی طرح گھر میں کیوں گھس رہے ہو۔ اسنے یاور کو دیکھا

جو بلیک ہوڈ اور بلیک ہی پینٹ میں ملبوث تھا۔

تمھیں اس سے کوئی پروبلم نہیں ہونی چاہیے میں جیڈے مرضی آوں

آواز میں ابھی تک غصہ تھا آنکھوں میں جلن کے احساسات پیشانی پر پڑتے بل سے دانین اندازہ لگا سکتی تھی کہ وہ ہمیشہ اسکے ساتھ ایسے ہی پیش آتا تھا کبھی سیدھے منہ کبھی کیسی سے بات نہیں کی۔

تم شادی کے لیے آئے ہو۔ وہ آگے سڑھیوں کی طرف بڑھا تھا جب وہ رکا

ہاں۔۔ اور ساتھ اپنا بھیگ اٹھایا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

وہ ابھی بھی اسے دیکھ رہی تھی عجیب ہی بندہ تھا یہ یاور علی بٹ جیسے آج تک کوئی سمجھ نہیں پایا ہمیشہ سے ہی کرخت لہجے میں ہوتا۔ جب کبھی دانین نے اسے بات کرنے کی کوشش کرتی تو ہمیشہ اسکے سوالوں کو نظر انداز کر دیتا۔

اور آج بھی اسنے ویسے ہی کیا تھا۔

صبح کے چڑھتے آفتاب کی کرنیں ہر طرف پھیل گئ تھی ایسے میں بٹ ہاوس پر پڑتی سورج کی روشنی سے ہر طرف اجالا لگ رہا تھا ناشتے کے ٹیبل پر سب یاور سے مل رہے تھے سب اسکے رات کو آنے والے سرپرائز پر چونک گئے تھے۔

بیٹا آپ ہمیں بتا دیتے میں ڈرائیور کو بھیج دیتی۔۔اماں سرکار نے مسکراتے ہوئے یاور کو دیکھا جو بڑے پر سکون ناشتہ کرنے میں مصروف تھا

سوری اماں سرکار لیکن میں چاہ رہا تھا کہ آپ لوگوں کو سرپرائز دوں۔

یہ اچھی بات ہے اور بتاو کب تک چھٹی ملی ہے۔۔تیمور جہانگیر نے اب اس سے سوال کیا تھا

چاچا جان ایک مہینے کی۔۔

ہاں اب تو تم ایک مہینے کی چھٹی کے حق دار بھی تھے اتنے سالوں سے چھٹی پر بھی نہیں آئے تھے۔ تیمور نے چائے کا گھونٹ بھرا۔

یہ سنتے ہی وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔اتنے میں دانین سڑھئیاں اترتی نظر آئی بالوں کو کیچر میں باندھا ہوا۔پیلے رنگ کی شورٹ کرتا اور ساتھ وائیٹ پٹیالا شلوار میں ملبوث ۔۔آنکھوں میں ایک الگ سی چمک تھی۔۔

او دانین بھی آ گئی۔۔احمد نے مسکراتے ہوئے کہا تو یاور نے ایک تیکھی نگاہ اس پر ڈالی

دانین نے آتے ہی سلام لی پھر بولی

بھائی رافع کہاں ہے؟ وہ چلے گئے۔۔اسنے مایوسی سے پوچھا تھا

جی میڈم وہ تو کب کے چلے گئے۔۔حنان نے اسے بتایا

چلو شروع ہو گیا اب بی بی کے نکھرے اب کہے گی رافع کو بھلائے یاور نے منہ میں بڑبڑایا۔

میں اب بڑی ہو چکی ہوں۔ مسٹر یاور علی بٹ اب مجھے اچھے سے پتا ہے یہ جو منہ میں آپ بڑبڑاتے ہیں نہ

۔۔دانین نے بھی اپنا پورا بدلہ لیا تھا

احمد نے دانین کی طرف دیکھتے شرارت سے آنکھ جھپکائی۔یہ دیکھتے ہی وہ بے اختیار ہنس دی

دانین آپ کچھ نہیں لے رہی۔شہانہ میں نے آپ سے کل کہا تھا کہ دانین کے لیے خاص ناشتہ بنایا جائے

اپنی صحت کی طرف دیکھیں کیا حال بنا رکھا ہے زرا سا بھی اندازہ نہیں ہے اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو۔رافع کا

اور ہم سب کا کیا ہو گا لیکن نہیں آپ تو سنیں گی نہیں۔

اماں سرکار اب شروع ہو چکی تھی دانین گوریاں نکال کے احمد کو دیکھ رہی تھی

جو ہنس رہا تھا

ضرور اس احمد کے بچے نے کچھ کہا ہو گا اماں سرکار سے۔دانین نے دل میں سوچا۔

اتنے میں یاور کے فون کی گھنٹی بجی تو وہ معذرت کر کے وہاں سے چلا گیا۔

اور دانین اب بھی اماں سرکار کی زد میں تھی۔۔

جیسے رافع آفس انٹر ہوا اسنے دیکھا منتہا وہی ٹیبل پر جھکی سو رہی تھی

کل رات واقعی اسنے اسکے ساتھ بہت زیاتی کی تھی اتنی دیر تک اس سے کام کروایا تھا

وہ کچھ دیر کھڑا اسے دیکھتا رہا اچانک کھڑکی سے آنے والی روشنی منتہا کی نیند میں خلل پیدا کرنے لگی

یہ دیکھتے اسنے فوراً سے کھولی گئ کھڑکی کو بند کیا اور اپنی کیبن کی طرف بڑھ گیا

یس سر۔۔ آفس ریسپشن پر رافع نے کال کی تھی

جی مس منتہا اگر اٹھیں تو انھیں کہہ دیجیے گا کہ آپ گھر جا سکتی ہیں کل رات انہوں نے اپنے حصے کا کام مکمل کر لیا

سر ابھی کہہ دوں

نہیں ابھی وہ سو رہی ہیں انھیں ڈسٹرب نہ کریں۔۔ رافع جلدی سے بولا تھا

جب اٹھیں تو آپ انھیں کہہ دیجیے گا یہ کہتے رافع نے لینڈ لائن کو رکھا

پھر چئیر پر ٹیک لگا کے بیٹھ گیا

آپ تو بہت بے مروت انسان ہیں۔۔۔منتہا کے الفاظ اچانک اسکے دماغ میں چلنے لگے

یہ سوچتے ہی وہ بے اختیار ہنس دیا۔یہ زندگی میں پہلی لڑکی تھی جس سے رافع نے اتنی نفرت کی تھی پہلی دفعہ ملتے۔

ابھی وہ کام میں مصروف تھا۔جب منتہا اسکی کیبن میں بنا اجازت کے اندر داخل ہوئی اور سامنے ٹیبل پر زور سے ہاتھ پٹخا

میں آپ کی کوئی نوکر نہیں ہوں اور نہ ہی میں آپکی آفس کی ورکر ہوں جو آپکے حکم کی تعمیل کے لیے ساری ساری رات گدوں کی طرح کام کروں

کیا۔۔کیا سمجھ رکھا ہے آپ نے مجھے۔ایک بدلے کی خاطر آپ اس حد تک گر سکتے ہیں یہ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا بھاڑ میں جائے یہ پروجکٹ میں ابھی اسی وقت اس پروجیکٹ ڈے ریزان کرتی ہوں۔۔سن لیا آپ نے

منتہا نے رافع کو انگلی دیکھاتے کہا جو بڑے پر سکون چیئر کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا اسے سن رہا تھا ہو گیا۔۔رافع نے لمبا سانس لیتے کہاں

واقعی نہایت ہی بدتمیز قسم کے انسان ہیں آپ۔۔جسکے اندر سوائے اپنے گھر والوں کے علاوہ کیسی کے لیے احساسات نہیں ہے پتا نہیں دانین کے ساتھ

ابھی وہ کچھ کہتی رافع غصے سے اسکے قریب گیا۔منتہا اسے اپنے نزدیک دیکھ کے گھبرا گئ بے اختیار نگاہ نیچے جھکا دئیں۔

میری بہن اور میرے گھر والوں کے بارے میں کچھ بولا نہ تو مجھ سے کوئی برا نہیں ہو گا۔ سمجھ گئ۔اور ہاں میں تم جیسے لوگوں کے ساتھ بہت سخت ہوں۔۔سن لیا

رافع نے کہا اور کیبن سے باہر نکل گیا

منتہا ابھی تک شاک میں تھی

رافع نے اہل کو گھر پہلے بھلا لیا تھا مہر مہندی کے ریسپشن کے لیے رات کو آنا تھا

سارا گھر کاموں میں مصروف تھا اماں سرکار نے سوہنے کے سیٹس چوز کر رہی تھی جبکہ دوسری طرف شہانہ اور سبین ملازموں سے کام کروانے میں مصروف تھا۔

اتنے میں دانین نیچے آتی ہوئی معلوم تھا اسکے ساتھ پیچھے پیچھے یاور بھی نظر آیا

اہل نے جیسے دانین کو دیکھا وہ مسکرا دیا

تم کب آئے ؟ دانین نے اسے دیکھتے ہی کہا

ابھی رافع نے کال کی تھی کہ گھر پہنچ جاو شاید کچھ کام تھا

جی کچھ کام ہی تھا۔۔دانین ابھی بتانے لگی تھی کہ اہل نے یاور کو دیکھ کے اسلام لی جوانکے سامنے سے گزراہ تھا

اسلام و علیکم یاور۔

یاور نے ایک تلخ نظر سے اہل کی طرف دیکھا جو بڑی عقیدت سے اس سے ملا تھا

و علیکم اسلام۔۔۔مختصر جواب تھا

کیسے ہیں اور کب آئے؟

کل۔۔۔یاور نے ابھی جواب دیا تھاجب دانین فورا بولی

اچھااہل میں تمھیں بتارہی تھی کہ میں نے تمھیں بلایاہے مجھے دراصل بازار جانا تھا۔بھائی نے کہا کہ اہل فارغ ہے اسے بھیج دیتاہوں میں نے بس تھوڑی سی چیزیں لینی ہیں میں بھائی اسامہ حنان اشہریار اور احمد کو کہہ دیتی لیکن وہ سب کاموں میں مصروف ہیں۔۔

جیسے یاور نے سنا اسنے غصے سے دانین کی طرف دیکھا جو اہل سے مخاطب تھی

چلیں۔۔دانین نے کہااور وہ دونوں باہر کی طرف بڑھنے لگے تھے

کہ یاور نے اسے روکا

اہل۔۔

جی۔۔ تم یہی رہو میں دانین کو لے جاتا ہوں۔۔ دانین نے چونک کے یاور کی طرف دیکھا

جو اسے ہی دیکھ رہا تھا

اوکے ٹھیک ہے۔۔ اہل نے کہا اور وہ چلا گیا۔۔ دانین ابھی کچھ کہنے لگی تھی لیکن وہ جا چکا تھا

چلو۔۔۔ یاور نے دانین کو دیکھتے کہا۔۔ اور گاڑی کی طرف بڑھا۔

کیسا انسان ہے یہ۔۔ وہ منہ میں بڑبڑائی۔

تمھیں نوکروں کے بچوں کے ساتھ۔ زیادہ گھومنے کا شوق نہیں ہے

یاور نے گاڑی ڈرائیو کرتے کہا

کیا مطلب میں سمجھی نہیں نوکروں کے بچے؟

ہاہاہا وہ نیازی صاحب کا بیٹا اہل نیازی جو ہمارے گھر میں ہی سوار رہتا ہے پتا نہیں رافع نے کچھ زیادہ ظی سر

پر چڑھا رکھا ہے

آپکو اس سے کوئی پروبلم ہے

۔ دانین غصے سے بولی۔ اور پہلی بات وہ کوئی نوکر کا بچہ نہیں ہے۔ مسٹر یاور علی بٹ۔ انکل نیازی ایک بہت

ہی قابل اور مہنتی انسان ہیں جنھوں نے ہماری کمپنی کو بیت فائدہ پہنچایا اور اہل نیازی اسی باپ کی

فرمابرادر اور سب کی عزت کرنے والی اولاد ہے جس سے رافع بھائی ہی نہیں سب انسپائر ہیں بہت افسوس کی بات ہے آپ کی سوچ پر۔

او۔۔واو۔۔ تمھیں کچھ زیادہ ہی انکی حمایت نہیں کرتی۔۔۔اسنے قہقہ لگایا تھا

جی کرتی ہوں حمایت جو بندہ حمایت لینے کے قابل ہو میں کرتی ہوں اسکی حمایت۔۔اور پلیز اگلی دفعہ کچھ سوچ کے بولا کریں۔

جیسے دانین نے کہا یاور نے گاڑی روکی

کیا کہا۔۔تم۔مجھے بتاو گی کہ کیا بولنا ہے۔۔او تم ہو کیا بولو وہ دوسرے گھر والیں ہیں جو تم پر جان نثار کرتے ہیں میں ان میں سے نہیں ہوں۔۔اترو۔۔ابھی اسی وقت گاڑی سے اترو

یاور نے گاڑی سے نکل کر دانین کی سائیڈ کا دروازہ کھولا۔

وہ شاک میں اسے دیکھ رہی تھی۔۔اور پھر گاڑی سے باہر نکل آئی

اور کچھ ہی سکینڈز میں وہ گاڑی لے کر جا چکا تھا

کیا ہوا دانین۔تمھارا کوئی جھگڑا ہوا ہے یاور سے اہل نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا جسکی آنکھیں سرخ ہو چکی تھی۔

اسنے ایک نگاہ اہل کی طرف دیکھا پھر نیچے جھکا دئیں۔

دانین یار بتاو توصیح کیا کہا ہے اس نے تمھیں رافع بہت غصے سے اسکے کمرے میں گیا ہے۔

دانین۔۔وہ اب اسکے قریب بڑھا تھا جب دانین نے کہا

تم بولے کیوں نہیں تھے اس وقت۔روکا کیوں نہیں یاور کو۔یہ کیوں نہیں کہا کہ میں دانین کو لے کر جاوں گا بزدلوں کی طرح گردن کیوں جھکا دی۔اہل تم کمزور نہیں ہو تمھارا اسٹینڈرڈ ہمارے سٹینڈرڈ ست کہی حصے سے بڑا ہے تمھارے سٹینڈرڈ میں لوگ ایک دوسرے کی عزت کرنا جانتے ہیں نا کہ غرور انا رکھتے ہیں۔تم یاور سے بہتر ہو سنا تم نے۔

وہ مسلسل بول رہی تھی۔اور وہ بس اسے دیکھ رہا تھا۔

اچھا اب بس کرو ورنہ رافع کا تو تمھیں پتا ہے ناں۔

کرتا ہے۔ behave پتا نہیں اسے مجھ سے پروبلم کیا ہے کیوں میرے ساتھ اتنا روڈ

دانین نے جیسے کہا اہل نے فورا اسکے چہرے پر گرتے آنسو صاف کیے۔

لیکن اس سے پہلے وہ اسے کچھ کہتا رافع مجتبہ بٹ کمرے میں آیا

گڑیا۔۔۔رافع نے کہا تو وہ بے اختیار اسکے گلے لگ گئی۔۔

اچھا ابھی تک رو رہی ہو میرے خیال سے اہل نے تمھیں چپ کروالیا ہو گا۔ میں نے یاور سے بہت اچھے طریقے سے بات کی ہے۔ آئندہ سے وہ تمھیں کچھ نہیں کہے گا کچھ بھی نہیں۔

بھائی مجھے یہ نہیں کہ اسنے میرے ساتھ کیا کیا لیکن بھائی وہ۔۔۔ اہل سامنے تھا اسلیے وہ کچھ نہیں بولی تھی۔

ہاں دانین میں سمجھ سکتا ہوں پر تمھیں تو پتا ہے ناں وہ ایسا ہی ہے۔۔ رافع نے اسے ابھی تک اپنے گلے لگایا ہوا تھا

اہل وہی کام میں مصروف تھا تو احمد مہر کو لینے چلا گیا تھا۔

وہ اب باہر گاڑی میں اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔

مہر یلو فراک جو لمبی گھٹنوں تک تھی چوری دار پاجامہ۔۔ نہایت ہی نفیس تھی بالوں کو کھلا چھوڑا تھا اور آگے سے فرنچ سٹائیل بنایا تھا آنکھوں میں لگایا مسکارا اور کاجل اور چہرے پر ہلکا ہلکا میک اپ کیا گیا تھا۔۔ وہ آج خوبصورت لگ رہی تھی اور احمد کی نگاہ میں تو وہ سب سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

تم مجھے لینے آئے ہو بھائی کہاں ہے؟ مہر نے چونک کے پوچھا

اہل بزی تھا تو میں نے کہا میں لے آتا ہوں۔ احمد نے مسکراتے ہوئے مختصر سا جواب دیا

Urdu Novels Ghar

ہاں بس بہانہ چاہیے تمھیں مہرنے گاڑی میں بیٹھتے کہا

ہائے۔۔ آپ کی ظالمانہ باتیں۔۔ ویسے آج بہت پیاری لگ رہی ہو۔

اچھا۔۔مجھے تو لگتا ہے تمھیں اپنی بہن دانین کے علاوہ کوئی خوبصورت نہیں لگتا۔۔ مہرنے طنزاسے دیکھا تھا

اویار۔۔وہ میری بہن ہے اور تم۔۔وہ ذرا ٹھہرا۔

میں کیا ہوں؟ اسنے جان بھون کے وضاحت چاہی

آپ میرے لیے بہت خاص ہو۔ جسکے ساتھ میں اپنی زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔۔ڈاکٹر مہر نیازی۔۔ جلدی سے اپنی سٹڈیز مکمل کریں انشااللہ اس سے اگلے دن آپ کا رشتہ لینے آجاوں گا۔

یہ سنتے ہی مہرنے قہقا گایا

افف اللہ کیسی کیسی خوش فہمیاں ہیں تمھیں پہلے اپنی ظالم اماں سرکار کو تو منالینا۔پھر چاہے برات لے آنا

۔

یہ سنتے ہی۔۔وہ دونوں مسکرادیے تھے

میں معذرت چاہتی ہوں مسٹر رافع مجتبہ بٹ میں نہیں آسکتی۔۔

منتہا بڑے پر سکون لہجے میں بولی تھی کیونکہ رافع انکے گھر موجود تھا۔ دانین کے بڑے اصرار کرنے پر وہ اسے لینے آیا تھا

سامنے ڈرائنگ روم میں منتہا کے علاوہ اسکی بڑی بہن اور والدہ بھی موجود تھی

جیسے منتہا نے کہا اسنے ایک تیخی نگاہ اس پر ڈالی

دیکھیں منتہا میری بہن آپکا بہت بے صبری سے انتظار کر رہی ہے اگر آپ نہیں آئیں گی تو وہ بہت ڈس ہارٹ ہو جائے گی اور میں اسے مایوس ہو تا نہیں دیکھ سکتا۔

نہیں نہیں۔ رافع صاحب۔۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ منتہا جائے گی۔۔ جیسے منتہا کی والدہ نے کہا منتہا نے چونک کے انکی طرف دیکھا۔

ہاں بیٹا چلی جاو دیکھو وہ تمھیں کتنی چاہ سے لینے آئیں ہیں۔ آپ بس تھوڑا انتظار کریں یہ ابھی تیار ہو کر آتی ہے۔

منتہا کی والدہ نے شائستہ لہجے میں جواب دیا

تھینک یو۔۔۔

ارے نہیں بیٹا اس میں شکریہ والی کیا بات ہے

اچھا اب میں گاڑی میں ہوں آپ اسے بھیج دئیں۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔۔

یہ سنتے ہی رافع باہر کی طرف بڑھ گیا

جاتے ہی منتہا نے فورا اپنی والدہ سے کہا

کیا ضروت تھی امی ہاں کرنے کی اتنے امیر لوگوں کی شادیوں پر مجھے نہیں جایا جاتا اور آپ نے اتنی جلدی ہاں کر دی جب میں کہہ رہی تھی مجھے نہیں جانا۔۔تو آپ نے ہامی کیوں بڑی

دیکھو مہر دانین نے سپیشل اپنے بھائی کو تجھے لینے بھیجا ہے اب یہ اچھا لگتا ہے وہ ایسے جائے۔اور ایسے میں دانین کو بھی برا لگے گا اور ہماری بھی بے عزتی ہو گی میری جان صرف 3 دن کی تو بات ہے پھر آ جانا۔

..امی۔

اب کچھ نہیں کہنا وہ باہر انتظار کر رہا ہے جلدی سے تیار ہو جا

سارا گھر لائیٹوں سے جگمگا رہا تھا ہر طرف شور تھا سب کے چہروں پر ڈھیروں ساری خوشیاں تھی۔

اماں سرکار۔اسامہ اور اپنی ہونے والی بہولیز ا کے ساتھ بیٹھی تھی۔

وہی غرور سے بلند ناک۔اعلی لباس میں ملبوس اور زیورات پہنے ہوئے تھے اور وہ واقعی اماں سرکار لگتی تھی۔

اپنی ہونے والی بہو کے ہاتھ پہ 1 لاکھ اور سونے کا سیٹ رکھا۔اور ساتھ ہی کھڑے لوگوں کو یہ باور کروایا کہ انکا ہمارے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں ہے۔

دانین مہندی لگانے میں مصروف تھی۔۔بہت سی لڑکیاں اسکے گرد بیٹھی تھی۔

جیسے رافع منتہا کو لے کر آیا وہ فوراانکی طرف بڑھی

او شکر ہے تم آگئ۔۔دانین یہ کہتے اسکے گلے لگی

اچھا چلو آو مہندی لگاتے ہیں وہ منتہا کو لے کر آگے بڑھی تھی

جب وہ رکی

اور رافع کے سامنے اپنے آگے ہاتھ کیے

کیسی لگ رہی ہے مہندی؟

بہت پیاری۔۔۔

ہائے واقعی دانین نے مہندی کی طرف دیکھا۔

ہاں بہت پیاری۔۔۔

تھینک یوں بھائی۔۔دانین نے جیسے کہا وہ فورا بولا

خوش رہو گڑیا۔۔رافع نے کہا اور دوسری طرف بڑھ گیا جہاں مجتبہ جہانگیر۔ علی جہانگیر تیمور جہانگیر اور دوسرے لوگ بیٹھے تھے

دانین کیسی کام سے کمرے میں گئ تھی

جب یاور نے اسے کھینچ کے اپنے نزدیک کیا

یہ کیا بدتمیزی ہے دانین نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا لیکن یاور نے اسے مضبوطی سے پکڑا تھا

کیسی بدتمیزی۔۔ہاتھ تو پکڑا ہے تمھارا۔۔

میرا ہاتھ چھوڑو یاور ورنہ میں رافع بھائی کو بتادوں گی۔ دانین نے غصے سے کہا

تو یاور نے قہقہا لگایا

اچھا۔۔ بلاوں زرا اپنے رافع بھائیاں کو میں بھی دیکھوں کیا کرتے ہیں وہ۔

یہ سنتے ہی دانین نے ایک زوردار تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کیا

آئیندہ مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش کی نہ تو آج ایک تھپڑ مارا اگلی بار تمھارا منہ توڑ دوں گی۔

دانین نے کہا اور وہاں سے چل دی

وہ غصے سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

باہر کا ماحول بہت خوشگوار تھا اب مہندی کی رسم شروع ہونے والی تھی

دانین رافع بھائی تمھیں بلا رہیں ہیں اہل نے اسکے قریب آتے کہا

اچھا میں آئی اسنے مسکرا کے اہل کی طرف دیکھا اور اسکے ساتھ بڑھ گئ

سامنے صوفوں پر رافع اسامہ حنان۔ شہریار سب بیٹھے تھے احمد کھڑا تھا

جی بھائی۔۔دانین نے جیسے کہا رافع نے ایک نظر اسکی طرف دیکھا اور پھر کھڑا ہوا

آج تو ہماری گھڑیا بہت پیاری لگ رہی ہے

تھینک یوں بھائی۔۔مجھے پتا تھا آپ یہی کہے گے۔

رافع مسکرایا۔ اور کہا

اچھا اپنے اسامہ بھائی کی بھابھی کے ساتھ کل تم انھیں پالر لے کر جانا ٹھیک ہے میں چاہتا ہوں یہ کام صرف میری بہن دانین ہی کرے۔

ٹھیک ہے بھاھی کو کل ساتھ لے جانا۔

جی ٹھیک ہے بھائی آپ بلکل بھی فکر مت کریں۔۔سارا انتظام اچھے سے ہو گیا

اچھا ہماری دانین اب بڑی ہو گئ ہے

ہاں تو اور میں تو آپ کو یہی تو کہتی تھی کہ میں اب بڑی ہو چکی ہوں

اہل پیچھے کھڑا ان دونوں بھائی بہن کا پیار دیکھ رہا تھا اور ساتھ خوش ہو رہا تھا

ہاں ہاں کرلیں اس چڑیل کی تعریف۔۔ لگتا تو پھر بھی اسنے چڑیل ہی ہے

جیسے احمد نے کہا وہ فورا بولی

اففف اللہ ایک تو لوگ جلتے بہت ہیں شہریار اور حنان تم لوگوں کو بھی جلنے کی بو آرہی ہے۔۔ یا صرف مجھے

آرہی ہے لگتا کوئی بہت زیادہ جل رہا ہے دیکھو تو صبح سارا آسمان کالا ہو گیا

احمد کہی تم تو نہیں جل رہے۔۔

میں وہ بھی تم سے جلو۔۔ کاکی یہ تمھاری سب سے بڑی خوش فہمی ہے

کیا۔ کہا مجھے۔۔ وہ اب اسکی طرف بڑھی تھی

رافع بھائی اب آپ دیکھ لیں کیا کہہ رہا ہے مجھے رافع جو انکو دیکھ کے ہنس رہا تھا

فورا بولا

ارے احمد چھوڑو۔۔ ابھی یہی گفتگو زیر بحث تھی جب ایک فوٹو گرافر انکے پاس آیا

سر آپ نے کہا تھا فوٹو لینی ہے

ہاں۔۔۔ دانین اسامہ شہریار حنان سب آجاو یہاں۔۔ اتنے میں اسامہ بھی انکے پاس آگیا

Urdu Novels Ghar

چلو اب بعد میں جھگڑ لینا پہلے ایک فوٹو ہو جائے۔ اچھا یاور کہاں ہے

رافع نے جیسے کہا وہ سامنے سے آتا ہوا معلوم ہوا

یاور۔۔رافع نے آواز دی

ہاں۔۔

چلو تم بھی ہمارے ساتھ کھڑے ہو۔۔رافع نے اسے اپنے پاس کھڑا کیا

درمیان میں دانین کھڑی تھی اور اسکے ارد گرد سب کھڑے تھے چہروں پر ڈھیروں ساری مسکراہٹ

سب ہی لوگ انکے بارے میں بہت مثالیں دیتے تھے۔

فوٹو کلک ہوئی۔۔وہ سب الگ ہوئے۔

اچھا اہل کے ساتھ میری ایک فوٹو کھینچ دیے۔۔جیسے دانین نے کہا

اہل نے چونک کءاسکی طرف دیکھا

میں؟

ہاں تم آو۔۔۔دانین نے اسے کہا۔

نہیں رہنے دو۔دانین ابھی وہ اور کچھ کہتا کہ رافع نے کہا اہل جاو یار۔

اہل اسکے ساتھ کھڑا ہو گیا۔۔وہ دونوں ساتھ کھڑے بہت شیادہ پیارے لگتے تھے پرفیکٹ کپل کی طرح

۔۔دور کھڑی مہر اور منتہا ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

واقعی مہر ان دونوں کی جوڑی بہت کمال کی ہے ماشاءاللہ ایک ساتھ بہت پیارے لگتے ہیں

منتہا نے مسکراتے ہوئے کہا

ہاں منتہا۔۔دانین تو ایسے لگتی ہے کہ وہ صرف بھائی کے لے بنی ہوں۔بس اب یہ ایک دوسرے کو اپنے

اپنے دل کی بات کہہ دیں۔

کہہ دیں گے۔۔منتہا نے حوصلہ دیا۔۔۔کچھ پلوں میں منتہا کا مسکراتا چہرے پر غصے کی لہریں دوڑی سامنے

رافع اسکی طرف آتا دیکھائی دیا

آپ انجوائے تو کر رہی ہیں نا منتہا۔

جی۔۔جواب مختصر تھا۔

اوکے گڈ اگر کیسی چیز کی ضرورت ہو اپ بلاشبہ مانگ سکتی ہیں۔آخر آپ اس وقت ہمارے گھر میں مہمان

ہیں۔رافع نے جیسے کہا وہ فورا بولی

جی بس اسی کا تو لحاظ رکھا ہوا ہے۔۔جواب دانت پیچتے ہوئے ملا تھا

فوٹوگرافر سب کی تصویریں لے رہا تھا جب اسنے ان دونوں کی تصویر کو اپنے کیمرے میں قید کر لیا۔

پرفیکٹ فار ایچ ادر۔۔۔ فوٹو گرافر نے فوٹو دیکھتے ہوئے کہا

بابا مجھے وہ چاہیے۔۔۔ تیمور جہانگیر دیوانہ وار چلایا تھا

کیا ہو گیا ہے تیمور تمھیں۔وہ ایک کوٹھے پہ رہنے والی لڑکی ہے جیسے جہانگیر نے کہا

تو تیمور تو جیسے پاگل ہو گیا

بابا وہ کھوٹے والی نہیں ہے محبت ہے میری۔۔ تیمور جہانگیر کی محبت اور میں اسے وہاں سے نکالنا چاہتا ہوں

بابا اسے وہاں زبردستی رکھا گیا ہے وہ اپنی مرضی سے وہاں نہیں رہتی۔بابا دیکھیے وہ میرا انتظار کر رہی ہے

میں اسکی آخری جینے کی امید ہوں بابا

پلیز۔۔مان جائیں۔۔

بابا پھر ہار گیا تھا وہ ہار گیا تھا تیمور جہانگیر کی محبت کے سامنے بے بس ہو گیا تھا تیمور کی حالت ہی کچھ ایسی تھی۔

ٹھیک ہے۔۔ لیکن اگر تمھاری ماں کو پتا چلا نہ تیمور وہ طوفان کھڑا کر دے گی

بابا اماں سرکار کو بعد میں دیکھ لیں گے پہلے اسے وہاں سے لانا ہے

تیمور نے جلدی سے کہا

ٹھیک ہے میں بات کرتا ہوں۔۔ظاہر سی بات ہے وہ اسے ایسے تو نہیں ہمیں سونپے گے ایک اچھی خاصی رقم میں اسکی بولی لگے گی۔۔ لیکن تم فکر نہ کرو۔جتنے بھی وہ پیسے کہیں گے ہم دیں گے اسے

جہانگیر نے اسکے چہرے پر آتے آنسوں کو صاف کیا۔۔

کیا حالت بنا رکھی ہے تیمور۔۔۔تم میرے بیٹے ہو جہانگیر بٹ کے بیٹے ہو۔

بابا میں اسکے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مجھے معلوم ہے۔۔میری جان۔۔اب بس میں اسے تمھاری زندگی میں لے آوں گا بس تم ٹھیک ہو جاو ۔۔یہ کہتے ہی تیمور اپنے والد جہانگیر کے گلے لگ گیا

تھینک یوں بابا۔۔۔آپ نے مجھے میری زندگی لوٹا دی۔

لاکھ۔۔۔۔ 70

کیا70لاکھ جہانگیر بٹ چونکا۔

کیوں بھئی۔۔۔وہ ایسی ویسی لڑکی نہیں ہے حسینہ ہیں ہماری اور ہے بھی صاف ستھری خوبصورت آپ یہ تو فکر ہی نہ کریں۔

بس

لاکھ دیں اور لے جائیں۔۔حسینہ 70

Urdu Novels Ghar

ٹھیک ہے۔۔اسی وقت جہانگیر نے ایک چیک اسے دیا۔۔

یہ ادھی رقم ہے

اور یہ آدھی قیش ہے۔۔۔

وہ پکڑتے ہی اس عورت کے چہرے پر خوشی جھوم اٹھی

اب ہماری امانت ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سونپ دئیں۔۔

جیسے جہانگیر نے کہاوہ فورا بولی۔۔

ارے ہاں ہاں۔۔کیوں نہیں۔۔اوئے ڈبو۔۔حسینہ کو لے کر آو باہر۔

اہل تم رافع بھائی کے ساتھ سو جاو۔۔دانین اب نارمل ڈرس میں تھی مہندی کا ریسپشن ختم ہو چکا تھا۔

مہر اور منتہاہم سب اکھٹے ہی ہوں گے۔جیسے دانین نے کہاوہ فورا بولا

ارے دانین نہیں یار میں رافع کے ساتھ۔

افففف آللہ وہ کوئی جن نہیں ہیں بھائی ہے میرا۔اتنا سوہنا۔

وہ یہ کہہ کر پلٹی تھی جب اہل نے اسکا ہاتھ پکڑا

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔پھر اکھٹی نگاہیں جھکا دی۔

اہل نے جلدی سے اسکا ہاتھ چھوڑا۔۔

سوری۔۔

اٹس اوکے وہ مسکرائی تھی

وہ میں کہنے لگا تھا۔۔ کہ تم ابھی سونے لگی ہو۔۔

نہیں تو ابھی نہیں۔۔اب تو میں مہر اور منتہا کل کی تیار کرنے لگے ہیں کیوں کوئی بات کرنی ہے

دانین نے بڑے شائستہ لہجے سے جواب دیا

نہیں۔تو۔۔وہ ابھی کچھ کہنے لگا تھا۔جب سبین وہاں آئی

تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو۔

ارے تائی جان میں اہل کو بتانے آئی تھی کہ وہ رافع بھائی کے ساتھ سوئے۔

دانین نے مسکرا کر کہا اور چلی گئی

وقت تو ریت کی پوروں کی طرح ہاتھ سے سرکتا جا رہا تھا زندگی اب پھر نئے راستے بننے لگی تھی جس پر پھر سے نئے امتحانات کا سفر کا آغاز ہونا تھا۔۔کچھ جلتے ہوئے دیوں کی روشنی اب ختم ہونے والی تھی تو کوئی اب جلنے کے منتظر تھے خواہ۔۔یہ کھیل ہے جو چلتا رہتا ہے۔

دانین منتہا اور مہر تینوں بلکونی میں بیٹھی تھی ہاتھوں میں پکڑے ہوئے کافی کے مگ لیے چیئر ز پر براجمان تھی

یار امی بہت پریشان رہتی ہیں نعمان کی وجہ سے روز آئے دن نیا جھڑا ہوتا ہے گھر میں ابا کہتے ہیں۔ کہ نعمان کو اس سکے دوستوں سے الگ کرو لیکن کیا کریں یار اب وہ جوان ہو گیا ہے اپنی مرضیاں کرتا ہے کیسی کی بھی نہیں سنتا۔

ابھی حالے ہی میں اسے کیسی نے اتنی بے دردی سے مارا تھا۔ وہ تو شکر ہے میں نے عین اس وقت اسے کال ملائی تب اسنے مجھے بتایا

پتا نہیں کتنی دشمنیاں پال لی ہیں اب تو۔ مجھے ڈر لگتا ہے منتہا مایوسی سے کہہ رہی تھی

یار ویسے تمھیں پتا کرنا چاہیے تھا کہ کون تھے جسنے نعمان کو مارا تھا

دانین نے اپنی رائے پیش کی

یار میں نے کی تھی کوشش لیکن وہ کچھ بتاتا ہی نہیں ہے۔۔ کیا کروں کہتا ہے یہ میرا معاملہ ہے میں خود ہی نپٹاوں گا

اب میں کیا کروں

اچھا۔۔ چلو اللہ سب کچھ ٹھیک کر دے گا مہر نے اسے حوصلہ دیا

اچھا دانین ایک بات پوچھوں۔۔منتہانے مسکرا کے اسکی آنکھوں میں دیکھا

دانین کو فورا پتا چل گیا تھا کہ وہ کسکے بارے میں بات کرنے لگی ہے۔۔۔اہل۔۔کی

پلیز چپ کر جاو۔۔دانین نے اشارے سے اسے کہا

اور تم زرا بتاو نہ میرے بھائی کے ساتھ تم کام کر رہی ہو ایک دفعہ بھی تم نے مجھے نہیں بتایا وہ تو بھائی بتا رہے تھے

اچھا تمھارے بھائی نے سب کچھ بتایا وہ غصے سے بولی

ہاں سب کچھ بتا دیا وہ ہنسی

پتا تھا اس کھڑوس کا ایسے ہی سب کو بتائے گا منتہا نے دل میں سوچا

بھائی کہہ رہے تھے کہ تمھاری دوست بہت مہنتی اور کونفیڈنس والی لڑکی ہے۔۔یہ پہلی لڑکی تھی جو اتنا اچھا بزنس کو سمجھتی ہے۔۔

تو میں نے کہا آخر دوست کس کی ہے

اچھا ایسا کہا رافع سر نے

جی بلکل ایسے ہی کہا۔جیسے دانین نے کہا منتہا کے چہرے کے تاثرات بدلے

ارے واہ۔۔۔سامنے میری بختویاں اور دوسروں کے سامنے تعریفیں۔۔۔اسنے منہ میں کہا

Urdu Novels Ghar

ہاں رافع مجتبہ بٹ بہت ہی اچھے انسان ہیں میں تو کہتی ہوں دانین ان سے اچھا انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا بلکل بھولے بھالے سے لگتے ہیں۔۔اور بولتے تو بلکل بھی نہیں ہے کبھی کبھی میں خود حیران ہو جاتی ہوں کوئی بندہ اتنا پرفیکٹ کیسے ہو سکتا ہے لیکن دی گریٹ رافع مجتبہ بٹ ایسے ہیں وہ اب اٹھ کے بات کر رہی تھی جب پیچھے سے رافع نے کہا

ارے واہ میری اتنی تعریفیں۔۔شکریہ مس منتہا۔

وہ شاک کے عالم میں پلٹی تھی۔۔رافع طنزا مسکرا رہا تھا ویسے مجھے شک ہو رہا ہے یہ اصل تعریف ہے یا جان بھوج کے نکالے گئے دل سے بد دائیں ہیں۔۔رافع نے جیسے کہا دانین فورا بولی

ارے بھائی نہیں منتہا آپ کی تعریف ہی کر رہی ہے آخر اتنے اچھے ہیں میرا بھائی

منتہا نے گور کے رافع کو دیکھا جو بلیک کرتا اور بلیک ہی شلوار میں ملبوث آئیستینس کہنیوں تک کی ہوئی آنکھوں میں گہرائی اور اس نظروں کا اب مرکز منتہا تھی۔

۔ج۔۔جی دانین صیح کہہ رہی ہے منتہا نے لڑکھڑاتی زبان سے جواب دیا

ویری گڈ اچھا گڑیا میں یہ کہہ رہا تھا کہ اب تم سو جاو کل پھر لیٹ نہیں اٹھنا

بھائی میں ابھی جاتی ہوں

چلی جانا۔۔اور مہر تم بھی سو جاو

جی بھائی مہر نے شائستگی سے جواب دیا رافع نے بس اسے دیکھا اور پھر بالکونی سے باہر بڑھا۔

کیسی جارہی ہے شادی۔؟مزہ آرہا ہے اور فیملی کے ساتھ صبح سے انجوائے کررہے ہو

ہاں لیکن میں تمھیں مس کررہا ہوں یاور نے فون پہ بات کرتے کہا چہرے پر اب مسکراہٹ تھی کوئی غصہ نہیں تھا

واقعی۔۔مجھے مس کررہے ہو۔اروب نے مسکراتے ہوئے پوچھا جیسے وہ تشویش کررہی ہو

ہاں کیا ثبوت دوں میرے دل پہ تم نہ حکومت کرلی ہے میڈم اب یہ ہر وقت آپ کے بارے میں سوچتا ہے۔

اچھا۔۔ایسی بات ہے تو جناب پھر جلدی سے آجائیں واپس

ہاں بس ایک منتھ کی بات ہے۔۔یاور نے جیسے کہا اروب فورا بولی

اچھا یاور تم اپنی لاڈلی کزن دانین سے ملے کیسی ہے وہ؟

یہ سنتے ہی یاور کے چہرے پر غصہ بھر آیا

ہے اس لڑکی میں پتا نہیں کیا سمجھتی ہے خود Attitude کیسی ہو گی۔ہمیشہ کی طرح نکھرے والی۔۔ٹوچ کو

یاور تم اس سے اتنا غصہ کیوں ہوتے ہو وہ اتنی پیاری تو ہے۔۔ جیسے اروب نے کہا

یاور فورا بولا

تم نے اسے کہاں دیکھ ؟ او میرے فون میں ہے اسکی فوٹو

ہاں وہاں سے بھی اور میں نے اسے پہلی دفعہ پینٹنگ ایگزبیشن میں دیکھا تھا۔اپنی دوستوں کے ساتھ آئی تھی۔ماشاءاللہ وہ بہت پیاری لگتی ہے اور نیچر کی بھی اچھی ہے

تم مجھ سے محبت کرتی ہو یا دانین سے۔۔ یاور نے جیلس ہوتے ہوئے کہا

آفکورس تم سے یاور۔۔۔

اچھا اب میں فون رکھتا ہوں کل بات ہو گی اور اپنا دھیان رکھنا

یاور نے اختتامی الفاظ کہے۔

اور فون بند کر دیا۔۔ فون بند ہونے کے بعد اسنے جلدی سے فون گیلری نکالی

جہاں سب کے ساتھ فوٹو لی گئ تھی ان میں سے ایک چہرہ دانین کا بھی تھا

یاور نے کچھ سوچے سمجھے بنا دانین کی فوٹو ڈلیٹ کر دی۔وہ گارڈن میں کھڑا ہوا کر فون سن رہا تھا۔

جیسے وہ اندر آیا اسنے دانین کو دیکھا جو اہل کو کافی بنا کر دے رہی تھی

اہل اسکے سامنے کھڑا تھا

وہ ان دونوں کی گفتگو کو واضح سن سکتا تھا۔۔ایک پل کو یاور نے نظر انداز کرنا چاہا لیکن پتا نہیں پھر رک گیا

تمھیں تکلیف تو نہیں دی میں نے اہل نے کہا

ارے نہیں۔۔اہل مجھے اچھا لگتا ہے جب تم مجھے اپنا کام کرنے کو کہتے ہیں۔

واہ میں نے تو سنا تھا بٹ ہاوس کی شہزادی کیسی کا کام کرنا پسند نہیں کرتی اہل نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

کس نے کہا ہے ایسا۔۔بہت غلط ہے میں بلکل بھی ایسی نہیں ہوں میں اپنے بھائیوں کا ہر کام کرتی ہوں

تمھیں پتا ہے حنان کو رات کو عادت ہے کچھ کھانے کی تو ہمیشہ میرے پاس آتا ہے کہ مجھے کھانہ گرم کر کے دو۔

حنان ویسے بھی بہت اچھا لڑکا ہے۔۔اہل نے کہا

ہاں۔۔بہت اچھا ہے۔۔میرا بھائی ہے مجھے تو اچھا لگے گا بلکے جان سے بھی پیارا لگتا ہے۔

اور رافع مجتبہ بٹ۔اہل نے اب تجسس سے اسے دیکھا

میرے جینے کی وجہ۔۔رافع بھائی کی کوئی بھی جگہ نہیں لے سکتا وہ میرے بھائی نہیں بلکے میرے بیسٹ فرئینڈ ہیں تمھیں پتا ہے اہل بھائی کہتے ہیں کہ دانین چاہے پوری دنیا پر اعتبار نہ کرے لیکن تب میں

تمھارے ساتھ ہمیشہ کھڑا رہوں گا۔ساری دنیا چاہے تمھیں جھوٹا کہے لیکن میں تمھاری باتوں پہ اعتبار کروں گا

مجھے خوشی ہوئی سن کے اہل نے کافی ہاتھ میں لیتے ہیں۔

ویسے۔۔۔اہل کچھ پوچھنا چاہ رہا تھا لیکن پھر چپ ہو گیا اچھا اب تم سو جاو۔۔گڈ نائیٹ۔

اہل نے کہا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا

یاور کا خون خول رہا تھا۔۔وہ بھی وہاں سے جا چکا تھا

اور تم میری زندگی۔۔دانین نے اسکے جانے کے بعد زیر لب کہا

رابیل کا ہاتھ کیسی نے مضبوطی سے تھاما تھا اور اسے یقین جسنے یہ ہاتھ پکڑا ہے وہ اسے اکیلا نہیں چھوڑے گا۔اور وہ اور کوئی نہیں تیمور جہانگیر تھا

اماں سرکار نے ایک زوردار تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کیا سارا گھر کو چپ کے تالے لگ گئے۔۔

اب یہ ناچنے والی ہمارے گھر کی بہو بنے گی تیمور آپ ہوش میں تو ہیں کیا کہہ رہے ہیں۔۔اور یہ کونسی محبت ہے جو کیسی بھی راہ چلتے سے ہو گئی۔میں ابھی اسی وقت اس لڑکی کو گھر سے نکالنے کا حکم دیتی ہوں یہ بدکردار لڑکی ابھی اماں سرکار کچھ کہنے لگی تھی

کہ تیمور کی آواز نے اسے روکا

بس۔۔اماں سرکار بس۔۔مجھے چاہے جو مرضی کہہ لے لیکن رابیل کے کردار پر آپ کچھ نہیں کہہ سکتی ۔کیونکہ وہ میری محبت ہے۔اورہاں یے وہ ناچنے والی۔۔لیکن وہ اب ماضی تھا۔اب وہ تیمور جہانگیر کی زندگی میں آئی ہے۔۔اماں سرکار آپ کو رابیل کو قبول کرنا ہو گا۔

وہ ڈری ہوئی سہمی سی رابیل آنکھوں سے گرتے آنسو۔۔تیمور کے سہارے وہی کھڑی تھی نہیں تو اسکے ساتھ کیا ہونا تھا اسے اچھے سے معلوم تھا

سلطانہ مان جاو۔۔رابیل اچھی لڑکی ہے اور اتنی پڑھی لکھی بھی ہے جہانگیر نے بھی حمایت کی آپ چپ کر جائیں جہانگیر صاحب آپکی وجہ سے یہ سب ہوا ہے اگر آپ تیمور کا ساتھ نہ دیتے اور مجھے وقت پر بتا دیتے تو ایسا کچھ نہیں ہونا تھا لیکن آپ نے بھی اپنے بیٹے کی غلطی میں اسکا ساتھ دیا

اماں سرکار کا غصہ ساتویں آسمان پر تھا۔

اماں سرکار ایک دفعہ اپنا یہ انا غرور کو پرے رکھ کے سوچے آپ کو اپنے بیٹے کی چاہت کی کوئی قدر نہیں ہے۔۔پلیز مان جائیں رابیل کا میرے علاوہ کوئی نہیں ہے۔میں بتاتا ہوں رابیل ایک بہت سلجھی اور اچھی لڑکی ہے۔۔

تیمور ابھی تک اپنی محبت کے حق میں لڑ رہا تھا زمانے کی تہمتوں کی پرواکیے بغیر۔۔راستے میں آنے والی ہر مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے۔وہ تیار تھا۔

اماں سرکار کچھ کہے بغیر وہاں سے چلی گئ۔۔۔

سب دیکھتے رہ گئے۔۔

تیمور۔۔رابیل نے کچھ کہنا چاہا۔۔لیکن تیمور نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا۔فکر نہ کرو رابیل وہ میری ماں ہیں ہاں تھوڑی غصے والی ہیں لیکں مجھے پورا یقین ہے وہ مان جائیں گی۔

علی جہانگیر۔تیمور کے قریب آیا۔علی کی شادی انکے رشتہ داروں میں ہوئی تھی علی کے ساتھ انکی بیوی سبین بھی کھڑی تھی

جو رابیل کو لے کر روم میں چلی گئ

چھوٹے۔۔کیا تمھیں لگتا ہے تو جو بھی کر رہا ہے صیح

ہاں بھائی۔۔پلیز آپ میرا ساتھ دئیں گے ناں۔۔اتنے میں مجتبہ بھی آگیا۔۔جسکی ابھی حالے میں ہی شہانہ سے شادی ہوئی تھی۔

ہاں۔۔ہم اماں سرکار سے بات کریں گے ہمارے چھوٹے کو جو پسند ہے وہ اسے لے کر دئیں گے

۔۔شروع سے وہ دونوں بھائی تیمور کے ساتھ بہت پیار کرتے تھے۔۔شاید چھوٹا تھا اسلیے

یہ سنتے ہی وہ اپنے دونوں بھائیوں کے گلے لگ گیا تھینک یوں بھیا۔

وہ روم میں اکیلی بیٹھی تھی۔۔زمانے کے طعنوں کو اب اسنے فیس کرنا تھا۔۔لیکن اسے یقین تھا کی اسکے ساتھ تیمور ہے تو وہ سب کا سامنا کرلے گی یہ سوچتے اسنے اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کیے۔۔اور کھڑکی سے لگ کر باہر کے مناظر دیکھنے لگی۔شاید کبھی بھی تو خوشی اسکے در پر دستک دے گی

بارات کا دن تھا دانین لیز الوے کر پالر چلی گئ تھی اور مہر بھی ماموں میں۔ صروف تھی رافع ہاتھ میں اپنی شرٹ پکڑے کھڑا تھا۔

سامنے منتہا اپنا ڈرس پریس کر رہی تھی۔۔اسے پتا تھا رافع اسے اپنا ڈرس پریس کرنے کا کہے گا۔۔وہ جان بھوج کے ائستہ آئستہ کر رہی تھی

تو رافع اسکے قریب آیا منتہا آپ یہ میری شرٹ پریس کر دئیں گی

جیسے رافع نے کہا منتہا نے طنز ہنستے اسے دیکھا

او۔۔واہ۔۔آپ تو اپنے دشمن سے کہہ رہیں۔۔ہیں کیوں؟

جی مجھے پتا ہے آپ میری دشمن ہی ہیں اور رہے گی بھی لیکن ابھی تو آپ مہمان ہیے کوئی فارغ نہیں ہے میں کہہ دیتا لیکن دانین بھی یہاں نہیں ہے

اچھالائیے میں کر دیتی ہوں۔۔یہ عنایت میری تعریف کرنے کے لیے جو آپ نے میری دانین کے سامنے کی تھی

اچھا۔۔رافع ہلکا سا ہنسا اور پھر واپس چلا گیا

کھڑوس اتنا بھی نہیں ہے منتہا نے ہنستے کہا

شادی کا وقت بڑا اچھا۔۔گزر گیا تھا۔۔آج ولیمے کی تقریب بھی ختم ہو گئ تھی بہت سارے مہمان بھی جا چکے تھے۔۔

دانین ابھی ابھی لیزا کے کمرے سے اٹھ کے باہر آئی تھی۔م

البتہ اہل یہی تھا۔۔اور مہر جا چکی تھی۔

وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔جب یاور نے اسے روکا۔

دانین میری بات سنو۔؟۔

ہاں۔۔کہو دانین نے غصے سے کہا تھا

تم میرے ساتھ اتنا ناراض کیوں رہتی ہو۔۔

کرتے ہو۔میں نہیں behave میں۔۔یاور یہ سوال تم سے پوچھنا چاہیے کہ تم میرے ساتھ اتنا روڈ ب

Urdu Novels Ghar

اچھا۔۔مان لیامیری غلطی ہے۔ لیکن اب۔۔میں نے فیصلہ کیاہے یاور نے خوشی سے کہاتھا

کیا؟

کیاہم دوسر بن سکتے ہیں۔۔یاور نے دوستی کاہاتھ آگے

بڑھایا

دانین کچھ دیر کے لیے اسے دیکھتی رہی پھر اپناہاتھ اسکے ہاتھ میں دیا

فرینڈز۔۔دانین کے معصوم چہرے پر خوشی کی لہر چھا گئ۔اور یاور کی خوشی اسے معلوم نہیں تھی۔

ٹھیک ہے ہم بعد میں بات کرتے ہیں دانین نے کہااور کمرے میں چلی گئ

رافع۔۔۔

شہانہ نے جیسے آواز دی رافع وہی رک گیا

جی امی۔۔۔

رافع میرے کمرے میں آومیں نے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے

شہانہ نے کہااور اپنے کمرے کی طرف گئ رافع بھی انکے پیچھے قدم سے قدم ملاتا

اندر داخل ہوا

کیاہوا ہے امی سب ٹھیک ہے ناں رافع نے شہانہ سے پوچھا

بیٹا میں جو بات تم سے کرنے جارہی ہوں۔ خدا کے لیے اسے سر پر سوار مت کرنا

شہانہ بیگم کے لہجے میں ہچکچاہٹ تھی۔۔

" امی بتائیں تو سہی ہوا کیا ہے "

بیٹا وہ دانین۔۔۔ جیسے شہانہ بیگم نے کہا۔۔رافع دو قدم آگے بڑھا

کیا ہوا دانین کو۔ وہ ٹھیک تو ہے۔۔امی بولیں وہ ٹھیک ہے۔ کہاں ہے وہ رافع تو جیسے سب کچھ بھول گیا تھا

رافع۔۔وہ ٹھیک ہے۔۔اتنی فکر نہ کیا کرو اسکی۔۔شہانہ بیگم نے اسے یقین دلایا

شکر ہے اچھا اب بتائیں آپ نے کیا کہنا ہے رافع کی جیسے سانس میں سانس آئی

تو دوسری طرف۔ دانین اہل کے ساتھ اسکے گھر جارہی تھی مہر نے اسے بھلایا تھا۔

اہل کتنی دیر ہے کیا ہوا ہے تمھاری گاڑی کو

وہ راستے میں گاڑی کا انجن کو دیکھ رہا تھا۔۔

ہاں بس پانی ڈالتا ہوں ٹھیک ہو جاتی ہے گرم بہت زیادہ ہو گیا ہے انجن۔

اہل نے۔ یہ کہتے ہوئے گاڑی سے پانی کی بوتل نکالی۔

ویسے۔۔آج موسم اتنا اچھا ہے۔۔لگتا ہے بارش ہو گی۔۔دانین نے آسمان کی طرف دیکھا

Urdu Novels Ghar

جہاں کالی گھٹائیں۔پورے آسمان کو اپنے لپیٹے میں لی رہی تھی آثارات سے معلوم ہورہا تھا کہ کیسی بھی وقت بارش شروع ہوسکتی تھی۔

تمھیں بارش پسند ہے۔اہل نے پانی ڈالتے ہوئے کہا

بہت زیادہ اور تمھیں۔۔دانین نے جلدی سے اہل سے پوچھا

مجھے بھی بہت زیادہ پسند ہے۔۔۔اہل نے کہا اور گاڑی میں جا کر بیٹھا

گاڑی سٹارٹ کی۔۔لیکن وہ بار بار بند ہو رہی تھی

دانین اسے باہر کھڑے دیکھ رہی تھی۔۔اسکی آنکھوں میں کتنی گہرائی ہے۔۔اففف اللہ جب شرٹ کے بازو فولڈ کرتا ہے تو اور پیارا لگتا ہے۔۔اور غصے میں تو اخیر ہی لگتا ہے

دانین اہل کی طرف دیکھ کے مسکرا رہی تھی۔دل میں صرف اسی کا سوچ رہی تھی

جو بار بار گاڑی کو سٹارٹ کر رہا تھا

یار۔۔۔۔یہ گاڑی بھی نہ اہل نے غصے سے گاڑی کو ہٹ کیا۔

ہاہاہاہا۔۔۔رہنے دو پیدل چلتے ہیں دیکھنا ابھی کچھ سکینڈز میں بارش شروع ہو جائے گی۔۔

نہیں۔۔دانین۔۔۔اہل نے اسے منع کیا

لیکن اسنے آگے بڑھ کے اہل کو کھینچا چلو۔۔۔چلتے ہیں گاڑی ڈرائیور لے آئے گا۔۔

ابھی دانین نے یہی بات کی تھی کہ آسمان سے رم جھم کے قطرے برسنے لگے۔

میں نے کہا تھانا۔۔ کہ ابھی بارش ہو گی۔۔ دانین نے مسکراتے اسے دیکھا جو شانہ بشانہ اسکے ساتھ چل رہا تھا۔۔

اللہ اہل تمھارا قد کتنا لمبا ہے۔۔ دانین نے کہا اور ساتھ سڑک واکینگ ایریا ہر بنی اونچی جگہ پر کھڑی ہو گئی۔۔

ہاں۔۔ اب میرا قد تمھارے قد کے برابر ہوا ہے

جیسے دانین نے کہا

اہل بے اختیار ہنس دیا۔۔ اففف اللہ۔۔ دانین۔۔ میرا قد اتنا بھی لمبا نہیں ہے۔

اچھا۔۔

دانین میں نے تمھیں کچھ کہنا ہے۔۔ بارش انھیں بھگا رہی تھی لیکن موسم خوشگوار تھا

بیٹا۔۔ وہ۔۔ میں کہنا چاہ رہی تھی کہ تمھارا دانین کے ساتھ کتنا پیار ہے۔۔ اور کوئی شک نہیں ہے)

کہ۔ دانین بھی تم سے اتنا ہی پیار کرتی ہے۔ جتنا تم اسکا خیال رکھتے ہو جتنا تم اسے سمجھتا ہو۔ وہ کوئی اور نہیں سمجھتا۔ بیٹا زندگی گزارنے کے لیے ہمیں ایک ایسے ہمسفر کی ضرورت ہوتی ہے جسے ہم اچھے سے جانتے ہو۔ جسکا اچھا برا اسے ہم اچھی طرح واقف ہوں۔۔ اور میں چاہتی ہوں

دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو گئ۔۔۔رافع کے چہرے کے تاثرات بدلے۔۔فضا میں اچانک کئ طرح کے

(سوالات پیدا ہوئے۔۔ماں بیٹے نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا

ہاں کہو۔۔۔دانین نے اسکی طرف دیکھا۔۔

و۔۔۔وہ۔۔میں۔۔اہل کی زبان لڑکھڑائی

دانین رکی اور اسکے آگے کھڑی ہو گئ۔۔

اب بولو کیا کہنا ہے۔۔اہل نے نظریں جھکا دی۔۔

اُفف اللہ اہل کوئی ایسے شرماتا ہے جیسے تم شرما رہے ہو ادھر میری طرف دیکھو اور کہو جو کہنا چاہتے

ہوئے۔۔آج کہہ دو۔۔اور پلیز۔اب رک نہ جانا۔

دانین میں۔۔ت۔۔۔ تمھیں پسند کرتا ہوں۔۔اہل نے آج کہہ دی تھی اپنے دل کی بات۔۔آج اسکے

دل میں خاموش محبت کا تالا ٹوٹا تھا آج اسنے اپنی محبت کو پہلے رکھا تھا۔

وہ اب دانین کی طرف دیکھ رہا تھا جو خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اہل ہچکچایا۔۔

کیا ہوا ہے۔۔۔دانین۔۔اہل چونکا۔

دانین نے بے اختیار اسکے سینے پہ ضربیں لگائی۔۔تو مسٹر اہل نیازی پہلے کیوں نہیں بتایا مجھے۔۔

Urdu Novels Ghar

تمھیں پتاہے میں ہمیشہ یہی سوچتی تھی کہ تم مجھے پسند نہیں کرتے۔۔بندہ ایک ہنٹ بھی دے دیتا ہے

لیکن نہیں اہل نیازی تو چپکے سے اپنے اندر ہر بات دفنا دیتا ہے۔۔ تمھیں۔۔پتاہے یہ سننے کے لیے میں

کتنی بے تاب تھی

بارش کے قطرے ان دونوں پر گر رہے تھے۔۔ ضفامیں۔۔ ہر طرف محبت کی مہک پھیل گئ تھی

۔۔۔ آج۔وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے چھپے جذبات ظاہر کر رہے تھے

توتم نے کونسا مجھے بتایا تھا۔۔میں جب ہی پوچھنے کی ہمت کرتا تم ہمیشہ اپنے بھائیوں کے پیار کے قصیدے

پڑھنے بیٹھ جاتی۔

رافع بھائی ایسے رافع بھائی ویسے۔۔وہ اتنے پیارے۔۔

اہل نے جیسے کہاوہ فورا بولی

اففف اللہ اہل تم میرے بھائی سے جیلس ہوتے تھے۔طوبا۔۔اہل وہ میرا بھائی ہے۔۔اگر رافع بھائی کو پتا

چل جائے نہ تو دیکھنا۔

اور میں اپنے بھائیوں کے قصیدے بتاتی تھی تو تم ہی ہمت کر لیتے۔۔

ایک طرف محبت کا اظہار ہو رہا تھا تو دوسری۔۔ طرف۔۔ دلوں کے ٹوٹنے کی آوازیں تھی

امی آپ نے یہ سوچ بھی کیسے لیا؟)

کیسے۔۔ آپ یہ اپنے ذہین میں لا سکتی ہیں۔رافع نے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔۔

بیٹا۔۔ تم دونوں ایک دوسرے کے لیے اچھے رہو گے۔ تمھارے اور دانین کے درمیان اتنی اچھی understanding ہے تو پھر کیوں منع کر رہے ہو شہانہ بیگم ابھی تک اسی بات پر اٹکی تھی

امی وہ میری بہن ہے۔۔میں نے اس کے ساتھ ہمیشہ بھائیوں والا۔پیار کیا ہے۔رابیل چاچی کے جانے کے بعد۔اسنے میرا ہاتھ پکڑا تھا۔۔اور میں نے رابیل چاچی سے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ اسکا دھیان رکھوں گا لیکن ایک بھائی کی حثیت سے۔۔

رافع وہ کونسی تمھاری سگی بہن ہے بیٹا اور شادی کے بات سب کچھ بدل جاتا ہے۔۔۔

امی خدا کے لیے اس رشتے کو ایک پاکیزہ بھائی بہن والا رہنے دئیں اور نہ میں نے آج تک ایسا سوچا ہے اور نہ ہی سوچوں گا۔اور پلیز آپ کبھی دانین سے بھی اس بارے میں کبھی بات نہیں کریں گی

(رافع نے غصے سے کہا تھا

کر تو لی ہے ہمت۔۔۔اہل نے بھی کہا

اچھا یہ ہمت ہے تمھاری صبح سے بولا نہیں جا رہا انکھوں میں دیکھ کے بات نہیں ہوتی تم سے۔۔

دانین نے بھی شکوہ کیا۔

او۔۔۔واہ۔ جیسے تم نے تو مجھے کر دیا تھا پر پوز۔۔

ہم جھگڑ کیوں رہے ہیں۔۔۔دانین نے پوچھا۔۔

جھگڑا تم نے شروع کیا۔۔۔

محبت کرتے ہو نہ۔۔دانین نے کہا

ہاں کرتا ہوں تو کہہ رہا ہوں۔۔۔

آئی ہیٹ یوں اہل نیازی

بٹ آئی لو یوں۔۔دانین بٹ۔۔یہ کہتے اہل نے دانین کو اپنے گلے لگالیا

آج خوشی نے انکی قسمت پر دستک دی تھی۔

تو دوسری۔۔طرف رافع مجتبہ بٹ ٹوٹا تھا۔۔

تو ساری زندگی ایسے ہی گزارو گی شہانہ نے غصے سے کہا۔

امی آپ کیوں اس بات کو بار بار ڈسکس کر رہی ہیں۔خدا کے لیے۔یہ ممکن نہیں ہے۔دانین کے ساتھ میں کوئی دوسرا رشتہ نہیں رکھنا چاہتا میں اسکا بھائی ہوں اور ایک بھائی کی حثیت سے رہوں گا

رافع نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔۔

کیسے سوچ لیا۔۔۔امی نے یہ سوچ بھی کیسے لیا۔۔کہ وہ مجھے دانین کے ساتھ اس نظر سے دیکھتی ہیں۔۔۔

رافع گاڑی چلا رہا تھا لیکن وہ بات اب اسکا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھی۔۔

ہو گئ بیمار۔۔پتا بھی تھا۔موسم بدل رہا ہے لیکن نہیں میری تو کوئی سنتا ہی نہیں ہے۔

رافع دانین کے قریب بیٹھا جو۔بے موسمی بارش میں بھیگنے سے زکام اور بخار ہو گیا تھا۔

بھائی۔۔۔اتنی اچھی تو بارش تھی اور آج کا دن۔۔اتنی خوشی والا دن تھا میں کبھی بھلا نہیں سکتی۔کبھی نہیں دانین کے چہرے پر اہل کا عکس گھوما

(اور آج کا دن میری زندگی کا سب سے برا دن تھا۔۔رافع نے آنکھیں بند کرتے سوچا۔۔

ٹھیک ہے لیکن دانین۔پلیز اپنا خیال رکھا کرو۔

آپ ہے ناں میرا خیال رکھنے والا۔۔دانین نے رافع کا ہاتھ تھاما

میں ہمیشہ تمھارے ساتھ نہیں ہوں گا۔۔۔رافع نے مایوسی سے کہا

کیوں نہیں ہوں گے میں نے ساری زندگی آپ کے ساتھ رہنا ہے جیسے دانین نے کہا

رافع فورا بولا

کیوں شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔کیا۔۔

ہے ناں۔۔لیکن میں شادی کروا کے اپنے فیوچر ہیز بینڈ کے ساتھ یہاں آجاوں گی

دانین نے ہنستے کہا

واہ۔۔لیکن میری فیوچر وائف۔ تمھیں میرے ساتھ اتنا فرینک نہیں ہونے دیں گی جیسے رافع نے کہا ان

دونوں نے اجتماع قہقہا لگایا۔

اچھا اب زیادہ باتیں نہ کرو۔۔اور سو جاو۔۔ تاکہ تمھارا بخار کم ہو۔ پلیز گڑیا اپنا دھیان رکھا کرو۔۔اگر تمھیں کچھ ہوتا ہے تو تمھیں معلوم ہے ناں میں برداشت نہیں کر سکتا

او کے بھائی دانین نے اثابات میں سر ہلایا

اور لیٹ گئ۔۔رافع نے آہستہ سے دروازہ بند کیا اور باہر نکل۔ گیا

دانین کو کہاں نیند آنی تھی آج کا دن۔۔اسکے لیے بہت خاص تھا آج کے دن اسنے اہل نیازی کو اپنی ساری دنیا مان لیا تھا۔اپنے دل کی حکومت اسے سونپ دی تھی۔اسے وہ بارش میں بھیگتے ایک ایک پل یاد آرہا تھا ۔۔دانین کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئ

کیا بھائی واقعی۔۔آپ۔۔آپ نے دانین کو کہہ دیا۔۔مہر کو شاک لگا تھا۔

اہل بے اختیار مسکرا دیا۔۔جو ابھی ابھی فرش ہو کر واش روم سے نکلا تھا

بھائی ہنس کیوں رہے ہیں بتائیں نہ آگے کیا ہوا دانین نے کیا کہا؟

دانین نے۔۔ تمھیں پتا ہے مہر پہلے تو مجھے لگا وہ مجھے تھپڑ مارے گی جیسے وہ خاموش ہوئی تھی۔ لیکن میں غلط تھا۔۔اور آج میں نے یہ جان لیا۔

کہ وہ بھی مجھ سے بے انتہا محبت کرتی ہے۔۔اہل نیازی سے۔و۔۔وہ اپنی زندگی میرے ساتھ گزارنی چاہتی ہے۔۔بنا کچھ سوچے میرا اسٹینڈرڈ۔اسے مجھ سے محبت ہوئی ہے مہر۔

میں کیوں ہمیشہ یہ سوچتا

تھا کہ وہ میرے لیے نہیں ہے۔لیکن نہیں مہر وہ میری ہے اس پر صرف اہل نیازی کا حق ہے اور کیسی کا نہیں۔اور میں کیسی کو یہ حق کبھی نہیں دوں گا۔

آج اہل نیازی کی جو خوشی تھی اسکا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا محبت۔کا تول بھلا کون کر سکتا۔تھا اسکے جذبات ۔اسکے احساسات۔۔ناقابل بیان ہوتے ہیں۔

ہائے۔۔بھائی میں آپ کو بتا نہیں سکتی میں کتنا خوش ہوں۔۔مہر نے خوشی سے کہا۔

ہاں۔۔ہاں پتا ہے مجھے۔۔اچھا اب مجھے اچھی سی چائے بنا کے دو۔آج بارش میں اسنے بہت بھیگا ہوں۔۔

اچھا جی۔۔۔لیکن بھائی۔۔

جاو بھائی کی بچی۔۔اہل نے اسے باہر دھیکلا۔۔

ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھی کوئی غم نہیں تھا۔۔اہل اپنے بیڈ پر بیٹھ گیا

اسکی انکھوں میں وہی حسین لماحات گردش کر رہے تھے دانین کا اسکا ہاتھ پکڑنا اسکی آنکھوں میں دیکھنا ۔۔سب کچھ کتنا اچھا ہو گیا تھا۔۔ایک پل میں انسان کو اللہ کتنی خوشیوں سے نواز دیتا ہے۔۔

اور دوسری طرف دانین کا بھی یہی حال تھا۔۔

فون کر کے پوچھتا ہوں۔۔۔گھر پہنچ گئ۔۔اہل نے اپنے قریب پڑے فون کو اٹھایا۔

پاگل ہو گیا ہے اہل ابھی تو وہ تجھ سے مل کر گئ تھی۔۔ابھی وہ ضرور رافع کے ساتھ ہو گی۔۔رہنے دیتا ہوں۔۔

اہل نے۔یہ کہتے ہوئے فون نیچے رکھ دیا۔

اسنے مجھے کال کیوں نہیں کی؟ دانین نے ہاتھ میں فون پکڑے کھڑی تھی وہ اسی کے فون کا انتظار کر رہی تھی۔۔

حنان پھر آج کا کیا پلین ہے۔۔تو آرہا ہے ناں۔۔

نہیں یار آج کا تو نہیں میں نے ابھی بھائی سے بات نہیں کی حنان نے فون میں کیسی سے بات کرتے کہا

کیا مطلب ؟یار تو نے ابھی تک ابھی اپنے بھائی سے بات نہیں کی۔کوئی غصے سے بولا تھا

یار۔۔ابھی بھائی شادی میں بزی تھی۔۔ابھی فارغ ہوئے ہیں آج یا کل تک۔بات کر لوں گا

ٹھیک ہے پھر ملاقات ہو گی۔۔

ہاں ہاں۔۔اپنی نئی گاڑی لے کر آوں گا۔۔حنان نے یہ کہتے ہوئے فون بند کیا۔

حنان؟

شہریار نے جیسے اسے آواز دی۔۔

ہاں بھائی۔۔حنان نے اسے دیکھا۔۔۔

تمھیں بابا جان بھلا رہے ہیں آجاوانکے کمرے میں۔۔شہریار نے جیسے کہاوہ فورا بولا

کیوں کیا ہوا ہے۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔

ہاہاہاہا ارے پاگل ویسے کوئی بات کرنی ہے آجاتنا نہ ڈر شہریار نے اسے پکڑااور اپنے ساتھ لے کر گیا۔

کیسی ہو دانین؟۔۔۔یاور نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا

او آو۔یاور۔۔دانین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یاور اسکے پاس چئیر پر بیٹھ گیا۔

مجھے پتا چلا تم بیمار ہو بارش میں بھیگی تھی؟

کر رہی ہوں۔feel ہاں۔۔بس اسی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو گیا۔لیکن اب میں اچھا

چلو۔۔یہ تو اچھی بات ہے لیکن اپنا دھیان رکھا کرو۔دانین تمھیں پتا ہے ناں سارے گھر والے تم سے کتنا پیار کرتے ہیں۔۔خاص کر رافع اسکی تو جان پر آجاتی ہے۔

ہاں بھائی تو زیادہ پریشان ہو جاتے ہیں" دانین نے شائستگی سے کہا

ظاہر سی بات ہے اسکا تمھارے ساتھ بہت زیادہ ہے" یاور نے ایک نظر اسکی طرف دیکھا پھر زہر کو اگلا"

ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ رافع مجتبہ بٹ۔مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔اسنے رافع کے عکس کو محسوس کیا

اچھا یاور تمھاری کب تک چھٹی ہے؟

بس اگلے منتھ۔۔امی کہہ رہی تھی کہ اتنی دیر بعد آئے ہو چھٹی آگے کروالو یہ سنتے ہی دانین فورا بولی

ہاں تائی جان صحیح کہہ رہی ہے یاور اتنے سالوں بعد آئے ہو۔زیادہ دیر تک تو رہنا چاہیے۔۔۔

"اچھا"

جی۔۔دانین نے ہنستے کہا .

بابا۔۔۔نہیں۔میں نہیں جاوں گی اب یہ احمد کا بچہ تو ویسے ہی لگا رہتا ہے

دانین نے احمد کی طرف دیکھ کے آنکھیں نکالی۔۔سب ہنس دیے۔۔رات کے ڈائننگ ٹیبل پہ۔۔سب اکھٹے تھے اسامہ اور لیزا گھومنے کے لیے امرائیکہ گئے تھے۔

گھر میں ہر طرف رونق تھی سب خوش تھے۔۔

نہیں چاچا جان۔۔دانین۔بہت بگھڑ گئ ہے کیسی کی بات نہیں سنتی۔۔

اچھا۔۔تجھے تو۔دانین نے غصے سے کھانا چھوڑا اور اوپر کمرے میں چلی گئ

دانین رکیے اماں سرکار نے اسے آواز دی لیکن وہ سنے بغیر اوپر چلی گئ

کتنی دفعہ کہا ہے احمد اسے نہ جھگڑا کر آج وہ بیمار بھی تھی رافع نے اتنے غصے سے کہا کہ سب خاموش ہو گئے۔

وہ خاموش کمرے میں بیٹھی تھی جب اچانک سے دروازہ کھلنے کی آواز تھی۔

اسے یقین تھا کہ رافع بھائی ہوں گے۔۔اسنے فورا کہا

رافع بھائی میں آپ سے ناراض نہیں ہوں۔۔

یہ سنتے ہی احمد مسکرایا جو ٹرے میں کھانا لیے اسکے پاس آرہا تھا

میری چڑیل لگتا ہے مجھ سے ناراض ہو گئ ہے

احمد تم تو مجھ سے بات مت کرو نہ۔۔

نہیں میں تو اپنی چڑیل سے بات کروں گا کیونکہ مجھے وہ بہت پیاری ہے

وہ اب اسکے پاس بیٹھ گیا تھا۔۔جو بیڈ پر بیٹھی تھی منہ دوسری طرف کیا ہوا تھا۔

چلو۔۔کھانا کھاو۔۔اچھا سوری مجھے چاچا جان کے سامنے نہیں جھگڑنا چاہیے تھا۔

اسنے منہ پھیر لیا۔

کہاں نا سوری۔۔دیکھوں میں نے بھی کھانا نہیں کھایا۔۔پلیز۔دانین۔احمد نے جیسے کہا

دانین نے اسکی طرف دیکھا

تم نے کھانا نہیں کھایا۔۔اسنے معصومیت سے کہا۔۔

ابھی احمد نے جواب دیا۔۔

پیچھے سے رافع حنان اور شہریار اپنا اپنا کھانے کی ٹرے لیے اندر داخل ہوئے۔

جی ہم نے بھی نہیں کھایا۔۔

دانین یہ دیکھتے ہی ہنس پڑی۔وہ کبھی دانین کو اکیلا چھوڑ نہیں سکتے اور نہ ہی کبھی اسے درد میں دیکھ سکتے تھے۔۔

ہائے۔۔۔میرے سارے بھائیوں نے کھانا نہیں کھایا۔

دانین نے سب کو باری باری کھانے کے نوالے کھلائے۔۔یہ منظر بہت ہی خوبصورت تھا۔۔

نہیں میں پہلے دانین کو کھلاوں گا۔۔احمد نے رافع کا ہاتھ روکا۔

جو اسے کھانا کھلانے لگا تھا

دانین مسکرادی۔۔۔

سب بھائیوں نے باری باری اپنی لاڈلی بہن کو کھانا کھلایا تھا۔

آپ لوگ تو مجھے ناراض بھی نہیں ہونے رہنے دیتے۔۔

کہوں رہنے دئیں۔۔ہماری ایک تو بہن ہے۔۔۔شہریار نے یہ کہتے ہوئے اسے اپنے گلے لگایا۔۔

یہ دیکھتے رافع احمد اور حنان بھی انکے گلے لگ گئے

ویسے چڑیل ہے توں جیسے احمد نے کہاوہ سب ہنس دیے۔۔

کیا آپ کو جہانگیر تیمور کے ساتھ نکاح قبول ہے۔۔۔یہ آواز اسکے کانوں میں ایک تسکین ثابت ہوئی تھی

آج وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے

تیمور جہانگیر کی ہونے جارہی تھی۔

قبول ہے قبول ہے قبول ہے۔۔۔۔تین دفعہ اقرار۔۔۔کیا اور پھر۔۔نکاح نامہ پر دستخط کیے۔۔

اماں سرکار۔۔چاہے اپنے بیٹے کی ضد کے آگے ہار گئی تھی لیکن دل میں ابھی تک وہی کرواہٹ تھی۔۔

رابیل اور تیمور کا نکاح۔۔ کی رسم کی گئ تھی۔ کیونکہ اماں سرکار نہیں چاہتی تھی۔۔ کہ اس کے بارے میں کیسی اور کو پتا چلا

آج رابیل خاں۔۔ سے وہ رابیل تیمور۔۔ ہو گئ تھی۔۔ آج سے وہ اپنا سب کچھ۔۔ تیمور پر سونپ دیا تھا۔۔ اور ساری زندگی اسکی محبت کے ساتھ گزارنے کا وعدہ کر لیا تھا

معلوم تھا کہ راستے دشوار ہوں گے لیکن اب اسکے ساتھ۔ تیمور تھا اسکا خاوند۔۔ جسکے ساتھ وہ فخر سے کھڑے ہو سکتی تھی۔ آج اسنے اپنی ماضی کو بھلا دینے کی قسمیں کھالی تھی۔

لیکن۔۔ قسمت نے ابھی اپنا رخ موڑا تھا کھٹن رستوں کی شروعات ابھی ہونی تھی۔۔

وہ سرخ لباس۔ میں ملبوث بہت ہی خوبصورت تھی۔۔ واقعی وہ ایک رابیل کی طرح تھی۔۔ اسکی انکھیں ۔۔ اور ان میں حیا۔۔ کہ ہر کوئی تعریف کرنے میں مجبور ہو جاتا

سب کے چہروں پر خوشیاں تھی سوائے اماں سرکار کے۔۔

نکاح کی رسم مکمل ہو چکی تھی۔۔ رابیل کمرے میں موجود تھی۔

زندگی کبھی کبھی انسان پر کتنا مہربان ہو جاتی ہے۔۔ آج تیمور جہانگیر میرا ہے۔

وہ انہی کشمکش میں مبتلا تھی۔۔ جب اسکے پاس تیمور آ گیا۔

کیا سوچ رہی ہو رابیل؟

کہ یہ سب کچھ مجھے میری حثیت سے زیادہ ملا ہے تیمور میں تمھارے لائق نہیں تھی تمھاری محبت کے۔۔

رابیل ابھی کہہ رہی تھی کہ تیمور نے اسکا ہاتھ تھاما اور کہا

ایسا کچھ نہیں ہے رابیل۔۔ تم ایسا کیوں سوچ رہی ہو۔ آج سے تم اپنے سارے غم بھلا دو۔۔ ہم اپنی" ایک الگ دنیا بنائیں گے۔ جس میں صرف خوشیاں ہوں گی اور میں وعدہ کرتا ہوں میں کبھی تمھاری آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دوں گا

پرومیس۔۔۔رابیل نے اسکی طرف دیکھا

ہاں پکا پرومیس۔۔۔

رافع بھائی میں نے آپ سے کچھ بات کرنی ہے

حنان نے رافع کو روکا۔۔ جو آفس کے لیے تیار تھا

ہاں کہو۔۔۔وہ پلٹا۔۔وہی شاندار پرسینلٹی۔۔عالی قدو قامت۔۔

بھائی۔۔دراصل۔۔ہو مجھے ناں۔۔ آپ سے۔۔ایک

حنان یہ پہلیاں مت بجھواو۔۔بتاو سیدھے سیدھے بات بتاو۔۔

رافع نے جلدی سے کہا

بھائی وہ مجھے نیو گاڑی چاہیے۔۔

گاڑی؟ ابھی تو تم نے پچھلے سال نیو ریسنگ گاڑی لی تھی اسکا کیا

ہاں بھائی لی تھی لیکن وہ اب پرانی ہو چکی ہے۔حنان معصوم سا چہرہ بناتے ہوئے کہا

ہر گز نہیں حنان یہ سراسر۔۔ فضول خرچی۔۔ہے میں نہیں لے کر دونگا۔تم آفس او کام کرو۔۔اور خود لو۔۔

بھائی مان جائیں۔۔۔حنان نے پھر کہا

کہا نہیں اگلے سال اس سال نہیں۔۔۔رافع نے جاتے ہوئے کہا

کیا پتا میں اگلے سال تک نہ رہوں جیسے حنان نے کہا رافع کے قدم وہی رک گئے

بکواس بند کرو۔۔کچھ نہیں ہو گا۔۔ تمھیں اور یہ ایموشنل ڈائیلاگ سے میں نہیں ماننے والا۔

رافع نے کہا اور چلا گیا۔۔

بھائی اسنے پیچھے سے آواز دی تھی لیکن ناکام گئ

اسلام و علیکم اسامہ نے گھر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

و علیکم اسلام سبین نے آگے بڑھ کے اپنی بھولیز اکو گلے لگایا اور اسامہ کی پیشانی پر بوسہ۔

کیسے ہو۔بیٹا تم دونوں۔۔

بلکل ٹھیک۔باقی گھر والے کہاں ہے۔۔ابھی اسامہ نے کہا تھا کہ دانین سڑھیاں اترتی ہوئی نظر آئی

بھائی۔۔۔بھائی۔۔۔۔وہ بھاگتی ہوئی اسامہ کے گلے لگ گئ۔۔

کیسی ہو۔۔پرنسس۔۔؟

میں بلکل ٹھیک۔۔آپ سنائیں۔۔

دیکھ لو۔۔اسامہ نے ہنس کے کہا۔

سارا پیار بھائی کے لیے ہی پرنسس لیزا نے جیسے کہا دانین جلدی سے انکے گلے لگ گئ

نہیں بھاھی۔۔آپ تو بہت سپیشل ہیں میرے لیے آخراب میری بھی کوئی دوست آگئ گھر میں۔۔

اچھا چلو اندر آو۔۔سبین نے کہا تو وہ سب ڈرائنگ روم میں چلے گئے۔

سب لوگ ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔۔اور آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

اتنے میں حنان کو جیسے فون آیا تو وہ فوراکمرے سے نکلا

تو آرہا ہے؟

ہاں ب ابھی نکلنے لگا ہوں اور ہاں یار بھائی نہیں مانے حنان نے مایوسی سے کہا

چل کچھ نہیں ہوتا تو آجا بس ہم تمھاراانتظار کررہے ہیں۔۔

ٹھیک ہے میں ابھی دس پندرہ منٹ تک نکلتا ہوں۔۔حنان نے یہ کہا

اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا وارڈ کھولی اور اپنی پسندیدہ شرٹ نکالی جو اسے دانین نے گفٹ کی تھی

۔وائیٹ کلر کی شرٹ

حنان نے بڑی چاہت سے اسے نکالا تھا جب اسکے دروازے پر دستک ہوئی

کم این۔۔اجازت ملنے پر دروازہ کھولا

دروازے پر دانین کھڑی تھی۔۔اسکے ہاتھ میں شرٹ دیکھ کے بولی

سو مسٹر حنان مجتبہ بٹ کہا جانے کی تیاریاں ہیں۔۔مجھے بتاو۔

جیسے دانین نے کہا وہ ہنس دیا

دوستوں کے ساتھ اوٹینگ پر جانے کا پروگرام بنا ہے۔

اُفف اللہ ایک تمھارے یہ دوست ادھر اسامہ بھائی ائیں ہیں اور تم جا رہے ہو اور اگر رافع بھائی کو پتا چل گیا ناں تو حنان صاحب آپ کی شامت آجانی ہے

اچھا۔۔اچھا تو تو۔میری پیاری سی بہن ہے دیکھ لاسٹ دفعہ پلین بنایا ہے پھر اسکے بعد کوئی پلین نہیں بس آج کے دن بچا لے۔۔دیکھ تو میری چھوٹی بہن ہے ناں۔۔حنان نے دانین کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے۔

ہاہاہاہا اچھا اتنا مکھن نہ لگاو۔۔چلے جاو اور لاو میں شرٹ پریس کر دیتی ہوں۔۔بٹ یہ لاسٹ ٹائم ہے حنان

پکا۔۔لاسٹ ٹائم۔۔حنان نے اسے گلے لگاتے کہا

میری پیاری سی بہن۔۔۔۔۔

اچھابس کراب دانین نے اسکی شرٹ لی اور پریس کرنے لگی

تب تک حنان فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔

حنان تیار ہو کر باہر نکلا تھاوائیٹ شرٹ اس پر بہت سوٹ کر رہی تھی۔بلیک جینز جس کو تھوڑااوپر فولڈ کیا ہوا تھانیچے فیشن برئنڈ کے شو۔۔

وہ واقعی حنان مجتبہ بٹ لگ رہا تھا۔۔

کیسالگ رہاہوں۔۔

دانین سامنے کھڑی تھی بے اختیار مسکرائی

بہنوں کواپنے بھائی ہمیشہ پیارے ہی لگتے ہیں اور میرابھائی بہت ہی پیاراہینڈسم لگ رہاہے۔۔

ہائے۔۔۔۔۔حنان نے اسے سر کو پھسلایا۔

اچھااب میں چلتاہوں۔۔حنان نے کہااور اپنے کمرے سے باہر نکلا

آج۔۔وہ نہ جاتا۔۔پتانہیں دانین کوایسالگا تھا ابھی وہ مین گیٹ کے عقب پر تھا

جب اسنے پھر اسے روکا

حنان۔۔۔۔

وہ پلٹا اور دانین کو دیکھا جو کچھ دور اس سے کھڑی تھی

ہاں۔۔

جلدی آنا۔۔۔دانین بس اسے اتنا ہی کہہ پائی تھی۔۔

اوکے۔۔حنان نے کہا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔

جلدی آنا۔۔۔۔؟؟؟؟؟؟؟؟؟

منتہا آپ میری بات سمجھ نہیں رہی ڈائزنر برینڈ کا ہونا چاہیے تو خریدنے والوں پر زیادہ اچھا امپریشن پڑتا ہے۔

مینجر عابد نے سامنے کھڑی منتہا سے کہا

آپ مجھے مت سکھائیں مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔جیسے امین صاحب اور رافع سر نے کہا ہے تو ویسا ہی ہو گا۔میرے خیال سے

ڈائزنر۔۔کی لکڑی عمدہ ہو تو وہ خود بخود ہی برئنڈیڈ لگی گے۔۔

منتہا نے فائل پر سائین کرتے کہا۔

آپ میری بات کو سمجھ نہیں رہی

مسٹر عابد آپ میری بات کو نہیں سمجھ رہے۔۔منتہا نے زرا غصے سے کہا

پتا نہیں رافع سر کیوں چھوٹی کمپنیوں کے ساتھ کانٹریکٹ کر لیتے ہیں آتا جاتا کچھ نہیں اور سیاپہ ہمیں ڈال دیتے ہیں۔

کیا کہا۔۔۔؟ جیسے مینجر عابد نے رافع کی آواز سنی وہ فورا پلٹا۔

کیا بکواس کر رہے ہیں آپ؟۔۔رافع غصے سے بولا

منتہا خاموش ہو گئی۔۔

آپ کو پتا بھی ہے اس چھوٹی کمپنی کے کارنامے نہیں آپ جانتے کیا ہیں اس کمپنی کے بارے۔

اور کیا بڑی بڑی کمپنیاں چھوٹی کمپنیوں کے ساتھ مل کر کام نہیں کر سکتی بولیں۔۔مینجر صاحب

مس منتہا جو بھی کہہ رہی ہیں وہ بلکل درست کہہ رہی ہیں

ٹھیک ہے

اور میں آپ کو ایک ہی اصلاح دوں گا آپ مس منتہا کو فولو۔کریں وہ جو بھی کریں گی بیسٹ ہو گا۔

رافع نے کہا اور اپنی کیبن کی طرف بڑھ گیا

منتہا خاموش اسے دیکھ رہی تھی وہ اتنا برا نہین تھا جتنا میں نے سمجھ لیا تھا

ابھی تھوڑا وقت گزرا تھا کہ دانین کھانہ لے کر آفس پہنچی۔۔ڈارک بلیو کلر کی شرٹ۔۔گھٹنوں سے اوپر ۔۔اور گرے کلر کی جینز میں ملبوث تھی۔۔ہاتھوں میں ڈارک بلیو کلر کی ہی نیل پالش لگائی ہوئی بالوں کو کھولا چھوڑا ہوا۔۔ہاتھ میں لنچ بکس پکڑے وہ۔

آفس میں داخل ہوئی۔۔

اسلام و علیکم میم ریسپشن میں بیٹھی لڑکی نے بے اختیار اسے سلام کی

و علیکم اسلام مس ناز کیسی ہیں آپ۔

میں بلکل ٹھیک میم آپ سنائیں۔۔

میں بلکل فٹ فاٹ۔۔۔دانین کے مزاج مین خوشگواری تھی۔۔اسے پتا تھا کہ اس ٹائم۔آفس میں بریک ہوتی ہے اور اس وقت اہل بھی رافع کے ساتھ آفس میں موجود ہوتا ہے۔۔

ابھی وہ تھوڑا سا آگے بڑھی تھی کہ سامنے۔۔۔سے منتہا آتی ہوئی معلوم ہوئی

وہ اسے دیکھ کے جلدی سے منتہا کے گلے لگی

کیسی ہو مائی ڈیئر فرینڈز۔۔

میں بلکل ٹھیک۔۔اور آپ آج یہاں۔۔۔منتہا نے اسکے ہاتھ میں لنچ بکس دیکھا

ہاں میں ہر جمعہ کو بھائی کے لیے لنچ لاتی ہوں۔آؤ اکھٹے کرتے ہیں۔۔

نہیں نہیں دانین تھینک یوں ویری مچ میں کر چکی ہوں۔منتہا نے ایکسیوز کیا اور آگے بڑھ گئ

ٹھیک ہے دانین نے کہا اور کیبن میں داخل ہوئی۔۔

ہیلو رافع مجتبہ بٹ۔۔

رافع اہل کے ساتھ کچھ ڈسکس کر رہا تھا اسے دیکھتے ہی اسکے چہرے پر۔سکراہٹ ابھری دل میں سکون چھایا۔۔اسکی مسکراہٹ رافع کے لیے بہت خاص تھی

اہل نے ایک نظر اسکی طرف دیکھا اور پھر مسکرا دیا۔

بس بس۔۔اب بہت ہو گیا کام اب آ گیا لنچ ٹائم۔۔دیکھیں آج شہانہ آنٹی نے کتنا مزے کا قورما بنایا ہے

وہ اہل کے ساتھ چیئر پر بیٹھ گیا اور لنچ بکس کھولنے لگی

اچھا۔۔۔تو گڑیا نے کھانا کھایا۔۔

اللہ ہاں بھائی میں نے کھا لیا۔ہے۔دانین نے پلیٹ میں کھانہ ڈالتے کہا

اچھا دانین کتنا اچھا جھوٹ بولتی ہے اہل کھانا کھا کر نہیں آئی اور مجھے بدو۔۔بنا رہی ہے

دانین نے اہل کی طرف دیکھا۔جو ہنس رہا تھا۔

آپ کو کیسے پتا چل جاتا ہے بھائی۔۔دانین نے اسکے آگے پلیٹ کی

دیکھ لو۔۔پھر

اور پھر اسنے ایک پلیٹ اہل کے آگے کیا۔۔

نہیں دانین میں نے لنچ کر لیا ہے اہل نے شائستگی سے کہا

جھوٹ۔۔مجھے پتا ہے نہیں کھایا۔دانین نے اسکی انکھوں میں دیکھا

اس نے بے اختیار آنکھیں جھکائی۔۔اور پھر دانین رافع کے ساتھ اسکے پلیٹ میں کھانے لگی

تو کیا فیصلہ کیا ہے آپ نے۔۔اماں سرکار سبین نے بڑے رازدانہ انداز سے کہا

کیا مطلب آپ کے کہنے کا کیا مطلب ہے سبین۔

اماں سرکار نے تیور چڑھائی۔۔

اماں سرکار آج نہیں کل تو دانین کی شادی کرنی ہو گی کچھ سوچا ہے آپ نے ویسے بھی لڑکیوں کو جتنی جلدی بیاہ دیا جائے اچھا ہو تا ہے۔۔

آپ کو کچھ زیادہ فکر نہیں ہو رہی دانین کی۔۔دانین ابھی چھوٹی ہے جب اسکی یونیورسٹی مکمل ہو جائے گی تو پھر ہم کچھ سوچیں گے۔۔اور میں آپ کو بتادوں اچھا رہے گا آپ اس معاملے میں نہ پڑے تو اچھا ہو گا

اماں سرکار نے بڑے غصے سے کہا سبین وہی خاموش ہو گئ

جی ٹھیک ہے۔۔وہ یہ کہتی ہوئی باہر نکل گئ تھی۔۔

کہ اسی دوران کمرے میں دانین داخل ہوئی اسکے ہاتھ میں کوئی تصویر تھی جیسے وہ اپنے ہاتھ میں بڑی مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔

دادی جان۔۔۔ جیسے دانین نے کہا۔۔

اماں سرکار نے بڑی خوشی سے اسے دیکھا اور کہا

جی بولیے دانین۔۔۔ کیا بات ہے

دادی جان۔۔ میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔۔ مجھے آج کیا ملا ہے۔ اسنے تصویر کی طرف دیکھا سلطانہ جہانگیر بٹ کے چہرے کے تاثرات بدلے۔

کیا ہوا ہے کچھ ملا ہے آپکو

دادی جان۔ میری۔۔ امی۔۔ دانین کے الفاظ ابھی زیر لب تھے

اماں سرکار کو جیسے جھٹکا لگا ماضی۔۔ کی جھلکیاں۔۔ سامنے آئیں۔

کیا ملا ہے آپ کو۔۔ لائیے ادھر دیکھائیں مجھے اماں سرکار نے تصویر لینی چاہی لیکن دانین نے روکا

دادی جان یہ میری امی ہیں نہ۔۔ دیکھیں انکی شکل بلکل میرے جیسی۔۔ ہیں۔ دادی جان۔ میری امی کتنی پیاری تھی انھیں کیا ہوا تھا۔ بولیں۔۔

اور آپ نے تو کہا تھا کہ انکی کوئی تصویر نہیں ہے۔۔ میری امی کو کیا ہوا تھا۔ آپکو تو پتا ہو گا کونسی انھیں بیماری تھی

یہ۔۔یہ کہاں سے ملی؟ اماں سرکار کی زبان لڑکھڑائی۔۔

یہ مجھے بابا کے کمرے سے۔۔

بیٹا یہ تمھاری امی نہیں ہے۔۔اماں سرکار نے صاف جھوٹ بولا

کیا مطلب دانین نے پھر تصویر دیکھی۔۔تیکھے نقوش موٹی موٹی آنکھیں۔۔سفید رنگ اور سفید لباس میں ملبوس وہ بلکل حور لگ رہی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے دانین ہی کھڑی ہو۔

نہیں۔۔نہیں۔۔یہ میری امی ہی ہیں۔۔دانین کی انکھوں میں آنسو اگئے

نہیں بیٹا یہ آپکی امی نہیں ہے بلکے یہ ہمارے دور کی رشتہ دار کی تصویر ہے جس سے تمھارے ابا پہلے پسند کرتے تھے لیکن ان سے شادی نہیں ہو پائی

نہیں۔۔دادی جان یہ دیکھیے ناں۔۔۔دانین ابھی بھی ماننے کو تیار نہیں تھی

لاو بیٹا یہ تصویر مجھے دو۔۔یہ تمھاری نظر کا دھوکہ ہے بیٹا یہ آپکی امی نہیں ہے۔

واقعی۔۔وہ مایوس ہوئی۔۔

ہاں بیٹا کیا اپکو اپنی دادی جان پر اعتبار نہیں۔اماں سرکار نے رشتوں کی ڈور کا فائدہ اٹھایا

Urdu Novels Ghar

نہیں نہیں دادی جان میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا بابا نے کبھی مجھے انکے بارے میں نہیں بتایا۔۔

بیٹا ناکام محبت کے بارے میں کون بتاتا ہے اور ویسے بھی بعد میں وہ تمھاری امی کے ساتھ خوش ہو گئے تھے اماں سرکار بڑی صفائی سے جھوٹ بول رہی تھی اس ننھی سی بچی کے جذبات کو اپنے جھوٹ میں باندھ رہی تھی

ٹھیک ہے۔۔۔ساری خواہشات دم توڑ گئ دانین نے مایوسی سے سر جھٹکا۔ کتنی امیدوں کے ساتھ وہ اماں سرکار کے پاس آئی تھی

میں چلتی ہوں۔۔اسنے تصویر اماں سرکار کے ہاتھ میں تھمائی اور چلی گئ

اسکے جاتے ہی۔۔ہی اماں سرکار کے چہرے کے تاثرات بدلے پیشانی سے آتا ہوا پیسنا صاف کیا۔

کبھی۔۔ نہیں۔۔ تیمور۔ایسا کبھی نہیں کر سکتا وہ اسے رابیل کی تصویر کبھی نہیں دیکھا۔ سکتا نہیں۔۔میں دانین کو کبھی اسکی ماں کی حقیقت نہیں بتاوں گی

کہ وہ ایک ناچنے والی کی اولاد ہے نہیں۔۔اماں سرکار کو جیسے غصے سے طیش آیا ملازم کے ہاتھوں پیغام بھیجا ۔ تیمور صاحب کو بھلا کر آو

میں آپ سے پوچھ رہی ہوں۔۔ تیمور آپ نے ایسا کیوں کیا۔۔اماں سرکار غرائی تھی

تیمور بلکل چپ کھڑا تھا۔۔

آپکی خاموشی آپ کو جھوٹا ثابت کر رہی ہے تیمور یہ سچ ہے کیا آپ نے دی تھی تصویر دانین کو آپ کو پتا ہے اگر انھیں پتا چل جاتا تو وہ کیا سوچتی کہ میری ماں ایک ناچنے والی تھی۔۔

تیمور کا ضبط ٹوٹا آخر کار وہ بول ہی پڑا آخر کتنا صبر کرتا

صبر تو کرتا آیا تھا۔۔جب اسنے اپنے ہاتھوں سے اپنی محبت کی میت اٹھائی تھی صبر تو ہی کیا تھا۔جب وہ اسے اکیلا چھوڑ کر باہر چلا گیا تھا۔صبر تو کیا تھا جب اسکی سگی اولاد کو اسکی ماں سے چھینا گیا تھا۔۔اور کتنا کرتا وہ صبر۔۔آخر کار اسکے بھی جذبات تھے اسکی دنیا اجھڑی تھی۔۔

اسے اچھے سے یاد تھا۔وہ دن۔۔جب وہ امرائیکہ میں تھا تو اسے۔پتا چلا کہ اسکے گھر میں رحمت نازل ہوئی ہے اسکے گھر اللہ نے دانین جیسی بیٹی پیدا کی ہے

کتنا خوش تھا تیمور۔۔سارے غم اور شکوے شکایت جو اسے اماں سرکار سے تھے سارے بھول گیا۔۔

تیمور کی شادی کے بعد۔۔ایک سال بعد اسے اماں سرکار نے اپنی شرط کے مطابق باہر بھیج دیا تھا۔اسے یاد تھا کہ اس دن رابیل کتنا روئی تھی۔کتنا دل دکھا تھا اسکا۔۔وہ آخری دم تک اسے کہتی رہی تھی کہ وہ آپ کے بنا مر جائے گی وہ نہیں رہ سکے گی میرے بنا۔اور ایسا ہی ہوا۔وہ مر گئی۔۔چھوڑ کے چلی گئی مجھے۔۔ میں اسے دیے ہوئے کوئی وعدہ پورا نہیں کر پایا

تیمور۔۔۔۔۔ آپ کچھ بول کیوں نہیں رہے۔۔ تیمور کی انکھوں میں آنسو بہہ رہے تھے۔

اسلام و علیکم اسامہ نے گھر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

و علیکم اسلام سبین نے آگے بڑھ کے اپنی بہولیز اکو گلے لگایا اور اسامہ کی پیشانی پر بوسہ۔

کیسے ہو۔ بیٹا تم دونوں۔۔

بلکل ٹھیک۔ باقی گھر والے کہاں ہے۔۔ ابھی اسامہ نے کہا تھا کہ دانین سڑھیاں اترتی ہوئی نظر آئی

بھائی۔۔۔ بھائی۔۔۔۔ وہ بھاگتی ہوئی اسامہ کے گلے لگ گئ۔۔

کیسی ہو۔۔ پرنسس۔۔؟

میں بلکل ٹھیک۔۔ آپ سنائیں۔۔

دیکھ لو۔۔ اسامہ نے ہنس کے کہا۔

سارا پیار بھائی کے لیے ہی پرنسس لیز انے جیسے کہا دانین جلدی سے انکے گلے لگ گئ

نہیں بھا بھی۔۔ آپ تو بہت سپیشل ہیں میرے لیے آخر اب میری بھی کوئی دوست آ گئ گھر میں۔۔

اچھا چلو اندر آو۔۔ سبین نے کہا تو وہ سب ڈرائنگ روم میں چلے گئے۔

سب لوگ ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔۔ اور آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

اتنے میں حنان کو جیسے فون آیا تو وہ فورا کمرے سے نکلا

تو آرہا ہے؟

ہاں ب ابھی نکلنے لگا ہوں اور ہاں یار بھائی نہیں مانے حنان نے مایوسی سے کہا

چل کچھ نہیں ہوتا تو آجا بس ہم تمھارا انتظار کر رہے ہیں۔۔

ٹھیک ہے میں ابھی دس پندرہ منٹ تک نکلتا ہوں۔۔حنان نے یہ کہا

اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا وارڈ کھولی اور اپنی پسندیدہ شرٹ نکالی جو اسے دانین نے گفٹ کی تھی

۔وائبس کر دیں اماں سرکار بس کر دیں۔۔اب مجھ سے اور نہیں برداشت ہو گا ہاں میں نے ہی وہ تصویر

ٹیبل پر رکھی تھی تا کہ وہ اپنی ماں کو دیکھ سکے۔۔

اماں سرکار میں تنگ آچکا ہوں اس تنہائی والی زندگی سے۔وہ بار بار مجھ سے سوال کرتی ہے رابیل کے

بارے میں پوچھتی ہے کہ بابا ماما کیسی دیکھتی تھی ماما کو کیا ہوا تھا۔

میں کیسے بتاتا بیٹا تمھاری پیدائش کے دن۔والی رات ہی تمھاری ماں تمھیں چھوڑ کے جا چکی تھی

کیا بتاوں۔۔کہ تمھاری ماں کو مارنے کے پیچھے تمھاری دادی کا ہاتھ ہے

یہ کیا بکواس کر رہے ہو

یہ بکواس نہیں ہے اماں سرکار۔۔ یہ سچائی ہے یاد نہیں کیا کیا نہیں کیا آپ نے اس معصوم کے ساتھ ۔۔م۔۔م۔اسے درد سے نہیں بچاپایا۔اور اسکی محبت کا مان دیکھو جب میں کال کرتا تو کہتا وہ بہت خوش ہے۔۔اسکے گھر میں آنے والی خوشی سے۔۔ لیکن اسے کیا پتا تھا وہ اپنی بیٹی کے ساتھ نہیں رہ پائی گی

آج تیمور بٹ برس پڑا تھا اتنے سالوں کا۔دل میں رکھے درد۔۔ آج چیخ چیخ کے بول رہے تھے

اماں سرکار کی آنکھیں شرمندگی سے جھکی تھی

میں نے اسے نہیں مارا وہ خود مادی موت مری تھی۔۔ ٹھیک ہے اور اگر یہ تم سمجھتے ہو تو سمجھو مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ اماں سرکار نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گئ

ارے واہ۔۔ آج ہماری دانین کھانا پکائے گی۔۔ رافع نے خوشی سے کہا

جی ہاں بھائی۔۔۔ دانین کے ساتھ وہ سب کچن میں موجود تھے شہریار احمد اسامہ لیکن یاور نہین تھا اور حنان بھی نہیں

نہیں رہنے دے چڑیل اوی تجھے چوٹ لگ جائے گی احمد نے اسکے ہاتھ سے چھڑی پکڑی۔۔

نہیں بھائی میں پیاز کاٹو گی۔۔

نہیں میں کاٹ دیتا ہوں۔۔اویں تمھاری آنکھوں میں آنسو آ جائیں گے احمد نے بڑے پیار سے کہا

وہ جس کام کرنے کو ہاتھ بڑھاتی اسکے بھائی اسکو کوئی کام نہ کرنے دیتے اور خود ہی کرتے

بھائی حنان کو کال کریں۔۔دانین نے گھڑی کی طرف دیکھا اور کہا

میں نے تمھیں کہا تھا کہ دانین اسے نہ جانے دو۔۔رافع نے فون نکالا

اچھا آپ اسکے لیے گاڑی لائیں ہیں ناں

ہاں لایا ہوں آج ائے گا تو اسے سرپرائز دوں گا رافع نے مسکراتے ہوئے کال کی

لیکن فون بند آ رہا تھا

گاڑی کی سپیڈ۔۔فل تھی حنان اور اسکے دوست بڑے مزے سے گاڑی کو ہوا میں اڑا رہے تھے۔۔حنان کے فون کی بیٹی ڈیڈ ہو چکی تھی

یار۔۔۔وہ دیکھ ہمارے دشمن بھی آ گئے۔۔حنان کے دوست نے کہا

نعمان اپنے دوستوں کے ساتھ سامنے کھڑا تھا۔۔گاڑی انکے پاس

آ کر رکی

وہ سب گاڑی سے نکلے۔۔

نعمان نے ایک طنزیا مسکراہٹ سے حنان کو دیکھا۔۔

بڑی ہواوں میں گاڑیاں چلائی جارہی ہیں۔۔۔

حنان یہ سنتے ہی ہنسا اور کہا چل ہٹ ہمیں جانے دے۔۔

کیوں بھئی۔۔سالے ہم تجھے اتنی جلدی جانے دئیں گے پہلے حساب تو لیتے جا۔۔ نعمان وحشیوں کی طرح اسکی طرف لپکا

حنان کے دوستوں نے اسے آگے ہو کر پکڑا۔۔ لیکم نعمان کے دیگر دوستوں نے اسے پکڑ الیا۔

اور وہ خود حنان کی طرف بڑھا

ایک زوردار تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کیا

کیا کہا تھا اس دن۔۔ تو نے۔۔ کہ میری اوقات نہیں ہے تم لوگوں سے لڑنے کی ابھی بتاتا ہوں تجھے میں

بھائی۔۔۔حنان نہیں آیا۔۔ انکا پیپز ا بلکل تیار تھا۔۔ سب آپس میں باتیں کررہے تھے

تمھیں تو پتا ہے ناں۔۔ دانین وہ جب دوستوں کے ساتھ ہوتا ہے تو لیٹ ہی آتا ہے

لیکن دانین مایوس ہو گئی تھی۔

چلو ہم پیپزا شروع کرتے ہیں شہریار نے کہ تو دانین نے اسے روکنا چاہا کہ حنان کو آنے دئیں لیکن وہ خاموش ہو گئی

مجھے مارے گا۔۔ نعمان اور اسکے دوسرے دوست نے۔۔ اسے ہاکی سے مارنا شروع کر دیا

حنان کے دوسرے دوست جا چکے تھے۔۔ انہوں نے ان سے معافی مانگ لی وہ اکیلا وہی رہ گیا تھا اسنے فون

کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن فون بند تھا۔۔

مار سالے کو۔۔

خون کے کچھ قطرے اسکی وائیٹ شرٹ پر گرے۔۔ نعمان ابھی مارنے لگا تھا

کہ فضا میں یک دم خاموشی چھا گئ۔۔ ایک زوردار آواز نے نعمان کے ہاتھ سے ہاکی گرا دی۔۔

جب اسنے اپنے سامنے خون میں لپٹے حنان کو دیکھا۔۔ وہ کراہا

رہا تھا۔ درد سے چلا رہا تھا۔۔ آئستہ آئستہ اسکی سفید شرٹ خون سے میلی ہو رہی تھی۔۔

ی۔۔۔ یہ کیا کیا تو نے۔۔ نعمان نے اپنے دوست کو کہا جس کے ہاتھ میں گن تھی

م۔۔۔ میں نے کہا تھا کہ اسے جان سے نہیں مارنا تو نے اسے مار دیا

نعمان کی آواز اسکا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔

کھیل ختم۔۔ چل اب۔۔ اسکے دوست نے نعمان کو کہا

ن۔۔۔ نہیں۔۔ اسنے ایک نظر حنان کو دیکھا

جسکی آنکھیں بند ہو رہی تھی درد کی اتنی شدت تھی کہ وہ برداشت نہیں کر پایا۔۔اسکی آنکھوں مین کی خواہشات کی خواب۔۔او جھل ہو رہے تھے۔۔

وہ اپنے آپ کو موت سے باچا چاہتا تھا۔وہ زندہ رہنا چاہتا تھا۔لیکن اسکے پاس کوئی نہیں تھا۔۔کوئی نہں سوائے موت کے۔۔

آخری بار اسے۔اپنے بھائیوں اور اپنی لاڈلی بہن کا پیار۔۔ن نظر آیا

بس۔۔ایک دفعہ اللہ ایک دفعہ اسنے۔۔التجا کی تھی۔۔اسنے دنیا میں رہنے کی مہلت مانگی

ایک آخری الفاظ جو اسکے زیر لب تھے

وہ کلمہ تھا۔ہاں۔وہی انسان کی حقیقت مٹی کا بنا اب مٹی میں ہی زیر گور۔۔

حنان مجتبہ بٹ کی سانسیں آخر کار رک گئ انکھوں نے حرکت کرنا چھوڑ دی اور وہی زمین میں بے سہارا لاش کی طرح پڑا

بھائی۔۔مجھے نہں پتا آپ کال کروا تنی دیر ہو گئ دانین کو اب صبر نہیں آ رہا تھا پتا نہیں اسکے دل مین ایک عجیب سا ڈر تھا

گڑیا وہ فون نہیں اٹھا رہا۔۔

Urdu Novels Ghar

رافع نے جیسے کہا۔اسکے فون کی گھنٹی بجی۔۔دلوں میں بے چینی پیدا کوئی وہ فون کی رینگ پتا نہیں دلوں میں عجیب سی کفیات پیدا کر دینے والی تھی۔

دانین نے اپنے دل کو سنبھالا

رافع نے فون اٹھایا۔۔۔

!سڑ رافع مجتبہٰ بات کر رہے ہیں۔

جی۔رافع نے بے چینی سے جواب دیا۔۔دانین کی نظریں رافع کے چہرے کا جائزہ لے رہی تھی

سر میں پولیس سٹیشن سے بات کر رہا ہوں۔۔آپ جلدی سے ہوسپٹل پہنچ جائیں۔آپ کے چھوٹے بھائی کو کیسی نے گولی مار دی ہے۔وہ اس وقت ایمر جینسی وارڈ میں ہے۔

یہ الفاظ کیسی خنجر کی مانند رافع کے دل پر کھوبے تھے۔۔اسنے اپنے آپ کو نارمل کرنا چاہا لیکن نہیں وہ نہیں چھپا پایا۔

دانین آگے بڑھی۔۔

ک کیا ہوا ہے بھائی حنان تو ٹھیک ہے ناں۔۔دل زور سے دھڑ کنے لگا۔

دانین حنان کو کیسی نے گولی مار دی ہے۔۔رافع نے جیسے کہا

دانین دو قدم پیچھے ہٹی۔بے اختیار سر ناں ناں میں ہلا۔۔

Urdu Novels Ghar

اسے معلوم ہو رہا تھا کہ اسکے ہونٹ۔۔ نہیں نہیں کی صدا کر رہے تھے لیکن یہ سچ تھا۔

یہ خبر جیسے سارے گھر میں گونجی سب چیخ و پکار کرنے لگے۔

شہانہ بیگم یہ سنتے ہی بے ہوش ہو گئ۔۔ سارے گھر میں ماتم چھا گیا

دانین رافع۔۔ شہریار اسامہ احمد سب ہوسپٹل پہنچ گئے جبکہ یاور۔ شہانہ بیگم کو لے کر ہوسپٹل چلا گیا تھا

اماں سرکار۔ وہی زمین بوس ہو گئ۔ سارا گھر خاموش اور خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔

وہ سب ہوسپٹل میں قدم رکھتے ہی پاگلوں کی طرح بھاگ رہے تھے سامنے واڈ کے قریب بہت ساری پولیس کھڑی تھی۔۔

انسپکٹر صاحب۔۔ م۔۔ میرا بھائی ٹھیک تو ہے۔۔ رافع نے جیسے پوچھا

سامنے کھڑے انسپکٹر نے مایوسی سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

دیکھیے رافع صاحب آپ کے بھائی کو کیسی نے بہت بری طرح مارا تھا اور بعد میں سیدھا دل پر گولی ماری جسکی وجہ سے انکی راستے میں ہی موت ہو گئ۔۔

دانین۔۔ بے اختیار چلا اٹھی۔۔

ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ح حنان کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔ احمد نے اسے پکڑا

ابھی انکا پوسٹ مارٹم ہو رہا ہے کچھ دیر بعد انکی چیزیں آپ کو مل جائیں گی۔۔رافع وہی کھڑا تھا انکھوں سے آنسو بے اختیار بہہ رہے تھے۔

(بھائی۔۔۔مجھے نیو گاڑی چاہیے۔۔کیا پتا میں اگلے دن ہوں یا ہوں۔

وہ اتنی جلدی چھوڑ کے چلا گیا۔۔میں نے تو تمھارے لیے گاڑی بھی لے لی تھی حنان۔۔رافع کا دل پھٹ گیا تھا۔۔ایک بڑا بھائی ہونے کی حیثیت سے وہ مضبوط نہیں بنا رہا۔۔آخر وہ اسکا سگا بھائی تھا۔۔اسکا چھوٹا بھائی۔۔جس سے وہ بے انتہا پیار کرتا تھا

کس نے مارا ہے ب میرے بھائی۔۔؟رافع نے اپنے آپ کو سنبھالا۔اور پوچھا

سر ابھی ہم اس جگہ کی چھان بین کر رہے ہیں جیسے کچھ پتا چلتا ہے تو ہم آپ کو بتا دئیں گے۔۔

نہیں۔۔دروازہ کھولو۔مجھے اندر جانا ہے میرے بھائی کو کچھ نہیں ہوا۔۔

رافع نے آکر دانین کو کھینچا۔۔

گڑیا۔۔۔۔

ر۔۔رافع بھائی۔۔یہ یہ لوگ غلط کہہ رہے ہیں ناں۔۔حنان کو کچھ نہیں ہوا۔و۔۔وہ ایسے کیسے ہمیں چھوڑ کے جاسکتا۔۔انھیں کہیے دروازہ کھولیں۔۔کوئی پوسٹ مارٹم نہیں ہے اسکا وہ ٹھیک ہے بھائی۔۔وہ ٹھیک ناں۔۔

Urdu Novels Ghar

ایک بہن۔کا درد۔۔ کیا ہوتا ہے جب اسکا باپ یا اسکا بھائی کا سایہ اسکے سر سے جاتا ہے۔۔

اور دانین تو آج۔۔ ٹوٹ گئ تھی۔۔

وہ بار بار دروازے کو پھینچ رہی تھی

گڑیا۔۔۔رافع نے اسے کھینچ کے اپنے گلے لگالیا۔۔

آسامہ شہریار۔۔احمد وہی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے خاموشی سے رو رہے تھے

دروازہ کھولا۔۔ڈاکٹر باہر آیا۔۔

سب نے اس کی طرف دیکھا۔۔جو شرمندگی سے سر جھکائے کھڑا تھا

ایم سوری سر۔۔ آپ کے بھائی کے ساتھ بہت برا ہوا ہے۔انھیں کیسی نے پہلے بہت بری طرح ہا کیوں سے مارا تھا پھر بعد میں ان پر گولی چلائی گئ۔

یہ خبر۔۔دلوں کو چیر کر دینے والی تھی۔۔یوں لگ رہا تھا جیسے ساری دنیا ختم ہو گئ ہو۔۔اور واقعی آج ان بھائیوں بہن کی دنیا ختم ہو گئ تھی۔۔

جب دانین نے سامنے پڑی حنان کی چیزوں کو دیکھا۔۔وہ خود کو نہ روک پائی۔۔وائیٹ شرٹ خون سے لت پت تھی۔۔

(لاو میں تمھاری شرٹ پریس کر دیتی ہوں۔۔حنان جلدی گھر آجانا۔)

دانین ہر ایک چیز کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا رہی تھی۔۔اسکی واچ۔اسکا وائلٹ۔۔اور ساتھ پڑا ہوا فون ۔۔جو اب کبھی کیسی کے لیے فون نہیں اٹھائے گا۔۔

حنان۔۔۔نہیں۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔تم نہیں جا سکتے م۔

کفن میں لپٹی لاش حنان مجتبہ بٹ کی تھی آنکھیں بند۔ایسا لگ رہا تھا جیسے سو رہا ہو۔البتہ چہرے پر۔مارنے کے نشان واضح تھے۔۔

دانین حنان کے اوپر لپٹی تھی رافع وہی۔۔دیکھ کے بے جان سا ہو گیا تھا۔۔ہر طرف چیخ و پکار کی آوازیں تھی۔۔

حنان۔۔حنا بیٹا۔ادھر دیکھو اپنی امی کی طرف دیکھو میری جان ایسے کون چھوڑ کے جاتا ہے۔۔دیکھو ۔اگر تم چلے گئے تو میرا کیا ہو گا شہانہ بیگم اپنی جوان اولاد کی لاش کے پاس بیٹھی تھی

ہر کوئی رو رہا تھا سلاطانہ جہانگیر تو بس چپ ہو گئ تھی۔کچھ نہیں بول رہی تھی بس۔۔حنان کو دیکھے جا رہی تھی

آج بٹ ہاوس میں قیامت کا منظر بھرپا تھا۔دانین وہی حنان کی میت کے پاس بیٹھی تھی۔اور بار بار اسکے چہرے کو تک رہی تھی

اہل رافع کے پاس کھڑا تھا۔۔رافع ٹوٹ چکا تھا۔۔بکھر گیا تھاوہ

جیسے اہل نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھاوہ بے اختیار اسکے گلے لگ گیا

میرے بھائی کو مار دیا اہل۔اسے کیسی نے مار دیا

اہل نے آج پہلی مرتبہ رافع مجتبہ کو اس حالت میں دیکھا تھا۔

اسکی انکھوں میں آنسو اگئے۔

وہ اسے پہلی بار ایسے کیسی کے کندھے کا سہارا لے کر رویا تھا۔

اتنے میں کچھ لوگ اندر ائے جس میں احمد رافع شہریار اور مجتبہ جہانگیر تھے۔

ن۔۔۔ن۔۔نہیں۔۔حنان کہی نہیں جائے گا۔۔

کلمہ شہادت۔۔انھوں نے حنان کی میت کو اپنے کندھوں پر اٹھایا۔سب لوگ چیخ پڑے دانین پاگلوں کی

طرح۔۔رافع کی طرف پلٹی

رافع بھائی خدا کے لیے۔حنان کو نہ لے کر جائیں آپ ایک دفعہ اسے کہے ناں۔

وہ اٹھ جائے گا۔۔ا۔۔اسنے مجھے کہا تھا کہ وہ گھر جلدی آجائے گا ا۔۔اور آپ نے تو سرپرائز دینا تھا

۔۔بھائی خدا کے لیے اسے کہے کہ اپنی بہن کی خاطر اٹھ جائے رافع بے اختیار روپڑا

کلمہ شہادت۔۔اسنے آواز بلند کی۔۔

دانین کو پیچھے سے کیسی نے کھینچا۔۔۔وہ نہیں رکے تھے وہ لے گئے تھے حنان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔وہ اب کبھی واپس نہیں آئے گا

آج سے کوئی حنان مجتبہ بٹ کو نہیں دیکھ سکے گا

۔وہ چلا گیا تھا کچھ لوگ کتنی جلدی ہم سے ہاتھ چھڑا کر چلے جاتے ہیں۔جن سے ہم جان سے زیادہ پیار کرتے ہوں۔اور وہ اچانک ایسے بچھڑ جائیں تو زندگی بلکل تباہ لگنے لگتی ہے۔وہ اسکا سگا بھائی نہیں تھا لیکن سگوں سے بڑھ کر تھا۔وہ اسکی لاڈلی بہن تھی چاہے ابھی اسکے پاس رافع شہریار احمد اور اسامہ تھے لیکن اسکے پاس اب حنان نہیں تھا۔اور کوئی بھی اسکے حنان مجتبہ بٹ نہیں ہو سکتا تھا۔۔

وہ بلکل چپ ہو کر رہ گئی تھی۔۔حنان کی سفید شرٹ اسکا وائلٹ اسکا فون۔۔اسکی واچ۔

وہ سب دانین کے پاس تھی جواب صرف یادیں ہی یادیں تھی

کیا ہوا ہے نعمان۔۔۔نعمان کے ہاتھ کانپ رہے تھے چہرے پر پسینا تھا خوف سے وہ پورا کانپ رہا تھا۔۔ گولی کی آواز ابھی بھی اسکے کانوں میں گونج رہی تھی۔۔حنان کی کرہانے کی آواز چیخنے کی آواز وہ سب اسے بے چین کر رہی تھی۔

منتہانے اسے پانی۔۔ پلایا۔ کیا ہو گیا ہے نعمان۔۔ اتنے دن سے تم کمرے میں بند کیوں پڑے ہوئے ہو کیا ہوا ہے۔۔

وہ چادر اپنے اوپر اوڑھے لیٹا تھا۔۔ اور بلکل خاموش تھا سارے گھر والے۔۔ اسکی حالت کو دیکھ کے پریشان تھے

تمھیں پتا ہے نعمان میری فرینڈ دانین کے بھائی کو کیسی نے بہت بری طرح سے مار دیا ہے۔۔ مجھے کل ہی پتا چلا ہے۔ اور یہ سب اسکی دوستی کی وجہ سے ہے۔۔ پولیس پتا کر رہی ہے۔۔ دیکھ لو دوستیوں کا انجام۔۔

جیسے یہ سب نعمان نے سنا۔۔ وہ بے اختیار بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا

ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔

میں نے نہیں مارا۔ اسے

اس پر میں نے گولی نہیں چلائی۔۔ عابد نے اس پر گولی چلائی تھی۔

م۔۔ میں نے بس اسے ہاکی سے مارا تھا منتہا باجی۔۔ خدا کی قسم میں نے اسے نہیں مارا۔

کیا ہوا ہے نعمان۔۔ مجھے صحیح سے بتاو۔ کیا کیا ہے تم نے منتہا چونک کے کھڑی ہوئی۔۔

میں نے اسے نہیں مارا۔۔ باجی۔۔ میں نے اسے نہیں مارا۔۔ وہ پاگلوں کی طرح خود کو نوچنے لگا تھا۔

Urdu Novels Ghar

نعمان کیا ہوا ہے۔۔بتاو مجھے دیکھو میں ہوں نہ۔۔ تمھاری بہن بولو۔۔ تمھیں کچھ نہیں ہونے دوں گی بولو ۔۔ کیا ہوا ہے

منتہا کا دل۔ خوف سے دھڑک رہا تھا۔۔ نعمان کے حواس باختہ ہو چکے تھے۔

باجی۔۔۔

ہاں بولو۔۔ نعمان۔۔

حنان کا قتل۔۔۔وہ یہ کہتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا تھا۔

میں نے۔۔ کہا تھا عابد سے کہ اسے صرف ہاکی سے ماریں گے اپنا بدلہ پورا کرنے کے لیے یہ ہمارے پلین میں شامل نہین تھا۔ لیکن اچانک میرے دوست نے اس پر گولی چلا دی۔۔باجی میں اسے مارنا نہیں چاہتا تھا میں بس اس سے اپنا بدلہ پورا کرنا چاہتا تھا۔ایک کلب سے ہمارے اور اسکے گروپ کا جھگڑے کا آغاز ہوا تھا۔ مجھے نہیں معلوم تھا اسکا انجام۔ اتنا برا ہو گا۔

خدا کی قسم میں نے اسے نہیں مارا۔۔اب پولیس۔ مجھے پکڑ لے گی پلیز باجی مجھے بچا لیں میں ان میں نہیں ہوں۔۔عابد نے اسے گولی ماری تھی میں نے نہیں

وہ دیکھ رہا تھا کہ منتہا کے قدم پیچھے ہٹ رہے تھے اسکی آنکھیں کھولی کی کھولی رہ گئ تھی۔۔وہ نہیں نہیں میں سر ہلا رہی تھی۔

تم نے اسے مار دیا۔۔

نہیں۔۔ باجی میں نے اسے نہیں مارا۔۔ وہ چلایا تھا لیکن منتہا تو بلکل شاک ہو گئ تھی۔

نعمان تم نے یہ کیا کر دیا۔۔ کیا کر دیا تم نے۔۔ اماں ابا کا کیا ہو گا۔۔ یہ دوستی تمھیں لے ڈوبی۔۔ تمھیں کیا لگتا ہے وہ تمھارے دوست تمھیں بے گناہ کہے گے نہیں۔۔ بلکے وہ عابد ہی تمھارے خلاف گواہی دے گا۔۔ میں کہتی تھی۔ نعمان ان سے دوستیوں سے دور رہو۔

منتہا۔۔ زور زور سے چلا رہی تھی اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

تم نے ایک بہن کا بھائی اس سے چھین لیا ہے

نہیں میں قاتل نہیں ہوں میں نے قتل نہیں کیا

وقت تو جیسے ریت کی مانند جو بس گزرتا جا رہا تھا۔۔ وہ بلکل چپ ہو گئ تھی۔۔ ایک کمرے میں سارا سارا دن گزارتی اب نہ تو وہ سب اکھٹے ہوتے تھے۔۔ اور نہ ہی ایک دوسرے سے بات کرتے۔۔ آج حنا کی وفات کو لگ بھگ ایک مہینا ہونے کو تھا۔ پولیس۔ اپنی پوری نشان دہی کر رہی تھی۔ اس روز حنان کے ساتھ اور کون کون تھا۔ وہ سب پتا کر رہے تھے۔۔ اس جگہ سے ملی گن کو لیباٹری میں بھیج دیا گیا تھا بس رپورٹس کے آنے کا انتظار تھا۔

اب رافع راتوں کو دیر سے آنے لگا تھا۔۔حنان کی نئی گاڑی وہی ویسے گرج میں کھڑی تھی۔۔وہ اسکی آخری خواہش تھی۔جو اسنے رافع سے مانگ کی تھی۔

دانین حنان کی سفید شرٹ لیے اس پر خون کے دھبے لگے تھے بار بار اسے دیکھ رہی تھی۔۔

(دانی)

ہاں بھائی۔۔دانین چڑی تھی

چل اٹھ مجھے کھانا گرم کر کے دے۔۔جیسے حنان نے کہا وہ فورا بولی

کیا ہے حنان۔ تمھیں خود جا کر گرم کرو۔۔

ہائے تو میری چھوٹی بہن ہیں ناں۔۔میری پیاری سی بہن اٹھ جا

وہ اسکے اوپر لپکا تھا

(پیچھے ہٹو۔۔چلتی ہوں

یادیں بڑی تکلیف دہ ہوتی ہیں۔۔جو انسان کے چلے جانے کے بعد ہمیں پل پل انکا احساس دلاتی ہیں۔۔

اور اسی کشمکش میں اسکے کمرے کا دروازہ کھولا۔

اندر۔راف

رافع احمد شہریار اور اسامہ داخل ہوئے۔۔

وہ اب انھیں دیکھ کے مسکرائی نہیں تھی۔

وہ خاموش اسکے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئے۔۔

ایک مہینا ہو گیا ہے حنان کو ہم سے بچھڑے ہوئے ایسا لگتا ہے کہ وہ ابھی آ جائے گا جاتے ہوئے وہ وائیٹ شرٹ پہن کر گیا تھا اس دن۔۔

ا۔۔اور مجھ سے کہا کہ میرا انتظار کرنا میں رات کو جلدی آ جاوں گا۔۔رافع بھائی کو نہ بتانا۔۔

کاش میں اسے اس دن نہ جانے دیتی۔کاش وہ اس دن کہی نہ جاتا۔اور وہ آج ہمارے ساتھ ہوتا ۔دانین پھوٹ پھوٹ کے رونے لگ گئ تھی۔۔بھائیوں کی انکھوں میں بھی آنسو اگئے اور انھوں نے اکھٹے اسے اپنے گلے لگالیا

ہر طرف درد تھا۔۔ہر ایک چہروں پر انسو تھے۔۔

چپ کر جا۔۔چڑیل۔۔احمد نے روتے ہوئے اسکا چہرہ صاف کیا

تو تم کیوں رو رہے ہو۔۔دانین نے جیسے کہا اسنے چہرہ نیچے جھکا دیا۔

دیکھو گڑیا۔۔ہمیں پتا ہے ہم کبھی حنان کی کمی پوری نہیں کر سکیں گے لیکن کوشش تو کر سکتے ہیں نہ ایسے رونے کا کوئی فائدہ نہیں خود کو کمرے میں بند کر لینا۔نہیں دانین ایسے میں حنان کو اور درد ہو گا۔صبر کرو اسکی مغفرت کے لیے دعا کرو

اب چلو چپ کر جاو۔رافع نے پیار سے اسکے چہرے کو صاف کیا

پتان۔۔نہیں س۔ب۔۔بھائی کیا ہو تا ہے جب یہ سوچتی ہوں حنان ہمارے درمیان نہیں رہا۔۔

م۔۔میں کوشش کرتی ہوں لیکن ی۔۔یہ آنسو رکتے ہی نہیں۔دانین سے صیح سے بولا ہی نہیں جارہا تھا

یہ کہتے ہوئے رافع نے اسے اپنے گلے لگالیا

کچھ پتا چلا۔۔آفیسر میرے پوتے کا بے رحمی سے کس نے قتل کیا ہے

اماں سرکار کی انکھوں میں انتقام کی اگ سلگ رہی تھی۔۔سامنے بیٹھا۔آفیسر نے اسے بتایا

جی اماں سرکار۔۔بس آج رات۔رپورٹس آجانی ہیں ہمارے پاس

ملزم نعمان کے بارے میں بیانات ہیں لیکن وہ اتنے پکے نہیں ہیں جو حنان کے دوستوں نے دیے تھے

انہوں نے کہا تھا

کہ جب حنان کو وہ لوگ مارنے لگے تھے تب وہ وہاں سے جاچکے تھے۔۔کیونکہ نعمان نامی ملزم نے انھیں

ڈرا کے بھیج دیا تھا اسکے بعد ہمیں نہیں پتا کیا ہوا

اس لیے جو واردات میں ہمیں گن میں جو فنگر پرینٹ ملیں ہیں اس سے اگر نعمان ملزم سے میچ ہوگئے تو

آج رات ہی وہ گرفتار ہو جائے گا

آپ فکر مت کریں۔۔

جو بھی کرو آفیسر مجھے میرے پوتے کا قاتل میرے سامنے چاہیے۔۔ قتل کا بدلہ اب قتل ہو گا۔۔ اماں سرکار نے بڑے غصے سے جواب دیا تھا۔

اتنے میں رافع اندر داخل ہوا اماں سرکار کو سلام لی

اور آفیسر سے پوچھنے لگا۔۔

آفیسر نے ساری تفصیلات بتائی اور انھیں یقین لایا اج رات تک وہ آپ لوگوں کے سامنے ہو گا

کیسی ہو دانین۔۔ تم آج یونیورسٹی نہ آتی تمھاری طبعیت نہیں ٹھیک

اہل نے جیسے کہا۔ وہ بنا کچھ کہے اسکے گلے لگ گئ۔۔

اہل پتا نہیں۔۔ میرا گھر دل نہیں لگتا۔۔ میں نے بہت کوشش کی ہے کہ میں نہ روں۔ لیکن پتا نہیں حنان کی یاد ہر وقت ستاتی ہے۔

اہل کا کندھا نرم ہو گا۔۔ اور وہ جان گیا تھا کہ وہ رو رہی تھی

اسنے

دانین کو اپنے سامنے کیا۔۔ اسکے آنسو صاف کیے۔۔

دیکھو دانین مجھے پتا ہے یہ دکھ بہت بڑا ہے لیکن دنیا کہ یہ دستور ہے۔۔لوگوں کے چلے جانے سے زندگیاں نہیں رکتی ہمیں جینا پڑتا ہے ان کے بغیر دلوں کو حوصلہ دینا پڑتا ہے۔۔دل پر پتھر رکھنا پڑتا ہے۔جب میرے ابو چھوڑ کر گئے تھے تو میں بھی یہی سمجھتا تھا کہ اب میں شاید جی سکوں گا لیکن نہیں۔ زندگی ہمیں انکے بغیر جینا سیکھا دیتی ہے۔۔کیونکہ ایک نا ایک دن ہم سب نے چلے جانا ہے۔اور اب رویا نہ کرو۔۔دیکھو تمھاری اس حالت کی وجہ سے

رافع بلکل چپ ہو گیا۔۔آئی نو وہ اسکا سگا بھائی تھا۔۔لیکن اسنے تمھارے سامنے آنسو نہیں بہائے تا کہ تم کمزور نہ بنو۔اور اگر تم روگی تو رافع کو کون سنبھالے گا

بولو

اہل نے اسکے ہاتھ اپنے ہاتھو میں تھامے ہوئے تھے۔

میں۔۔وعدہ کرتی ہوں میں آج کے بعد نہیں روں گی دانین نے مایوسی سے جواب دیا

یاور تم مجھے کال نہیں کر رہے کہی بزی ہو۔۔اروب نے فون کرتے ہی پوچھا

ہاں۔۔اروب وہ میرے چچا مجتبہ جہانگیر کے سب سے چھوٹے بیٹے حنان کی ڈیتھ ہو گی تھی۔بس اسی سلسلے میں۔

او۔۔بہت افسوس ہوا سن کر۔۔

ہاں۔۔سارے گھر والے پریشان ہیں کیسی نے بڑی بے دردی سے مارا ہے اسے گولی مار کے

پولیس۔نشان دہی کر رہی ہے جلد ہی قاتل۔۔ہمارے سامنے آجائے گا

یاور نے جواب دیا تو وہ بولی۔

ٹھیک ہے پھر میں تمھیں بعد میں کال کروں گی

جیسے اروب نے کہا وہ فورا بولا

نہیں تم مجھ سے بات کرو۔۔یاور نے جیسے کہا تو اروب ہلکا سا مسکرا دی

ٹھیک ہے

نعمان خاں آپ کا بیٹا ہے۔۔پولیس آفیسر نے خاں صاحب سے پوچھا

جی صاحب میرا ہی بیٹا ہے کیوں کیا ہوا ہے کچھ کیا ہے اسنے

جیسے خاں صاحب نے پوچھا

پولیس افیسر فورا بولا

آپ کے بیٹے نے ایک معصوم کا قتل کیا ہے۔۔اسی کے سلسلے میں ہم آپ کے بیٹے کو گرفتار کرنے آئیں ہیں کہاں ہے آپ کا بیٹا

جیسے خاں صاحب نے سنا وہ وہی دھک رہ گئے

ن۔۔ نہیں میرا بیٹا قتل نہیں کر سکتا۔۔

پیچھے ہٹیں خاں صاحب اور کہا چھپایا ہے اپنے بیٹے کو۔۔

پولیس زبردستی سے داخل ہوئی۔۔

منتہا کرن اور انکی والدہ باہر اگئ۔۔

کیا ہوا انسپکٹر۔منتہا نے جیسے پوچھا آفیسر بولا

آپ کے بھائی نے قتل کیا ہے۔۔ کہاں ہے وہ۔۔ جاو سارے گھر تلاشی لو۔اور نکالو۔۔اس قاتل کو

پولیس آفیسر نے ساتھ کھڑے دیگر آفیسرز کو کہا تو وہ سارے گھر کی تلاشی لینے لگے۔۔

سر میں نے کچھ نہیں کیا مجھے چھوڑ دیں نعمان نے اپنے آپ کو چھوڑانے کی کوشش کی لیکن پولیس آفیسرز نے اسے مضبوطی سے جھکڑ لیا تھا اور اسے گھسیٹتے ہوئے باہر لے کر ا رہے تھے۔

نعمان کی والدہ بے اختیار انکے سامنے اپنے جھولی پھیلا دی خدا کے لیے صاحب میرے بیٹے کو چھوڑ دیئں اسنے کچھ نہیں کیا

میں کہتی ہوں میرا بیٹا قتل نہیں کر سکتا۔۔

بی بی راستے سے ہٹ جائیں اسکے دوستوں نے اسکے خلاف بیان دیا ہے اور گن پر اسکے انگلیوں کے نشان ہیں۔۔ جیسے پولیس آفیسر نے کہا

منتہا جلدی سے آگے بڑھی اور اپنی والدہ کو پیچھے کیا

صاحب۔۔۔میری بات تو سنیں۔وہ قاتل نہیں ہے میرا بیٹا قاتل نہیں ہے۔۔منتہا کی آنکھوں میں آنسو بہہ رہے تھے اسے اپنے والدین کی یہ حالت نہیں دیکھی جارہی تھی سب کچھ برباد ہو گیا تھا ایک سکینڈ نہیں لگتا وقت بدلنے میں قسمتیں بدلنے میں اتنا سب کچھ ہو گیا وہ اسکا سگا بھائی تھا۔۔انکا ایک ہی تو بھائی تھا

۔امی اپنے آپ کو سنبھالے۔۔منتہا نے انھیں بیڈ پر بیٹھایا۔

منتہا بیٹا۔اپنے بھائی کو لے آ۔۔وہ کیسے پولیس تھانے میں رہے گا میرا ایک ہی بیٹا ہے منتہا۔۔میں اسکے بغیر نہیں رہوں گی سلمہ بیگم۔اپن حوش و حواس کھو بیٹھی تھی

خان صاحب تو بلکل خاموش ہو گئے تھے کرن بھی مایوسی سے کھڑی بس رو رہی تھی۔

امی یہ سچ ہے۔۔نعمان اس قتل میں ملوث ہے۔۔

یہ کیا کہہ رہی ہے تو؟...وہ غرائی تھی

Urdu Novels Ghar

ہاں امی۔۔میں سچ کہہ رہی ہوں نعمان نے مجھے خود بتایا تھا اسنے کہا تھا کہ وہ اس رات اپنا بدلہ لینے گیا تھا ۔جو نعمان کو کیسی نے ہاکیوں سے مارا تھا وہ یہ حنان تھا۔بس اسی بدلے کی آڑ میں وہ بھی اسے ہاکیوں سے مارنے گیا تھا۔۔اور درمیان میں اس کے دوست نے حنان پر گولی چلادی

منتہا ایک ایک لفظ بتا رہی تھی

لیکن وہ ماں تھی چاہے بچہ جیسا بھی ہو۔۔وہ ہمیشہ اپنی ہی اولاد کا ساتھ دیتی ہے

دیکھ منتہا میرا بیٹا اسے نہیں مار سکتا میں تجھے واسطہ دیتی ہوں اپنے بھائی کو بچا لے۔۔جیسے بھی کر۔مجھے میرا نعمان واپس چاہیے۔

سلمہ بیگم ایک ماں کی حیثیت سے تڑپ رہی تھی اپنی جوان اولاد کو یوں وہ مرتے نہیں دے سکتی۔

منتہا نے وقتی طور پر انھیں یقین دلایا

خبر ملتے ہی وہ پولیس تھانے پہنچ گیا تھا۔۔آنکھوں میں غصے کی تپش تھی وہ اپنے بھائی کے قاتل سے پوچھنا چاہتا تھا۔اسکا قصور۔۔رافع مجتبہ بٹ اپنے قدم تیزی سے بڑھا رہا تھا سارے درد۔۔ایک دفعہ پھر ہرے ہو گئے۔۔حنان کی خون میں کت پت باڈی۔اسکی میت پر رکھا ہوا کندھا۔اس پر ڈالی ہوئی آخری نگاہ

۔۔سب کچھ اسے یاد انے لگا تھا۔۔ایسے لمحے میں بہت مشکل ہوتا ہے آنسو روکنا لیکن وہ تو مجتبہ تھا۔۔جو کبھی کیسی کو ظاہر نہیں ہونے دیتا

دانین سب نے بہت ضد کی تھی کہ وہ بھی جائیں گے لیکن رافع نے انھیں منع کر دیا تھا

بھائی مجھے نیو گاڑی چاہیے کیا پتا میں کل ہو یا نہ ہوں۔۔)وہ آخری گفتگو۔اسکے کانوں میں گونج رہی تھی جو اتنا درد دے رہی تھی کہ کوئی برداشت کر سکتا تھا

جیل کا دروازہ کھولا گیا۔رافع مجتبہ بٹ اندر داخل ہوا

پولیس نے اسے باندھ کے رکھا ہوا تھا جسمانی ریمانڈ پر۔رافع نے اسکی طرف ایک خونی نگاہ سے دیکھا

سارا غصہ وہی دم توڑ گیا۔۔سب کچھ۔۔حنان کے چہرے پر زخم نظر آئے

سر یہ رہا آپ کے بھائی کا قاتل۔۔نعمان خان۔۔جس نے آپ کے بھائی کو پہلے ہاکیوں سے پھر اس پر گولی چلائی تھی۔

رافع نے خود کو سنبھالا۔

اور اسکی طرف بڑھا۔۔

میرے بھائی کو مار دیا تو نے بچے۔۔وہ بھی تیری ہی عمر کا تھا۔ جسکی آنکھوں میں بھی تمھاری طرح بہت سے خواب تھے اور تو نے کیسے بے دردی سے مار دیا وہ اسکا گریبان پکڑ کر اسے مارنا چاہتا تھا اور چیخ چیخ کے اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ

میرے بھائی کا کیا قصور تھا۔ کیوں مارا میرا بھائی لیکن رافع ایسا نہیں کر سکا۔

تم نے تو اسے جان سے ہی مار دیا رافع کی آنکھیں نم ہو گئ وہ اٹھ گیا اور جیل سے باہر آگیا

میں نے حنان کو نہیں مارا میں قاتل نہیں ہوں وہ چیخ چیخ کے خود کو سچا ثابت کر رہا تھا۔

رافع اب زیادہ وقت وہاں نہیں رک سکتا تھا پہلی بار اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔

ایک درد کی لہریں اسکے پورے وجود پر چھا گئی تھی۔۔اپنوں کے بچھڑنے کا غم۔۔کیا ہوتا ہے یہ اپنے ہی جانتے ہیں۔۔

سر آپ لوگوں نے اس کے خلاف زیادہ سے زیادہ مضبوط کیس بنانا ہے تاکہ کورٹ کی سنوائی میں اسے اچھی خاصی سزہ ملے

اور مجھے امید ہے فیصلہ آپ کے حق میں ہی جائے گا بس آپ فکر مت کریں۔پولیس آفیسر مسلسل بول رہا تھا۔۔

رافع نے بس سر ہلایا۔۔اور چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا

چلیں اب کورٹ میں ہی ملیں گے۔۔وہ یہ کہتے ہوئے ابھی پلٹنے لگا تھا

کہ سامنے سے منتہا آتی ہوئی معلوم ہوئی

سر میں اپنے بھائی سے بات کرنا چاہتی ہوں۔۔آپ اسکی بات سنیں کیا پتا اسنے وہ قتل نہ کیا ہو

جیسے رافع نے سنا وہ وہی کھڑا ہو گیا۔۔یہ منتہا کا بھائی تھا۔۔

منتہا نے شرمندہ نظروں سے رافع کو دیکھا جو بڑے غصے سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا

دیکھیں میڈم ہمیں ابھی اجازت نہیں ہے آپ اپنے وکیل کے ساتھ آیئے۔۔پولیس والے نے صاف

انکار کر دیا

رافع کچھ کہے بنا آگے بڑھا تو منتہا نے اسے روکا

سر۔۔۔۔

وہ روکا۔۔اسکی طرف دیکھا جو نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔اسکے سامنے گئ

الفاظ اکھٹے کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔شاید اسے معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ کیسے اس سے وہ دکھ کا مداوہ

کرے۔۔

مجھے تمھاری ہمدردی کی کوئی ضرورت نہیں ہے مس منتہا خاں

عدالت میں اپنے قاتل بھائی کو بچانے کے لیے۔جھوٹی گواہیاں وہاں دینا۔سن لیا تم نے۔

رافع نے اس قدر غصے سے کہا تھا کہ وہ آگے سے کچھ کہہ نہیں پائی تھی۔

واقعی وہ آج اسے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی وہ شرمندگی کے مارے اب دانین کو بھی کال نہیں کر رہی تھی

کیسے کرتی اور کس منہ سے بتاتی کہ تمھارے بھائی کے قتل میں میرے بھائی کا ہاتھ ہے۔۔

اسکی انکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے سب کچھ برباد ہو گیا تھا۔

بھائی۔۔اسے سزائے موت ہونی چاہیے۔اسنے ہمارے بے قصور بھائی کی جان لی ہے آپ نے اسے مارا کیوں نہیں اس سے پوچھا کیوں نہیں کہ کیا قصور تھا میرے بھائی کا کیوں اسے مارا

دانین رافع کے سامنے کھڑی اس سے پوچھ رہی تھی۔

گڑیا۔۔اپنے آپ کو سنبھالو اب عدالت کرے گی جو بھی کرنا ہو گا

رافع نے مایوسی سے کہا

کیسے سنبھالو خود کو میں مجھے نہیں پتا۔میرے بھائی کا قاتل کو میں زندہ نہیں دیکھ سکوں گی۔۔وہ ساتھ کہہ رہی تھی اور ساتھ آنسو رواں تھے

تمھیں پتا ہے تمھارے بھائی کا قاتل۔کون تھا؟۔۔جیسے رافع نے کہا

دانین نے چونک کے اسکی طرف دیکھا

کون؟

منتہا خاں کا چھوٹا بھائی نعمان خاں اسنے مارا ہے حنان کو سارے ثبوت اسکے خلاف جا رہے ہیں س۔۔اور آج پولیس تھانے وہ اپنے بھائی کو بچانے آئی تھی اس سے ملنا چاہتی ہے اور اسکی بہادری دیکھو بھائی نے قتل کیا اور مجھ سے ہمدردی کر رہی تھی

آنکھوں میں طیش چھا گیا۔

دانین پوری طرح چونک گئ۔۔اور بے اختیار منہ سے نکلا

کیا یہ سچ ہے بھائی۔واقعی و۔۔۔وہ منتہا کا بھائی ہے دانین کی آنکھیں کھولی کی کھولی رہ گئ تھی

اسے ابھی تک یقین نہیں ہو رہا تھا۔رافع نے اسے دیکھا اور پھر کہا

ہاں دانین منتہا کا ہی بھائی ہے۔وہ اور اسے میں اب چھوڑوں گا نہیں۔

رافع نے کہا اور وہاں سے چلا گیا

کیس کی پہلی سنوائی ہوئی تھی اور جیسا سب کو امید تھی۔۔

کیس کی حمایت حنان کی طرف ہی تھا اسکے سب دوستوں نے نعمان کے خلاف ہی گواہی دی تھی۔اور اب اگلی سنوائی پر فیصلے کا آڈر تھا

منتہا اپنی والدہ اور کرن کے ساتھ کورٹ میں موجود تھے

منتہا نے دانین کی طرف دیکھا۔۔جو بنا دیکھے آگے کو گزر گئ تھی

اور اسکے ساتھ رافع پیچھے پیچھے چلتا آ رہا تھا۔۔اور ساتھ اماں سرکار بھی تھی

ابھی وہ باہر نکلنے لگی تھی جب منتہا کی والدہ نے اماں سرکار کے آگے کھڑے ہو گئ

خدا کے لیے مجھ پر رحم کریں

۔۔میرا ایک ہی بیٹا ہے۔۔میں آپ کو یقین دلاتی ہوں میرے بیٹے نے آپ کے پوتے کو نہیں مارا اسے چھوڑ دئیں۔

اسکی آواز میں مایوسی تھی آخر وہ اسکی ماں تھی چاہے نعمان جیسا بھی تھا لیکن ہے تو اسکا بیٹا ہی تھی۔

میرے راستے سے ہٹو بی بی اماں سرکار نے اسے پیچھے کو دھکیلا

وہ نیچے گرتے ہوئے بچی تھی۔کیونکہ منتہا نے اسے سہارا دیا

آپ کو کس نے حق دیا ہے میری امی کے ساتھ ایسے پیش آنے کا۔وہ آپ سے بات کر رہی تھی ناں تو منہ سے جواب دیتی۔۔زرا عمر کا لحاظ ہی کر لیتی

منتہا نے غصے سے کہا تھا۔۔یاور آگے بڑھنے لگا تھا اماں سرکار نے اسے کھینچ کے پیچھے کر دیا۔

یاور رہنے دیجیے۔۔ہم قاتلوں کے منہ نہیں لگتے اور اسکو تو میں بعد میں دیکھ لوں گی

اماں سرکار نے ایک تیکھی نگاہ اس پر ڈالی اور آگے کو بڑھ گئ

ا___________

دانین۔۔وہ کمرے میں بیٹھی تھی جب لیزا نے اسے پکارا

اولیزا بھابھی آپئے اندر آئیں۔۔اسنے بڑے شائستہ لہجے سے کہا

لیزا ہلکا سا مسکرائی اور اندر داخل ہو گئ

کیسی ہو گڑیا۔۔۔

میں بلکل ٹھیک۔۔آج دانین کے چہرے پر مسکراہٹ تھی

اور لیزا اسکی مسکراہٹ کی وجہ بہت اچھے طریقے سے جانتی تھی

آج بہت خوش ہو تم۔۔اور ہونا بھی چاہے آخر حنان کو انصاف مل گیا

لیزا نے جیسے کہا دانین نے مایوسی سے سر جھٹک دیا

ہاں بھابھی بہت خوش ہوں لیکن بس اسی بات کا غم ہے کہ وہ میری بیسٹ فرینڈ کا بھائی تھا۔۔بھابھی اسکی بہن منتہا میری بہت اچھی دوست تھی۔انفکٹ منتہا ایک بہت ہی سلجھی ہوئی اچھی لڑکی ہے اور ابھی بھی ہے لیکن اب رشتوں میں جب خون بہا۔آجائے تو شرمندگی سے نظریں ملا پانا مشکل ہو جاتا ہے اس میں اس کا تو کوئی قصور نہیں لیکن اب پہلے جیسا کچھ نہیں رہا۔

لہزامیں سمجھ سکتی ہوں لیکن جب خاندانوں کے درمیان خونی دشمنیاں رائج ہو جائیں تو وہ سدیوں تک چلتی ہیں لیکن گڑیا ایک بات یاد رکھنا اس میں منتہا کا واقعی کوئی قصر نہیں ہے ہاں تم اس سے اتنا ملنا جلنا ناں ۔لیکن ایک اچھی دوست ہونے کے ناطے جب وہ تمھیں مدد کے لیے پکارے تو ہمیشہ حاضر رہنا۔

آپ بہت اچھی ہیں لیزا۔۔کیا میں آپ کو لیزا ابھلا سکتی ہوں۔دانین نے معصومیت سے پوچھا

ہاں کیوں نہیں۔۔میں تمھاری بھاھی سے پہلے تمھاری بہن اور دوست ہوں۔۔لیزا نے اسکے ہاتھوں کو نرمی سے پکڑا

تھینک یوں سوچ لیزا۔۔دانین کا دل خوش ہو گیا تھا۔

اچھا چلو نیچے آو میں تمھارے لیے ایک اچھی سی کافی بناتی ہوں اکھٹے پیتے ہیں لیزا نے کہا اور اسے باہر لے کر آئی

وہ۔۔اسکا بھائی ہی کیوں ہونا تھا۔۔لیکن مجھے اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔مجھے کیا۔رافع تب سے آفس میں بیٹھا اسی سوچ میں مبتلا تھا

پتا نہیں ہم کیوں ان لوگوں کے بارے میں سوچنا شروع کر دیتے ہیں جن سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہوتا اور ان میں سے ایک منتہا تھی جو رافع کی زندگی میں ایک غیر کی طرح داخل ہوئی تھی۔اور پھر۔۔

نہیں ایسا کچھ نہیں ہے رافع نے خود کو سمجھایا۔اور ریسپشن پر کال کی

امین صاحب کو کال ملاو اور انھیں کہیں آپ کا اور ہمارا کانٹریکٹ پورا ہو چکا ہے۔۔کل ہمارا سارا سامان ہمیں ملنا چاہیے۔

جی سر میں کہہ دیتی ہوں ویسے بھی آپ کی کال سے پہلے امین سر کی کال آئی وہ بھی یہی کہہ رہے تھے سارا سامان تیار ہے

چلو ٹھیک ہے ہم کل ہی منگوا لیں گے رافع نے یہ کہتے ہوئے فون بند کیا

اور اپنا فون اٹھایا اور آفس سے باہر نکلا۔

ڈرائیور گاڑی کا رخ قبرستان کی طرف لے جاو۔ جیسے رافع نے کہا

ڈرائیور نے اسکے حکم کے مطابق۔ گاڑی قبرستا کے قریب روک دی

وہ گاڑی سے اتر کر چھوٹے چھوٹے قدم بڑھاتا اندر داخل ہو رہا تھا

"اور بے شک ہر ذی جاندار نے موت کا مزہ چھکنا ہے"

کتنے ہی خیال اسکے ذہین میں گردش کر رہے تھے۔۔حنان کی مسکراہٹ اسکے آخری الفاظ۔ اسکی باتیں سب کچھ۔۔

وہ کیسے پورے گھر میں مسکراتا گھومتا تھا اور آج اس سے ملنے کے لیے۔

یہاں آنا پڑا تھا۔ دو مہینے ہو گئے۔۔ تھے لیکن زخم ابھی ویسے ہی۔ تھے ہاں بھول گئے تھے سب لوگ ۔۔ سب اپنی اپنی زندگی کی مصروفیات میں مصروف تھے سوائے۔۔ بٹ ہاوس کے

جن پر گزرتی ہے درد اور احساس صرف انھیں ہی ہوتا ہے اور یہ تو دنیا کا ایک دستور ہے۔۔ یہاں پر۔ لوگ صرف عارضی آنسو بہاتے ہیں اور دوسروں کو یہ دیکھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمیں بہت افسوس ہوا ہے لیکن سب کچھ بعد میں ٹھیک ہو جاتا ہے۔

حنان بٹ ولد مجتبہ بٹ"

تاریخ پیدائش۔۔۔۔ اور تاریخ وفات۔ تختی پر آویزہ تھا۔ رافع نے جیسے پڑھا

اسکا دل خون کے آنسو رونے لگ گیا

آخر۔۔ وہ اسکا بھائی تھا

اسنے بے اختیار دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اسکی گناہوں کی بخشش کے لیے دعائیں کی۔۔

وہ جانے لگا تھا۔۔ جب اسکے قدم وہی رک گئے۔

یہاں تو کوئی اور بھی دفن تھا۔۔ جس کو وہ کیسے بھول سکتا تھا۔

آخر وہ اسکی چاچی تھی۔ جس سے اسکا اتنا پیار تھا۔۔ اور وہ کتنے عرصے سے انکی قبر پر نہیں آیا تھا

رافع تھوڑا سا آگے گیا۔۔ اور قریب ایک قبر پر رک گیا

رابیل تیمور خاں۔۔۔" تختی پر آویزاں تھاہاں وہ قبر رابیل کی ہی تھی۔۔"

اچانک ماضی۔۔کی جھلکیاں ظاہر ہونے لگی

اسے اچھے سے یاد تھا۔وہ تقریبا6سال کا تھا۔جب رابیل چاچی پر اماں سرکار انکے ساتھ کیسا سلوک کرتی تھی۔۔جب سے تیمور چاچا امریکہ گئے تھے

پیچھے سے ظلم وبربریت کے پہاڑ توڑتی تھی۔

انھیں کھانے کو بھی اچھا نہیں تھی البتہ یہ پتاہونے کے باوجود کہ رابیل کے گھر میں گڑیا نے آنا ہے۔

رافع کو آج بھی وہ رات یاد تھی۔۔وہ کیسے بھول سکتا تھا اس رات کو وہی نہیں اس گھر کا کوئی فرد بھی اس رات کو نہیں بھول سکتا تھا اس رات ایک ماں سے اسکی اولاد چھینی گئ تھی

اس سے جینے کی وجہ سب کچھ اس سے لے لیا گیا تھا رابیل سب کچھ چپ

برداشت کر لیتی لیکن وہ اپنی اولاد کی جدائی برداشت نہیں کر پائی

جب دانین نے دنیا میں آنکھ کھولی۔۔تو اسی وقت اماں سرکار نے رابیل سے دانین کو چھین لیا

خدا کے لیے اماں سرکار مجھے میری اولاد کو تو دیکھنے۔دئیں میں آپ کا ظرظلم برداشت کرلوگی لیکن یہ ۔۔نہیں اما سرکار۔میری اولاد کو میرے پاس رہنے دئیں۔

جیسے رابیل نے کہا اماں سرکار نے ایم زوردار تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کیا

ہاں تاکہ تو بھی اسے اپنی جیسی بدچلن اور بدکرادر بنادے اچھے سے جانتی ہوں تیری نیت لیکن ایک بات تو تہہ ہے۔یہ تجھے کبھی نہیں ملے گی بھول جا اسے اور یہ سوچ لے کہ تیری اولاد تیرے لیے مر گئ ہے۔

جیسے اماں سرکار نے کہا۔رابیل بے اختیار اماں سرکار کے پاوں پڑ گئ

اسے اتنی تکلیف ہو رہی تھی۔۔لیکن اس سب کے باوجود وہ اپنی اولاد کے لیے۔اماں سرکار کے پاوں پڑ گئ۔۔شاید وہ تکلیف اسے محسوس ہی نہیں ہوئی تھی۔۔آخر وہ تکلیف اسنے اپنی اولاد کے لیے ہی جھیلی تھی اور اب اماں سرکار ایسا کر رہی تھی

خدا کی قسم۔۔میں یہاں سے چلی جاوں گی لیکن آج رات تو مجھے میری بیٹی کے ساتھ گزار لینے دئیں میں وعدہ کرتی ہوں اماں سرکار میں اسکی زندگی سے چلی جاوں گی لیکن ایک دفعہ تو مجھے اس سے پیار کر لینے دے۔۔

ہائے۔۔۔یہ کفیت۔۔ کہ سب کی انکھوں میں آنسو آگئے نھنا رافع کی آنکھیں بھی نم ہو گئ تھی۔

اماں سرکار نے اسے پاوں سے دھکیل کے پیچھے کیا اور دانین کو لے کر باہر آگئ

وہ باہر کو بھاگی لیکن نوکروں نے دروازہ بند کر دیا۔۔یہ ہوتا ہے ظلم ایک ماں سے اسکی اولاد چھین لینا۔

آج وہ اکیلی تھی اسکے پاس تیمور نہیں کھڑا تھا۔۔وہ دروازہ کھٹکھٹاتی رہی لیکن کوئی بھی اسکا درد نہیں سمجھ رہا تھا سب اماں سرکار کے خوف سے چپ بیٹھے تھے

اگلے دن۔۔۔جب شہانہ رابیل کے کمرے میں اسے ناشتہ دینے آئی اسکا لوک کیا ہوا دروازہ کھولا جیسے اسنے دروازہ کھولا۔۔۔بے اختیار اسکے ہاتھ سے ناشتے کی ٹرے نیچے گر گئ۔۔لبوں سے چیخ کی صدا پیدا ہوئی۔

رابیل بے سہارہ نیچے لاوارث لاش کی طرح پڑی تھی جسکے ناک سے خون رس رہا تھا۔

مر گئ۔۔ تھی رابیل خاں اخر کار اسکی سانسیں ختم ہو گی تھی۔اب کوئی بھی اسے بد چلن نہیں کہے گا۔۔وہ جا چکی تھی۔

ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس دنیا سے۔۔شہانہ بیگم بے اختیار اسکے پاس گئ۔

رابیل۔۔رابیل۔۔اسکو ہلایا۔۔لیکن اسکا ہاتھ۔۔بے سہارا اور بے جان ہو چکے تھے۔

سارا گھر سکتے میں آگیا تھا۔۔سوائے اماں سرکار کے۔۔جس نے خوشی کے آنسو بہائے تھے

آج تیمور آرہا ہے اسکے آنے سے پہلے پہلے اسکا جنازہ پڑوا دیا جائے۔

کئ لوگ کتنے سخت دل اور بے رحم ہوتے ہیں ناں۔۔جن کے سینوں میں دل مردہ ہو جاتے ہیں۔۔بلکل

بے جان۔۔

اور آج اماں سرکار۔کے سینے میں دل مردہ ہو چکا تھا۔۔وہ معصوم سی رابیل جس نے اپنی زندگی میں خوشی

کی خوائش کی تھی لیکن اسے وہ بھی نہ نصیب ہو سکا۔۔وہ اپنی اولاد کی جدائی برداشت نہ کرپائی تھی۔۔

اور وہی ہوا۔۔تیمور کے آنے سے پہلے رابیل کا جنازہ پڑھوا دیا گیا تھا۔

سب کچھ ختم ہو گیا تھا

اچانک رافع نے محسوس کیا کہ اسکی آنکھیں بھیگ گئ تھی۔۔وہ ابھی بھی چاچی رابیل کا درد محسوس کر سکتا

تھا۔اسنے سر جھٹکا

اور واپس قبرستان سے نکالا

"کچھ لوگ بڑے درد اور رازوں کے ساتھ ہی دفن ہو جاتے ہیں جنکی کہانیاں ادھوری ہی رہ جاتی ہیں"

کیسی ہو۔اہل نے دانین کی طرف دیکھا۔۔جو ایک کیفے بار میں موجود تھے

وہ دونوں یونیورسٹی کے بعد یہاں آ گئے تھے

میں ٹھیک ہوں۔۔دانین نے آہستگی سے جواب دیا

اچھا مجھے اچھی نہیں لگ رہی اہل نے اسکی آنکھوں میں دیکھا

نہیں وہ رات کو اچھے سے سوئی نہیں تھی اسلیے۔۔دانین نے جیسے کہا وہ فورا بولا

پلیز دانین اپنا دھیان رکھا کرو۔ایسے تمھاری طبعیت خراب ہو جائے گی

اہل نے فکر کے ساتھ کہا

وہ ہلکا سا مسکرائی اور پھر اسکا ہاتھ پکڑا

کچھ نہیں ہوتا مجھے اہل نیازی۔۔۔

خدا نہ کرے تمھیں کچھ بھی ہو۔اہل نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ کے اوپر رکھا۔

ایسی مسکراتی رہا کرو۔۔تم پر رونا سوٹ نہیں کرتا۔

کوشش کروں گی۔۔دانین نے مسکراتے ہوئے کہا

میرے لیے۔۔

تمھارے لیے کچھ بھی۔۔ دانین نے اسے یقین دلایا

تو اماں سرکار کیا سوچا پھر آپ نے یاور۔۔ اب جواب کا منتظر تھا

اب تم دیکھتے جاو ہوتا ہے کیا۔۔ اماں سرکار نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا

آپ اس لڑکی کے ساتھ کرنے کیا والی ہیں یاور نے بڑی دلچسپی سے پوچھا

اسنے مجھے باتیں سنائی تھی سلطانہ جہانگیر بٹ کو اسکا انجام تو اسے بھگتنا ہو گا۔۔ اب تم دیکھنا میں اسکے ساتھ کرتی کیا ہوں

یاور کورٹ کی آخری تاریخ کیا ہے کب فیصلے کی تاریخ ملی ہے

جیسے اماں سرکار نے پوچھا وہ فورا بولا

جی کل تک فیصلہ ہو جائے گا۔ یاور نے جیسے کہا

تو ٹھیک ہے کل ہی اس لڑکی کا فیصلہ ہو جائے گا اسکی زندگی کی ڈوریں اب میری مرضی کے مطابق ہوں گی۔۔

مطلب کچھ بڑا کرنے والی ہیں۔۔ وہ مسکرایا تھا

جی بیٹا جانی۔۔ یہی سمجھ لیں آپ اماں سرکار نے مسکراتے ہوئے یاور کو دیکھا جو انکے سامنے کھڑا تھا

توٹھیک ہے سلطانہ جہانگیر بٹ مجھے انتظار رہے گا کل کے دن کا۔

یاور نے کہا اور کمرے سے باہر نکلا

جیسے وہ کمرے سے باہر نکلا اسنے سامنے سے دانین اور اہل کو دیکھا

جو نیچے جا رہے تھے۔

ایک تو یہ جان نہیں چھوڑتا۔۔اہل کو دیکھتے ہی یاور نے کہا تھا

کہاں جا رہے ہو تم دونوں۔۔جیسے یاور نے کہا وہ دونوں رکے۔

اوتم۔۔نہیں بس یہی۔تھے اہل کے ساتھ یونیورسٹی کا کچھ کام کرنا تھا۔بس اسی سلسلے میں آیا ہے

دانین نے مسکراتے ہوئے کہا

صیح ہے ویسے اہل تو تم سے سنئیر نہیں اسکا تو آخری سمسٹر ہے۔یاور نے پھر سوال کیا

جی میں دانین سے سنئیر ہوں لیکن ہم دونوں کا سبجیکٹ سیم ہے اس بار اہل نے جواب دیا تھا۔

یہ تو بہت اچھی بات ہو گئ۔۔کیوں دانین۔اسنے طنزا کہا تھا

ہاں یہ تو بہت آسانی ہے میرے لیے اہل ویسے بھی بہت لائق ہے میرے لیے اچھا ہے۔۔

دانین نے بھی جواب دیا تھا۔۔اور وہ یہ کہتے نیچے چلے گئے۔

وہ پیچھے سے اپنی طیش نظروں سے انکو دیکھ رہا تھا۔۔اس کو تو میں دیکھ لوں گا۔یاور نے دانت پیچتے ہوئے کہا

قتل کے بدلے قتل۔۔ سر کے بدلے سر سینے می گولی ماری ہے آپکے بیٹے نے میرے پوتے پر۔۔پتا ہے کتنی تکلیف ہوئی ہوگی زرا سا بھی اندازہ ہے نہیں۔۔ آپ پر کونسا یہ سب بیتا ہے درد تو انھیں ہوتا ہے جن پر گزرتی ہے۔۔اور بے شک اللہ بہتر انصاف کرنے والا ہے۔اور آج نہیں کل آپ کے بیٹے کو پھانسی ہو جائے گی

جیسے اماں سرکار نے کہا سلمہ بیگم نے بے اختیار۔۔انکے آگے ہاتھ جوڑ دیے

دیکھیے۔۔م میں جانتی ہوں یہ غم بہت بڑا ہے اتنا بڑا کہ ہمدردی کرنے کے بھی قابل نہیں ہے۔میرا ایک ہی بیٹا ہے سلطانہ صاحبہ۔خدا کے لیے ایسا ظلم مت کریں۔۔میرے بیٹے نے پتا نہیں ایسا کیوں کر دیا ۔لیکن وہ نہیں کرنا چاہتا آپ میری بات کو سمجھ رہی ہیں۔۔

اماں سرکار دل ہی دل میں جشن منا رہی تھی آخر تیر صیح نشانے پر لگ رہا تھا وہ جیسا چاہ رہی تھی بلکل ویسا ہی ہو رہا تھا۔

آپ۔۔سے درخواست ہے آپ کیس واپس لے لیں۔۔۔سلمہ بیگم بے بسی سے انکے آگے ہاتھ پھیلائے بیٹھی تھی وہ گھر سے بتائے بنا سلطانہ جہانگیر سے ملنے آگئ تھی۔۔وجہ سلطانہ جہانگیر نے خود انھیں کہا تھا کہ وہ اکیلے ان سے ملنے آئے۔۔اور وہی انکے کہنے پر وہ کیسی کو نہیں بتا کر آئی تھی۔

اپنی لڑکی دئیں ہمیں۔۔۔اماں سرکار بڑے پر سکون لہجے میں بولی تھی

سلمہ بیگم یہ سنتے ہی چونک گئ۔۔

ک۔۔۔کیا؟

بیٹے کے بدلے ہمیں آپکی بیٹی چاہیے سلمہ بیگم۔آپکی چھوٹی بیٹی چاہیے ہمیں ک۔۔۔کیا نام تھا اسکا ہاں منتہا خاں۔۔وہ مجھے اپنے پوتے کے لیے "ونی" کے طور پر چاہیے۔اسطرح حساب بھی برابر ہو جائے گا۔اور کوئی کیس نہیں رہے گا عدالت میں۔اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں جوان اولاد کی لاش دیکھنی ہے۔ یا بیٹی کو ونی کر کے ہمیں سونپنا ہے۔۔

سلمہ بیگم یہ سنتے ہی وہ تڑپ اٹھی یا خدا راوہ کس کشمکش میں مبتلا ہو گئ تھی۔۔وہ دونوں اسکی سگی اولادیں تھی وہ کیسے اپنی لاڈلی بیٹی منتہا کو ایسے لاوارثوں کی طرح ونی کر سکتی تھی

اور دوسری طرف وہ اپنی جوان بیٹے کو پھانسی پر بھی نہیں دیکھ سکتی۔۔

سلمہ بیگم کی اس حالت کو دیکھ کر اماں سرکار اور زیادہ خوش ہو رہی تھی انھیں پتا تھا۔۔ دیصلہ وہی ہو گا جو میری مرضی ہو گی۔۔ اور اس لڑکی کو ہمارے گھر آنا ہی تھا کیسی بھی طریقے سے ہی کیوں۔

تو کیا فیصلہ کیا آپ نے ؟ زیادہ وقت نہیں ہے میرے پاس۔ اماں سرکار نے سخت لہجے میں کہا

د۔۔۔د۔ دیکھیے وہ میری بیٹی ہے۔۔

تو ٹھیک ہے پھر کل اپنے بیٹے کا فیصلہ سن لیجیے گا۔ اماں سرکار یہ کہتے صوفے سے اٹھی تھی۔

۔۔ن۔۔ نہیں سلطانہ صاحبہ۔۔ وہ میری بڑی پیاری بچی ہے ونی کرنے میں اور شادی کرنے میں بیت فرق ہوتا ہے آپ میری بیٹی کو عزت سے بیاہ کے لیں جائیں۔۔ جیسے سلمہ بیگم نے کہا

وہ غصے سے اسکی طرف بڑھی۔۔ اور کہا

تمھاری بیٹی کی اوقات نہیں ہے کہ وہ میرے پوتے اور اس گھر کی بہو بنے سنا تم نے۔ اسکو تو میں ایک نوکر کی حیثیت سے لے کر آوں گی اس گھر میں۔ جہاں سارے اس سے نفرت کریں گے بس نفرت۔ پھر اسے بھی تو پتا چلے کہ اماں سرکار کے آگے زبان چلانے کا کیا انجام ہو تا ہے۔

فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے سلمہ بیگم

بیٹا یا بیٹی۔۔ اگر فیصلہ ہو جائے تو آج رات مجھے کال کر دیجیے گا

ہم آپ کی بیٹی کا نکاح رافع مجتبہ بٹ سے پڑھوادئیں گے اب آپ جا سکتی ہیں۔

وہ بڑی بے فکری سے بولی تھی واقعی اماں سرکار کے سینے میں دل مردہ ہو چکا تھا انھیں صرف اپنی انا غرور کے علاوہ کوئی نظر نہیں آتا تھا۔۔اور آج وہ کیسے کیسی دوسرے کی معصوم بیٹی کے ساتھ اتنا برا سلوک کرنے لگی تھی

سلمہ بیگم آنسو صاف کرتی مایوسی سے کمرے سے نکل گئ وہ اولاد کے ہاتھوں مجبور ہو کر رہ گئ تھی

یہ ہم کیا سن رہے ہیں اماں سرکار مجتبہ جہانگیر نے جیسے کہا

وہ آگے سے فوراً بولی

میں فیصلہ کر چکی ہوں۔۔مجتبہ

اماں سرکار اسکے بھائی نے میری جوان اولاد کو قتل کیا ہے۔

مجتبہ بٹ اب غصے میں آ گیا تھا۔

مجتبہ مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا آپ کے لیے اتنا چاھا ہے کہ آپ اس معاملے سے دور رہیں۔

کیسے دور رہوں میں اماں سرکار کیسے دور رہوں میرے دوسرے بیٹے کی زندگی کا سوال ہے اور یہ میں ہر گز نہیں ہونے دوں گا اور۔۔تو اور رافع بھی کبھی نہیں مانے گا جب اسے پتا چلے گا

کہ آپ اسکا نکاح اسکے بھائی کے قاتل کے خاندان سے کروا رہی ہیں۔اور تو اور آپ نے بنا پوچھے یہ سب کیسے کر لیا۔ایک بار تو مجھ سے یا تیمور۔۔یا علی بھائی سے پوچھ لیا ہوتا۔وہ میا بیٹا ہے

رافع میرا پوتا ہے مجتبہ۔۔بے شک وہ آپ کا بڑا بیٹا ہے لیکن میں اسکی دادی جان ہوں اچھا برا کیا ہے میں اسکے لیے بہتر جانتی ہوں۔

اور یہ جو فیصلہ میں نے کیا ہے بلکل صیح کیا ہے۔اور رافع کی فکر نہ کریں وہ مان جائے گا آج تک اسنے میری کوئی بات نہیں ٹالی وہ یہ بھی مانے گا

اماں سرکار اپنی ضد پر قائم تھی آخر کار مجتبہ جہانگیر بٹ کو اپنی والدہ کے کے سامنے جھکنا ہی پڑا تھا۔

وہ بے بس ہو گیا تھا کیونکہ اماں سرکار جو ایک دفعہ کہہ دیتی وہ ہو کر ہی رہتا۔

کیا نہیں احمد واقعی۔۔۔دانین چونکی تھی

ہاں دانی یہی بات ہے دادی جان نے یہ فیصلہ کیا ہے شہریار نے جیسے کہا

یاور بے اختیار ہنس دیا

چلو اب دیکھو رافع کیا کہتا ہے یاور کا یہ طنزا جملہ سن کر اسامہ فورا بولا۔

یاور تمھیں تو لگتا ہے خوشی ہو رہی ہے۔۔

نہیں تو۔۔بلکے مجھے تو نفرت ہے اس دو ٹکے کی لڑکی سے۔۔اسکے بھائی نے میرے کزن کا قتل کیا اور ہم اسکے خاندان میں سے لڑکی لا رہے ہیں۔

یاور نے بڑے غصے سے کہا تھا

یہ سنتے ہی دانین فورا بولی یاور ہاں میں سمجھتی ہوں اسکا بھائی قاتل ہگ لیکن اس میں اس بیچاری منتہا کا کوئی قصور نہیں ہے اللہ کرے۔۔بھائی رافع نہ مانیں

ہاں تمھاری تو دوست تھی وہ احمد ماہوسی سے بولا

لیکن ہونا وہی ہے جو اماں سرکار کریں گی بھائی۔۔۔کیا واقعی یہ سب ہو گا۔

دانین بہت بے چین ہو گئی تھی۔

پتا نہیں دانین اب دیکھو کیا کرتی ہیں۔۔دادی جان سب پریشان تھے کوئی بھی اس فیصلے سے خوش نہیں تھا۔۔سوائے اماں سرکار اور یاور کے۔

یہ لیں۔۔لیزا جلدی سے وارڈ بورڈ میں سے اسامہ کا کورٹ لے کر آئی اور اسامہ کو پہنایا۔۔

کیا لگ رہا ہوں۔۔اسامہ نے مسکراتے ہوئے کہا

ہمیشہ کی طرح بہت اچھے۔۔لیزا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا

اچھا مجھے تو لگا تھا میری بیوی میری تعریف ہی نہیں کرے گی

اور یہ آپ کو کیوں لگا۔۔کہ میں اپنے شوہر کی تعریف نہیں کروں گی۔۔لیزا نے جیسے کہا

اسامہ نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

لیزا آئی نو گھر میں جو بھی مسلہ چل رہا ہے میں اسکی وجہ سے تمھیں وقت نہیں دے پاتا لیکن تم اچھے سے سمجھ سکتی ہو نہ۔

ابھی اسامہ کہہ رہا تھا کہ لیزا نے جلدی سے انھیں ٹوکا

اسامہ میں نے کب آپ سے شکایت کی ہے میں اچھے سے جانتی ہوں۔اور میں بھی تو خود چاہتی ہوں نہ کہ ہمارے گھر کی ساری مشکلات حل ہو جائیں۔۔

لیزا کا جواب سنتے ہی اسامہ نے اسے ایک نظر پیار سے دیکھا اور پھر کمرے سے باہر بڑھ گیا

آج سب کورٹ جانے کو تیار تھے رافع آفس سے وہاں پہنچنے والا تھا۔

لیزا۔۔۔وہ کمرے میں تھی جب سبین نے اسے آواز دی

جی امی جان۔۔وہ بڑے شائستہ لہجے میں مخاطب تھی

سبین کمرے میں داخل ہوئی اور آہستہ سے دروازہ بند کر لیا

Urdu Novels Ghar

بیٹھو ادھر۔۔ سبین نے بڑے داز دانہ انداز سے کہا

لیزا انکے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئ

جی کہیے امی کوئی بات ہے۔۔ وہ اب انکے جواب کی منتظر تھی

بیٹا۔۔ میں تم سے یہ کہنے آئی ہوں کہ تمھیں تو پتا ہے ناں گھر میں کیا چل رہا ہے اس وقت۔۔ اور میں نہیں چاہتی کہ میری بہو۔ اس مسلوں میں پڑے دیکھ بیٹا۔ میں تجھے ایک ہی اصلاح دوں گی کہ اماں سرکار اب جو بھی کرنے لگی ہے تو کچھ نہیں کہے گی انکے فیصلے پر میں نہیں چاہتی کوئی تجھے کچھ کہے تم سمجھ رہ ءہو نہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔

لیزا یہ سنتے ہیے اختیار مسکرادی اور سبین کا ہاتھ تھاما

امی جان آپ بلکل بھی فکر نہ کریں جیسا آپ چاہیے گی ویسا ہی ہو گا۔

شکر ہے جیتی رہ میری بچی سبین نے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئ

کورٹ روم میں ہر طرف لوگوں کا ہجوم تھا سب آج فیصلے کے منتظر تھے سلمہ بیگم کے چہرے پر آج جو درد تھا وہ نا قابل بیان تھا

انھیں آج اپنے بیٹے یا بیٹی میں سے کیسی ایک کو چننا تھا

اور دوسری طرف اماں سرکار بڑے پی خوشگوار موڈ میں بیٹھی تھی۔

رافع ابھی تک نہیں آیا اماں سرکار نے مجتبہ سے پوچھا

نہیں اماں سرکار آجاتا ہے۔۔مجتبہ نے دھبی ہوئی آواز میں کہا سب پریشان تھے

اور دوسری طرف سلمہ بیگم خان صاحب اور کرن بیٹھے تھے

کرن منتہا کیوں نہیں آئی ابھی تک۔۔ سلمہ بیگم نے جیسے پوچھا وہ فورا بولی

میں نے کال کی ہے وہ راستے میں آفس سے لیٹ ہو گئ تھی۔

کرن نے سلمہ بیگم کو تسلی دی۔

کمرہ عدالت میں ان دونوں نے اکھٹا قدم رکھا تھا۔منتہا اور رافع نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا

انکھوں میں بے حد نفرت کی جھلکیاں تھی۔۔وہ دونوں ایک ساتھ قدم اٹھاتے اندر بڑھ رہے تھے

چاہے انکے قدموں کی منزل مختلف تھی۔لیکن قسمت نے انھیں ایک راستے پر لا کر چھوڑنا تھا۔

آج رافع مجتبہ بٹ اور منتہا خان۔۔کی زندگی کی عدالت لگی تھی۔سب عجیب ہی کشمکش میں تھے۔۔دانین کی آنکھوں میں آنسو تھے

وہ اپنے بھائی رافع کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا دیکھ سکتی تھی اور اپنی سگی دوست کے ساتھ بھی لیکن وہ خاموش ہو گئ تھی۔

سوری اماں سرکار میں لیٹ ہو گیا۔۔رافع جلدی سے بیٹھ گیا

دوسری طرف منتہانے بھی یہی الفاظ کہے۔

عدالت کی کاروائی شروع کی جائے جیسے جج نے آڈر دیا

اماں سرکار نے

سلمہ بیگم کی طرف دیکھا۔۔شاید فیصلہ ہونے لگا تھا

سلمہ بیگم نے جونہی سرہاں میں ہلایا۔۔

اماں سرکار نے اپنے وکیل کو روکا

ایک منٹ جج صاحب میں کچھ کہنا چاہتی ہوں جیسے اماں سرکار نے کہا

پورا کمرہ عدالت چونک گیا رافع نے چونک کے دیکھا

جی کہیے۔۔۔جج صاحب نے انھیں کھٹ کھڑے میں آنے کا کہا

جج صاحب ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔۔کہ میں یہ کیس واپس لینا چاہتی ہوں۔۔میں انھیں معاف کرتی ہوں

۔۔جج صاحب۔

رافع مجتبہ بٹ بے اختیار کھڑا ہو گیا۔۔۔

منتہا بھی شاک میں آ گئی۔۔۔نعمان بھی سکتے میں تھا۔

دانین کی انکھوں میں آنسو اگئے۔۔اسکے بھائی کا انصاف۔۔

یہ کیا کہہ رہی ہیں سلطانہ جہانگیر بٹ کیا آپ اپنے پورے ہوش و حواس میں ہیں مطلب کیسی دباو کے تحت تو فیصلہ نہیں کر رہی اگر ایسا ہے تو۔ آپ عدالت کو بتا سکتی ہیں۔

نہیں جج صاحب ایسی کوئی بات نہیں ہے اور ناں ہی دباو ہے میں اپنے پوتے کے قاتل کو معاف کرتی ہوں

دادی جان۔۔۔رافع خود کو روک نہ پایا۔۔

لیکن۔۔وہی ہوا۔۔جو۔اماں سرکار نے چاہا تھا عدالت نے کیس واپس لے لیا تھا اور نعمان کو بری کر دیا

ساری عدالت۔۔چونک گئ تھی۔۔دانین احمد شہریار سور اسامہ سب سکتے میں تھے۔انھیں اس حد تک کی امید نہیں تھی۔۔

امی۔۔۔کیا واقعی۔۔یہ یہ فیصلہ منتہا کے لبوں پر خوشی تھی۔لیکن سلمہ بیگم چپ کھڑی تھی انھیں کوئی خوشی نہیں تھی ان میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ منتہا کو سب کچھ بتا سکے۔۔

امی آپ خوش ہیں ناں منتہا نے اپنی والدہ کا ہاتھ پکڑا

سلمہ بیگم نے اتج نظر اپنی بیٹی کو دیکھا۔۔کچھ ہی دیر میں وہ ان سے پرائی ہونے والی تھی۔۔یہ سوچتے ہی انکے دل پر عجیب سی کفیت چھا جاتی۔۔انھوں نے بے اختیار منتہا کو گل لگا لیا۔

کیسی کو کچھ نہیں پتا تھا

دادی جان یہ۔۔یہ کیا کیا آپ نے۔؟

اپ نے حنان کے قاتل کو کیسے معاف کر دیا۔اسنے میرے بھائی کو اتنی بے دردی سے مارا ہے دادی جان ۔۔اور وہ تو آپ کا پوتا تھا۔پھر آپ یہ فیصلہ اور یہ کیس کیسے واپس لے سکتی ہیں

رافع۔۔ مسلسل بول رہا تھا اسکا خون خول رہا تھا۔۔

لیکن اماں سرکار خاموشی سے کھڑی تھی۔۔

میں نے جو کچھ بھی کیا ہے سوچ سمجھ کے کیا ہے رافع۔۔اور بھلائی اسی میں ہے کہ آپ بھی اس فیصلے کو قبول کر لیں ضروری نہیں ہر قتل کا بدلہ قتل ہی ہو۔۔کچھ اور بھی سزہ دی جاسکتی ہے

اماں سرکار نے فاتحانہ انداز سے کہا تھا۔

لیکن دادی جان۔۔یہ آپ۔ابھی رافع کے ہونٹوں پہ زیر لب تھا جب اماں سرکار فورا بولی

میں نے کہاناں۔۔آپ اس معاملے سے دور رہے جب آپکی ضرورت ہو گی تو آپ کو بھلا لیا جائے گا۔۔

اماں سرکار نے کہا اور گاڑی میں بیٹھ گئ۔

وہ وہی کھڑا تھا۔۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے اسے اپنے گھر والوں سے کم از کم یہ توقع نہیں تھی۔جب پیچھے سے کیسی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

رافع۔۔۔اسنے ابھی اپنے نام کی آواز ہی سنی تھی۔کہ وہ پلٹ کے اسکے گلے لگ گیا

نہیں دادی جان اتنا بڑا فیصلہ کیسے کر سکتی ہیں اس نے میرے بھائی کو مارا ہے۔۔ دانین تمھارے بھائی کو انصاف ملنے والا تھا لیکن نہیں۔۔ ملا آج دادی جان نے بتا دیا ہے کہ وہ صرف اپنی گدی پشتی کے آگے کچھ نہیں جانتی۔۔ انھیں کیسی کی پرواہ نہیں ہے

رافع سر۔۔۔۔

یہ۔۔۔ یہ آواز دانین کی نہیں تھی۔۔ وہ منتہا خان تھی جسکے وہ گلے لگا ہوا تھا۔

آواز کو ذہین میں لاتے ہی وہ کرنٹ کھا کر دو قدم پیچھے ہٹا

تم۔۔ تمھاری ہمت کیسی ہوئی مجھ سے بات کرنے کی۔ بولو تمھارا پلین تو کامیاب ہو گیا ناں۔۔ جشن مناو۔ مٹھائیاں بانٹو آخر تم نے اپنے قاتل بھائی کو بچا لیا۔ تم تو چاہتی یہی تھی ناں

م۔۔۔ میری بات تو سنیں منتہا نے مایوسی سے کہا

کیا بات سنو میں تمھاری بولو۔ رافع نے اسے بازو سے کھینچا تھا۔

منتہا ایک دم خاموش ہو گئ۔۔ رافع کی انکھوں میں صرف نفرت تھی

میری بربادی دیکھ کے ہار دیکھ کے مجھ سے ہمدردی کرنے آئی ہو اگر شکریہ ادا کرنا ہے ناں تو میری اماں سرکار کا کرو۔۔ میری نظروں میں آج بھی تمھارا بھائی قاتل ہے رہے گا۔ ہمیشہ سن لیا تم نے۔ اور آئندہ سے کبھی مجھے اپنی شکل مت دیکھانا۔ کبھی بھی نہیں

رافع نے اسے جھٹک کے پیچھے کیا۔۔

منتہاکی انکھوں میں نمی چھا گئ۔۔

دادی جان۔۔ آپ نے یہ کیوں کیا۔ آپ کو زرا سا بھی اندازہ ہے رافع بھائی کی حالت کا۔ وہ اتنے درد میں ہوں گے۔ ابھی تک گھر واپس نہیں آئے

دانین کی حالت پاگلوں والی ہو گئ تھی رات کا 1 بج رہا تھا اور رافع ابھی تک گھر نہیں آیا تھا

پریشانی سے اس سے سویا بھی نہیں جا رہا تھا۔

دانین آپ سونے چلی جائیں وہ خود ہی آجائے گا اماں سرکار نے شائستہ لہجے میں کہا

کیسے سو جاوں میں بولیں۔۔ میر بھائی ابھی تک گھر نہیں آیا میرے قاتل بھائی کو انصاف نہیں ملا۔

اور آپ کہہ رہی ہیں میں سکون سے سو جاوں۔۔ آپ اتنی بے رحم کیسے ہو سکتی ہیں

دادی جان۔۔ میں نے رافع بھائی کو پہلی دفعہ ٹوٹتے ہوئے دیکھا ہے

وہ پہلی دفعہ میرے پاس نہیں آئے اپنی بات مجھ سے شئیر نہیں کی

پتا نہیں کہاں ہوں گے وہ۔۔

دانین کی آواز حلق میں اٹک رہی تھی اس سے صبح سے بولا تک نہیں جا رہا تھا

اور اسکے بر عکس اماں سر کار خاموشی سے کھڑی تھی

آپ کچھ بول کیوں نہیں رہی کیا کرنے والی ہیں۔ آپ رافع بھائی کے ساتھ بولیں

دانین نے جیسے کہا اماں سر کار نے اسکے منہ پر زور دار تھپڑ رسید کیا

جو بھی کرنے لگی ہو۔اسکی بھلائی کے لیے کرنے لگی ہوں دانین۔ آپ اس معاملے سے دور رہیے اور یہ کیسے آپ مجھ سے بات کر رہی ہیں میں بڑی ہوں اس گھر کی اس گھر میں وہی ہو گا جو میں چاہوں گی۔

حنان بھائی کا کیا۔۔ دانین کے الفاظ میں اس قدر درد تھا۔۔

کہ اماں سر کار ایک دم سمٹ کہ رہ گئ۔

اسکے لیے یہ سب کر رہی ہو آپ کو کیا لگتا ہے میں نے اپنے پوتے کے قاتلوں کو اتنی اسانی سے چھوڑ دوں گی نہیں۔ انھئں ایسا درد دوں گی کہ ساری زندگی گھٹ گھٹ کے مر جائیں گے۔ ایک دفعہ ہی نہیں ماروں گی۔ آئستہ آہستہ ماروں گی کہ انھیں یاد رہے کہ انھوں نے اماں سر کار سے پنگا لیا تھا۔

اماں سر کار اپنے پورے انتقام لینے کے لیے تیار تھی۔۔

دانین کچھ دیر وہی کھڑی رہی پھر کمرے سے باہر نکل گئ وہ ابھی کمرے سے باہر نکلی تھی کہ یاور اندر آتا ہوا دیکھائی دیا

وہ دانین کا چہرہ دیکھ کر بہت زیادہ مسکرایا۔اور اندر داخل ہوا

ارے واہ۔۔اماں سرکار آج تو آپ نے اپنی لاڈلی پوتی کو بھی تھپڑ مار دیا۔

وہ ہنسا تھا

جو میرے راستے میں رکاوٹ پیدا کرے گا۔ان سب کے ساتھ ایسا رویہ رکھوں گی۔

اچھا اب آپ کیا کرنے والی ہیں۔مطلب ایک تو پتا آپ نے چھینک دیا۔اب رافع کو کیسے منائیے گی اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے پر۔

یاور اب بڑے متجسس انداز میں پوچھ رہا تھا جیسے وہ اس معاملے کو بڑا انجوائے کر رہا ہو۔

رافع مان جائے گا یاور بس تم دیکھتے جاو۔میں کرتی کیا ہوں۔اور ہاں تم نے دانین لوگوں کو بتا دیا کہ میں منتہا اور رافع کا نکاح کروانے لگی ہوں

ہاں۔۔دادی جان جیسے آپ نے کہا ویسے ہی بتا دیا میں نے۔بس اب دھیان رکھیے گا۔اس دانین کا۔مجھے تو اس کا ڈر ہے۔

یاور نے جان بھوج کر کہا

کیسا ڈر۔؟اماں سرکار پلٹی

میری پیاری سی اماں سرکار۔۔آپ کو نہیں پتا۔اسکا رافع کے ساتھ کتنا لگاو ہے وہ کبھی ایسا نہیں ہونے دے گی۔اگر اسے یہ پتا چلا کہ ہم ونی کے طور پر منتہا کو لے کر آرہے ہیں وہ رافع کو بتا دے گی۔

یاور کے چہرے پر پریشانی تھی

کچھ نہیں ہو گا یاور مجھ پر یقین رکھو۔ اماں سرکار نے بڑے سکون سے کہا تھا

دانین چپ کر جاو۔ یار دیکھو کیا حالت بنالی ہے تم نے مل جاتا ہے رافع۔

شہریار نے اسے حوصلہ دیا احمد ڈرائیو کر رہا تھا۔ اور اہل اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا اور شہریار دانین کے ساتھ پیچھے بیٹھا تھا

لیکن اسامہ کو وہ ساتھ نہیں لائے تھے۔

م۔۔مجھے نہیں پتا۔ شہریار بھائی کو کال کرو۔ انھیں کہو ایک دفعہ تو مجھ سے بات کر لیں۔ وہ کہاں ہوں گے

دانین خود کو سنبھال نہین پا رہی تھی اہل کو اس قدر درد ہو رہا تھا۔ وہ اسے اپنے گلے لگانا چاہتا تھا اسے ۔۔ حوصلہ دینا چاہتا تھا لیکن وہ خاموش تھا۔

دانی میری جان۔۔ ابھی ہم رافع بھائی کے ساتھ جا رہے ہیں ناں۔

شہریار نے اسے اپنے گلے لگا لیا۔

احمد جلدی کر۔۔

شہریار چلایا تھا۔۔

وہ ایک سنسان سی جگہ پر تھا جو اسکے آفس کی جگہ سے تھوڑی دور تھی۔جب ان سب نے رافع کی وہاں گاڑی دیکھی تو وہ جلدی سے اس جگہ کی طرف بڑھے۔

دانین سب جلدی جلدی سے قدم اٹھا رہے تھے۔۔وہ بے بس مایوسی۔سے بیٹھا تھا۔آسمان کو تکتا ہوا چہرہ پورا آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا

بھائی۔۔۔دانین دیکھتے ہی اونچی سے صدا دی۔

رافع نے جیسے دانین کی آواز سنی۔وہ جلدی سے کھڑا ہو گیا

بھائی۔۔۔آپ ٹھیک تو ہیں ناں۔۔وہ فوراً اسکے گلے لگ گئ۔۔ہاتھوں کی گرفت مضبوط تھی۔وہ اب اسے کہی نہیں جانے دے گی۔

آپ۔۔کہاں تھے بھائی آپ کو پتا بھی ہے۔م

۔۔میری کیا حالت ہو گئ تھی۔ایک ایک دفعہ تو کال کر لیتے۔وہ مسلسل بولے جا رہی تھی

رافع نے اسے اپنے سے الگ کیا دانین کے چہرے پر آنسو صاف کیے

مجھے معاف کر دو گڑیا میں حنان کو انصاف نہیں دلا سکا۔

یہ سنتے ہی دانین تڑپ اٹھی تھی اسنے رافع کے چہرے پر آتے آنسو صاف کیے۔

بھائی ایسا مت کہے اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔آپ کیوں خود کو اذیت دے رہے ہیں۔۔

سارے گھر والے نعمان کو مل رہے تھے سلمہ بیگم نے اسے اپنے ساتھ سینے سے لگایا تھا کرن اسکے لیے کھانا لائی تھی۔

لیکن منتہا۔ بلکل خاموش تھی اسے بار بار رافع کا چہرہ یاد آ رہا تھا

کتنی نفرت تھی اسکی انکھوں میں۔۔ وہ اسکے خیال سے نکل ہی نہیں پا رہی تھی

وہ بلکل ٹوٹ چکا تھا آج۔۔ اسکے بھائی کو انصاف نہیں ملا تھا

منتہا اسی سوچ میں گم تھی جب اسنے سلمہ بیگم سے پوچھا

امی۔۔ یہ یہ اماں سرکار نے اتنی آسانی سے کیسے کہہ دیا آپ کی تو بات نہیں ہوئی اس سے۔۔

منتہا اب جواب کی منتظر تھی۔

سلمہ بیگم نے شرمندگی سے نظریں جھکا دی۔ وہ اپنی بیٹی کو کیسے بتاتی

کہ اپنے بیٹے کی خاطر اسنے اپنی بیٹی کو بیچ دیا تھا۔۔

امی آپ خاموش کیوں ہیں بتا کیوں نہیں رہی۔ کیا آپ کی بات ہوئی تھی اماں سرکار سے

منتہا کو اب سلمہ بیگم کی خاموشی بے چین کر رہی تھی۔ وہ بار بار انکے چہرے کو پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی جو شرمندگی سے جھکا ہوا تھا

امی۔۔بولیں۔۔وہ پھر سے بولی۔

میں نے ایک معاہدہ کیا ہے سلطانہ صاحبہ سے۔سلمہ بیگم اپنے الفاظ کو اکھٹا کرنے کی کوشش کر رہی تھی

کیسا معاہدہ؟منتہا کی پریشانی اب اور بڑھ گئ تھی۔

نعمان کے بدلے اسنے تمھیں ونی کے طور پر مانگا ہے۔"یہ الفاظ اسکے جسم سے روح نکال دینے کے" برابر تھے۔منتہا کی سانسیں ایک دم سمٹ کر رہ گئ تھی۔

خاموشی۔۔۔ہر طرف خاموشی تھی۔۔

مطلب؟وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔

ہاں بیٹا میں صیح کہہ رہی ہوں انہوں نے یہ کیس صرف اسی بنا پر واپس لیا ہے کہ وہ تمھیں اپنے پوتے رافع مجتبہ بٹ کے لیے ونی کے طور پر لیں۔۔بیٹا میں مجبور ہو گئ تھی میرے دونوں ہاتھ بندھ چکے تھے میں۔۔میں کیا کرتی اگر میں راضی نہ ہوتی تو وہ تیرے بھائی کو پھانسی پر چڑھا دیتی منتہا میری جان تو سمجھ رہی ہے ناں میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔

وہ بلکل پتھر کی مانند ہو چکی تھی۔۔اسکی ساری خواہشات سارے جذبات۔احساسات کا قتل ہو چکا تھا ۔۔آج منتہا خان مر گئ واقعی وہ مرنے کے ہی برابر تھی۔آج اسکی سگی ماں نے اسے بیچ دیا۔ا۔۔۔ایک دفعہ بھی منتہا کا نہیں سوچا۔کہ اسکی زندگی کا کیا ہو گا

وہ کیسے رہے گی۔ نہیں سوچا تھا سلمہ بیگم نے کیونکہ منتہا لڑکی تھی۔ہاں آج واقعی فرق کر دیا تھا لڑکیوں کو ہمیشہ کی طرح پیچھے رکھا جاتا۔

منتہا کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔وہ کچھ نہیں بول رہی تھی۔اسنے اپنے والد کی طرف دیکھا شاید اسے کوئی امید تھی۔

لیکن نہیں سارے چھوڑ گئے۔۔سب کے سب۔اسکے والد نے بھی نظریں جھکا دئیں۔مطلب وہ بھی راضی تھے اپنی بیٹی کو ایسے بھیجنے میں۔۔وہ انکی سگی اولاد تھی۔کیسے کر لیا۔میں تو اپنے امی ابو سے اتنا پیار کرتی تھی ایک۔۔ایک دفعہ بھی انہوں نے میرے بارے میں نہیں سوچا۔میرے پیار کے بارے میں نہیں۔

منتہا۔۔کل یا پرسوں وہ تمھارا نکاح پڑھوا کے تمھیں لیں جائیں گے بیٹا۔لیکن تو تو میری بہادر بچی ہے ناں اپنے بھائی کے لیے اتنا تو کر سکتی ہے

سلمہ بیگم نے اسے اپنا فیصلہ بتایا تھا یہ سنتے ہی وہ بھڑک اٹھی۔

اور زور زور سے غرائی۔۔

نہیں ہوں بہادر میں۔۔امی نہیں ہے مجھ میں اتنی ہمت اتنی مضبوط نہیں ہوں میں۔ کہ اپنی جذبات و خواہشات کو مار دوں۔ایک دفعہ آپ نے میرے بارے میں نہیں سوچا۔ کہ میرا کیا ہو گا۔وہ اماں سرکار میرے ساتھ کیا کرے گی۔۔

بیٹا یہ سب تمھارے بھائی کے لیے

ارے بس کر دئیں امی۔بھائی بھائی۔ آپ نے آج بتا دیا ہے کہ آپ کو اپنے بیٹے سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے ارے ہم بیٹیاں ہیں تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے بولیں ابو آپ کیوں خاموش کھڑے ہیں۔

میں آپ کی وہی منتہا بیٹی ہوں جو رات کو اٹھ اٹھ کے آپ کا بخار چیک کرتی تھی اور۔۔۔اور یاد ہے اپکو آپ میرے ماتھے پر بوسہ لیتے ہوئے کہتے تھے تو۔

تو میرا بیٹا ہے۔۔میں تمھیں کہی نہیں جانے دونگا۔

اب کیا ہو گیا ہے ابو۔۔اب آپ کی بیٹی کو سرے عام بیچا جارہا ہے۔اب کیوں نہیں میرے حق میں بول رہے کیوں نہیں منع کیا امی کو۔

باجی۔۔ آپ بیٹھ جائیں۔۔ نعمان اگے بڑھا۔۔ لیکن منتہا نے اسے وہاں روک دیا

نعمان تو۔کچھ مت کہہ اس میں تمھارا کوئی قصور نہیں ہے قصور تو ہمارا ہے جو ہم لڑکیاں ہیں۔ آپ سب لوگوں کی یہی خواہش ہے ناں۔ تو ٹھیک ہے۔

ہاں باندھ لیتی ہوں زندہ جی اپنے سر پر کفن اور یہی مان لوں گی کہ میں مر چکی ہوں اپنے گھر والوں کے لیے۔اور۔یہ جھوٹی ہمدردیاں نہ کریں میرے ساتھ کوئی بھی خدا کی قسم۔اسکے بعد آپ کبھی بھی کیسی منتہا کو نہیں دیکھے گے

یہی چاہتی تھی ناں آپ امی۔۔اب آپ کو اپکے بیٹے کی خوشیاں مبارک ہو۔۔

منتہا کے ہاتھ پاوں کانپ رہے تھے زبان میں بھی لرزش تھی۔آنکھوں میں ہزار شکوے۔تھے لیکن وہ چلی گئ۔۔

سب شرمندگی سے ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے۔

کیسی نے آج کچھ نہیں کہا۔۔اور واقعی منتہا اکیلی رہ گئ تھی

اماں سرکار سامنے صوفہ پر بیٹھی تھی انکے ساتھ پہلوں میں

دانین رافع۔احمد اسامہ شہریار۔بیٹھے تھے

اور سب گھر والے۔سب کی نگاہوں کا مرکز اماں سرکار تھیں۔۔

یاور دل ہی دل میں جشن کا انتظار کر رہا تھا کہ کب۔اسکا آغاز ہو۔

رافع بہت مشکل سے بیٹھا تھا وہ سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا اماں سرکار کا لیکن دانین کے کہنے پر وہ آگیا۔

آپ سب سوچ رہیں ہوں گے کہ میں نے آپ سب کو یوں اکھٹا کیسے کیا ہے۔ لیکن آج جو میں کہنے جا رہی ہوں میرے خیال سے وہ سب کو پتا لگنا چاہیے۔

مجھے پتا ہے۔ آج سارے گھر والے مجھ سے ناراض ہوں گے۔ رافع بھی۔

اماں سرکار نے اسے دیکھا جو سر جھٹکائے بیٹھا تھا

آپ سب کو یہ لگتا ہے کہ میں نے اپنے پوتے کے قاتلوں کو اتنی آسانی سے چھوڑ دیا۔ اتنی آسانی سے معافی دے دی۔

نہیں اتنی رحم دل نہیں ہوں میں۔ سلطانہ جہانگیر بٹ نے آج تک کوئی کام دل سے نہیں کیا۔ اور یہ فیصلہ بھی میرا تھا۔

میں نے اس خاندان کو پوری زندگی اذیت میں رکھنا ہے اتنی اذیت کے وہ دوبارہ کیسی کو قتل کرنے کا سوچیں گے بھی نہیں

انہوں نے میرے پوتے کو ایک گولی ماری تھی ناں۔ میں انھیں ہر روز ویسے ہی تڑپا تڑپا کے گولیاں ماروں گی۔۔ تاکہ انھیں بھی درد کی شدت کا احساس ہو۔

میں نے فیصلہ کیا ہے کہ رافع مجتبہ بٹ کا نکاح انکی چھوٹی بیٹی منتہا خان سے پڑھوا دیا جائے۔

رافع ایک دم چونک گیا۔ اسے لگا کہ جیسے کیسی نے اسکے اعصاب پر گہرا سرد وار کیا ہو۔

ہاں نکاح۔۔

اماں سرکار۔۔ رافع کے والد نے جیسا کہا اماں سرکار نے اسے ٹوکا

مجھے پتا ہے آپ یہی کہے گے کہ قاتلوں کے ساتھ ہم کیوں کوئی تعلق رکھے

صیح سوچ رہیں ہیں آپ۔۔ لیکن ہم نے اس لڑکی کو اسکے بھائی کے بدلے ونی کے طور پر لیا ہے ناں کہ اس گھر کی بہو بنایا ہے

رافع کی بیوی وہ دو ٹکے کی نہیں ہو گی۔ اسکو تو اس گھر میں اسکی غلطیوں کی وجہ سے لیا جائے گا۔ اور یہ تو بس نکاح ایک کاغذی نشاندہی ہے۔ اسکے بعد رافع کی ہم خود اچھی جگہ شادی کریں گے۔

آپ سب لوگ سمجھ رہے ہیں ناں۔۔

اماں سرکار بڑے شائستہ لہجے میں مخاطب تھی دانین اپنے آنسوؤں کو روک نہیں پائی اسے واقعی آج اپنی دادی کی ایک اور روپ دیکھا تھا جس میں بس وہ اپنا ہی سوچتی تھی صرف اپنا ہی۔

یہ نہیں ہو گا اماں سرکار۔ میں آپ کا یہ فیصلہ ہرگز قبول نہیں کروں گا۔

وہ زور زور سے غرایا تھا

آپ نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے کوئی کھلونا ہوں میں جو جی میں آیا کر دیا میں آپ کا ہر فیصلہ مان لیتا لیکن یہ فیصلہ مجھے قبول نہیں

کیسے میں اس خاندان کے ساتھ کوئی تعلق جوڑ لوں۔۔ جسنے میرے بھائی کو اتنی بے دردی سے مار دیا اور آپ مجھے ہی اس آگ میں جلستا اکیلے چھوڑ رہی ہیں

رافع میری بات سنیں کل آپ کا اس لڑکی سے نکاح ہے گھر میں ہی رہیے گا۔وہ جیسے اپنا فیصلہ سنا رہی تھی

۔

دادی جان۔۔ آپ یہ کیسے کر سکتی ہیں رافع کے ساتھ۔اس سے ایک دفعہ پوچھ تو لیتی۔اسامہ نے بولنا چاہا لیکن سبین نے اسے روکا۔

تمھیں کیا ضرورت ہے وہ کونسا تیرا سگا بھائی ہے۔۔ سبین نے آئستہ سے کہا تھا

یاور سب کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا خاص کر دانین اور رافع کو دیکھ کے تو وہ بہت زیادہ خوش تھا۔

آپ کے فیصلے اپ کو مبارک ہو۔۔وہ یہ کہہ کر پلٹا تھا جب اسکی ماں شہانہ نے اسے روک لیا

رک جا میری جان۔۔مان لے بات اماں سرکار کی۔۔

امی آپ بھی۔رافع کا دل ٹوٹ گیا تھا۔

Urdu Novels Ghar

ہاں بیٹا مان جا۔۔جو اماں سرکار کہہ رہی ہیں ویسے ہی کر لے۔اور ویسے بھی وہ کونسا تیری بیوی ہو گی۔بس اسے گھر میں لانا ہے میری جان۔

شہانہ بیگم اپنے سینے پر پتھر رکھ کے بولی تھی اور وہ یہ سب اماں سرکار کے دباو کی وجہ سے بولی تھی۔اماں سرکار نے شہانہ سے کہا تھا

کہ اگر اسکا بیٹا۔ناں مانا۔تو وہ اسے دولت کے آفس کے ہر حصے سے نکال دے گی اور سڑکوں پہ لا دے گی

۔اسی ڈر سے انہوں نے ہامی بڑھ لی

دیکھ ان ہاتھوں کو رافع۔۔جیسے شہانہ نے اسکے آگے ہاتھ جوڑے دانین فوراانکے پاس آئی

تائی جان ایسا مت کریں۔۔

دانین تو کہہ رافع کو وہ تیری بات مان لے گا مجھے یقین ہے۔۔شہانہ نے دانین کو کہا۔

جو خود ٹوٹ گئ تھی۔رافع مجتبہ پر اتنا بڑا ظلم وہ دیکھ نہیں پا رہی تھی۔اور آج دیکھو وہ رافع کے لیے کچھ نہیں کر سکتی تھی

ر۔۔۔رافع۔۔بھائی۔۔ا۔۔آ۔۔آپ مان جائیں ناں۔۔دانین نے جیسے کہا

رافع نے اسے دیکھا۔۔

اسکی آنکھوں میں بے بسی تھی۔۔

وہ بنا کچھ کہے کمرے سے چلا گیا۔احمد شہریار سب مایوس ہو گئے تھے

کل نکاح کی تیاری کی جائے۔۔اماں سرکار یہ کہہ کر وہاں اے رخصت ہو گئ

یاور نے فاتحانہ انداز سے اماں سرکار کو دیکھا۔۔اور انکے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

آج پھر وہ چاروں بکھریں تھے ہاں۔۔بس فرق اتنا تھا کہ آج یاور علی بٹ کی جیت ہوئی تھی۔

اور اسکی خوشی سے کوئی واقف نہیں تھا۔

دانین خاموش کمرے میں بند ہو گئ تھی۔اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ رافع کا سامنا کر سکے۔

وہ خود کو بار بار کوس رہی تھی کہ اسنے رافع کو یہ کیوں کہا۔

بھائی کو صرف مجھ سے امید تھی کہ میں انکی سائیڈ لوں گی لیکن

نہیں۔میں نے انکا مان توڑ دیا۔۔انکا اعتبار میں نے بیت غلط کیا ہے بہت زیادہ

وہ گھٹنوں میں منہ دھونسے روئے جا رہی تھی۔

اور دوسری طرف۔

رافع مجتبہ بٹ آج بلکل بکھر چکا تھا۔۔ٹوٹ گیا تھا ساری خواہشات سارے جذبات بکھر گئے۔۔اسکے

ساتھ آج جو بھی ہوا وہ اسکی توقع سے باہر تھا وہ کیسے اس سے نکاح کر سکتا ہے

نہیں وہ تو اسکو جانتا بھی نہیں ہے پھر کیسے۔۔

آج اسے صرف ایک بندے پر یقین تھا اور وہ دانین تھی کہ جو اسکے ساتھ کھڑی رہے گی۔ لیکن نہیں وہ اکیلا تھا۔

منتہا بھی آج بے بس مایوس بیٹھی تھی اکیلی کوئی اسکے ساتھ نہیں تھا۔ کوئی بھی نہیں

(آج کے بعد مجھے اپنی شکل مت دیکھانا۔ چلی جاو یہاں سے)

اسے رافع کا چہرہ یاد آیا وہ آنکھیں جس میں صرف اسکے لیے نفرت تھی۔۔ صرف نفرت تھی۔

رافع مجتبہ بٹ سے وہ کیسے نکاح کر سکتی تھی۔ کیسے۔ جو شخص اس سے نفرت کرتا ہو اسکا چہرہ تک نہ دیکھنا چاہتا ہو وہ کیسے اسکے ساتھ نکاح کر سکتی تھی۔ یا آللہ آج میرے ساتھ کوئی نہیں ہے سب نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔ میرا ساتھ دیجیے گا۔ زندگی کی کھٹن راہوں میں۔

منتہا نے آسمان کی طرف نگاہیں بلند کی۔۔ ساری خواہشات دم توڑ گئ تھی

وہ تینوں ایک ہی درد میں مبتلا تھے۔۔ سب ٹوٹ گئے۔ تھے اور یاور اپنی خوشی میں خوش تھا۔ آج کی رات ان تینوں کے لیے کوئی قیامت سے کم نہیں تھی

دانین۔۔۔ اہل نے جیسے دانین کو دیکھا وہ فوراً اسکی طرف بڑھا۔ جو مایوسی سے کلاس میں اکیلی بیٹھی تھی

کیا ہوا ہے دانین تم خاموش کیوں ہو؟

دانین نے جیسے اہل کی آواز سنی وہ فورا اٹھی اور اسکے گلے لگ گئ۔

اہل میں بہت بری ہو۔ بہت زیادہ میں نے رافع بھائی کو اکیلا چھوڑ دیا۔ انھیں مجھ پر یقین تھا لیکن میں نے بھی انکا ساتھ نہیں دیا۔ میں کیا کروں۔ میں کیسے انکے سامنے جاوں۔ اماں سرکار نے انکی زندگی برباد کر دی ہے۔۔ وہ بہت ٹوٹ گئے ہیں اہل

اہل نے اسے مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔۔ پھر اسے اپنے سامنے کیا چہرے سے آنسو صاف کیے اور بے اختیار اسکی پیشانی کو چوما

تم نے کچھ نہیں کیا دانین۔ تم نے کوئی رافع کا مان نہیں توڑا

اب بتاو ہوا کیا ہے۔

دانین نے ساری بات۔ اہل کو بتائی اہل خود چونک کر رہ گیا

کیا واقعی دانین آج نکاح ہے رافع اور منتہا کا۔۔

ہاں اہل۔۔ اور تمھیں پتا ہے۔ کوئی کچھ نہیں بولا۔ اماں سرکار نے فیصلہ سنا دیا ہے

یہ۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے دانین دافع بھائی کی زندگی کا کیا۔ چلو رافع تو کیسی اور سے نکاح کروا لے گا لیکن اس بیچاری منتہا کا کیا

اسکو کس بات کی سزہ دی جارہی ہے قتل تو اسکے بھائی نے کیا ہے ناں۔

تو سزہ اسے کیوں۔

اہل بھڑک اٹھا تھا

وہی تو اہل۔۔میں خود حیران ہوں منتہا کا کیا ہو گا اس کی خواہشات کا۔میں بہت بری ہوں ناں میں اپنے بھائی کو بچا پائی اور ناں ہی اپنی دوست کو۔

یہ سنتے ہی اہل نے اسے اپنی طرف کیا

دیکھو دانین اس میں تمھارا کوئی قصور نہیں ہے جب گھر کے بڑے۔چپ ہو گئے تو تمھارے بولنے سے کیا ہو جاتا۔

اہل

ہاں۔۔۔اسنے اپنی گہری نظروں سے دانین کو دیکھا

تم مجھے چھوڑ کر تو نہیں جاوگے ناں۔۔یہ سوال اسنے بڑی منتظر نگاہوں سے پوچھا تھا

وہ ہلکا سا مسکرایا اور اسکے قریب آیا

کبھی نہیں چھوڑوں گا تمھیں دانین۔اہل نیازی کی محبت ہو تم۔

وہ جیسے اسے اپنا مان چکا تھا۔اور یہی مان دانین کو سکون دے گیا

Urdu Novels Ghar

کرن نے لال جوڑا اسے لا کر دیا

منتہا یہ پہن لو۔۔

وہ چپ کمرے میں بند تھی۔لائٹس جیسے آن ہوئی اسکی انکھوں میں ابھی تک نمی تھی

اسنے ایک نظر کرن کی طرف دیکھا جو بے بسی سے کھڑی تھی

کرن باجی۔۔ابھی وہ کچھ کہتی کہ کرن نے اسکی بات کاٹ دی

جلدی سے تیار ہو کر باہر آجانا وہ لوگ آتے ہوں گے۔۔سب اسے چھوڑ گئے تھے

کیسی کو اسکی پرواہ نہیں تھی۔آج سب بھول گئے تھے منتہا کو۔

وہ اسے باہر ن جاتا دیکھ رہی تھی۔

بھائی آپ منع کر دیئں آپ کیوں خاموش ہو گئے ہیں شہریار نے رافع کو کہا

جو چپ بیٹھا تھا۔

دانین کہاں ہے شہریار۔۔؟اسنے بس اتنا ہی پوچھا تھا

و۔۔وہ کمرے میں ہے یونی سے جلدی گھر اگئ تھی اسکی طبیعت نہیں ٹھیک

جیسے شہریار نے بتایا وہ فورا بھڑک کے اٹھ کھڑا ہوا

کیا ہوا ہے دانین کو وہ۔ ٹھیک تو ہے۔۔ کہاں ہے وہ۔ اور تم لوگوں نے مجھے بتایا کیوں نہیں

بھائی بھائی حوصلہ رکھیں وہ ابھی ٹھیک ہے۔۔

شہریار نے کہا تھا لیکن وہ تو بات نظر انداز کیے فورا دانین کے کمرے کی طرف بڑھا

وہ خاموش کمرے میں بیٹھی تھی جیسے اسنے رافع کو دیکھا

اسنے شرمندگی سے نظریں جھکا دی۔

کیا ہوا ہے میری گڑیا کو۔۔ وہ اب اسکے پہلوں میں بیٹھا تھا دانین نے چہرہ جھکایا ہوا تھا

دانین تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں تمھاری طبعیت نہیں ٹھیک کتنی دفعہ کہا ہے میں نے کھانا صیح سے کھایا

کرو اچھے سے سویا کرو۔ لیکن نہیں میری بات تو ماننی نہیں ہے

وہ سامنے ٹیبل پر پڑی میڈیسن دیکھ رہا تھا۔

بھائی۔۔ دانین یہ کہتے اسکے گلے لگ گئی۔۔

مجھے معاف کر دئیں بھائی میں نے آپ کا مان توڑ دیا بھائی آپ نے مجھ سے اتنی توقع کی تھی لیکن میں کچھ

نہیں کر پائی مجھے معاف کر دئیں۔۔ میں بہت بری ہوں ناں بھائی۔۔ بہت زیادہ

وہ دانین کی یہ بات سنتے ہی ہلکا سا مسکرایا اسے اپنے سامنے کیا

یہ کس نے کہا کہ میری گڑیا نے میرا اعتبار توڑا ہے۔ دانین کبھی رافع کا اعتبار نہیں توڑ سکتی۔ اور مجھے اج بھی اور ہمیشہ سے دانین سے توقع رہے گی۔

اور رہی بات نکاح کی۔ تو وہ میں نے امی کے کہنے پر کرنے لگا ہوں۔ اور پلیز تم رویا نہ کرو تمھیں پتا ہے ناں میں تمھیں روتا ہوا دیکھ نہیں سکتا

بھائی آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں ناں

نہیں میری جان۔۔۔ رافع نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما۔

اور اسی ثناء کے دوران شہریار۔ اسامہ اور احمد ہاتھوں میں ڈھیر سارے پھول دانین کے لیے لے کر آئے۔۔

گیٹ ویل سون۔۔ میری چڑئیل۔ احمد نے جیسے اس سے کہا وہ سب ایک دوسرے کے گلے لگ گئ۔

ہماری پیاری سی بہن۔ شہریار نے اسے کہا۔۔

آج پھر ان سب نے دانین کو سمیٹ لیا تھا وہ کبھی اسے اکیلا نہیں ہونے دیتے تھے۔۔ سب اوپر سے خوش تھے لیکن اندر سے ٹوٹ چکے تھے

،شہانہ تم خوش تو ہو ناں۔۔ سبین نے جان بھون کر کہا۔۔

وہ سن کر خاموش ہو گئ۔۔

کب تک نکل رہے ہیں سب؟ سبین نے پھر سے سوال کیا

ابھی آدھے گھنٹے میں۔۔شہانہ نے مختصر سا جواب دیا تھا

ٹھیک ہے ویسے مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے تمھارے بیٹے پر۔بیچارا رافع۔۔کیسے اس لڑکی کے ساتھ رہے گا۔

وہ اسکی بیوی نہیں ہے بھابھی۔۔وہ غصے سے بولی تھی

بی بی نکاح کر رہا ہے تمھارا بیٹا اس کے ساتھ۔اور انسان جس کے ساتھ نکاح کرتا ہے ناں وہ ساری زندگی اسکا ہو جاتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں وہ لڑکی اسکی زندگی میں اجائے گی

مجھے حیرانگی ہو رہی تھی تم نے یہ کیسے کہہ دیا مطلب اپنے حنان بیٹے کا تو سوچ لیتی۔اسی کے قاتلوں کے ہاں۔۔تعلق۔

آپ چپ کر جائیں بھابھی۔۔شہانہ نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گئ۔

وہ ابھی کمرے سے باہر نکلی تھی پیچھے سے یاور داخل ہوا

کیا ہوا ہے امی؟

کچھ نہیں ہوا ویسے میڈم کا موڈ بنا ہوا ہے اس میں ہمارا کیا قصور ہے بیٹا تمھارا نکاح کر رہا ہے بھلائی کا تو زمانہ نہیں رہا

وہ غصے سے بولی تھی

یاور یہ سنتے ہی ہنس دیا۔اچھا چھوڑیں میرے کپڑے پریس کر دئیں ہم نکلنے لگے ہیں

تو بھی ساتھ جا رہا ہے؟

ہاں۔۔یاور نے مختصر سا جواب دیا۔

تو نے وہاں جا کر کیا کرنا ہے رہنے دے یاور انکا معاملہ ہے خود ہی سنبھالے

جیسے سبین نے کہا وہ فورا بولا

نہیں میری پیاری سی امی۔۔یہ دن بھلا میں کیسے مس کر سکتا ہوں۔۔آج کا دن بہت خاص ہے میرے لیے۔

وہ یاور کی بات سمجھ نہیں پائی تھی۔

اسے دلہن کے لال جوڑے میں باہر لایا جا رہا تھا۔۔منتہا خاں آج مر گئ تھی

منتہا کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے۔۔یہ الفاظ کیسی سور پھوکنے کی مانند اسکے سارے جذبات کو قتل کر دینے کے برابر تھے۔پورا جسم خوف سے کانپ رہا تھا۔

ہاتھوں میں اتنی لرزش تھی کہ صیح سے سائین بھی نہیں ہو رہے تھے آج منتہانے خود کو بیچ دیا تھا۔آج وہ ایک ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزارنے جارہی تھی جو اس سے صرف نفرت کرتا ہے صرف نفرت

۔۔

کیا آپکو نکاح قبول ہے قاری نے جیسے کہا۔۔اسکے بازو پر کیسی نے دباو ڈالا۔

"قبول ہے۔"

" قبول ہے"

قبول ہے۔۔تین دفعہ کہہ چکی تھی وہ۔۔اور آج ابھی سے وہ اپنا سب کچھ رافع مجتبہ بٹ کے نام کر چکی تھی اب ساری زندگی اسے اسکے نام کے سہارے گزارنی تھی خاموشی سے۔۔

سب گھر والے خوش ہو گئے اماں سرکار نے فاتحانہ انداز سے سب کو دیکھا۔

اور پھر ایک نظر منتہا کو دیکھا جو بے بس مایوسی سے خاموش بیٹھی تھی۔

رافع بلکل خاموش تھا ایسے جیسے وہ کیسی پتھر کی مانند ہو گیا ہو

ان دونوں کی زندگی ناچاہتے ہوئے بھی ایک موڑ پر رکی تھی ان دونوں کے راستے جدا تھے لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔وہ ایک دوسرے کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مل گئے تھے۔

زندگی کبھی کبھی کیسے امتحانات سے انسانوں کو آزماتی ہے وہ شخص جس سے آپ نفرت کرتے ہوں جسکا چہرہ آپ دیکھناتک نہ پسند کرتے ہوں۔اور جب وہی انسان وقت کی آزمائش میں آپ کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جڑ جائے تو سب کچھ بدل جاتا ہے۔

اسنے مڑ کر واپس نہیں دیکھا کیوں وہ دیکھتی اس گھر کو دوبارہ۔جس گھر نے اسے تنہا چھوڑ دیا تھا اسکی خواہشات کا جیتے جی قتل کر دیا تھا۔وہ کیسے اسے مڑ کر دیکھتی منتہا کیسی کے گلے نہیں لگی تھی کیسی کی ہمدردی نہیں لی وہ بلکل خاموش ہو گئ تھی

گاڑی جیسے گھر داخل ہوئی دانین جلدی سے باہر آئی۔۔اماں سرکار یاور اور رافع گاڑی سے نکلے۔۔وہ سب سے آخر پر نکلی تھی

لال جوڑے میں ملبوس۔۔ہاتھوں کو مسلتے ہوئے۔دل میں بے چینی اور خوف لیے منتہا باہر نکلی تھی۔

اماں سرکار اور یاور جلدی سے گھر داخل ہو گئے۔رافع بھی اندر چلا گیا۔اسے کیسی نے پوچھا تک نہیں تھا شاید اسکی اس گھر میں صرف اتنی ہی اہمیت تھی۔لیکن کچھ سکینڈز کے بعد کیسی نے نرم ہاتھ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

اور وہ کوئی اور نہیں دانین تھی۔جس نے اسے تھاما تھا

منتہا۔۔جیسے دانین نے کہا وہ فورا اسکے گلے لگ گئی۔۔دونوں کے درمیان درد کی لہریں تھی۔انکھوں میں آنسو تھے دانین اسے حوصلہ تک نہیں دے سکتی تھی۔۔

منتہا۔۔م۔۔میں کیسے کہوں۔۔لیکن یار میں تمھارے ساتھ ہوں

مجھے پتا ہے اس میں تمھارا کوئی قصور نہیں ہے جو بھی ہوا لیکن میں ایک بات بتا دوں رافع بھائی تمھیں ضرور ایک نہ ایک دن تسلیم کر لیں گے۔

تم کچھ کیوں نہیں بول رہی کچھ تو کہو کوئی شکایت کرو مجھ سے۔۔منتہا۔۔

دانین کی آواز ہلک میں اٹک رہی تھی۔وہ منتہا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے کھڑی تھی

لیک وہ بلکل خاموش کھڑی تھی کوئی حرکت نہیں بس آنکھوں میں نمی تھی۔

منتہا کا چپ رہنا۔دانین کے سارے سوالات کے جواب دے چک اتھا

چلو اندر آو۔اسنے اسے سہارا دیا

رک جایئے دانین۔۔وہ ابھی دہلیز پار کرنے لگی تھی جب اماں سرکار نے اسے روکا

سب گھر والے کھڑے تھے۔۔لیکن کوئی کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔

یہ لڑکی ہمارے گھر کی دہلیز پار نہیں کر سکتی؟ آپ اندر اجائیں یہ باہر ہی رہے گی آج رات۔۔

اماں سرکار نے بڑے طنز مزاج سے کہا تھا۔یہ سنتے ہی دانین فورا بولی

دادی جان یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں وہ اکیلی باہر کیسے رہے گی۔ویسے بھی موسم اتنا خراب ہے کبھی بارش ہو سکتی ہے دادی جان۔پلیز ایسا مت کریں۔اور وہ اب اس گھر کی بہو ہے۔۔

دانین خبردار اگر آپ نے اسے اس گھر میں بہو کا درجہ دیا یہ اس گھر میں ایک ونی کی حیثیت سے لائی گئ ہے اور ان ونیوں کی اوقات نوکروں سے بھی بدتر ہے سمجھ رہی ہیں ناں میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔

یاور بے اختیار ہنسا تھا۔۔

رافع۔۔یہ سنتے ہی اوپر چلا گیا۔۔

منتہا نے اسے اوپر جاتے دیکھا تھا۔۔اسکی انکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔۔دھڑکنیں تیز ہو گی تھیں۔خوف سے وہ پورا کانپ رہی تھی کہاں اسے قسمت لا کر چھوڑ گئ۔اسکا کیا قصور تھا کوئی ایک دفعہ منتہا کو اسکا قصور بتا دے۔

اماں سرکار اگے بڑھی۔۔انھوں نے دانین کو بازو سے پکڑ کر اندر کیا اور لاوارثوں کی طرح منتھا کو باہر دھکیل دیا۔

ہائے۔یہ کفیت ناقابل بیان تھی۔آج ایک بیٹی کے ساتھ اتنا بدتر سلوک کیا جارہا تھا

دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔۔سب بس اماں سرکار کو دیکھ رہے تھے

دانین تو بس روئے جارہی تھی

زیادہ ہمدردی مت دیکھائیں تو اچھا ہو گا دانین۔۔اماں سرکار نے کہا اور اپنے کمرے میں چلی گئ

بھائی۔۔۔دانین کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔کمرگ میں مدھم سی لائیٹ آن تھی وہ چیئر پر ٹیک لگائے آنکھیں بند کی ہوئی تھی۔

کیا آپ کو۔یہ نکاح قبول ہے۔۔

وہ آوازیں بار بار۔۔اسکے دماغ میں چل رہی تھیں

میرے بھائی کا قتل منتھا کے بھائی نے کیا

جج صاحب میں یہ کیس واپس لیتی ہوں۔۔جب رافع نے کیسی کی آہٹ محسوس کی وہ فوراا ٹھا۔۔

اسنے دیکھا اسکی آنکھیں نم ہو چکی تھی

آؤ دانین اندر آؤ۔۔۔رافع نے جلدی سے آنسو صاف کیے۔

بھائی۔۔۔دانین نے رافع کا رخ اپنے سامنے کیا۔۔

اور رافع کو اپنے گلے لگا لیا۔

رو لیں بھائی۔۔خدا کے لیے رو لیں اپنے درد کو باہر آنے دئیں یون گھٹ گھٹ کے اپنے درد میں اور اضافہ نہ کریں۔دانین سے خود صیح نہیں بولا جا رہا ہے

سب کچھ بدل گیا تھا۔وہ گھر جہاں ہنسی خوشی کے قہقے بلند ہوتے تھے سب خاموش ہو گئے تھے۔

دانین نے کیا کچھ نہیں سوچا تھا رافع کی شادی کے لیے۔۔سب کچھ برباد ہو گیا

م۔۔میں کیا کروں دانین مجھے سکون نہیں ہو رہا حنان کا وہ خون میں لپٹا آج بھی میرے چہرے کے سامنے گھومتا ہے۔۔میں کیا کروں۔میں اس سے نکاح نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔میں اپنے بھائی کے قاتلوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں جوڑنا چاہتا۔میں بہت تھک گیا ہوں

رافع مجتبہ بٹ آج بچوں کی طرح۔ٹوٹ گیا۔۔دانین کو اسنے مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔

اماں سرکار نے یہ سب کیوں کیا۔۔انہوں نے ایک دفعہ بھی ہمارے لیے نہیں سوچا میرے بارے میں نہیں سوچا۔۔

بھائی۔۔اپنے آپ کو سنبھالے۔۔سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

دانین نے۔۔جب کہا۔۔تو وہ فورا بولا

کیسے سب کچھ ٹھیک ہو گا وہ میرے نکاح میں ہے۔۔وہ میرے زندگی میں ہمیشہ کے لیے لکھ دی گئ ہے

میں اسے دیکھنا تک نہیں چاہتا۔

بھائی اس میں منتہا کا کوئی قصور نہیں ہے اس پر خود اتنا ظلم ہوا ہے۔۔اسے بھلا وجہ کی سزہ دی جا رہی ہے

۔۔بھائی وہ بلکل معصوم ہے

دادی جان ایسا کیوں کر رہی ہیں مجھے نہیں پتا لیکن جو بھی کر رہی ہیں بہت برا کر رہی ہیں

رافع اگے سے خاموش رہا تھا۔۔

دانین۔۔

ہاں۔۔

پلیز کچھ دیر میرے پاس بیٹھ جاو۔۔رافع نے آج پہلی بار اسے کہا تھا۔پہلگ ہمیشہ دانین ہی ایسا کرتی جب

وہ درد میں ہوتی تو وہ ہمیشہ رافع کو رکنے کا کہتی

اور آج۔۔رافع کے منہ سے یہ سن کر اسکا دل تڑپ اٹھا تھا۔۔

اس ے اثابات میں سر ہلایا۔

اور رافع کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئ۔۔

رافع نے آنکھیں بند کر لی تھیں نیند بھلا کہا آنی تھی۔۔اب زندگیاں بدل گئ تھی سب کچھ نئے سرے سے شروع کرنا تھا۔

دانین ابھی تک۔۔وہی ساتھ رافع کے بیٹھے اسے دیکھ رہی تھی۔اسنے رافع کی آنکھوں میں آج آنسو دیکھے تھے۔۔بے اختیار اسنے رافع کے چہرے سے آتے آنسو صاف کیے۔۔

تمھارے بھائی کے بدلے انھوں نے تمھیں لیا ہے ونی کے طور پر۔

یہ الفاظ۔۔اسے مار دینے کے برابر تھے اسکے جسم سے روح کو نکال دینے کے برابر تھے

وہ باہر گروانڈ میں ایک سائیڈ پر بیٹھ گئ۔۔لال جوڑا ایک عورت کا مان ہوتا ہے اسکی زندگی کا سب سے خوشی والا دن ہوتا

ایک عورت کی زندگی بدلنے والا۔۔لیکن منتہا کا یہ لال جوڑا کیسی خون میں لپٹے کفن کی طرح ثابت ہوا تھا ۔۔ہچکیوں کی آوازوں کو اس نے دبا لیا تھا۔۔اپنے سارے جذباتوں کا گلا گونٹ دیا تھا۔

سب کچھ اپنی زندگی سے بے دخل کر دیا موسم بدل رہا تھا۔۔بارش کے امکان زیادہ ہو رہے تھے۔۔لیکن اسے کیسی بھی موسم سے اب کوئی شکوہ نہ تھا کیسی بارشوں سے بھی نہیں۔۔وہ ایک بے جان پتھر کی طرح ہو گئ۔۔تھی کتنا درد ہوتا ہے جب آپ کو ایسے جرم کی سزہ دی جائے جو اسنے کیا بھی ناں ہو۔یہ منظر اتنی

تکلیف دہ ہوتا ہے۔۔جب ایک بیٹی کو ونی کے طور پر بیچ دیا جاتا ہے کیوں صرف بیٹوں کو بچانے کی خاطر ۔کیاایک بیٹی کے خواب نہیں ہوتے اسکی زندگی نہیں ہوتی وہ کیوں ہر بار قربانی دے وہ کیوں۔۔اس جرم کی سزہ کاٹے جو اسنے کیا بھی نہیں۔

بارش کے ہلکے ہلکے قطرے آسمان سے برسنے لگے تھے منتہانے اپنے آپ کو دوپٹے کی مدد سے ڈھانپا ہوا تھا۔۔

بارش۔۔۔دانین کی اچانک آنکھ کھولی کمرے کی کھڑکی سے تیز ہوا اور بارش کے قطروں کی آواز آرہی تھی اسنے رافع کی طرف دیکھا

جو سویا تھا۔وہ جلدی سے صوفہ سے اٹھی اور کھڑکی بند کی

اچانک۔۔دانین کو کچھ یاد آیا۔۔

زیرلب بے اختیار۔۔منتہا کا نام آیا

اللہ وہ بارش میں بھیگ رہی ہوگی۔۔دانین جلدی سے کپڑے اور کمبل لیا۔

اور سڑھیوں کی طرف بڑھی۔۔

جب اسنے ہال کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔۔لیکن دروازہ باہر سے بند تھا

اسنے پھر سے دروازہ کو کھینچا لیکن وہ مضبوطی سے بند تھی

دروازہ کھولو۔۔منتہا باہر ہے۔۔وہ بار بار دروازے کو پیٹ رہی تھی۔

لیکن کوئی اسکی آواز تک نہیں سن رہا تھا

منتہا آنکھ کھولو۔۔دانین نے اسکے ہاتھوں کو مسلا

منتہا کا پورا جسم ٹھنڈا ہو چکا تھا وہ آنکھیں نہیں کھول پا رہی تھی۔

منتہا۔۔وہ پھر سے چلائی۔۔لیکن اس سے پہلے کیسی نے اسے پیچھے کیا

دانین آپ جائیں وہ مری نہیں ہے آجائے گی ہوش میں۔۔اماں سرکار نے سخت لہجے میں کہا

کیا مطلب میں جاوں دادی جان اسکی طعبیت اتنی خراب ہے منتہا کو ہوسپٹل لے جانا ہو گا۔۔وہ فکر سے بولی تھی

آپ نے ناشتہ کیا؟

دادی جان خدا کے لیے اتنا ظلم مت کریں وہ انسان ہے۔۔ایسا تو کوئی کیسی کے ساتھ نہیں کرتا جیسے آپ کر رہی ہیں دانین ابھی یہی کہہ رہی تھی جب سامنے سے رافع آتا ہوا معلوم ہوا

وہ آفس جانے کے لیے تیار ہوا تھا

دانین کچھ سمجھے بنا انکے پاس گئ

ب۔۔بھائی۔ پلیش منتہا کی طعبیت بہت خراب ہے اسے ہوسپٹل لے جانا ہو گا۔۔پلیز آپ اسے ہوسپٹل لے جائیں۔۔

دانین نے بیت منتظر نگاہوں سے رافع کو دیکھا۔۔

رافع نے ایک نظر۔منتہا کو دیکھا وہ بے بس وہی پڑی ہوئی اسکے ہونٹ نیلے ہو رہے تھے۔۔

چلو جمیل گاڑی نکالو۔۔رافع نے ڈرائیور کو کہا اور دانین کے ساتھ منتہا کی طرف بڑھا

اور منتہا کو اپنے باہوں میں اٹھایا۔۔وہ اسے دیکھ رہا تھا اسکا پورا جسم ٹھنڈا ہو رہا تھا۔وہ اسکے چہرے کو مسلسل دیکھ رہا تھا

رافع رکیں آپ اسے کہی بھی نہیں لے کر جائیں گے۔۔اماں سرکار نے اونچی آواز میں کہا

لیکن رافع اماں سرکار کی بات نظر انداز کیے اسے گاڑی کی طرف لے گیا

آج کے بعد کبھی مجھے اپنی شکل نہ دیکھانا رافع کو وہی منظر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا۔

دانین بھی ساتھ گاڑی میں بیٹھ گی تھی۔۔رافع ساتھ آگے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا

میں نے کیا کہا تھا اماں سرکار اپ کو یہ آپکی لاڈلی دانین۔سارا کما خراب کرے گی اور دیکھ لیا آپ نے آج کیسے اسنے رافع کو کہا

یاور نے جیسے کہا وہ فورا بولی۔

چپ کر جائیں یاور اس وقت میں بات کرنے موڈ میں نہیں ہوں۔

وہ غصے سے بولی

یاور طنزا ہنسا

میری پیاری اماں سرکار۔۔یہ وقت آپ کو مجھ سے مشورہ لینے کا ہے

اب کچھ اور آپ کو کرنا ہو گا ایسا کہ رافع اس لڑکی سے دور رہے

ایسا کچھ۔ کہ رافع کے دل میں اس لڑکی کے لیے کوئی سوفٹ کارنر پیدا نہ ہو

کیونکہ اگر رافع نے اسے ایکسپٹ کر لیا تو سارا بنا بنایا کھیل آپ کے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔۔

ایسا کچھ نہیں ہو گا میں ایس کچھ نہیں کرنے دوں اس دو ٹکے لڑکی کو اس گھر کی بہو کبھی نہیں بناؤں گی وہ

ساری عمر ونی بن کے ہی زندگی گزارے گی۔ ساری زندگی۔ بس تم اب دیکھتے جاو

آج تو ناٹک کر لیا مرنے کا۔۔اب اسے میں کبھی مرنے نہیں دوں گی

بس دھیان رکھیے گا اس دانین کا بھی یاور نے جان بھوج کر کہا

اور ساتھ ہی اسکے فون پر اروب کا نمبر ظاہر ہوا

اچھا میں آتا ہوں یاور نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا

یہ لو دانین اہل نے سینڈوچ اور جوس دانین کو دیا جو ہوسپٹل کے باہر کیفے ایریا میں تھی

اہل میرا دل نہیں کر رہا۔

ایسے کیسے نہیں کر رہا چپ کر کے کھاو۔۔اگے خود کو دیکھو کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے

تم نے کھایا ہے۔۔دانین نے اسے دیکھا

نہیں۔۔اہل نے نظریں جھکا دی جب تم نے نہیں کھایا تو میرا دل کیسے کرے گا کھانے کو

اس لیے تو کہہ رہا ہوں چلو کھاو۔۔

تم کھلاو۔۔۔دانین نے مسکراتے ہوئے کہا

اہل نبے اختیار مسکرایا اور جوس اسکی طرف کیا

ہیں کیا؟ یہ سوال۔۔رافع کے لیے سب سے مشکل تھا جسکا وہ جواب کبھی نہیں married مس منتہا خان

دے سکتا تھا کبھی نہیں

ڈاکٹر جواب کا منتظر تھا۔

ہیں۔۔الفاظ اکھٹے کرنے کی کوشش کی گئ تھی married جی۔۔

اوکے۔ویسے بہت اچھا ہوا آپ انھیں وقت پر یہاں لے آئے اگر آپ تھوڑی دیر اور کرتے تو شاید
۔۔یہ زندہ رہ پاتی۔ساری رات بارش میں بھیگنے کی وجہ سے انکی طبیعت بہت زیادہ خراب ہو چکی تھی
ویسے آپ کا انکے ساتھ کیا رشتہ ہے؟

رافع ایک دم وہی سمٹ کر رہ گیا۔۔

ک۔۔کب تک انھیں ہوش آجائے گا۔۔

بس ابھی آدھے گھنٹے تک اور پلیز انکا دھیان رکھیے گا یہ بہت زیادہ سٹریس لے رہی ہیں کچھ دنوں سے

رافع خاموش کھڑا تھا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا جواب دے۔۔

جی۔۔بس مختصر سا جواب دیا

اور باہر دروازے سے اسے دیکھا۔پھر واپس مڑ گیا

مہر۔۔

احمد نے اسے روکا۔۔وہ پلٹی

ہاں۔۔ مختصر جواب دیا

کیا کہنا ہے۔۔جیسے مہر نے کہا وہ اسکے قریب آیا

میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں تمھیں۔۔۔ہر چیز وہی تھم گئی تھی

کیا فیصلہ کیا ہے۔مہر کی سانسیں لمحے بھر رک گئ۔

میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں تمھارے گھر اپنے گھر والوں کو بھیجو تمھارا ہاتھ میرے ہاتھ میں دینے کے لیے۔

جو نہی مہر نے یہ سنا اسے لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی۔

"احمد۔۔۔۔؟"وہ ہچکچائی"

کیا ہوا ہے مہر کیا تم خوش نہیں ہو"احمد نے مہر کی جھکی ہوئی نظروں سے اندازہ لگایا"

ن۔ نہیں لیکن؟"وہ کہتے کہتے رکی۔"

لیکن کیا مہر تم کھل کے بات کرو میں سن رہا ہوں"احمد نے یقین دلایا"

احمد کیا تمھیں لگتا ہے ہمارا یہ رشتہ اماں سرکار قبول کریں گی تم نے دیکھ ہی لیا کیا ہوا ہے رافع بھائی کے " ساتھ انکی زندگی برباد کر دی اس بیچاری منتہا کی زندگی کو بھی اپنی انا کے تلے روند دیا اور تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ وہ تمھیں میرا ہونے دئیں گی نہیں احمد وہ ہماری موجودگی گھر میں برداشت نہیں کرتی یہ تو پھر پوری " زندگی ساتھ گزارنے کا سوال ہے

مہر کے لہجے میں بے بسی تھی۔۔

احمد نے گہرا سانس لیا اور مہر کو کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے۔

ادھر دیکھو"میری طرف۔"

مہر نے اپنی نگاہوں کو اوپر کیا۔لیکن وہ اسکی آنکھوں میں نہیں دیکھ پائی

احمد علی بٹ کی زندگی میں مہر نیازی کے علاوہ کوئی نہیں آسکتی اور نہ ہی میں کیسی کو اجازت دوں گا تم"

میری محبت ہو مہر میں نے تمھارے علاوہ کیسی کا نہیں سوچا اور رہی بات اماں سرکار کی تو وہ رافع بھائی تھا جو

"اماں سرکار کے آگے جھک گئے۔میں ان میں سے نہیں ہوں۔

تو کیا تم میرے لیے انھیں چھوڑ دو گے"مہر نے اکتاتے ہوئے کہا"

ایک سکینڈ بھی نہیں لگاؤں گا"اسنے بڑے مان سے جواب دیا"

احمد تم کیوں نہیں سمجھ رہے"اسنے پھر سمجھانے کی کوشش کی"

مہر کیا تم راضی ہو اگر تم راضی ہو تو میں ساری دنیا کے ساتھ لڑنے کے لیے تیار ہوں بس تم میرا ساتھ نہ

چھوڑنا۔احمد نے اب مہر کی طرف منتظر نظروں سے دیکھا تھا۔

ہاں۔۔۔میں تیار ہوں مہر نے اپنی محبت پر یقین رکھتے ہوئے اس کے امتحانوں کے راستوں پر چلنے کا

انتخاب کر لیا تھا۔

یہ سنتے ہی احمد بے اختیار مسکرایا۔۔

Urdu Novels Ghar

چلو اٹھو۔۔اماں سرکار نے اسے کھینچ کے بستر سے نکالا تھا۔منتہا ہوسپٹل سے آنے کے بعد ابھی ریسٹ کر رہی تھی کہ اماں سرکار نے رافع اور دانین کے جاتے ہی اسے بستر سے اٹھوا دیا۔

وہ چپ بلکل سامنے کھڑی ہو گئ تھی جو دانین کے دیے ہوئے جوڑے میں ملبوس تھی۔

تمھیں پتا ہی ہے کہ تمھاری اس گھر میں کیا اوقات ہے اور یہ مجھے بار بار بتانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور یہ جو تم بیمار ہو کر رافع اور دانین کی ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہو نہ۔یہ سب ناٹک کرنا چھوڑ دو منتہا خاں۔کیونکہ تم ہار جاؤ گئ تمھارا پالا سلطانہ جہانگیر بٹ سے پڑا ہے میری بے عزتی کی تھی نہ سارے کورٹ کے سامنے دیکھ لیا اسکا انجام

اماں سرکار کی آنکھوں میں نفرت اس قدر تھی کہ انکے منہ سے نکلنے والا ہر اک لفظ منتہا کو تکلیف دے رہا تھا۔وہ بلکل چپ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔وہ کچھ نہیں بول رہی تھی۔بولتی بھی کیا اب کچھ بولنے کے قابل نہیں رہ گیا تھا۔کتنا بے بس ہو جاتا ہے انسان وہ منتہا خاں جو کیسی کو اپنے آگے بولنے تک نہیں دیتی تھی آج سب کے سامنے ذلیل کیا جاتا لیکن وہ ایک لفظ بھی اپنے منہ سے نہ نکالتی۔

آج سے تم اس سارے گھر کا کام کیا کرو گی اور تمھیں چھٹی کبھی نہیں ملے گی۔ہر کمرے کو آدھے گھنٹے " بعد بار بار صاف کرو گی مجھے ہر چیز صاف ستھری چاہیے کیونکہ جہاں جہاں تمھارے قدم لگے گے وہ جگہ

اماں سرکار کہتے کہتے رک گئ۔۔

اور پھر کمرے سے باہر نکل گئ۔۔انکے جانے کے بعد منتہا بے بس لاچار نیچے بیٹھ گئ اور پھوٹ پھوٹ کے رونے لگ گئ۔کیا قسمت نے اسے اس طریقے سے آزمانا تھا کیوں وہ رافع مجتبہ بٹ کی زندگی میں ایسے آئی ۔۔کیوں۔۔

وہ خود سے ہی شکایت کر سکتی تھی۔کیونکہ کوئی یہاں اسکا دکھ درد سمجھنے والا نہیں تھا۔

میری بات سنو۔۔۔منتہا کو کیسی نے پیچھے سے آواز دی

وہ پلٹی۔۔لیزا ہاتھ میں کافی کا مگ لیے کھڑی تھی۔

Urdu Novels Ghar

تم نے ناشتہ کیا ہے مطلب کچھ کھایا ہے۔اور تم کام کیوں کر رہی ہو تمھیں تو ریسٹ کرنا چاہیے ناں

۔۔لیزا نے شائستہ لہجے میں کہا

میں۔ٹھیک ہوں۔"منتہا نے مختصر سا جواب دیا اور رافع کے کمرے کی طرف بڑھ گئ۔"

جیسے اسنے کمرے میں قدم رکھا تھا کیسی چیز اسے روک دیا۔

" کیا آپ کو رافع مجتبہ بٹ سے نکاح قبول ہے"

آئندہ مجھے اپنی شکل کبھی مت دیکھانا۔"ساری ماضی کی جھلکیاں اسکی آنکھوں کے سامنے سے گزرنے"

لگی۔

کتنی تکلیف دہ ہوتی ہیں یہ ماضی کی تلخ یادیں۔ایک دفعہ انسان کو پورا بے بس کر دیتی ہیں

وہ بڑے احتیاط سے اسکے ہر کمرے کی چیز کو رکھ رہی تھی سامنے بیڈ کی سائیڈ پر دانین کے ساتھ لی گئ

تصویر میں وہ ہمیشہ کی طرح بہت ہی۔کمال لگ رہا تھا۔رافع مجتبہ بٹ ہے ہی ایسا تھا۔روب دار بشاشت والا

لمبا چوڑا اور اعلی قد و قامت والا تھا۔

اور ساتھ کھڑی دانین وہ بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔آخر وہ اپنی بھائیوں کی لاڈلی تھی۔

منتہا نے اب الماری کھولی اور اسکے سارے کپڑوں کی ترتیب ٹھیک کی۔

ابھی وہ پلٹی تھی کہ کیسی نے آکر اسے تھاما۔اور وہ رافع ہی تھا۔

وہ اسکے اتنے قریب کھڑی تھی کہ گھبرا گئ

رافع نے ایک نظر اسے دیکھا اور دو قدم پیچھے ہٹا۔"

وہ میری فائل۔۔۔ جیسے رافع نے کہا وہ جلدی سے الماری سے پیچھے ہٹی۔

رافع نے کبٹ سے فائل نکالی۔اور آگے کی طرف بڑھ گیا۔

اور پھر اچانک مڑ کر اسے دیکھا۔

جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"تمھاری طبعیت نہیں ٹھیک بہتر ہوتا اگر تم آرام کر لیتی۔"

منتہا آگے سے بلکل خاموش تھی۔

اور ایک بات۔وہ اب اسکی طرف پڑھ بڑا تھا۔

میں ان مردوں میں سے نہیں ہوئی جو عورتوں پر ہاتھ اٹھائے انھیں مارے نہیں میں ایسا کچھ بھی"

تمھارے ساتھ نہیں کروں گا۔

میں بس یہی چاہتا ہوں کہ تم میرے سامنے زیادہ مت آیا کرو۔بس اسکے علاوہ اور کچھ نہیں۔۔

رافع نے یہ کہا اور کمرے سے باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔وہ بلکل بے جان کھڑی تھی۔

اسکا تو کوئی گناہ نہیں تھا۔۔اسے اس گناہ میں زبردستی شامل کر لیا گیا

Urdu Novels Ghar

وہ بلکل ٹھیک ہو گی میڈم ۔۔اہل نے دانین کو تسلی دی جو یونیورسٹی کے کیفے ایریا میں بیٹھے تھے

ہاں آللہ کرے ورنہ اماں سرکار کچھ بھی کر سکتی ہیں اسکے ساتھ

دانین نے فکر کرتے ہوئے کہا۔

ویسے دانین مجھے اس بات کی امید نہیں تھی اماں سرکار سے کہ وہ ایسا بھی کچھ کریں گی مطلب ونی

۔۔شادی کر کے لانا ایک الگ بات ہے لیکن کیسی کو ونی کر کے لانا۔یہ تو سراسر ظلم ہے اس پر۔

وہ اتنی پڑھی لکھی بزنس وومین تھی میں نے اسے کام کرتے ہوئے دیکھا تھا اور تم یقین جانو۔یہ پہلی لڑکی تھی جس نے رافع بھائی کو ٹکر دی تھی اور اب وہ کچھ بولتی تک نہیں ہے ایسا لگتا ہے سارے جذبات اسکی تمام خواہشات ہی مر گئی ہوں۔

اہل کو ابھی بھی منتہا کا وہ چہرا نظر آرہا تھا۔جس پر بے بسی تھی۔

ہاں اہل تم ٹھیک کہہ رہے ہو تمھیں پتا ہے وہ کچھ نہیں بولی میں نے اسے کہا کہ منتہا کچھ تو بولو لیکن ایسا لگتا تھا کہ وہ جیسے ہار گئی ہو۔لیکن مجھے یقین ہے رافع بھائی پر ایک نا ایک دن وہ اسے ضرور تسلیم کر لیں گے

خدا کرے ایسا ہی ہو۔۔اہل نے امید سے کہا۔

اچھا تم بتاو کل رات تم نے مجھے ٹیکسٹ کیا تھا کیا کہنا ہے تم نے

دانین نے یاد کرتے ہوئے اس سے پوچھا

اب رہنے دو وہ رات کو بات تھی اب نہیں اہل نے ہنستے ہوئے کہا

ارے واہ مسٹر اہل نیازی مجھے بتاو ورنہ میں ۔۔وہ کہتے کہتے رکی

ورنہ کیا؟۔۔اہل نے جان بھوج کر کہا۔

ورنہ میں تم سے نہیں بولو گی اور نہ ہی تم سے ملوں گی

بس بس ۔۔اتنا بڑا ظلم مجھ پر ایسا مت کرنا بی بی

ہم آپ کے بغیر ایک منٹ نہیں رہ پاتے اہل نے جیسے کہا دانین فورا بولی

میں بس مذاق کر رہی تھی اہل

دانین یہ بات کبھی مذاق میں بھی نہ کہنا۔ تمھیں پتا ہے میری زندگی میں تمھاری کیا اہمیت ہے۔

اہل نے اسکا ہاتھ تھاما تھا۔۔

میں اچھے سے جانتی ہوں اہل۔۔اسلیے تو کہا

میں جانتا ہوں اروب میں اس بات کو اچھے سے جانتا ہوں اور مجھے پتا ہے میں نے کیا کرنا ہے۔

یاور نے بڑے تحمل سے کہا۔

کیا واقعی تم یہ سب کروگے ۔۔وہ حیران ہوئی تھی

تمھارے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں ۔۔یاور نے اسے یقین دلایا تھا۔

یاور مجھے یقین نہیں ہو رہا۔۔مطلب میں اس دنیا کی سب سے لکی لڑکی ہوں جسکے پاس یاور علی بٹ ہے

۔۔میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں۔

اروب کی خوشی کی انتہا نہیں تھی۔

میں بھی ۔۔اور اسطرح خوش رہا کرو۔ٹھیک اور ایک بات یادر کھنا یاور علی بٹ صرف اروب سے ہی پیار

کرتا ہے اور کیسی سے نہیں۔

یاور ابھی فون کال پہ تھا جب سامنے سے منتہا گزری۔

اچھا اروب میں بعد میں بات کرتی ہوں۔اسنے یہ کہتے ہوئے فون بند کیا

اور جلدی سے باہر کی طرف بڑھا

منتہا میری بات سنو۔۔یاور نے کہا اور اسکے آگے کھڑا ہو گیا

جو ابھی کام مکمل کر کے اپنے کواٹر میں جانے لگی تھی۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو مطلب تمھیں کس نے اجازت دی گھر آنے کی؟

وہ غصے سے بولا تھا۔

اماں سرکار نے۔منتہا نے مختصر جواب دیا۔

وہ کچھ دیر کھڑا اسے دیکھتا رہا۔۔پھر اس سے کہا ٹھیک ہے تم جاو۔۔

میں خود دیکھ لیتا ہوں اماں سرکار کو۔۔وہ غصے سے کہتا ہوا انکے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔

بھائی میں نے آپ سے کچھ بات کرنی ہے مہر اہل کے کمرے میں داخل ہوئی۔۔

وہ اپنی چیئر پر بیٹھا کام کرنے میں مصروف تھا۔۔جب اسنے مہر کو دیکھا

ہاں ضرور۔آو بیٹھو۔اہل مسکرا کے بولا۔

مہر کو پتا نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیسے شروع کرے اور کیا کہے لیکن اب وہ وقت آ گیا تھا جب اسے اپنے اور احمد کے بارے میں بتانا تھا۔

بے چینی کے عالم میں وہ اپنے ہاتھوں کو بے اختیار مسل رہی تھی

کیسی چل رہی ہے یونی۔۔کب تک فری ہونا ہے مہر نے پوچھا

ہاں بس اگلے منتھ تک۔ہو جانا ہے۔وہ بڑے سکون آور لہجے میں بولا تھا

دانین کیسی ہے؟

ٹھیک ہے لیکن منتہا اور رافع کے لیے بہت پریشان ہے وہ" اہل نے اسے دیکھتے ہوئے کہا"

بھائی ویسے اماں سرکار نے بہت برا کیا ہے ماضی کی روایت پھر دوڑائی جارہی ہے اس جگہ جہاں اب منتہا ہے ویسے ہی رابیل آنٹی تھی۔

اور پتا ہے ناں آپ کو کہ کیسے۔اماں سرکار انکے ساتھ پیش آتی تھی۔مجھے ابھی بھی انکا وہ چہرہ نظر آتا ہے وہ اتنی خوبصورت تھی بھائی اور جب انکی ڈیتھ ہوئی تھی وہی سب کچھ ہو رہا ہے۔

ایسا مت کہو مہر مجھے یقین ہے رافع بھائی۔انکل جہانگیر جیسی غلطی نہیں کریں گے وہ منتہا کو تسلیم کر لے گا ۔۔اہل کو پورا یقین تھا۔

اچھا تم بتا تم نے کیا کہنا ہے۔مجھے ؟اہل نے اسے دیکھا

ہاں۔۔وہ۔۔میں نے آپ سے ایک ضروری بات کہنی ہے۔

ہاں بولو۔۔۔

وہ میں بھائی آپ سے کہنا تھا کہ احمد نے کہا ہے کہ وہ اپنے پیرنٹس کو ہمارے ہاں بھیجے گا۔بھائی۔میں اور وہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔

وہ بہت اچھا ہے بھائی اسنے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ساری زندگی میرا ساتھ دے گا اور میں بھی اسے پسند کرتی ہوں۔

مہر نے آخر کار کہہ دیا تھا۔

اہل بلکل خاموش ہو گیا تھا۔۔

بھائی کچھ بولیں۔وہ اب جواب کی منتظر تھی۔۔

اہل تھوڑا سا آگے بڑھا اور مہر کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا۔

مہر میں تمھارے جذبات کی پوری قدر کرتا ہوں اور مجھے اس بات سے کوئی اعتراض نہیں ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ احمد واقعی ایک بہت اچھا لڑکا ہے۔لیکن تمھیں اس گھر کے ماحول کا پتا ہے اماں سرکار کیا تمھیں لگتا ہے وہ یہ سب ہونے دیئے گی۔۔

اہل نے جیسے کہا وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گی۔۔

بھائی۔۔اسنے مجھ سے کہا ہے کہ وہ سب کا سامنا کرے گا۔۔وہ جیسے پر امید تھی۔

اچھا۔۔اگر ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے لیکن مہر دھیان رکھنا اگر کبھی بھی تمھیں کوئی کچھ کہے تو اپنے بھائی کا خیال ضرور کرنا میں ہمیشہ تمھارے ساتھ ہوں گا اور مجھے اپنی بہن پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ کیسی غلط شخص کا انتخاب نہیں کر سکتی۔

اہل نے جیسے کہا مہر اسکے گلے لگ گئ

تھینک یوں سوچ بھائی۔۔آپ نے میری بہت بڑی مشکل حل کر دی۔آئی لو یو۔۔

یہ سنتے ہی اہل ہنس دیا خوش رہ بس تو۔

چلیں آئیں بھائی اج اتنی دیر بعد۔۔پروگرام بنا ہے باہر کھانا کھانے کا

اب دانین بولی تھی اور سب جانتے تھے کہ رافع دانین کی بات کبھی نہیں ٹال سکتا۔

گڑیا۔۔میں۔۔رافع ابھی کچھ کہتا کہ وہ آگے سے فورا بولی۔

ابھی کچھ نہیں کہے گے آپ۔۔جلدی سے تیار ہو جائیں ہم سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔۔

دانین نے جیسے کہا وہ مسکرا دیا۔۔اور وائیٹ شرٹ نکالی

جس کے پیچھے بٹ فیملی لکھا تھا

آج وہ سب خوشی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔۔سب اوپر سے خوش نظر آرہے تھے لیکن اندر سے سب ٹوٹ چکے تھے آج حنان انکے درمیان نہیں تھا اگر وہ آج ہوتا تو کتنا مزہ آتا پوری بٹ فیملی مکمل ہوتی لیکن نہیں وہ اب کبھی واپس نہیں آنے والا تھا۔۔

دانین جلدی سے منتہا کے کواٹر کی طرف بڑھی تھی جب اسنے کمرے کا دروازہ کھولا۔

وہ بلکل خاموش کھڑکی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی

دانین آئستہ قدموں سے اسکے قریب گئی۔اور پیچھے سے اسے اپنے گلے لگایا

کیا ہوا ہے میری پیاری سی دوست کو اور ایسے کیوں کھڑی ہو

دانین تم۔۔منتہا جلدی سے اسکی طرف دیکھا

یار۔تمھیں یہاں پروبلم نہیں ہوتی اور یہ پنکھا کتنا ائستہ ہے میں ابھی سروینٹ کو کہتی ہوں۔وہ سب کچھ ری نیو کرتا ہے

نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں ٹھیک ہوں

کیسے ٹھیک ہو تم۔۔اور آج تم میرے ساتھ میرے کمرے میں سو گی۔

نہیں دانین۔۔

نہیں وہی کچھ نہیں بہت ہو گیا تمھاری بات۔۔اب میں جو کہوں گی وہی کرو گی آخر تم میرے پیارے سے بھائی کی بیوی ہو۔۔

دانین نے کہا تو اچانک منتہا کو یاد آیا

بس تم میرے سامنے مت آیا کرو بس یہی چاہتا ہوں میں تم سے" اسنے اپنی آنکھوں سے آنسو روکنا چاہیے

اچھا اب تم جلدی سے تیار ہو جاو ہم سب باہر کھانا کھانے چلیں ہیں

میں؟

ہاں تم بھی یہ وائیٹ ڈرس لو۔۔ویسے بھی تمھیں یہ کلر بہت سوٹ کرتا ہے۔ جلدی سے پہن لو۔ ہم سب باہر تمھارا انتظار کررہے ہیں۔

دانین نے ڈرس آگے کیا۔

میرا دل نہیں کررہا تم لوگ جاو۔۔ منتہانے منع کیا

کیوں نہیں دل کررہا تمھارا پلیز منتہا تم اماں سرکار کے سامنے ایسے جھک نہیں سکتی ٹھیک ہے تم بہت بہادر ہو۔ تم رافع مجتبہ بٹ کی بیوی ہو۔۔ اور یہ حقیقت یے چاہے جو مرضی کوئی کہے

وہ مجھے دیکھانا پسند نہیں کرتے۔۔ منتہا کی آواز بھیگ گئ تھی

دانین میں ان سب میں نہیں ہوں اور نہ ہی میرا بھائی میرا یقین کرو۔ میرے بھائی پر الزام لگا تھا۔۔ وہ آج پھر خود کو سچا ثابت کررہی تھی۔

دانین نے گہرا سانس لیا۔ اور اسکے چہرے سے آنسو صاف کیا

مجھے پتا ہے منتہا تم ان سب میں نہیں ہو لیکن تمھارا بھائی اس کا میں کچھ نہیں کہہ سکتی اور رہی بات رافع بھائی کی تو

حنان انکا سگا چھوٹا بھائی تھا انکا خون تھا۔ اور خونی رشتے اتنی جلدی نہیں بھلائے جاتے کچھ وقت لگتا ہے ۔لیکن مجھے پوری امید ہے ایک نہ ایک دن وہ تمھیں ضرور تسلیم کریں گے

منتہا۔۔۔ بلکل بے بس تھی۔

اچھا یہ سب چھوڑو چلو جلدی آجاو

سب لوگ باہر دانین کا انتظار رہے تھے شہریار رافع احمد اور لیزا اسامہ سب باہر کھڑے تھے

جب سامنے سے دانین منتہا کے ساتھ آرہی تھی۔۔۔رافع نے جب منتہا کو دیکھا

وہ وہی دھک رہ گیا۔سب خاموش ہو گئے۔۔

چلیں چلتے ہیں سوری۔۔۔منتہا تیار ہو رہی تھی دانین نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں۔۔۔چلو۔۔۔اسامہ اور لیزا اپنی گاڑی میں بیٹھ گئے۔۔

منتہا تم بھائی رافع کے ساتھ بیٹھ جاو۔۔۔دانین نے جب کہا

منتہا نے اسے دیکھا۔۔

کچھ نہیں ہوتا مائی ڈئیر وہ ہزبیڈ ہیں آپ کے۔۔

اور میں اپنے سو کولڈ بھائی احمد اور شہریار کے ساتھ بیٹھتی ہوں

ہاں۔۔۔آجا۔چڑیل آجا جیسے احمد نے کہا وہ فورا بولی

تجھے تو میں بتاتی ہوں۔۔

رافع گاڑی میں تھا جب اسنے ساتھ فرنٹ سیٹ والا دروازہ کھولا

وہ پیچھے بیٹھنے لگی تھی لیکن جب اسنے آگے دروازہ کھولا دیکھا تو وہ آگے ں شیٹھ گئ۔۔

اسنے بس ایک نظر رافع کو دیکھا تھا وائیٹ شرٹ میں وہ بہے ہنڈسم لگ رہا تھا

پورا سفر میں ان دونوں کے درمیان خاموشی تھی دلوں میں ایک دوسرے سے بہت سے سوال پیدا ہو رہے تھے لیکن کچھ کہہ نہیں پا رہے تھے۔

منتہا باہر ونڈو سے دیکھ رہی تھی۔۔

جب رافع نے اسکے ہاتھ کی طرف دیکھا جو بلکل سرخ ہوا تھا ایسا جیسے بہت کام کیا ہو۔

تمھیں میں نے کہا تھا آرام کرنے کو۔۔ لیکن پھر بھی تم کام کرتی رہی۔

رافع نے جیسے کہا وہ فورا اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

و۔۔۔وہ اماں سرکار نے کہا تھا۔ کہ۔ کام مکمل کرنے کو۔ اسنے بس مختصر سا جواب دیا تھا

لیکن آئندہ سے احتیاط کرنا ڈاکٹر نے ریسٹ کا کہا تھا وہ بس اتنا ہی کہہ پایا تھا

ہوں۔۔ منتہا نے مختصر سا جواب دیا۔

دلوں کی باتیں اکثر دلوں میں ہی رہ جاتی ہیں۔

آپ کچھ کر رہی ہیں یا نہیں۔ آپ کی لاڈلی پوتی دانین۔ اسے ساتھ لے کر گئ ہے۔

کچھ پتا بھی ہے آپ کو

یاور جیسے غصے سے برس پڑا تھا۔

" اماں سرکار خاموش تھی۔" مجھے معلوم ہے یاور اب کچھ کرنا پڑے گا

نہیں آپ تو کچھ نہ کریے وہ لڑکی منتہا کو جلد ہی رافع قبول کر لے گا دیکھ لیجے گا آپ

چپ کر جائیں یاور۔۔مجھے معلوم ہے میں نے کیا کرنا ہے۔ آپ بس خاموش رہیں۔

کیسے خاموش رہوں میں۔ وہ دو ٹکے کی لڑکی ونی ہو کر آئی ہے اس گھر میں اور اسکی جرات دیکھو زرا ہم

سے برابری کر رہی ہے

یاور کا خون کھولا تھا

اسکی سزہ اسے بھگتنی پڑے گی۔۔ضرور۔اماں سرکار نے غصے سے دانت پیچے

وہ سب کھانا کھا کر باہر نکلے تھے رافع منتہا کو دیکھ رہا تھا اسکی حالت کچھ ناساز لگ رہی تھی وہ پوری طرح

ٹھیک نہیں ہوئی تھی

وہ سب گاڑی میں بیٹھنے لگے تھے جب رافع نے کہا۔

آپ سب لوگ جائیں میں زرا منتہا کو کلینک مین چیک اپ کے لیے لیں جاوں اسکی طعبیت کچھ ٹھیک نہیں

یہ سنتے ہی دانین مسکرادی۔۔

ہاں ضرور بھائی آپ جائیں

نہیں دانین تم ہمارے ساتھ آو۔۔رافع نے اسے روکا۔

ارے بھائی میری کیا ضرورت ہے اس میں۔۔ آپ جائیں نہ۔۔

منتہانے رافع کی طرف دیکھا۔

وہ شخص اب اسکی زندگی بن چکا تھا۔۔

وہ سب جا چکے تھے۔۔

بیٹھ جاو۔۔رافع نے کہا

اور ہاں۔ یہ ہمدردی صرف انسانیت ہے ناطے ہے کوئی ایسی بات نہیں

یہ کہتے اسنے گاڑی سٹارٹ کردی

اوئے۔۔یہ سوہنا سا چہرہ وہی شباہت ہماری حسینا جیسی ہے۔

منہ میں پان ڈالا ہوا موٹی سی خاتون نے

دانین کو دیکھتے کہا

کون ہیں آپ؟

وہ گھبرائی۔۔

ارے بتاتی ہوں تمھیں

ہمارے ساتھ آو اس خاتون نے دانین کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن دانین نے فورا اپنا ہاتھ پیچھے کیا

کون ہیں آپ اور کہاں لے کر جارہی ہیں مجھے؟

ارے میری جان تو میری حسینا کی بیٹی ہے "وہ بڑے پیار سے بولی تھی"

کون حسینا؟ دانین نے الجھتے ہوئے کہا۔

یہ سنتے ہی اس خاتون نے ایک قہقا فضا میں بلند کیا۔

تجھے حسینا کا نہیں پتا؟ لگتا ہے تیرے گھر والوں نے تمھیں سچ نہیں بتایا لگتا ہے اس کا وقت آچکا ہے جب تمھیں سچائی کا پتا چلے۔

وہ بڑے اعتماد کے ساتھ بولی تھی

کونسی سچائی کیسی سچائی۔۔ دانین پوری طرح الجھ گئ تھی وہ یونیورسٹی سے واپس آرہی تھی جب راستے میں وہ کیسی کام سے رکی تھی تب ہی وہ عورت اسکے پاس سے گزری تھی اور اسے دیکھتے ہی رک گئ آج اہل بھی یونیورسٹی نہیں آیا تھا۔ اسلیے وہ تھوڑا غصے میں بھی تھی۔

بھائی آپ ایک دفعہ دانین کو تو بتا دیتے مطلب اگر اسے بتا دئیں تو زیادہ اچھا رہے گا۔۔ مہر نے اہل کو کہا جو باہر جانے کی طرف بڑھ رہا تھا

نہیں مہر میں اسے سرپرائز دینا چاہتا ہوں می چاہتا ہوں میری یونیورسٹی کے آخری دن میں اسے یہ گفٹ دوں۔۔"

اہل پر امید تھا۔

کیا آپ کو لگتا ہے۔۔ وہ مان جائیں گی" مہر مایوسی سے بولی تھی"

کوشش تو کی جاسکتی ہے ناں۔" مہر ویسے بھی امی کی یہی خواہش ہے تو میں انکی بات نہیں ٹال سکتا۔" اہل" نے اسے حوصلہ دیا۔

" بھائی اگر وہ نہ مانی تو؟"

مہر نے آخر کار وہ سوال کر دیا تھا جسکا جواب اہل کے لیے بہت مشکل تھا

اہل بس مسکرایا۔ اور گاڑی کی طرف بڑھ گیا

یا اللہ اہل نیازی کی قسمت میں دانین جہانگیر لکھ دے نہیں تو وہ مر جائے گا۔۔

مہر کے دل میں ایک عجیب سی کفیت چھا گئ تھی آج وہ اپنی محبت کو پانے کے لیے اس انسان کے پاس چلا تھا۔۔ جس کے سینے میں کوئی دل نہیں تھا جو صرف اپنی انا کو آگے رکھتی ہیں۔ اور وہ کوئی اور نہیں سلطانہ جہانگیر بٹ تھی۔۔

اہل آج اسکے پاس دانین کے ہاتھ مانگنے کے لیے بات کرنے چلا تھا۔ دانین کو بتائے بنا۔ وہ اسے سرپرائز دیناچاہتا تھا۔ وہ جانتا یہ سب مشکل ہے لیکن وہ اپنی محبت کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا۔ کچھ بھی

دانین اس خاتون کے ہمراہ۔ چل رہی تھی۔ جیسے وہ اس اڈے میں داخل ہوئی۔ وہاں موجود سب منجمد ہو گئے سب دانین کو دیکھ رہے تھے

اور سب کے زیر لب یہی جملہ تھا

" کہ یہ حسینا کی بیٹی ہے ماشاءاللہ بہت ہی خوبصورت ہے"

سب اسے دیکھ رہے تھے۔۔ دانین یہ سب دیکھ گھبرا گئ تھی

کیا کہنا ہے آپ نے مجھے ؟ دانین نے جلدی سے پوچھا۔

ارے بتاتی ہوں میری جان! ایک منٹ رک۔ اس خاتون نے کہا اور ساتھ اسکے چہرے پر نظر بد کا ایک کالہ ٹیکا لگا دیا

تو بہت ہی پیاری ہے۔ جیسی ہماری حسینا تھی بلکل ویسی ہے یہ تیری آنکھیں بلکل تیری ماں پر گئ ہیں۔

جیسے اس خاتون نے کہا۔دانین چونک گئ۔۔

کیا میری امی !آپ کو میری امی کا پتا ہے ؟۔دانین ابھی بھی شاک میں تھی۔"

کیا تمھیں اپنی امی کا نہیں پتا بڑی بات ہے تیمور جہانگیر نے تمھیں بتایا نہیں۔

وہ یہ کہتے ہوئے سامنے صوفے پر بیٹھ گئ۔

مجھے سیدھی طرح ساری بات بتائیں آپ میرے بارے میں اور میرے ماما بابا کے بارے میں کیا جانتی"

ہیں اور یہ حسینا کون ہے ؟.

دانین کے ذہین میں بہت سے سوال پیدا ہو رہے تھے وہ بلکل الجھ چکی تھی۔اور اب وہ سارے سوالات کا

جواب لے کر ہی جانے والی تھی۔

اسلام و علیکم اماں سرکار۔!اہل نے بڑے ادب سے پہل کی

وعلیکم اسلام آو بیٹھو!اماں سرکار کی طنزا مسکراہٹ برقرار تھی۔

"کیسی ہیں آپ ؟۔"

بس اللہ کا شکر ہے تم سناو۔اہل نیازی آج اماں سرکار سے ملنے کا کیسے دل کیا"وہ اب ہنسی تھی۔"

بس آپ سے آج کچھ مانگنا تھا"اہل ابھی بھی ادب سے جواب دے رہا تھا۔"

اچھا۔۔واہ آج اہل نیازی سلطانہ جہانگیر سے مانگے گا۔بولو۔وہ بڑے مان سے بولی تھی

اماں سرکار میں اہل نیازی آپ کی پوتی دانین جہانگیر بٹ کا ہاتھ اپنے لیے مانگتا ہوں۔کیا آپ دانین کو ساری زندگی کے لیے سونپیں گی۔

آخرکار۔۔اسنے کہہ دیا تھا۔ہر طرف خاموشی تھی دلوں کی تاریں زور زور سے بج رہی تھیں۔۔یوں لگا کہ سب چیزیں رک گئ ہوں۔۔وقت کی سوئیاں وہی ٹھہر گئ۔۔

حسینہ ہمارے کوٹھے کی شان تھی جیسے دیکھنے کے لیے لوگ دور دور سے آتے تھے اسکا رکس اس پورے" کوٹھے کو رنگیں بنا دیتا تھا۔اور اسی حسینہ پر ایک امیر ذادہ فدا ہو گیا اسے پانے کے لیے کیسی بھی حد تک جا سکتا تھا۔کیسی بھی۔اور وہی ہوا۔اسنے حسینہ کو حاصل کر لیا۔لیکن وہ اسے بچا نہیں پایا۔۔میری حسینہ بہت خوبصورت تھی مجھے یاد ہے میں نے اسے دیکھا تھا۔۔اسکی حالت اللہ اس ظالم عورت نے بہت بری کر دی تھی اللہ اسے اس گناہ پر کبھی معاف نہیں کرے گا۔۔

آپ پہلیاں کیوں بجھا رہی ہیں۔۔یہ حسینہ کا میرے والدین سے کیا تعلق ہے۔بولیں۔

دانین اب چلائی تھی۔

کیونکہ حسینہ عرف رابیل تمھاری ماں ہے بیٹا۔اور وہ امیر زادہ تمھارا باپ تیمور جہانگیر۔۔۔"

" اور ظالم عورت تیری دادی جس نے بڑی بے رحمی سے میری حسینہ کو مار دیا

دانین کا سر نہیں نہیں میں ہل رہا تھا۔۔ اسے لگا کہ وہ سانس نہیں لے رہی۔ ہر طرف ہر چیز وہی تھم گئی ۔۔سب کچھ ایسا لگ رہا تھا کہ سن ہو گیا ہو۔

میری بیٹی سے شادی کرنا چاہتے ہو میاں اچھی خوائش کی ہے تم نے۔ وہ اب اٹھی تھی۔

" میں اسے بہت خوش رکھوں گا اماں سرکار میری بات پر یقین کریں"

تمھاری اوقات کیا ہے اہل نیازی تم ہو کون۔۔ تمھاری جرات کیسے ہوئی یہ خیال بھی اپنے ذہین میں لاتے ہوئے کے تم میری پوتی دانین جہانگیر بٹ کے لائق ہو بولو۔۔

وہ اب برس پڑی تھی لفظوں کی جنگ کا آغاز ہو چکا تھا۔

دیکھیں اماں سرکار مجھے پتا ہے میں دانین کے سٹینڈرڈ جتنا نہیں ہوں لیکن یقین کریں میں اسے ہمیشہ خوش رکھوں گا میں اس سے بے پناہ محبت کرتا ہوں

جیسے اہل نے کہا۔ اماں سرکار نے ایک زوردار تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کیا۔

نام نہ لو میری پوتی کا اپنی گندی زبان سے " کھینچ دوں گی"

کیا سمجھتے ہو خود کو میں تمھارے جیسے لوگوں کے ہاں اپنی پوتی بیاہوں گی

ارے کیا ہے تمھارے پاس۔۔ کتنا کماتے ہو۔ بولو۔۔ دانین جہانگیر بٹ سے شادی کیا۔ تم اسے دیکھ بھی نہیں سکتے۔ تو یہ محبت کا کیسے سوچ لیا تم نے۔ اسے جب دیکھو تو نظریں جھکا لیا کرو اہل نیازی

اہل خود کو وہاں روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا میری ماما نہیں وہ اس جگہ پر نہیں آپ جھوٹ بول رہی ہو۔۔

دانین کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔

بیٹا میری بات سنو مجھے کوئی شوق نہیں ہے تم سے جھوٹ بولنے کا جو سچ ہے وہی بتا رہی ہوں۔اور ہاں تمھاری ماں نے اج تک

کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے اسے شرمندگی ہو۔ہاں وہ رقص کرتی تھی لیکن اپنی خوشی سے نہیں وہ حالات کی زنجیروں میں بندھ چکی تھی۔

اسے پڑھنے کا شوق تھا آگے پڑھنے کا۔بس علم کے شعور کے لیے وہ ہر ہفتے خود کی قربانی دے دیتی تھی

بس پڑھنے کے لیے اسکے والدین کی وفات کے بعد اسکے چاچا نے ہمیں سونپ دیا تھا

وہ تھی اتنی خوبصورت کہ میں نے بھی اسے اپنے فائدے کے لیے استعمال کیا اور اسکے آگے شرط رکھ دی

کہ "اگر پڑھنا ہے تو رقص کرنا پڑے گا" اور مجھے پتا ہے بیٹا

وہ کس درد سے گزر کر یہ سب کرتی تھی

ہر روز اپنے خدا سے دعا کرتی کہ کوئی تو اسے اس عذاب سے بچائے

خدا نے اسکی دعا قبول کرلی۔ تمھارے باپ کو اسکی زندگی میں بھیج کر۔ جہاں وہ پڑھتی تھی وہی وہ تمھارے باپ کو ملی تھی

دانین کو لگ رہا تھا کہ وہ یہاں اور نہیں رک پائے گی

تمھارے باپ کی عزت کرتی ہوں ورنہ پورے گھر میں تمھیں گھسیٹتے ہوئے نکالتی تب تمھیں پتا چلتا۔۔

ابھی اسی وقت نکل جاو یہاں سے

اور ہاں۔ اپنے اس دل و دماغ سے نکال دو دانین کو وہ تمھاری کبھی نہیں ہو سکتی کبھی نہیں

اہل اپنے آنسو نہیں روک پایا تھا اسنے بہت کوشش کی تھی کہ وہ نہ روئے لیکن محبت میں ہارے کے مقدر میں رونا لکھ دیا جاتا ہے اور آج اسی کفیت میں اہل نیازی تھا محبت میں ٹھکرایا ہوا بد قسمت انسان۔۔ کیسی سے محبت کرنا گناہ تو نہیں ہے کیا اونچے سٹینڈرڈ والے انسانوں سے محبت کرنا گناہ ہے محبت میں کہاں یہ سب چیزیں معنی رکھتی ہیں۔ وہ تو بس ہو جاتی ہے۔

کیا میری دادی نے میری ماما کو قتل کر دیا۔۔ دانین کی آواز ہلک میں اٹک گئ تھی۔

اس سے کچھ نہیں بولا جا رہا تھا

ہاں بیٹا قتل کر دینے کے برابر تھا جب ایک ماں سے اسکی اولاد چھین لی جائے اسے اپنی اولاد سے دور رکھا جائے تو تم ہی بتاؤ وہ ماں کیسے جیے گی ایسا ہی تمھاری دادی نے کیا تھا رابیل کے ساتھ جب تم نے دنیا میں آنکھ کھولی تھی اسی وقت تمھیں تمھاری ماں سے چھین لیا

اور وہ ہر درد برداشت کر گئ سوائے یہ اولاد کا۔وہ نہیں سہہ پائی

اور اسی رات کمرے میں اسکا انتقال ہو گیا۔

اس خاتون کی انکھوں میں انسو تھے درد اتنا تھا کہ نا قابل بیان تھا۔

میری ماں کو مار دیا۔۔۔اور کیسی نے مجھے بتایا ہی نہیں۔دانین کو نہیں ہوش تھا وہ بس چل رہی تھی آج۔۔پھر وہ چاروں بکھر گئے تھے

ایک طرف اہل نیازی جو محبت میں ہار گیا

دانین ماضی کی حقیقت سے ٹوٹ گئ تھی اور رافع مجتبہ بٹ اپنی زندگی میں ہی ناخوش ہو گیا۔

سوائے یاور علی بٹ کے

منتہا رافع کے کمرے کی صفائی کر رہی تھی۔جب رافع کمرے میں ایا اسے دیکھتے ہی وہ رک گئ۔

و۔۔۔وہ میں۔۔۔ابھی وہ کچھ کہنے لگی تھی۔

کہ رافع نے اسے روکا

مجھے پتا ہے۔"رافع یہ کہہ کر آگے بڑھا تھا۔"

منتہا فوراً کمرے سے باہر نکلی۔

کہ پیچھے سے کیسی نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔

منتہا کو لگا وہ سانس نہیں لے پا رہی۔رافع نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما تھا

یہ تمھارے ہاتھ کو کیا ہوا ہے؟"

ک۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔منتہا نے جلدی سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔اور اگے کو جانے لگی تھی کہ پھر رافع نے اسے روکا

کہاں جا رہی ہو اندر آو۔۔یہ کہتے وہ کمرے کی طرف بڑھا۔

وہ بلکل خاموش اسکے پیچھے اندر آ گئ۔۔

یہاں بیٹھو۔رافع نے اسے چیئر پر بیٹھنے کا اشارہ کیا

وہ بلکل خاموشی سے اسے تک رہی تھی۔وہ اس انسان سے کبھی نفرت ہی نہیں کر سکتی تھی کبھی نہیں

اگر کام کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تمھیں تو اپنا دھیان تو رکھا کرو اپنی صحت کی طرف دیکھو ڈاکٹر نے کیا کہا"

تھا تمھیں ریسٹ کا لیکن نہیں کہا بات مانی ہے مس منتہا تو اپنی مرضی کرتی ہے۔

وہ مسلسل بول رہا تھا اور اسکے ہاتھ پر پٹی کر رہا تھا۔

آپ کو میری فکر ہے رافع! منتہا نے اسے دیکھتے کہا۔رافع نے اچانک اسے دیکھا

دونوں کی نگاہیں ملی اور پھر جھک گئی۔۔ ہزار سوالات وہی دم توڑ گئے۔

ٹھیک اسکو چینج کر لینا۔وہ یہ کہتے ہوئے اٹھا اور باہر کی طرف بڑھ گیا

رافع یہ کیا ہو گیا ہے تمھیں۔۔وہ۔۔وہ تمھاری زندگی مین نہیں آ سکتی تمھیں کیوں اچھا نہیں لگا اسے اس

حالت میں دیکھ کے۔ نہیں ایسا کچھ نہیں ہے ایسا کچھ نہیں ہے

رافع ابھی یہی سوچ رہا تھا۔ کہ سامنے سے دانین آتی ہوئی معلوم ہوئی

رافع دانین کو دیکھ کر فوراً اسکی طرف بڑھا۔

دانین۔۔کیا ہوا ہے۔۔

گڑیا۔۔وہ اسے بلا رہا تھا لیکن دانین بلکل خاموش بیٹھی تھی۔

بس آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

Urdu Novels Ghar

تمھاری ماں کو مار دیا ہے سلطانہ جہانگیر بٹ نے "وہ جملہ بار بار اسے اتنا درد دے رہا تھا۔ کہ اسے بلکل "

بھی ہوش نہیں تھا کہ سامنے کون کھڑا ہے

دانین۔۔۔ کچھ تو بولو رافع نے اسے کندھے سے پکڑا تھا۔

بھائی۔۔۔۔اسنے رافع کی طرف دیکھا۔۔

بھائی۔۔م۔۔میری ماما کو مار دیا۔۔ دانین جہانگیر بٹ آج واقعی بکھر گئ تھی۔ وہ نازک سے ہسنے والی لڑکی

جو اپنی دادی جان کو اپنا سب کچھ مانتی تھی آج سارا مان ٹوٹ گیا

رافع دو قدم پیچھے ہٹا۔۔

گڑیا یہ کیا کہہ رہی ہو اور یہ کس نے تمھیں کہا۔رافع گھبرا گیا

بھائی۔۔میری امی کو اتنی بے دردی سے مار دیا اور کیسی نے انھیں بچایا نہیں وہ درد میں تھی۔۔اور کوئی

انکے پاس نہیں تھا

دانین یہ کیا کہہ رہی ہو۔

سچ کہہ رہی ہوں میں۔ وہ سچ جو اج تک مجھ سے چھپایا گیا۔ کیوں۔ بولیں بھائی۔ آپ نے مجھے کیوں نہیں

بتایا کہ اماں سرکار نے میری امی کو اتنا بے دردی سے مار دیا

کیوں مجھ سے سب گھر والوں نے یہ چھپایا کیوں

بتائیں مجھے

وہ چلا رہی تھی۔۔اور سب سے سوال کر رہی تھی۔

دانین میرے بچے۔۔ایک منٹ بیٹھو چپ کرو۔میں بتاتا ہوں

گڑیا ایسے نہیں روتے بیٹھو۔

رافع اسے حوصلہ دیا

نہیں بھائی مجھے بتائیں ایسا کیا ہوا تھا۔۔

مہر مجھ سے کچھ مت پوچھو چلی جاو میں ابھی کچھ نہیں بتا سکتا۔۔

بھائی دروازہ تو کھولیں خدا کے لیے ایسے کمرے میں خود کو بند رکھنے سے کیا ہوتا ہے بھائی پلیز دروازہ "

کھول دئیں۔

مہر کی آواز بھیگ گئ تھی.

اہل نے دروازہ کھولا۔۔روشنی نے اسکے چہرے پر چھپے درد کو واضح کر دیا۔

" مہر اہل یہ کہتے اسکے گلے لگ گیا"

وہ ٹوٹ گیا تھا آج۔

وہ میری کبھی نہیں ہو سکتی مہر میں نے یہ کیسے سوچ لیا کہ دانین میری زندگی میں آسکتی ہے۔میں اس سے محبت کرنے کے قابل نہیں ہوں کیوں۔۔میں نے اس سے محبت کی کیوں وہ میرے سامنے آجاتی تھی ہر بار کیوں میرا دل اسے دیکھنے کے لیے بے قرار رہتا تھا

لیکن آج مجھے میری محبت کی اہمیت کا پتا چل گیا آج اماں سرکار نے مجھے میری اوقات دیکھادی

پلیز بھائی ایسا مت کہیں دانین آپ سے محبت کرتی ہے۔

کیا فائدہ مہر جب وہ میری نہیں ہو سکے گی اماں سرکار نے کہا ہے کہ وہ کبھی بھی اسکا ہاتھ میرے ہاتھ میں نہیں دئیں گی

بھائی ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔اماں سرکار کے کہنے سے کچھ نہیں ہو گا۔

اماں سرکار اب شاید وہ وقت آگیا ہے۔۔یاور اب آخری داو کھلینے لگا تھا۔

اماں سرکار نے اسکی طرف دیکھا

کیا؟

دانین کا نکاح میرے ساتھ کروادئیں۔۔۔

سلاطانہ جہانگیر وہی دھک کھڑی رہ گی

کیا؟

اماں سرکار میں یہی کہہ رہا ہوں کہ میرا نکاح دانین سے کروادئیں "وہ پر سکون لہجے میں تھا"

یاور یہ کیا کہہ رہے ہو نہیں میرا مطلب ہے کہ تم دانین کے ساتھ نکاح "سلطانہ جہانگیر سے بات بھی پوری نہیں ہوئی تھی

یہ سنتے ہی یاور ہلکا سا ہنسا اور اماں سرکار کے قریب گیا۔

میری پیاری دادی جان۔ اہل نیازی سے اچھا ہوں میں۔ اور ویسے بھی اس میں کون سے بری بات ہے " کیا میں دانین سے شادی نہیں کر سکتا ویسے بھی اسکی آپ نے کہی اور شادی کرنی تھی تو ٹھیک ہے ناں مجھ "سے ہو جائے۔۔

یاور کا لہجہ میں ابھی تک سکون تھا ایسے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہو

کیا تم دانین کو پسند کرتے ہو یاور "وہ ابھی بھی کچھ جاننے کی کوشش کر رہی تھی"

یاور کا قہقا کمرے میں گونجا "جی "ایسی ہی بات ہے اماں سرکار میں دانین کو پسند کرتا ہوں۔ اور مجھے پتا" ہے آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ کیونکہ آپ اسے اہل نیازی کے ساتھ بیاہے گی نہیں کیوں آپ کو کوئی اعتراض ہے؟

وہ اب بڑے اچھے طریقے سے کھیل کے داو کو بدل رہا تھا۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکے مجھے تو خوشی ہوئی ہے کہ میری بیٹی۔میری آنکھوں کے سامنے رہے" گی اور وہ بھی میرے لاڈلے پوتے کے ساتھ۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔بس یہ اہل نہیں انا چاہیے۔

اماں سرکار کے چہرے پر فکر تھی۔ جیسے اس نے اہل کا سوچا یہ سنتے ہی یاور فورا بولا

اماں سرکار اہل نیازی سے بہتر ہے ناں کہ دانین کا مجھ سے نکاح کو جائے کیا فیصلہ ہے اب؟

یاور اب جواب کا منتظر تھا

ٹھیک ہے اب یہی ہو گا میں رافع سے پوچھ لوں" کیونکہ وہ اپنی ہر بات برداشت کر سکتا ہے لیکن دانین" کے لیے نہیں۔

اماں سرکار نے جیسے کہا وہ فورا بولا۔

ہاں ضرور کریں بات رافع صاحب سے آخر وہ تو دانین کے لیے بہت خاص بندہ ہے۔ لیکن اماں سرکار ایک بات یاد رکھیے گا۔ آپ اس سے پوچھیں گی نہیں

"بلکے اسے فیصلہ سنائے گی کیونکہ دانین کو میرے علاوہ اور کوئی نہیں حاصل کر سکتا"

وہ اپنی ضد پر ڈھٹا تھا اسی ثناء کے دوران دانین داخل ہوئی

یاور ایک منٹ رکا اور اسے دیکھا۔ جسکے چہرے پر ہزاروں سوالات تھے۔

چلیں پھر بعد میں بات ہوتی ہے"وہ یہ کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا تھا۔"

دانین بلکل خاموش کھڑی تھی اماں سرکار نے اسے دیکھا اور پھر اسکے چہرے کو بے اختیار چومہ

میری جان آو بیٹھو۔۔اور ساتھ اپنے قریب صوفے پر بٹھایا

کیا ہوا ہے کوئی بات کرنی ہے"؟"

دانین بس اسے دیکھ رہی تھی۔وہ چہرہ دیکھنے میں کتنا معصوم لگتا تھا۔

کیا ہوا ہے میری جان !اب اماں سرکار نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔

انکی آواز میں کتنا احساس تھا ایسا لگتا ہی نہیں تھا کہ اس معصوم سے چہرے کے پیچھے ایک ظالم چہرہ چھپا ہے

۔جسکے سینے میں کوئی دل نہیں تھا۔

آپ نے میری امی کو کیوں مارا؟"اماں سرکار۔"

"ہاتھ میں تھاما ہوا ہاتھ۔۔چھوٹا۔"

یہ۔۔۔یہ کیا کہہ رہی ہو تم ؟۔انکی آواز اٹکی تھی آج پہلی بار اماں سرکار کی پیشانی پر خوف سے پسینہ آگیا

تھا آواز اٹکنے لگی تھی واقعی سچ کتنا کڑوا ہوتا ہے چاہے کتنا ہزار پردوں میں چھپالو آخرکار سامنے آہی جاتا

ہے۔اور آج رابیل خاں کا سچ سامنے آہی گیا تھا۔اماں سرکار نے کتنے سال تک اس بات کو دانین سے راز

رکھنا چاہا تھا۔

اسے یہ بتانے کی کوشش کی تھی جو وہ سیکھانا چاہتی تھی۔

لیکن ہزار پردوں میں ہزار لوگوں کے دلوں میں دفن یہ سچ سامنے آہی گیا تھا۔ آج رابیل خاں کو انصاف ملنے لگا تھا جو جھوٹی باتیں اماں سرکار نے اسکے خلاف خود سے بنائی تھیں آج اس سب سے راز فاش ہونا تھا وہ کہتے ہیں ناں خدا کی عدالت میں صرف انصاف ہوتا ہے صرف انصاف۔۔ اور بے شک اللہ انصاف کے معاملے میں سب سے عادل ہے۔

" میں کچھ پوچھ رہی ہوں سلطانہ جہانگیر بٹ کیا کیا آپ نے رابیل خاں کے ساتھ "

کیا قصور تھا انکا بولیں کیا بیگاڑا تھا انہوں نے آپ کا۔ بس یہی کہ

وہ ناچنے والی تھی ں س انکا یہی قصور تھا کہ بابا انھیں پسند کرتے تھے۔ بس انکا یہی قصور تھا کہ وہ اس گھر کی بہو تھی۔

آ۔۔ آ۔۔ آپ اس قدر بے رحم ہو سکتی ہیں میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔

اور میں ہمیشہ پاگلوں کی طرح اپنی ماں کی نشانی پورے گھر میں ڈھونڈتی رہی۔ اور آپ مجھے ہمیشہ انکے بارے میں گمراہ کرتی آئی تھی

یہ کیا کہہ رہی ہیں دانین پاگل تو نہیں ہو گئ آپ؟ اماں سرکار زرا غصے سے بولی تھی

ارے پاگل تو آپ نے مجھے بنایا تھا آپ نے ہی نہیں بلکے میرے سگے باپ نے مجھے پاگل بنا دیا۔۔میری ماں کو اتنی بے دردی سے مار دیا گیا۔

آپ نے اس سے اسکی اولاد کو چھین لیا۔میر ا زرا بھی نہیں سوچا۔کہ میں کیسے انکے بغیر رہوں گی

ہاں میں مانتی ہوں مجھ سے سب گھر والے بہت پیار کرتے تھے رافع بھائی سب لیکن ماں کا پیار صرف ایک ماں ہی دے سکتی ہے

اور میں وہ پیار کبھی کیسی سے حاصل نہیں کر سکی اور اسی وجہ آپ ہیں۔

آپ دو چہریں لے کر جیتی ہیں۔

ایک وہ چہری جو آپ نے مجھے دیکھایا اور ایک وہ چہرہ جو آپ نے میری ماں کو دیکھایا اور سب کو بھی جس سے آپ نفرت کرتی ہیں۔

دانین۔۔۔وہ اب غرائی تھی۔۔

اونچی آواز میں بات کرنے سے حقیقت بدل نہیں جاتی۔سلطانہ جہانگیر بٹ اور حقیقت یہی ہے کہ آپ نے میری ماں کو بہت بے دردی سے مار دیا۔انھیں ایک کمرے میں قید کر دیا۔لاوارثوں کی طرح کیسی راہ جاتے سڑک پر چھوڑ دیا۔کیوں۔کیوں اتنی ظالم ہو گئ تھی آپ؟

ایک دفعہ بھی اس دل میں خوف نہیں آیا۔۔جیسے دانین نے کہا

اماں سرکار نے ایک زوردار تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کیا تھا۔

آج سچ اپنی اتنی طاقت سے بول رہا تھا کہ اماں سرکار جیسی انسان بولنے سے پہلے سوچ رہی تھیں۔ کہ وہ کیا کہے

تم حد سے زیادہ بڑھ رہی ہو میرے پیار کا ناجائز فائدہ مت اٹھاو

اور رہی بات تمھاری ماں کی۔ تو میں نے تمھاری ماں کو نہیں مارا

وہ خود مر گئ تھی۔ مجھے کوئی شوق نہیں تھا تمھاری ماں کو مارنے کا

سن لیا تم نے۔۔ اور تم میرے بارے میں جانتی ہی کیا ہو آج ایک راز سے فاش ہوا تو تم نے مجھے دو چہرے والی بنا دیا

واہ دانین کیا کہنا ہے آپ کا۔

ایک بات یاد رکھیے گا۔ میرے نزدیک میری عزت نفس کے آگے کچھ نہیں ہے کوئی نہیں ہے اور میں جو فیصلے کرتی ہوں سب کو اسکے آگے سر خم کرنا پڑتا ہے۔ اور تم بھی جتنی جلدی ہو سکے اس غم سے باہر نکل آو۔

کیونکہ تمھارا نکاح ہے یاور علی بٹ سے۔۔ اماں سرکار نے جیسے کہا تھا

دانین وہی شاک کے عالم میں وہی کی وہی کھڑی رہ گئ اگلا قدم اگلی سانس۔لینا مشکل ہو گیا تھا۔سارے شکوے وہی دم توڑ گئے

یاور علی بٹ سے نکاح۔۔اسنے نفی میں سر ہلایا۔

میں یہ نکاح نہیں کر سکتی۔کیونکہ میں اہل نیازی سے محبت کرتی ہوں صرف اس سے محبت کرتی ہوں اور اسے ہی اپنی زندگی میں لاوں گی اور آپ کے فیصلے آپ کو ہی مبارک ہوں۔سن لیا آپ نے

وہ بڑے مان سے بولی تھی آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے اسے پتا تھا کہ وہ اس عورت کے سامنے کیسے کھڑی تھی۔

اماں سرکار کا قہقہا پورے کمرے میں بلند ہوا۔

اہل نیازی۔۔۔وہ جسنے تمھیں ٹھکرا دیا۔ہاہاوہ انسان جو آج تمھاری محبت کی دھجیاں بکھیر کر گیا تھا۔

یہ کیا کہہ رہی ہیں؟

میری جان آج اہل نیازی مجھ سے ملنے آیا تھا اور اسنے بڑے مؤدب انداز میں مجھ سے معذرت کی تھی کہ وہ آپ کی پوتی کے ساتھ شادی نہیں کر سکتا۔

اور تم اس انسان کو اپنی زندگی لانا چاہ رہی ہو۔جو تمھاری کیا تمھاری محبت کی عزت نہیں کرتا اس شخص کے ساتھ ساری زندگی گزارو گی۔جع صرف پیسے کے لیے یہ سب کچھ کرتا ہے

اسنے کہا کہ اسنے رافع سے اسلیے بات نہیں کی تا کہ رافع اسے نہ منالے کیونکہ وہ جانتا ہے رافع دانین کی خوشی کے لیے اسے منالے گا اسی وجہ سے وہ۔ مجھ سے ملنے آگیا

اب فیصلہ تمھارے ہاتھ میں ہے۔۔وہ بڑے فاتحانہ انداز سے اسے دیکھ رہی تھی جو بکھر چکی تھی۔

آج سب کچھ اسکے اندر سے کھوکھلا ہو چکا تھا۔

نہیں مجھے اہل پر یقین ہے وہ ایسا کچھ نہیں کر سکتا دانین یہ کہتے کمرے سے بھاگی تھی محبت میں ہاری ہوئی دانین جہانگیر بٹ کو آج کوئی ہوش نہیں تھا۔

کیسی ہے بیٹا؟ سلمہ بیگم بڑی چاہت سے فون میں بولی تھی

منتہا بلکل خاموش تھی کوئی جواب نہیں دے رہی تھی

بیٹا میری جان تو چپ کیوں ہے بولتی کیوں نہیں ہے کچھ تو بتا کیسی ہے تو وہاں پر سب کیسے ہیں منتہا میری بچی کچھ تو بولو۔

سلمہ بیگم کی آواز بھیگ گئ تھی۔

لیکن وہ اگے سے خاموش تھی اور اسکی خاموشی بہت سے سوالات کا جواب دے رہی تھی۔اسکی خاموشی اسکے گھر والوں کو درد دے رہی تھی اور اونچی اونچی آواز میں یہ کہہ رہی تھی کہ۔

کہ اسکے ساتھ سراسر ناانصافی ہوئی اسے اس جرم کی سزہ دی جارہی تھی جو اسنے کیا ہی نہیں۔

بس آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ابھی فون آن ہی تھا جب پیچھے سے اماں سرکار نے اسے کھینچ کے تھپڑ مارا تھا

"تجھے یہاں اس کام کے لیے نہیں رکھا ہوا کہ سارا سارا دن فون سنتی رہے۔"

آواز سلمہ بیگم کے کانوں میں گونجی تھی۔انہوں نے جلدی سے فون بند کر دیا تھا انہوں میں ہمت نہیں تھی کہ وہ یہ سب سن سکے انہوں نے اپنے ان ہاتھوں سے اپنی بیٹی کی زندگی برباد کر دی تھی۔

و۔۔و۔۔وہ میں۔۔ابھی منتہا کچھ بولتی کہ سلطانہ جہانگیر نے ایک اور تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا تھا لیکن کیسی نے پیچھے سے روک لیا

بس اماں سرکار بس کریں۔اور وہ کوئی اور نہیں رافع ہی تھا۔

ہاں وہ رافع مجتبہ بٹ تھا

تم چپ کر جاو رافع تم ان جیسی دو ٹکے کی لڑکیوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے یہ چھوٹے اور گندے دماغ کی لڑکیاں۔

وہ دو ٹکے کی لڑکی نہیں ہے اماں سرکار اور نا ہی وہ کوئی چھوٹے اور گندے دماغ کی ہے رافع اپنے آپ سے بے قابو ہو گیا تھا پتا نہیں اسے برا لگا تھا جب اماں سرکار نے اسے

ایسا کہا تھا۔

تم اس کے لیے اپنی اماں سرکار کے سامنے اونچی آواز میں بات کرو گے۔

وہ غصے سے بولی تھی۔

وہ دو ٹکے کی لڑکی کا نام منتہا رافع بٹ ہے۔رافع مجتبہ بٹ کی بیوی ہے وہ اور میں کیسی کو حق نہیں دوں گا کہ کوئی میری بیوی کے ساتھ ایسا سلوک رکھے جو بھی ہو وہ اپنی جگہ لیکن وہ ایک انسان ہے آپ اسکی شکل نہیں دیکھ رہی ہاتھ پاوں کیا حال بنا ہوا ہے کام کر کر کے۔

تمھاری اس شادی نہیں ہوئی یہ تمھاری بیوی نہیں ہے رافع

وہ چلائی تھی۔اسے میں دیکھتی ہوں اماں سرکار یہ کہتے ہوئے اگے اسکی طرف لپکی تھی کہ رافع نے منتہا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا۔

سلطانہ جہانگیر کے قدم وہی رک گئے۔۔اور منتہا کو لگا کہ وہ خواب دیکھ رہی ہے لیکن وہ خواب نہیں تھا حقیقت تھی۔رافع اسکا شوہر ایک ڈھال کی طرح اسے ساتھ کھڑا تھا اسکا ہاتھ تھامے۔

اسنے بھیگی آنکھوں سے رافع کی طرف دیکھا۔رافع یہ کہتے ہوئے اسے وہاں سے لے کر باہر کی طرف بڑھ گیا

اماں سرکار وہی دھک اسے دیکھ رہی تھی

تمھارے لیے سب کچھ چھوڑ سکتا ہوں۔ اروب وہ ہنس کے بولا تھا۔

یاور کیا واقعی۔ تم یہ فیصلہ سوچ سمجھ کے کر رہے ہو۔ مطلب تم میرے لیے آرمی چھوڑ سکتے ہو اروب می خوشی کی انتہا نہیں تھی۔

ہاں اروب میں تمھارے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ کچھ بھی یاور نے یقین دلایا تھا۔

ایم رئیلی سوری یاور میں خود یہ نہیں چاہتی تھی لیکن بابا نے یہی شرط رکھی ہے وہ تو میری کیسی ایسے شخص سے شادی نہیں کرنا چاہتے تھے جو آرمی میں ہوں کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ میری اس جگہ شادی ہو جو آدمی ہمیشہ میرے ساتھ رہے اور اسکی وجہ ماما ہے بابا ڈرتے ہیں کہ کہی میرے ساتھ بھی ویسا نہ ہو جائے۔ لیکن جب میں نے بابا کو یہ بتایا کہ میں تم سے پیار کرتی ہوں اور تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ تو بابا نے یہ شرط رکھ دئ یاور

کہ وہ تب شادی کا مانے گے اگر یاور آرمی سے دیزین لے۔ کیونکہ وہ میری شادی کیسی ایسے شخص سے نہیں کر سکتے جو آرمی میں ہو۔

میں تب سے خاموش ہو گئ تھی مجھ میں ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ میں کس طرح تم سے بات کروں تمھیں کیا بتاوں

لیکن

تم نے میری ساری مشکل حل کر دی یاور میں بیت خوش قسمت ہوں کہ مجھے تم جیسا پیار کرنے والا ساتھی ملا۔میں وعدہ کرتی ہوں یاور میں تمھیں کبھی مایوس نہیں کروں گی

اروب خوشی سے چہک رہی تھی۔اور اس خوشی کا اندازہ یاور بڑا اچھے سے کر سکتا تھا۔

تم خوش ہوناں؟

ہاں بہت زیادہ۔۔اروب جلدی سے بولی

تو ٹھیک ہے میں خوش ہوں۔۔یاور نے یہ کہتے ہوئے فون بند کیا

بس دانین تمھیں یاد رہے گا کہ تم نے یاور علی بٹ سے پنگا لیا تھا۔

وہ دل ہی دل میں مسکرایا تھا آخر ہر چال اسکی کامیاب تھی

اہل۔۔۔۔دانین کی آواز اسکے ٹوٹے ہوئے دل پر لگی تھی اس دن کے بعد اسنے کوئی فون کال نہیں کی تھی اور نہ ہی وہ اس سے ملا تھا

اہل نے بڑی مشکل سے الفاظ کو اکھٹا کیا

ہاں دانین بولو۔بس وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا۔

دانین کا دل بھی کرچی کرچی بکھرا ہوا تھا آج وہ دونوں محبت میں ہارے ہوئے تھے اور ویسے بھی محبت میں کون جیتا ہے یہاں تو جیتا ہوا انسان بھی ہارا ہوتا ہے۔

اہل میں نے تم سے کچھ مانگنا ہے۔۔۔وہ اب کچھ کہنے لگی تھی

اہل کو لگا کہ وہ کبھی سانس نہیں لے پائے گا۔اسے پتا تھا کہ وہ اس سے کیا مانگنے والی ہے۔اور وہ اسے اب کبھی نہیں دے سکتا۔

یہ کفیت اتنی درد میں مبتلا تھی کہ ہر چیز وہی تھم گئی تھی۔اپنی جگہ پر ٹھہر گئی۔

بس اب وہ دونوں تھے۔جو ٹوٹے ہوئے دلوں

یں ایک نئے جذبات کو ابھارنے کی امید میں تھے۔۔

کیا تم مجھ سے شادی کرو گے اور میرا ہاتھ رافع مجتبہ بٹ سے مانگو گے۔کیونکہ میں اب اس گھر میں اور نہیں رہ سکتی

آخر کار اسنے کہہ دیا۔دوسری طرف اہل نے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا تھا۔

دانین اسکی محبت تھی۔۔جس کو وہ بے پناہ چاہتا تھا لیکن اسکی چاہت کا حصول اتنا آسان نہیں تھا۔وہ کیا کرتا وہ تو خود آگے محبت میں ایک بازی ہار چکی تھا

بولو اہل کیا تم مجھے یہاں سے لے جاو گے۔۔

دانین کو ابھی بھی اماں سرکار کی باتوں پر یقین نہیں تھا۔

دونوں کے درمیان ایل طویل خاموشی تھی کوئی کچھ نہیں بولا

دانین۔۔۔م۔۔۔میں تم سے شادی نہیں کر سکتا پلیز اور اسکی وضاحت مجھ سے مت مانگنا۔

بس سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔سب کچھ وہ اسی وقت اور اسی پل اسکے جسم سے روح کھینچ کے نکال لی گئ تھی

ساری خواہشات کا گلا گونٹ دیا گیا تھا محبت میں ہاری ہوئی دانین جہانگیر ہار گئ تھی رابطے کٹ گئے تھے۔

صرف درد ہی درد باقی رہ گیا تھا۔

اہل بے سہاروں کی طرح وہی زمین میں گر گیا اور دوسری طرف دانین کا بھی یہی حال تھا

" تمھارا یاور کے ساتھ نکاح ہے دانین"

وہ الفاظ گونج اٹھے تھے۔۔۔سب کچھ فنا ہو گیا تھا۔سب کچھ۔

یوں لگ رہا تھا کہ ساری دنیا بے جان سی ہو گئ ہو۔وقت کی گردش وہی تھم گئ ہو۔لیکن دنیا کا دستور ہے وہ تو چلتی ہے اور رہے گی سوائے کچھ بکھرے لوگوں کی زندگی کے۔

کورٹ میرج۔۔؟مہر چونک گئ۔

یہ کیا کہہ رہے ہو تم !احمد نہیں میں ایس کچھ نہیں کروں گی اور ابھی تو کبھی نہیں اور نہ ہی آگے۔میں ایسی شادی کرنا پسند ہی نہیں کروں گی۔

مہر غصے سے بولی تھی

احمد نے اسے ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کیا۔

مہر میری بات سنو۔یار۔ماما بابا سے میں نے بات کی ہے انھیں کوئی اعتراض ہے بس انہوں نے کہا ہے میرا اور تمھارا نکاح کی رسم اماں سرکار سے چھپ کر لیں

پھر اسے بعد۔میں تمھیں باہر اپنے ساتھ لندن لے جاوں اور کوئی اماں سرکار ہمیں الگ نہیں کر سکے گی۔

احمد نے جیسے اسے سب کچھ بتایا تھا۔

میں یہ نہیں کروں گی۔۔مہر نے ماں میں سر ہلایا

مہر تم پریشان مت ہو میری ماما بابا آج تمھاری امی سے بات کریں گے اور انھیں بھی منالیں بس مجھ پر یقین رکھو مہر میری محبت ک پر

احمد نے اسے دیکھتے ہوئے کہا

وہ آگے سے بے بس ہو گئ تھی

دانین دروازہ کھولو۔۔۔شہریار رافع علی اور اسامہ نے زور زور سے دروازہ کھٹکھٹایا تھا

دانین۔۔۔رافع دیوانہ وار چلا رہا تھا سارے گھر والے اکھٹے ہو گئے اور سب دانین کو آوازیں دئے رہے

تھے یاور پیچھے کھڑا سارا تماشہ دیکھ رہا تھا

دانین۔۔۔پلیز دروازہ کھولو دیکھو مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے دروازہ کھولو گڑیا۔

رافع نے ایک بار پھر کہا۔اور زور زور سے دروازے کو پٹخنے لگا

ا۔۔ایک منٹ اسامہ کمرے کی دوسری چابی لاو جلدی سے۔۔

دانین بیٹا دروازہ کھولو۔تیمور جہانگیر نے آگے ہو کر کہا

کیسی کو پتا ہے دانین کو کیا ہوا ہے "رافع نے سب کی طرف دیکھا"

اماں سرکار نے نظریں چرائی۔یاور نے اپنے چہرے کے تاثرات بدل لیے۔

یہ لو رافع۔۔اسامہ نے جو نہی چابی پکڑائی وقت ضائع کیے بغیر اسنے اندر کا لاک کھولا۔

دروازہ کھولا۔تو یوں لگا جیسے ساری دنیا ایک منٹ کے لیے رک گی ہو

رافع کو لگا جیسے وہ سانس نہیں لے رہا پیروں تلے زمین سرکی۔

سامنے بیڈ پر بے سہارا دانین گری تھی۔۔رافع آگے بڑھا

د۔۔۔دانین۔۔۔دا۔۔۔دانین آنکھیں کھولو۔

ایک دفعہ پھر قیامت کا منظر بھرپا ہو گیا۔۔

د۔۔۔دانین آنکھیں کھولو۔میری جان۔۔ادھر دیکھو

کوئی ایمبولینس بلوائے۔وہ غرایا تھا

تیمور جہانگیر وہی سمٹ کے رہ گئے۔۔۔اسطرح ایسی ہی حالت میں رابیل تھی اور آج انکی جوان اولاد وہ

سہہ نہیں سکے۔

سب کے دلوں میں ہل چل مچ گئ تھی۔

ایمبولینس گھر رکی۔۔سب کی آنکھوں میں آنسو رواں تھے

رافع تو بس دانین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے سٹریچر کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا

دانین۔۔آنکھیں کھولو ایک دفعہ مجھ سے بات کرو۔۔گڑیا۔۔

سٹریچر کو ایمبولینس میں ڈال دیا گیا

سارا گھر ٹوٹ گیا تھا۔شہریار اسامہ اور احمد کو لگ رہا تھا۔کہ آج انکا سب کچھ ان سے چھین لیا گیا ہو

دانین کو اس طرح اس حالت میں دیکھ کے وہ اپنے آنسو اور درد برداشت نہیں کر پائے تھے۔۔سارا

جہان انکے لیے خاموش ہو گی دلوں کی تارئیں ایک جگہ رک گئ تھی فضا میں بلکل خاموشی چھا گئ تھی۔۔

سارا منظر۔بس سکتے میں تھا کوئی کچھ نہیں بول رہا تھا سب خاموش چہروں کے ساتھ کھڑے تھے سب کے زیرلب یہی تھا" کہ دانین کو کچھ نہ ہو" وہ سب ہوسپٹل موجود تھے۔

دانین نے اپنے ہاتھ کی نس کاٹنے کی کوشش کی تھی۔۔اسے ایمرجنسی آوارڈ میں فوراداخل کر لیا گیا رافع دروازہ بند ہونے تک آگے بڑھا تھا۔

اسے تو اپنی ہوش تک نہیں تھی ں س ایک کی پرواہ تھی اور وہ دانین تیموربٹ کی۔ جیسے وہ آج اس حالت میں دیکھ کے خود کو سنبھال نہیں پایا

کتنی تکلیف ہوتی ہے نا قابل بیان درد جب کوئی اپنا ایسا کرتا ہے وہ جسکے بغیر ہم جینا تصور نہیں کرتے جب وہ ایسے خود کو مارنے کی کوشش کرے تو ہم بھی اسی پل مر جاتے ہیں اور واقعی آج سارا گھر ایسا لگ رہا تھا کہ وہ زندہ لاشیں ہوں۔ احمد تو بلکل خاموش ہو گیا تھا آنکھوں سے آنسو مسلسل رواں تھے اور رافع بے چینی کے عالم میں اپریشن تھیٹر کے سامنے چکر لگا رہا تھا

شہریار اور اسامہ بھی وہی زمین بوس ہو کر رہ گئے تھے۔ آج وہ سب جس چیز کا بے صبری کا انتظار کر رہی تھی وہ دانین کی آواز تھی دانین کا مسکرانا۔۔دانین بس ایک دفعہ اٹھ جائے

اسے کیا ہوا تھا وہ۔۔۔ایسی حرکت کیسے کر سکتی ہے اسے اگر کوئی پروبلم تھی وہ مجھے بتاتی وہ ہمیشہ مجھ سے ہر بات کر لیتی تھی کیوں اس دفعہ اپنے آپ تک رکھی۔۔ کیوں نہیں ایک دفعہ میرا سوچا کہ رافع کیسے رہے گا اسامہ شہریار احمد سب

رافع۔ کیسی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔اور وہ اچھی طرح سے جان سکتا تھا یہ ہاتھ کس کا ہو سکتا ہے۔ وہ منتہا تھی۔۔

رافع نے جیسے اپنا رخ اسکی طرف کیا۔منتہا کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

پتا نہیں وہ اسکے گلے سے لپٹ گیا۔اسے ایک کندھے کی ضرورت تھی اور وہ کندھا منتہا کا تھا۔وہ اسکے کندھے کے ساتھ سر ٹکائے۔۔رونے لگ پڑا۔

منتہا کا دل ٹوٹ گیا۔وہ رافع مجتبہ بٹ جسکی آنکھوں میں اسنے آنسو نہیں دیکھے تھے آج بچوں کی طرح وہ رو رہا تھا۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اسے کسطرح سے تسلی دے۔

وہ اپنے کندھے پر نمی محسوس کر سکتی تھی۔۔

اگر دانین کو کچھ ہو گیا منتہا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گا۔اسنے ی۔۔یہ کیوں کیا۔۔ا۔ایک" دفعہ مجھے بتا دیتی اسے کیا ہوا ہے جو وہ یہ قدم اٹھانے پر مجبور ہو گئ۔۔

رافع نے اسے مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔۔منتہا بلکل خاموش تھی۔

اماں سرکار یہ کیا نوٹنکی ہے وہ اب بھی باز نہیں آیا تھا

۔یاور چپ کرو۔ خدا کے لیے اب اس موقع پر کوئی بات نہ کرو جو بھی کرنا ہے وہ بعد میں دیکھیں گے

۔۔ابھی فل حال کچھ نہیں ابھی مجھے اس منتہابی بی کا کچھ کرنا ہے

کچھ زیادہ ہی پر نکل آئیں ہیں اسکے۔

اماں سرکار نے دانتوں کو پیچتے ہوئے کہا

ارے واہ سلطانہ جہانگیر بٹ۔ لیکن ایک بات یاد رکھیے گا کہ نکاح کی رسم دانین کی میرے ساتھ ہی ہو گی

اس بات کو اپنے ذہین میں بیٹھالیں جیسے وہ گھر آتی ہے رافع اور سب گھر والوں کو بتادئیں میں زیادہ دیری نہیں چاہتا آگے بہت کچھ ہو گیا ہے

ویسے یہ آپکی پوتی کو اس قدر محبت ہے اس دو ٹکے کے لڑکے سے کہ اپنی جان تک کی پروا نہیں کی۔

یاور طنزیہ طنز کر رہا تھا

وہی اس لیے تو مجھے فکر ہے کہ آگے وہ خود کو اور نقصان پہنچائے اسکا جلد از جلد نکاح کر دیا جائے لیکن

رافع مجتبہ بٹ ایک ایسا انسان ہے جو ہمارے راستے پہ ل ہت مشکل ثابت ہو گا وہ ضرور دانین سے پوچھا

اگر یاور اسنے اہل کا بتادیا پھر کیا ہو گا؟ وہ اب بہت زیادہ فکر مند ہو گئ تھی

یہ سنتے ہی رافع نے قہقہا لگایا۔ اور اماں سرکار کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

میری بھولی بھالی اماں سرکار ایسا کچھ نہیں ہوگا دانین کبھی بھی اپنے بھائی کو نہیں بتائیں گے کہ وہ اہل سے محبت کرتی ہے اس سے شادی کرنا چاہتی ہے مجھے پورا یقین ہے اس نیازی نے اسے ناں کردی ہو۔ گی جو یہ بیچاری سہہ نہ سکی اور مجبوراً اسے اپنی نس کاٹنی پڑی۔

یاور نے بڑے پر سکون لہجے سے ساری وضاحت ہر ڈالی۔

اماں سرکار کے چہرے میں اطمینان آیا

کیا! دانین کو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اہل نیازی کو جیسے کرنٹ لگا تھا۔

کیسی ہے وہ ؟ و۔۔ وہ ٹھیک تو ہے مہر تم کچھ بول کیوں نہیں رہی وہ ٹھیک تو ہے ناں۔

ا۔۔ ایک دفعہ میری ان سے بات کروادوم۔۔ میں ایک دفعہ اسکی آواز سننا چاہتا ہوں۔

بھائی۔۔ بھائی۔۔ پلیز تھوڑا ریلکس۔ کریں مہر نے جیسے کہا

وہ دیوانہ وار چلایا تھا

کیسے ریلکس ہو جاوں۔۔ میں دانین نہیں۔۔ میں خود ہی جاتا ہوں ایسے کیسے اسے کچھ ہو سکتا ہے

وہ منہ میں بار بار یہی کہہ رہا تھا اور گاڑی کی طرف بڑھا۔ مہر میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اہل کے ساتھ ہوسپٹل آسکے اسے دیکھ سکے۔

یہ منظر اسکے لیے کیسی قیامت سے کم نہیں تھا وہ اس تکلیف کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتی تھی جس تکلیف سے آج اہل نیازی گزر رہا تھا۔ محبت کے درد و غموں کا کہاں اندازہ لگایا جاتا ہے یہ تو پوری عمر کا روگ ہے۔

جیسے آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا سب کے دل مضطرب تھے سبکی نگاہیں اب باہر آتے ڈاکٹر پر تھی جیسے ڈاکٹر باہر آیا

رافع جلدی سے آگے بڑھا

" ڈ۔۔۔ڈاکٹر صاحب دانین کیسی ہے؟"

اللہ کا شکر ہے اب اسکی حالت بہتر ہے وہ ے واچھا ہوا آپ اسکو ٹائم سے ہوسپٹل لے آئے خون اگر اور زیادہ بہتا تو بہت مشکل ہوسکتی تھی

سب کی سانسیں بحال ہوئی تھی اہل نیازی پھر دوبارہ زندہ ہوا تھا

و۔۔۔وہ اب ٹھیک تو ہے ناں۔ کیق میں اس سے بات کر سکتا ہوں؟

نہیں ابھی نہیں ابھی ایک دو گھنٹے میں انھیں ہوش آجائے گی تب آپ ان سے مل سکتے ہیں ویسے رافع صاحب یہ پولیس کیس تھا خودکشی کرنے کی کوشش کی گئ تھی لیکن چلیں آپ کی وجہ سے یہ کیس میں نے ہینڈل کر لیا

تھینک یو سو مچ ڈاکٹر۔۔۔رافع احسان مندی سے جواب دیا۔

بھائی۔۔ دانین ٹھیک ہے ناں۔ شہریار نے پوچھا تو رافع نے مسکرا کر سر اثابات میں ہلایا

وہ سب بھائی ایک دوسرے کے گلے لگ گئے تھے انکے گھر کی رونق انکی اکلوتی بہن جس میں ان سب کی جان بستی تھی کچھ نہیں ہوا تھا

جیسے اہل نے یہ سب سنا۔ اسنے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا اور وہی سے اپنے قدموں کا رخ پیچھے کر لیا وہ جانتا آج یہ جو بھی ہوا ہے اس سب کا ذمہ دار کون ہے وہ یہاں رک کے دانین کو مزید درد نہیں دے سکتا تھا۔ وہ کیسے اسکا سامنا کر سکتا تھا اب ان دونوں کے درمیان کیا رہ گیا تھا کونسا تعلق تھا

شاید جو تعلق اسنے عارضی طور پر ختم کیا تھا وہ۔۔ کبھی ختم ہوا ہی نہیں تھا محبت اتنی جلدی کہاں دل سے مٹتی ہے یہ صرف ایک فریب ہوتا ہے جو ہم خود کو دیتے ہیں کہ اب ہمیں کوئی محبت نہیں رہی صرف فریب۔

ہائے اس پر بھی کڑی عشق میں گزری ہو گی"

" نام جسنے بھی محبت کا سزہ رکھا ہے

وہ بے سہاروں کی طرح چل رہا تھا۔ وہ اسے وہی چھوڑ آیا تھا۔ آج محبت میں ہار چکا تھا اہل نیازی کیا اپنے سٹینڈرڈ سے زیادہ لوگوں سے محبت کرنا گناہ ہے۔ محبت تو دل میں چھپی ایک ایسی کفیت ہے پیسا سٹیٹس

دیکھے بغیر اس انسان اور اسکے دل سے ہو جاتی ہے۔وہ آج بھی ابھی اور ہمیشہ دانین کو ہی چاہے گا وہ کبھی بھی اسکی محبت کیسی دوسرے کے ساتھ نہیں بانٹے گا۔کیونکہ پہلی محبت کبھی نہیں بھولتی اور دانین تیمور بٹ اسکی پہلی اور آخری محبت تھی اور ہے۔

یہ تو ہونا ہی تھا۔پتا نہیں شہانہ یہ لڑکی کیا کرتی پھرتی ہے۔ویسے اچھا ہی ہوا جو رافع۔۔۔سبین ابھی کہنے لگی تھی جب شہانہ نے اسے ٹوکا

یہ کیا آپ کہہ رہی ہیں بھابھی رافع اور دانین کا آپس میں بہن بھائی کے علاوہ اور کوئی تعلق نہیں تھا اور نہ ہی ہے۔آپ اپنے ذہین سے یہ سب نکال دئیں۔

ہائے میں نے کیا کہہ دیا ہے شہانہ۔جو میں سوچتی تھی اور جیسا نظر آتا ہے ویسے ہی بتاوں گی ناں۔اب ہمیں کیا پتا تھا یہ صرف

بھائی کا رشتہ ہے دیکھنے والا یہی کہے گا نہ کہ دانین کونسی اسکی سگی بہن ہے۔

ابھی وہ اسی انداز سے بات کر رہی تھی۔۔شہانہ نے بھی کوئی موقع نہیں چھوڑا

ہاں بھابھی صیح کہا آپ نے احمد بھی کونسا اسکا سگا بھائی تھا۔

جیسے یہ شہانہ نے کہا وہ فورا چپ ہو گئ اور غصے سے دیکھنے لگی

بھئ میرے احمد نے تو ایک لڑکی پسند کی ہے بہت خوبصورت ہے بتا رہا تھا اور اوپر سے ماشاءاللہ ڈاکٹر بھی ہے مجھے پورا یقین ہے میری بہو لاکھوں میں ایک ہو گی۔ جسکی ہر کوئی عزت کرے گا۔اب وہ بڑے اچھے طریقے سے منتہا پر نشانہ باندھ رہی تھی

شہانہ آگے سے بلکل خاموش رہ گئ وہ کیا کہتی۔۔ کیا بولتی

ویسے آپس کی بات ہے رافع کی شادی کب کرنی ہے میں تو کہتی ہوں جلد از جلد کرو تا کہ اس دو ٹکے کی لڑکی سے ہماری جان چھوٹے۔ سبین نے غصے سے کہا

شہانہ نے ایک نظر دیکھا پھر کمرے سے باہر چلی گئ

آئی بڑی مجھے باتیں سنائے گی سبین نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا

لیزا بیٹا۔۔ سبین نے اونچی آواز میں لیزا کو پکارا

جی ماما وہ فورا انکے سامنے تھی۔۔

کھانا پک گیا۔۔

جی بس پیک کر رہی ہوں۔۔ لیزا نے بڑے احترام لہجے میں جواب دیا تھا

چلو ٹھیک ہے میں ڈرائیور کو کہتی ہوں وہ ہوسپٹل کے لیے گاڑی تیار کرتا ہے تب تک تم یہ کے کر نیچے آ جاو۔۔

Urdu Novels Ghar

رافع شہریار اور اسامہ سب اسکے گرد موجود تھے کوئی بھی اس سے کوئی سوال نہیں پوچھ رہا تھا

وہ کیسی پتھر کی مانند بس چھت کی طرف دیکھ رہی تھی رافع اسکے قریب چیئر پر بیٹھا اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

سب کی آنکھوں میں آنسو تھے کیا ہو گیا تھا دانین کو۔انھیں اپنے پہلی والی دانین چاہیے تھی جسکے چہرے پر مسکراہٹ ہمیشہ رہتی تھی

چڑیل اب کیسی ہے تو! احمد سے نہیں رہا گیا تھا۔۔"

سب نے اسکی طرف دیکھا۔

وہ آگے سے خاموش تھی۔۔اسکی سوچوں دل و دماغ میں اہل نیازی چھایا ہوا تھا

ایک لمبی خاموشی تھی۔۔

بھائی۔۔۔ جیسے دانین نے کہا

رافع نے جلدی سے آگے بڑھا

کیا ہوا ہے گڑیا مجھے بتاو اپنے بھائی کو بتاو میری جان دیکھو میں تمھارے ساتھ ہوں ہم سب تمھارے ساتھ ہیں دانین تم فکر نہ کرو ہمیں بتاو۔

دانین کی آنکھیں نم تھیں۔۔کوئی حرکت نہیں تھی۔

ب۔۔بھائی مجھے معاف کر دئیں میں نے۔یہ سب کر دیا۔م مجھے معاف کر دئیں م۔۔میں بہت بری ہوں بہت زیادہ جسکی قسمت میں صرف درد لکھا ہے۔

دانین ایسا کیوں کہہ رہی ہو بیٹا اسامہ نے آگے ہو کر کہا

بھائی میری امی کو مار دیا گیا۔۔مجھے کیسی نے بتایا تک نہیں

کیوں

جیسے دانین نے کہا سب نے چونک کے ایک دوسرے کو دیکھا

دانین ایسا کیوں کہہ رہی ہو چاچی رابیل۔۔وہ کہتے کہتے خاموش ہو گیا

ہاں بھائی رک کیوں گئے ہو۔اماں سرکار نے خود کہا ہے میری امی کے ساتھ ہمیشہ زیادتیاں ہوتی رہی لیکن کیسی نے اگے ہو کر انکی مدد نہیں کی۔انھیں حوصلہ نہیں دیا۔پھر یہ سب جو میرے ساتھ وہ ایک دکھاوا ہے۔

وہ اونچی اونچی آواز میں بول رہی تھی سب خاموش تھے۔کوئی کچھ نہیں بول رہا تھا

آج رافع مجتبہ بٹ بھی خاموش ہو گیا۔۔

میں ہمیشہ اپنی ماں کو ڈھونڈتی رہی لیکن یہ نہیں پتا تھا وہ اپنے ہی گھر والوں کے ظلم سے مر گئی۔۔

Urdu Novels Ghar

اسکی سسکیوں کی آواز سب کو تکلیف پہنچا رہی تھی۔۔

رافع نے اٹھ کے اسے اپنے گلے لگا لیا۔

بھائی۔۔۔

سب اسکے گلے لگ گئے تھے۔۔

ہم تمھارے ساتھ ہیں گڑیا یہ تم نے سوچا کیسے ماضی میں جو بھی ہوا بھلایا تو نہیں جا سکتا لیکن ہم کوشش کر سکتے ہیں۔

اسکے بھائی اسکے لیے ڈھال تھے وہ کبھی دانین کو چھوڑ ہی نہیں سکتے تھے اکیلا کبھی نہیں

رافع کے اصرار پر احمد سب لوگ گھر چلے گئے تھے منتہا اور وہ وہی موجود تھے

رافع ابھی رک دانین کے پاس بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔

اسے اب انجکشن لگا کے سلایا گیا تھا۔۔

رات کے ایک بج رہا تھا۔ سامنے پڑی چیئر پر منتہا بیٹھی تھی۔

وہ بار بار خود کو جھاگے رہنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن آخر کار نکام ہو گئ اسکی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہو گئ جیسے رافع نے دیکھا

وہ بلکل خاموشی سے اٹھا اور اسکے قریب گیا۔۔

ایک لمحہ کے لیے وہ اپنی نظریں منتہا کے چہرے سے نہین ہٹا پایا تھا۔ کتنا درد چھپا تھا اسکے چہرے میں کتنے سوٗالات کتنے شکوے۔۔ وہ منتہا جو اپنے اگے کیسی کو بولنے نہیں دیتی تھی آج بلکل خاموش ہو گئ تھی۔۔

رافع نے سر جھٹکا اور اپنے اوپر اوڑھی شال اسکے اوپر ڈے دی موسم بدل رہا تھا۔۔

اور وہ جانتا تھا اسے سردی لگ رہی ہے۔ وہ شال دے کر پلٹا تھا جب اسکا دھیان اسکی ہاتھ میں بندھی پٹی کی طرف گیا۔ جو چینج نہیں کی گئ تھی

یہ لڑکی بھی ناں۔۔ اسنے دل میں کہا

اور ساتھ پڑے فرسٹ ائیڈ بکس اسکے پس لیا اور اپنی چئیر اسکے پاس کی

اور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ لیا اور آہستہ آہستہ پٹی کھولنے لگا۔

زخم ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا تھا

اسنے جیسے پائوڈین لگا تا منتہا کو اچانک درد محسوس ہوا

سوری۔۔۔ رافع نے جلدی سے کہا۔

اور اسکے ہاتھ کی پٹی چینج کیا۔ اور پھر اسے دیکھتا رہا

یہ میں کبھی نہیں ہونے دوں گا۔اماں سرکار۔۔رافع غصے سے تلملا اٹھا تھا

میں اپنے اوپر ہر ظلم برداشت کر سکتا ہوں لیکن دانین کے اوپر نہیں

دانین کا نکاح یاور سے نہیں ہو گا۔۔رافع نے اماں سرکار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا

رافع یہ میرا آخری فیصلہ ہے !اماں سرکار نے جیسے کہا وہ بھڑک اٹھا

ہو گا آپ کا آخری فیصلہ لیکن میں اس بات کی ہر گز اجازت نہیں دوں گا آپ نے دانین سے پوچھا؟"

"بولیں اسکی رائے لی کہ وہ کیا چاہتی ہے؟وہ یاور سے نکاح کرنا چاہتی ہے یاں نہیں؟بولیں۔۔

تمھیں کیا لگتا ہے میں نے ایسے ہی اتنا بڑا فیصلہ سنا دیا ہے میں نے باقاعدہ دانین سے پوچھا ہے اور وہ مان گئ ہے بغیر کیسی دباو کے۔ سمجھے تم۔

اماں سرکار نے غصے سے کہا۔

کیا؟.دانین مان گئ؟

وہ چونکا تھا۔۔

ہاں رافع وہ مان گئ بلکے وہ خوش بھی تھی کہ اسکا نکاح یاور سے ہو رہا ہے۔اماں سرکار بڑی مہارت سے جھوٹ بول رہی تھی۔

ن۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا وہ مجھ سے پوچھے بنا اتنا بڑا فیصلہ کیسے کر سکتی ہے۔۔ نہیں ضرور آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی۔

یا ور اب وہ بچی نہیں رہی جو ہر بات اب تم سے پوچھے تمھاری اجازت لے کچھ فیصلے خود کرنے پڑتے ہیں اور صرف اپنا فیصلہ لینا پڑتا ہے اور دانین نے خود ہاں کی ہے تو اس میں مسلہ کیا ہے۔۔

اماں سرکار اب ہنسی تھی سب کچھ صیح جا رہا تھا۔

وہ ایسے کیسا کر سکتی ہے۔۔

یقین کر کو رافع۔۔ اب وہ بڑی ہو چکی ہے اسے خود سے فیصلے کرنے دو۔ اگر تمھیں میری بات پر یقین نہیں ہے تم خود اس سے پوچھ لو۔ کہ وہ اس رشتے سے رضامند ہے اماں سرکار نے اسکے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھا

رافع سوچ میں پڑ گیا تھا اسے ابھی بھی اس بات پر یقین نہیں آ رہا تھا اسے اب دانین سے اس بارے میں بات ضرور کرنی تھی۔ ابھی اسے ہوسپٹل سے آئے 3 یا 4 دن ہوئے تھے۔ وہ اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ خود سے بنا پوچھے کیسے کر سکتی ہے

رافع کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ دانین سے کیا پوچھے گا۔۔

بھائی پلیز اپنی حالت پر غور کریں۔۔ایک دفعہ دانین کو سب بتادئیں کہ آپ اسکے گھر گئے تھے

مہر نے اہل کی حالت دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

تمھیں کیا لگتا ہے مہر وہ میری ہو سکے گی۔۔ نہیں کبھی نہیں اماں سرکار بہت چلاک اور مکار عورت ہے مہر اسے اپنی اناء کے آگے کچھ نہیں دیکھتا وہ ایک منٹ میں سارا کھیل اپنے ہاتھ میں کر لیتی ہے وہ کبھی بھی مجھے اسکا نہیں ہونے دے گی

اہل ہار چکا تھا۔۔اسکی آواز میں درد تھا۔

بھائی۔۔۔میں آپ کو ایسے نہیں دیکھ سکتی میں بات کروں گی خود دانین سے۔۔مہر نے اپنے چہرے پر گرتے آنسوں کو صاف کرتے ہوئے کہا

نہیں اب کچھ بات کرنے کو باقی نہیں رہ گیا۔سب کچھ ختم ہو گیا وہ آج جس حالت میں ہے میری وجہ سے ہے میں نے اسکا بہت دل دکھایا ہے مہر۔وہ اب مجھے کبھی معاف نہیں کرے گی کبھی نہیں۔۔

اہل نے مایوسی سے سر جھٹک دیا تھا۔ہر طرف اب درد تھا کہی بھی خوشی کا امکان نہیں تھا۔اب بس اندھیرہ ہی باقی رہ گیا تھا جس میں دانین اور اہل رہ گئے تھے۔۔

میں تم سے شادی نہیں کر سکتا دانین "کیسے اسنے اتنی اسانی سے ہاتھ چھڑالیا تھا۔محبت کے راستوں پہ" اکیلا چھوڑ کر چلا گیاا۔۔ایک دفعہ بھی میرے بارے میں نہیں سوچا۔میری محبت کے بارے میں۔

دانین بند کمرے میں بیٹھی تھی ہر طرف اندھیرہ تھا صرف اندھیرہ تھا۔ آنسو اب اسکا مقدر میں لکھ دیے گئے تھے۔۔ وہ ابھی بھی اس منظر کو یاد کر سکتی تھی۔ تکلیف حد سے زیادہ کاش یہ سب جھوٹ ہوتا کاش وہ مجھے چھوڑ کر نہ جاتا کاش وہ میری زندگی میں نا آتا۔۔

وہ دانین اب دانین رہی نہیں تھی۔۔ اسنے سب رشتوں سے صرف محبت ہی تصور کی تھی لیکن اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ ہر انسان دو چہرے لے کر جیتا ہے اور سلطانہ جہانگیر بٹ ان لوگوں میں سے ایک تھی جسنے دانین کے ساتھ بہت برا کیا تھا بہت برا

" تمھارا نکاح ہے یاور علی بٹ سے "

ہر کوئی اس پر اپنی مرضی تھوپ رہا تھا۔۔ جیسے وہ کوئی کھلونا ہو جسکا دل آیا توڑ دیا۔۔ منہ کو گھٹنوں میں ٹھونسے وہ بیڈ پر بیٹھی تھی

جب کمرے پر دستک ہوئی دانین جلدی سے اٹھی اور لائیٹ آن کر کے دروازہ کھولا۔

رافع ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لیے باہر کھڑا تھا اسے دیکھ کر بگ اختیار مسکرایا

دانین اپنے آنسوں کو چھپانے کے لیے فورا مسکرا دی۔ کہ رافع کو کچھ پتا نا چل جائے۔۔

" میں نے سوچا۔۔ میری گڑیا نیچے آئی نہیں ہے تو اسکے ساتھ کھانا کھالوں۔۔

وہ اب اندر اسکے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔۔

Urdu Novels Ghar

دانین نے آگے سے کوئی جواب نہیں دیا تھا

"کیسی ہو"

ٹھیک ہوں آپ بتائیں" دانین نے نگاہیں جھکاتے ہی جواب دیا

" میں بھی ٹھیک ہماری دانین ٹھیک ہو گئ اس سے بڑی بات کیا ہے ہمارے لیے"

رافع نے کھانا پلیٹ میں نکالتے ہوئے کہا۔

کیا ہوا ہے دانین تمھارا چہرہ مرجھایا ہوا سا لگ رہا ہے گڑیا اگر کوئی بات ہے تو مجھے بتاو۔ پلیز ایسے دل میں"

" مت رکھو پہلے تو تم ایسا نہیں کرتی تھی اپنی ہر بات مجھ سے شئیر کرتی تھی پھر اب کیوں نہیں

رافع نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

دانین نے رافع کی طرف دیکھا جو نم تھی۔۔

ن۔۔ نہیں بھائی ایسی کوئی بات نہیں ہے

میرے سامنے تم سے جھوٹ نہیں بولا جاتا دانین میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کوئی بات ہوئی ہے؟ اماں

سرکار نے مجھے بتادیا وہ اب اسکے چہرے سے کچھ جاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

کیا آپ کو پتا چل گیا۔۔ اماں سرکار نے بتادیا۔ وہ پوری طرح سے چونک گئ تھی۔

ہاں۔۔ دیکھو دانی۔ اگر تم اس رشتے سے خوش نہیں ہو تو مجھے بتادو میں کہہ دوں گا اماں سرکار کو میں سمجھا لوں گا

اگر تم یاور سے نکاح نہیں کرنا چاہتی تم مجھے بتادو۔۔

دانین وہی خاموش ہو گئ تھی اسکی ساری امیدیں وہی دم توڑ گئ اسے لگا شاید رافع کو اہل کے بارے میں پتا چلا تھا لیکن نہیں اماں سرکار نے بس اپنا کھیل کھیلا تھا۔۔ خیر اب اسے کیسی کی پروا نہیں تھی جسکو وہ چاہتی تھی اسنے اسے چھوڑ دیا اب اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ وہ یاور سے نکاح کرے یا نہ کرے۔

دانین تم خاموش کیوں ہو مجھے بتاو بیٹا۔۔ رافع اب پریشان ہو گیا تھا

بھائی۔۔۔

ہاں بتاو۔۔۔ مجھے رافع نے ہاتھ کی گرفت مضبوط کی۔

بھائی میں یاور سے نکاح کرنے کے لیے راضی ہوں میں نے کیسی کے دباو میں آکر یہ فیصلہ نہیں کیا بلکے اپنی مرضی سے کیا ہے

کیا؟۔۔ تم واقعی یاور سے نکاح کرنا چاہتی ہو۔۔ نہیں میرا مطلب تم اس فیصلے پر آمادہ ہو

ہاں۔۔۔ اسنے اثابات میں سر ہلا دیا۔۔

رافع آگے سے کچھ نہیں بولا تھا۔۔اسکی خوشی دانین کی خوشی تھی اگر وہ یاور کے ساتھ خوش رہے گی تو اسے اور کیا چاہیے تھا۔لیکن اسے اس بات کا دکھ تھا کہ اسنے ایک دفعہ بھی مجھ سے نہیں پوچھا تھا

سبین یہ میرا آخری فیصلہ ہے ٹھیک ہے اور یاور بھی اس نکاح پر راضی ہے کیوں یاور اماں سرکار نے اسکی طرف دیکھا

جو اسکے پہلوں میں بیٹھا تھا

جی امی میری رضامندی ہے میں دانین کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہوں "اور اس میں برائی ہی کیا ہے وہ" ہماری کزن بھی ہے۔

یہ سنتے ہی سبین تو غصے سے بھڑک اٹھی تھی اسے کم از کم یاور سے یہ امید نہیں تھی اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ یاور جو دانین کا چہرہ تک دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا اب ایسے کیسے وہ اس سے نکاح کرنے پر راضی ہو گیا ۔بیٹا۔۔یہ کیا ہو گیا ہے تجھے تو تو۔۔ سبین کے زیر لب تھا کہ علی جہانگیر نے اسکی بات کاٹی

رہنے دو سبین۔دانین ہمارے گھر کی بچی ہے اور یہ اچھی بات ہے ناں وہ ہمارے گھر ہی رہے گی صیح کہہ رہی ہے اماں سرکار اور یاور میں اس رشتے سے خوش ہوں۔

سامنے تیمور جہانگیر بیٹھا تھا۔علی نے اسکی طرف دیکھتے کہا

تیمور تمھیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے ناں

اگر میری بیٹی راضی ہے وہ اس نکاح سے خوش ہے تو میں بھی خوش ہوں میں بس چاہتا ہوں وہ خوش رہے اور کچھ نہین چاہیے مجھے۔۔ تیمور جہانگیر نے جیسے کہا

سب مسکرا دیے۔۔۔ یاور کی الگ ہی مسکراہٹ تھی۔

چلو بھئ مٹھائیاں بانٹو۔۔۔ آج خوشی کا دن ہے اماں سرکار نے کہا

کہ اسی دوران یاور کا فون بجا۔

ایک منٹ وہ معذرت کرتے ہوئے کمرے سے نکل گیا۔

کیا ہوا ہے اروب میں نے کہا تھاناں میں تمھیں خود کال کروں گا وہ فون اٹھاتے ہی بولا تھا

"یاور تم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟"

" میرا فیصلہ تمھیں پتا ہی ہے۔ اروب میں صرف تم سے ہی شادی کروں گا"

" تو تم نے بابا سے ابھی تک بات کیوں نہیں کی کیوں نہیں انھیں بتایا کہ تم فوج سے رائیزین کر رہے ہو" وہ غصے سے بولی تھی

ریلکس اروب میں جانتا ہوں تم انتظار کر رہی ہو گی لیکن میری بات سنو گھر میں تھوڑی سے پروبلم آ گی" ہے۔میں کل ہی بات کروں گا سر سے اور میں اپنی بات پر قائم ہوں ٹھیک ہے میں تم سے پیار کرتا ہوں اروب تمھیں مجھ پر بھروسہ ہونا چاہیے۔"وہ بڑے شائستہ لہجے میں بولا تھا۔

ٹھیک ہے میں کل تمھاری کال کا انتظار کروں گی۔اور پلیز یاور اب دیر مت کرو جتنی جلدی ہو سکے بابا " سے بات کرو۔۔ناں

"ہاں تم فکر مت کرو میں کل ہی ساری بات کلیئر کر دوں گا بس یہ گھر میں تھوڑا سا کام ہے وہ نپٹا لوں۔"

چلو ٹھیک ہے میں کل کال کروں گی یہ کہتے ہوئے اروب نے فون بند کر دیا

اففف اللہ۔۔یاور نے فون کو دیکھتے ہوئے کہا۔اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔

منتہا دو کافی کے مگ لیے۔۔دانین کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔دروازہ کھٹکھٹایا

اندر سے اجازت ملتے ہی وہ داخل ہوئی۔۔

دانین اپنے گھر کی بالکونی میں بیٹھی تھی۔

منتہا تم آو۔۔مجھے بہت اچھا لگا تم میرے پاس آئی دانین نے مسکراتے ہوئے کہا

کیسی ہو دانین منتہا نے ایک کافہ کا مگ اسکی پرف بڑھایا اور ساتھ چئیر پر بیٹھ گئ۔

میں ٹھیک ہوں۔

لگ نہیں رہا مجھے۔۔۔منتہا نے آسمان کی طرف دیکھا۔

تمھیں پتا ہے دانین میں ہمیشہ یہی سمجھتی تھی کہ ہم زندگی کے سامنے کیوں لچار اور بے بس ہو جاتے ہیں کیوں ہمیں انکا مقابل کرنا چاہیے ان امتحانات کے سامنے ڈھٹ کے کھڑا ہونا چاہیے لیکن نہیں انسان تھک جاتا ہے کبھی کبھی جیسے مجھے ہی دیکھ لو میں تھک گئ ہوں۔میں نے کبھی یہ تصور نہیں کیا تھا کہ میں اسطرح رافع کی زندگی میں لکھ دی جاوں گی۔پر اب میں نے اسے حقیقت مان لیا ہے۔اور یہی مقدر۔

منتہا ایک بات پوچھوں۔دانین نے بڑے تجسس سے پوچھا تھا

ہاں پوچھو۔

تمھیں کبھی کیسی سے محبت ہوئی ہے؟ یہ سوال نے ایک دم کے لیے سب چیزوں کو سمٹ کرر کھ دیا تھا

ایک خاموشی ان دونوں کے درمیان ہائل ہو گئ۔۔

بے اختیار منتہا کے چہرے کے سامنے رافع کا عکس ابھرا۔۔پھر اسنے آنکھیں بند کر لی۔

الفاظ کو اکھٹا کیا۔

" نہیں کیسی سے محبت نہیں ہوئی پر کیسی کی عادت ہو گئ ہے "

محبت عادت سے بڑھ کر ہوتی ہے منتہا۔۔دانین نے کافی کا گھونٹ بھرتے کہا

ہاں جانتی ہوں میں اس شخص کے نام اپناسب کچھ دے چکی ہوں۔چاہے وہ مجھے تسلیم کرے یا نہ کرے چاہے وہ مجھے قصوروار ٹھہرائے لیکن میں رافع مجتبہ بٹ کے نکاح میں ہوں۔

فرض کرو اگر رافع کو تم سے محبت نہ ہوئی۔۔

اسے اب بھی مجھ سے محبت نہیں ہے دانین ہم دونوں کے درمیان کوئی ایسی بات نہیں تھی اور ناں ہی ہمارا رشتہ شروع سے ٹھیک رہا ہے۔۔ نفرت تھی ہم دونوں کے درمیان صرف نفرت۔

لیکن خیر چھوڑو اس سب کو تم بتاو۔۔

کیا تم راضی ہو اس نکاح سے ؟منتہا اب جواب کی منتظر تھی

ہاں۔۔اب کوئی فرق نہیں پڑتا۔اہل نیازی نے محبت کے بیچ راستے پر اکیلا چھوڑ دیا تھا مجھے اب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

خدا کے لیے اپنے اوپر ظلم نہ کرو یہ صرف وقتی طور پر تم خود کو تسلی دے رہی ہو۔چاہے تم خود کو جتنا بھی سمجھا لو۔لیکن دانین اہل سے تم کبھی نفرت نہیں کر سکتی کبھی نہیں اور یہ خود کے ساتھ کیوں کر رہی ہو ۔ایک دفعہ اہل سے اسکی وجہ پوچھ لو کہ اسنے انکار کیوں کیا۔کیا پتا اسکی کوئی مجبوری ہو۔

محبت میں مجبوریاں نہیں دیکھی جاتی مس منتہا رافع بٹ۔وہ اب طنزا ہنسی تھی۔۔

تو کیا پھر تم تیار ہو۔۔اپنے آپ کو اس شخص کے ساتھ باندھنے میں جسکے ساتھ صرف تم نفرت کرتی ہو

سر آپ سے حنان قتل کیس کے بارے میں ضروری بات کرنی ہے

رافع نے جیسے سنا وہ وہی ہکا بھکارہ گیا

کون ہو تم؟ رافع نے پوچھا

میں نعمان کا دوست ہوں جو اس رات وہاں موجود تھا" وہ اٹکتی ہوئی آواز میں بولا تھا۔ جیسے وہ بہت بیمار ہو اسکی آواز سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔

" کیا کہنا ہے تم نے بولو؟ رافع نے غصے سے کہا"

سر خ۔ خدا کے لیے فون مت بند کریئے گا میں نے بہت ہمت کر کے فون کیا ہے۔۔ مجھے سچ بتانے دئیں" ورنہ میری جان نہیں نکلے گی" اسکی آواز میں درد تھا۔ جیسے وہ کیسی تکلیف سے گزر رہا ہو

کیا بتانا چاہتے ہو اس رات کے بارے میں" رافع کی فکر بڑھی۔"

اس رات حنان مجتبہ بٹ پر نعمان خاں نے نہیں بلکے میں نے گولی چلائی تھی۔ اس رات پسٹل میں نے" چلائی تھی نعمان نے نہیں بلکے اس نے منع کیا تھا اسنے کہا تھا بس اسے مارنا پیٹنا ہے لیکن گن میں نے اس پر چلائی تھی۔

حقیقت سے پردے اٹھ رہے تھے رافع کے چہرے کے سامنے منتہا کا چہرہ گزرا۔

اسکے بھائی حنان کا۔۔وہ چئیر سے بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔اتنا بھیانک حقیقت۔کا راز کھلا تھا۔وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا۔لیکن اس سچ میں اتنی طاقت تھی کہ وہ خود کو سنبھال نہیں پا رہا تھا۔

" ت۔۔۔تم سچ کہہ رہے ہو۔۔یا کیسی کے دباو میں آکر کہہ رہے ہو سچ بتاو مجھے "

رافع کی آواز اٹک رہی تھی یہ سنتے ہی وہ لڑکا رونے لگ پڑا۔

سر وہ کہتے ہیں ناں اللہ بہترین انصاف کرنے والا ہے چاہے جتنے ہزار پردوں میں جھوٹ کو چھپالو۔۔سچ " ایک ناایک دن سامنے آہی جاتا ہے۔اور میں کیسی کے دباو کے تحت نہیں کہہ رہا کیونکہ مجھے سزہ مل چکی ہے۔

میں اب کبھی نہیں چل سکتا۔ایک ایکسیڈنٹ میں میری دونوں ٹانگیں چلی گئ تھی اور یہ سب اسی وجہ سے ہوا تھا میں نے معصوم اور بے قصور کی جان لی تھی بنا کیسی وجہ کے اسے مار دیا

میں بہت تکلیف میں ہوں ایسا لگتا ہے جیسے وہ مجھے بھلا رہا ہو۔م۔۔میرا ضمیر مجھے سونے نہیں دیتا خدا کے لیے مجھے معاف کر دئیں۔تاکہ میں سکون سے مر سکوں مجھے پتا ہے یہ آپ سب کے لیے بہت مشکل ہے لیکن معاف کرنے والا بہت بڑا ہوتا ہے

خدا کے لیے مجھے معاف کر دو۔۔ نہیں تو میں مر نہیں سکوں گا

رافع وہی پتھر کی طرح کھڑا تھا ہر چیز خاموش ہو گئ تھی

"کلمہ شہادت "حنان کی میت کو کندھے پر اٹھایا ہوا اپنے جوان بھائی کی موت۔۔"

وہ سارا منظر ایک دفعہ پھر اسے یاد آنے لگا۔ اتنا ہی درد وہ آج محسوس کر سکتا تھا

گراج میں کھڑی اسکی نئ گاڑی آج بھی وہی تھی۔ لیکن وہ نہیں تھا وہ نہیں تھا۔

پلیز سر ایک دفعہ مجھ سے مل لیں۔۔ ایک دفعہ مجھے معاف کر دیئں۔۔ میں نے بہت برا کیا ہے بہت برا میں نے نعمان کے گھر والوں کی بھی زندگی دھرم بھرم کر دی۔ لیکن اب مجھے اپنے کیے کی سزہ مل چکی ہے ایک دفعہ مجھ سے مل لیں۔۔

وہ لڑکا زور و قطار سے اپنے گناہ کی تلافی کر رہا تھا۔۔ لیکن دافع آگے سے کچھ نہیں بول رہا تھا

کیا سمجھتی ہو خود کو نکلو ابھی یہاں سے۔ اماں سرکار نے اسے کھینچ کے پیچھے پھینکا تھا۔

میں یہاں سے کہی بھی نہیں جاوں گی یہ یہ میرا گھر ہے

جیسے منتہا نے کہا

سلطانہ جہانگیر بٹ نے اس معصوم کے چہرے پر ایک اور تھپڑ رسید کر دیا۔

کیا کہا یہ تمھارا گھر ہے؟"

"اوقات کیا ہے تمھاری۔۔ اور کس حیثیت سے اسے اپنا گھر مان رہی ہو۔

سب کھڑے ہو کر تماشہ دیکھ رہے تھے کوئی آگے نہیں بڑا تھا۔

دانین یونیورسٹی جاچکی تھی اور احمد شہریار اسامہ اور باقی سب گھر کے مرد آفس میں تھے اور اماں سرکار نے اسکے جانے کے بعد ہی منتہا پر ظلم و تشدد کرنا شروع کر دیا

میں رافع مجتبہ بٹ کی بیوی کی حیثیت سے اس گھر میں لائی گئ ہوں سنا آپ نے۔میں نے نکاح کیا ہے "انکے ساتھ۔۔"

اگلا ہاتھ۔ابھی اٹھنے ہی لگا تھا کہ منتہا نے آگے سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا

اب اگر آپ نے مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش بھی کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا

اسنے سلطانہ جہانگیر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

ارے واہ۔۔تجھے یاد دلا دوں ہم تجھے تیرے بھائی کی خیرات میں لائیں ہیں اگر بھول گئ ہوں تو یاد دلاں دوں۔ تمھارے بھائی نے میرے پوتے کا قتل کیا تھا اور تیرے ماں باپ نے اپنے بیٹے کو بچانے کے لیے ۔تجھے ہمیں دے دیا۔بیچ دیا۔۔یہ ہے حثیت تمھاری۔۔اس گھر میں کہ تم نوکروں سے بھی بدتر ہے کیا سمجھا میں خاموش تھی اور تم اس گھر میں اپنا ڈھیرہ جمالو گی یہ سوچ ہے تمھاری بی بی۔اس گھر میں وہی ہو گا جو میں چاہوں گی اور رہی بات تمھارے نکاح کی۔

تو دانین کا جس دن نکاح ہے اس دن ساتھ رافع کا بھی دوسرا نکاح پڑھوایا جائے گا۔۔اس دن تمھیں اس گھر سے لاوارث پڑی ہوئی چیز کی طرح ٹھوکر مار جر نکال دیا جائے گا

اور یہ میں نہیں رافع نے کہا ہے سن لیا تم نے اس لیے عزت اسی بات میں ہے کہ خود چپ چاپ یہاں سے اور رافع کی زندگی سے دفع ہو جاو۔۔

جاو باہر جاکر کوئی اپنا ٹھکانا ڈھونڈو لاوارث اور بے گھر لوگوں کے لیے شہر میں فٹ پاتھ بہت بنے ہیں تمھیں بھی ایک نا ایک ضرور مل جائے گا۔

میری بات سمجھ گئ ہو ناں میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔اماں سرکار اپنے الفاظ سے اسے درد دے رہی تھی۔

کیوں ا۔۔ایسا کیا تم نے رافع نے اسے دیکھتے کہا۔" وہ لڑکا ایک چارپائی میں لیٹا تھا بہت کمزور ہو چکا تھا" ۔۔

م۔۔۔مجھ سے غلطی ہو گئ۔" سر۔ می۔۔میں ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا پتا نہیں اس رات کو مجھے کیا ہو گیا تھا" ۔میں نے ایک دفعہ بھی نہیں سوچا۔۔

خدا کے لیے مجھے معاف کر دئیں اس لڑکے نے رافع کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا سامنے اس کے ماں باپ کی انکھوں میں آنسو نم تھے۔

Urdu Novels Ghar

رافع نے ایک طرف اسکے مجبور ماں باپ کی طرف دیکھا اور ایک نظر اس لچار اور مفلس لڑکے کی طرف دیکھا

م۔۔م۔میں معاف کرتا ہوں تمھیں معاف کرتا ہوں "رافع نے آخر کار کہہ دیا تھا۔۔رافع کی انکھوں میں انسو بھر آئے تھے۔۔

یہ سنتے ہی وہ لڑکا پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا۔۔وہ شرمندہ تھا اپنے کیے ہوئے کام پر۔۔

یہ کہتے ہی رافع وہاں ایک منٹ بھی نہیں رکا تھا وہ اگے ہی پتا نہیں کیسے خود کو حوصلہ دے کر وہاں گیا تھا

۔۔

سب کچھ۔۔اس دن سے متعلق۔۔سب کچھ یاد آرہا تھا

" انسپکٹر صاحب میرے بھائی بے گناہ ہے اسنے کچھ نہیں کیا"

اسے منتہا کی باتیں بار بار یاد آرہی تھی۔

میرے بھائی نے کچھ نہیں کیا رافع وہ بے قصور ہے "اسکے دوست نے حنان پر گولی چلائی تھی۔۔"

" کیا آپ کو منتہا خاں سے نکاح قبول ہے"

" تم میرے نزدیک کچھ بھی معنی نہیں رکھتی میرے سامنے مت آیا کرو

کیا کچھ نہیں کہا تھا اسنے اسے۔وہ بے قصور تھی۔۔اسے بے گناہ سزہ دی گئ تھی۔۔اماں سرکار نے بہت برا کیا تھا منتہا کے ساتھ۔۔

وہ کیسے اس سے معافی مانگے گا کیسے۔۔رافع کے سٹیرینگ پر جمے ہوئے ہاتھ۔۔خوف سے ہل رہے تھے

خدا کے لیے اماں سرکار ایسا مت کریں میں کہاں جاوں گی۔۔"سلطانہ جہانگیر نے اسے باہر نکالا تھا اور" اسکا سامان بھی

جہاں بھی جاو لیکن یہاں نہیں رہ سکتی اب تم دفع ہو جاو یہاں سے

م۔۔میں کہی بھی رہ لوں گی میں کبھی بھی رافع کے سامنے نہیں جاوں گی چاہے اسکا دوسرا نکاح کروادئیں میں کچھ نہیں کہوں گی۔

تمھیں کل طلاق نامہ مل جائے۔۔نکالو اسکو جیسے اماں سرکار نے کہا

سامنے کھڑی سرونیٹ سے اسے دھکیلا تھا۔۔کہ۔کیسی نے اسے پکڑا تھا۔۔

اور وہ کوئی اور نہیں رافع مجتبہ بٹ تھا۔۔

یہ کیا کررہی ہیں آپ؟وہ غصے سے بولا تھا

"رافع تم کچھ مت بولو مجھے ہی اس مسلے کو حل کرنے دو۔"

نکالو اسے یہاں سے

منتہا کہی نہیں جائے گی" رافع نے سامنے آتی سروینٹ کو روکا تھا"

اماں سرکار نے ایک تیخی نگاہ سے سروینٹ کی طرف دیکھا

میں نے کیا کہا ہے اسے باہر نکالو"۔وہ پھر اگے منتہا کی طرف بڑھی لیکن"

اب اسکے آگے رافع کھڑا تھا۔۔

کیسی نے بھی اسے ہاتھ لگانے کی کوشش کی ناں تو میں ہاتھ توڑ دوں گا" وہ اس قدر غصے سے بولا تھا کہ "

سب حیران رہ گئے۔

تم اس دو ٹکے لڑکی کی اتنی حمایت کیوں کر رہے ہو رافع۔یہ تمھاری کچھ نہیں لگتی سلطانہ جہانگیر آگے "

بڑھی۔

یہ میری بیوی ہے سنا آپ نے اسکے ساتھ میں نے نکاح کیا ہے باقاعدہ اگر کیسی کو شک ہے تو نکاح نامہ "

دیکھ سکتا ہے۔ صیح ہے۔اور ناں ہی یہ دو ٹکے کی لڑکی ہے سنا آپ نے

اگر آئندہ آپ نے میری بیوی کے بارے میں ایسا ویسا کچھ کہا

" تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا"

رافع نے منتہا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

منتہا بی بی کا سامان میرے کمرے میں شفٹ کروا سنے جاتے ہوئے سروینٹ کو کہا۔

منتہا کو آج اسکا مان مل گیا تھا اسکے جینے کا سہارا۔ آج وہ اکیلی نہیں تھی۔ آج اسکے ساتھ اسکا شوہر کھڑا تھا۔ اور آج اسنے سر اٹھا کے اسکے ساتھ چل رہی تھی۔

اسلام علیکم یاور نے جنرل ارمان سید کو فون کرتے ہی کہا

" وعلیکم اسلام یاور کیسے ہو"

" میں بلکل ٹھیک سر آپ بتائیں"

" اللہ کا شکر ہے ویسے مجھے اچھا نہیں لگا تم نے اپنی چھٹی کیوں آگے کروائی"

" سر گھر میں تھوڑی پروبلم آگئ تھی کزن کی ڈیتھ

یہ ستے ہی وہ فورا بولے

" ہاں مجھے اروب نے بتایا تھا بہت افسوس ہوا یہ سن کے۔۔ کیس سولو ہو گیا"

جی کچھ ایسا ہی سمجھ لیں۔۔ "سر میں نے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے" یاور نے گلا صاف کرتے ہوئے کہا۔

ہاں کہو میں سن رہا ہوں" وہ بڑے شائستہ لہجے میں بولے تھے"

مجھے پتا نہیں چل رہا میں کیسے شروع کروں لیکن۔۔"

تم کہو یاور میں سن رہا ہوں "ارمان نے اسے یقین دلایا"

سر میں آپ کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہوں "آئی نو مجھے ایسے بات کرنا مناسب نہیں ہے لیکن میں"

اروب کو بہت چاہتا ہوں۔اسے ہمیشہ خوش رکھوں گا۔یہ میرا وعدہ ہے آپ سے۔مجھے اروب نے بتایا تھا

کہ آپ اروب کی شادی کیسی آرمی سے منسلک نہیں کریں گے لیکن میں اروب کے لیے فوج سے رائزئن

کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جیسے یاور نے کہا وہ فورا بولے

" یاور تم ہوش میں تو ہو نوکری چھوڑ دو گے "

ہاں سر میں اروب کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں پلیز آپ م کیا اروب کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دئیں گے۔۔

وہ اب بھی اسی بات پر قائم تھا۔

جنزل ارمان بلکل خاموش ہو گیا۔۔پھر کچھ دیر بعد وہ بولے

اپنے گھر والوں کو بھیجو یاور "یہ سنتے ہی یاور کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا۔"

جی ضرور میں ضرور بھیجوں گا۔۔

دانین کیسی ہو۔!وہ یونیورسٹی کے کام کرنے میں مصروف تھی جب یاور نے اسے بھلایا تھاوہ اچانک اس طرح آنے پر چونک گئ تھی۔

"کیاہوا میرا آنا اچھا نہیں لگا"

ن۔۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے آیئے بیٹھیے وہ تھوڑاسا ہچکچائیں تھی

کیسی ہو اب"؟ یاور نے اسکے چہرے پر پریشانی کو دیکھ کر دل ہی دل میں بہت خوش ہوا تھا"

" اللہ کا شکر ہے آپ سنائیں۔"

" میں بھی ٹھیک میں نے سوچا میری دوست تو مجھ سے خود ملنے آتی ہی نہیں ہے میں ہی چلا جاوں"

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بس کام میں۔ صروفیات زیادہ ہے" آپ بتائیں واپسی کب ہے۔؟ دانین" نے اسکی طرف دیکھ کر کہا

جو بلیک شلوار قمیض پہنے آیستین کہنیوں تک کی ہوئی بالوں کو بہت اچھی طرح سنوارا گیا۔ صیح روب دار پر کشش سی شباہت۔ چہرے پر مسکراہٹ لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا

واپسی۔۔وہ ہنسا تھا۔ نکاح کے بعد ویسے دانین تم خوش تو ہوناں اس نکاح سے میرے کہنے کا مطلب ہم""" دونوں کے درمیان ہمیشہ تعلق ناسازرہے ہیں۔ اسلیے۔ نکاح کوئی چھوٹی بات نہیں ہے یہ دوزندگیوں کی بات ہوتی ہے۔ کیا تم راضی ہو

وہ بڑے شائستہ لہجے سے اس سے مخاطب تھا وہ دانین کے چہرے پر چھپے درد کا مزہ لے رہا تھا۔

دانین اپنے ہاتھ بے اختیار مسل رہی تھی الفاظ اکھٹے کر رہی تھی۔

" ہاں میں خوش اس فیصلے سے "

یہ سنتے ہی وہ بے اختیار۔ مسکرایا۔

مجھے خوشی ہوئی یہ بات سن کے میں تم سے وعدہ کرتا ہوں میں ہمیشہ تمھارا ساتھ دوں گا تمھیں چوش رکھنے کی پوری کوشش کروں گا۔

وہ اب جھوٹے دعوے کر رہا تھا۔۔

دانین اسکے جواب میں بلکل خاموش رہی تھی

ویسے تم شادی کے بعد اپنی پڑھائی جاری رکھ لینا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔۔

شکریہ۔۔ دانین نے مختصر جواب دیا۔"

"اچھا دانین میں تم سے ایک بات کرنے آیا تھا۔۔

جی بولیے! دانین نے اسکی طرف دیکھا۔

جواب اسکی طرف متوجہ تھا

Urdu Novels Ghar

کیا آج رات تم میرے ساتھ ڈنر پر چلو گئ "میں چاہتا ہوں کہ ہمارے درمیان جو بھی خلش تھی وہ مٹ "
جائے میں اتنا بھی برا نہیں ہوں جتنا تم سمجھ رہی ہو

یہ سنتے ہی وہ فورا بولی تھی

" نہیں میں نے ایسے نہیں کہا۔"

تو کیا پھر چلو گی "؟"

وہ کچھ دیر سوچتی رہی۔۔

"جی ٹھیک ہے"

چلو اچھا ہو گیارات کو تیار رہنا میں تمھیں لینے آوں گا۔۔وہ یہ کہتے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا

دانین اسے جاتا دیکھ رہی تھی اس میں اتنا بدلا واسکے کے غیر متوقع تھا۔۔یہ وہی یاور تھا جو اسکی شکل تک نہیں دیکھتا تھا آج ایسے۔۔

آج آپ نے میرے لیے سٹینڈ لیا اسکے لیے شکریہ منتہا نے رافع کو کہا جو سامنے چئیر پر بیٹھا فاعل دیکھ رہا تھا ۔میں اپنے کوارٹر میں چلتی ہوں۔۔یہ کہتے ہوئے منتہا باہر بڑھی تھی

جب رافع جلدی سے اسکی طرف بڑھا اور اسے روکا

" ! کہاں جارہی ہو"

اپنے کمرے میں اسنے نظریں جھکاتے جواب دیا

" یہ کسکا کمرہ ہے ؟"

یہ آپکا کمرہ ہے۔۔اسنے ابھی تک نگاہیں جھکائی ہوئی تھی

اچھالیکن یہ آپ کا بھی کمرہ ہے جتنا میرا ہے اور آج سے آپ یہی رہے گی "وہ ہلکا سا مسکرایا تھا"

آپ نے خود ہی کہا تھا میرے سامنے مت آیا کرو "وہ ناچاہتے ہوئے شکوہ کر بیٹھی تھی"

یہ سنتے ہی وہ ہلکا سا ہنسا اور اسکے دونوں کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے ادھر میری طرف دیکھو

منتہا تم میری بیوی ہو ٹھیک ہے اور وہ جو بھی تھا تب مجھے حقیقت کا پتا نہیں تھا مجھے سب کچھ پتا چل چکا ہے "

جیسے منتہا نے سنا وہ چونک گئ اچانک اسکی آنکھوں میں آنسو بہنے لگے "۔

"م۔۔میرے بھائی نے کچھ نہیں کیا رافع وہ بے قصور ہے "یہ سب الزام لگایا ہے اس پر۔۔"

مجھے پتا چل چکا ہے منتہا تمھارا بھائی بے قصور ہے اور میں اپنے رویے پر شرمندہ ہوں میں نے تمھارے "

ساتھ بہت برا سلوک کیا لیکن میں کیا کرتا تب سچویشن ہی ایسی تھی سارے ثبوت تمھارے بھائی کے

"خلاف تھے۔۔

وہ آگے سے خاموش ہو گی

تمھارے ساتھ بہت برا ہوا ہے اماں سرکار نے بہت برا کیا ہے۔ لیکن اب تم فکر نہ کرو میں تمھارے ساتھ ہوں کوئی تمھیں ہاتھ نہیں لگا سکتا رافع نے اسکے چہرے پر گرتے آنسو صاف کیے۔

" آپ تو دوسری شادی کر رہے ہیں"

کس نے کہا میں دوسری شادی کر رہا ہوں؟ وہ چونکا تھا۔

اماں سرکار نے کہا کہ رافع دوسرا نکاح کر رہا ہے۔۔ یہ سنتے ہی اس نے قہقہ لگایا تھا

میں کیوں دوسری شادی کروں۔۔ میری پہلی بیوی مجھے جان سے مار دے گی۔" اس پر وہ دونوں ہنس دیے تھے۔

اب سب کچھ ٹھیک ہو گیا تھا منتہا نے دل ہی دل شکر ادا کیا تھا

سب کچھ صیح جا رہا ہے۔۔ اب بس تمھارا انتظار ہے۔

یاور نے آخری کھیل کی طرف اشارہ کیا۔

میرا؟

وہ چونکا تھا

ہاں تمھارا کام لیکن جب میں کہوں گا تب ابھی نہیں یاور نے یہ کہتے ہوئے فون بند کر دیا اسکے چہرے پر ایک عجیب قسم کی فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

بس اب تمھاری اکڑ توڑنے کا وقت آگیا ہے مجھے ذلیل کیا تھا ناں سب کے سامنے وہ دن میں کبھی نہیں بھلا سکتا دانین تیمور بٹ اب دیکھنا ویسے ہی سب کے سامنے تمھیں ایسا ذلیل کروں گا کہ کوئی بھی تمھاری بات پر یقین نہیں کرے گا۔۔

بابا جانی میں نے ایسا کچھ نہیں کیا یہ دانین جھوٹ بول رہی ہے۔"

چپ رہو یاور علی جہانگیر نے ایک زوردار تھپڑ یاور کے چہرے پر رسید کیا

آج بھی وہ اس تھپڑ کو یاد کر سکتا تھا ماضی کی ساری باتیں اسے یاد آنے لگی۔

وہ خود کو نارمل کر کے رات کے پروگرام پر غور کرنے لگا تھا

تمھیں کیا لگتا ہے تم رافع کی نظروں میں اچھی ہو گئ ہو تو میں تمھیں معاف کر دوں گی۔ یہ سوچ ہے تمھاری منتہا بی بی

" سلطانہ جہانگیر بٹ نام ہے میرا اور جو میں چاہتی ہوں وہی ہو کر رہتا ہے"

یہ سنتے ہی منتہا ہنسی تھی

تو سلطانہ جہانگیر بٹ آپ کی پہلی خوائش تو ساری پانی میں مل گئ جو آپ نے میرے بارے میں سوچا تھا"

وہ ہوا بولیں

"رافع نے مجھے طلاق دی؟"

"اسنے مجھے اس گھر سے نکالا"

نہیں کیونکہ آپ جیسے سوچ کے لوگوں کا آخر پہ جو انجام ہوتا ہے ناں لگتا ہے ابھی آپ پر وہ وقت نہیں آیا لیکن گھبرائے مت وقت وقت کی بات ہے آپ پر بھی آجائے گا۔۔ آپ کی زیادتیوں بے ایمانیوں کی سزہ انشاللہ ایک دن ضرور ملے گا۔اس دن آپ کی جو حالت ہوگی ناں۔

وہ ساری دنیا دیکھے گی۔۔

منتہا نڈر انداز سے اماں سرکار کو جواب دے کر آگے بڑھ گئ تھی

اماں سرکار وہی خاموش ہوگئ تھی۔۔وہ اگے سے کچھ بول نہیں پائی تھی۔

اسنے کمرے میں جاتے الماری سے رافع کے صبح آفس جانے کے کپڑے نکالے۔

بلیک اچھا لگے گا۔۔ نہیں ابھی کل تو انھوں نے بلیک پہنا تھا"

اچانک منتہا کے نظروں میں اسکی رافع کے ساتھ پہلی ملاقات یاد آگئ۔

جب پہلی بار وہ رافع سے میٹنگ میں ملی تھی اسنے سامنے لٹکے ڈارک بلیو پینٹ کورٹ پکڑا بے اختیار اسکے چہرے پر مسکراہٹ آگئ۔

کیا کچھ نہیں اسنے کہا تھا رافع کو۔۔ اسنے الماری بند کی جیسی پلٹی سامنے سے رافع کمرے میں داخل ہوتا ہوا معلوم ہوا

آپ آگئے دانین کیسی ہے اب؟" اسنے دیکھتے ہی سوال کیا"

Urdu Novels Ghar

Urdu Novels Ghar

ٹھیک ہے وہ اللہ کا شکر ہے لیکن پہلی جیسی نہیں رہی مطلب جیسے وہ پہلی تھی۔ ہنستی مسکراتی۔ رافع نے مایوس انداز سے کہا

ہاں ظاہر سی بات ہے اب اسکی شادی ہونے والی ہے تو لڑکیاں تھوڑی سی کنفیوز ہو گی لیکن آپ فکر نہ کریں وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ "منتہا نے اسے تسلی دی

" اچھا کل میں نے آپ کے آفس کے لیے یہ سوٹ پسند کیا ہے اچھا ہے ناں"

اسنے رافع کے سامنے پینٹ کورٹ کیا

ہاں بہت اچھا ہے۔۔ اچھا منتہا جیسے رافع نے اسے پکارا وہ آگے بڑھتی پیچھے پلٹی۔ "

جی

کل تم بھی میرے ساتھ آفس جایا کرو گی۔۔ جیسے رافع نے کہا وہ بلکل دھک رہ گئی اسے پتا نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا بولے کیا کہے۔

" م۔۔۔۔میں"

ہاں تم کیوں کیا ہوا ہے ؟ اچھی بھلی سمجھ دار میری بیوی ہے اکھٹے کرتے ہیں بزنس منافع ہو گا لیکن اس بار دو دشمن بن کر نہیں بلکے دو پارٹنرز بن کر

کیوں کیا کہتی ہو مس منتہا بٹ آپ کام کریں گی رافع مجتبہ بٹ کے ساتھ

رافع نے اسکے آگے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔۔

خوشی کے مارے منتہا کی آنکھیں نم ہو گئی۔

ناں ناں یہ آنسو نہیں آنے چاہیے۔بزنس میں کوئی کام نہیں ہوتا ہے اسکا صرف دماغ کی ضرورت ہوتی"

" ہے اور میرے خیال سے مس منتہا خاں نے بہت ٹف ٹائم دیا ہے مجھے۔۔بولیں کیا کہتی ہیں

وہ اسکی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔یہ سنتے ہی منتہا مسکرانے لگی اور جلدی سے اپنا ہاتھ رافع کے ہاتھ سے ملایا

چلیں مسٹر رافع مجتبہ بٹ مجھے آپ کا دعوت نامہ قبول ہے لیکن یاد رکھیے گا بزنس میں۔اس رشتے کو"

" ڈھال کے طور پر استعمال نہیں کریں گے بزنس کے معاملے میں کوئی کوتاہی نہیں کیوں کہتے ہیں

جی بلکل۔۔وہ دونوں یہ کہتے ہنس پڑے تھے

اچھا اب جلدی سے تیار ہو جاو آج اس خوشی میں باہر کھانا کھانے جاتے ہیں جیسے رافع نے کہاوہ فورا بولی

اب؟

ہاں کیوں کیا ہوا ہے؟

لیکن اب۔۔تو وہ ابھی کچھ کہتی کہ رافع نے جلدی سے اسے کہا

لیکن ویکن کچھ نہیں جلدی سے تیار ہو جاو"ہم ابھی جارہے ہیں۔"

رافع۔۔۔۔۔۔منتہانے کہا تھا لیکن رافع نے ناں میں سر ہلایا

وہ بلیک شورٹ کرتا اور بلیک کلر کی کیپری میں ملبوث تھی بالوں کو پیچھے کمر میں چھوڑا ہوا تھا وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کتنی دیر کھڑی تھی پتا نہیں اسکا دل نہیں کر رہا تھا لیکن اسے کرنا تھا اسے یاور کے ساتھ جانا تھا اسکے چہرے پر اداسی پھیلی ہوئی تھی۔جو شاید اب اسکے چہرے سے جائے۔

" دانین یار تم پر بلیک اور وائیٹ کلر بہت اچھا لگتا ہے پلیز یہ کلر مت پہنا کرو"

اسے اہل کی بات یا آگئ بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہنے لگے لیکن اس نے جلدی سے اپنے چہرے پر گرتے آنسو کو صاف کیا

اب بس اور نہیں۔۔وہ اور آنسو نہیں بہائے گی شاید وہ میری قسمت میں نہیں تھا شاید وہ میرے لیے بنا" " ہی نہیں تھا

اسنے خود کو حوصلہ دینے کی کوشش کی۔

شاید میری قسمت میں یاور علی بٹ لکھ دیا گیا تھا لیکن اب جو بھی ہو جائے مجھے یاور کے ساتھ خوش رہنا" "ہے اسکے ساتھ مخلص رہنا ہے۔اسکا اس سب میں کیا قصور اسے کس بات کی سزہ دی جائے۔۔

وہ خود کو سمجھا رہی تھی۔۔اپنے دل کو جھوٹی تسلیاں دے رہی تھی۔

دوسری طرف اہل بھی ویسے ہی تھا۔اسکی کزن نے بڑے اصرار پر اسے باہر جانے پر راضی کیا تھا وہ بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس تھا۔ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا بے اختیار اسنے دانین کی موجودگی کو محسوس کیا۔۔ آنکھوں میں نمی چھا گئی۔۔

نہیں میں بھلا سکتا اسے۔کبھی بھی نہیں بھلا سکتا دانین کو وہ میرے دل و دماغ میں بس چکی ہے اور جو " لوگ دل میں بس گئے ہوں انھیں اپنی زندگی سے نکالنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔۔

شاید وہ میری قسمت میں نہیں تھی شاید وہ میرے لیے بنی ہی نہیں تھی۔۔وہ شاید کیسی اور کی امانت تھی ۔اسی سوچوں میں وہ گم تھا جب اسکے کمرے کا دروازہ کھلا۔اسکے نزدیک

" رابعہ کھڑی تھی۔جو بڑے پرجوش انداز سے تیار ہوئی تھی"

ہو گئے تیار۔۔؟ جیسے اسنے کہا وہ ایک دم دانین کے خیالوں سے بیدار ہو گیا

ہوں۔۔۔۔ہاں۔۔ہاں ہو گیا تیار۔۔

" تم ٹھیک ہو ناں اہل۔۔رابعہ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا"

ہاں میں بلکل ٹھیک ہوں چلو۔۔چلتے ہیں وہ دونوں اکھٹے کمرے زے باہر نکلے تھے۔

ہو گئ تیار دانین "یاور نے جب کہا تو وہ اسکے سامنے آئی تھی وہ لمحہ بھر کے لیے اسکے چہرے سے اپنی" " نظریں نہیں ہٹا پایا تھا واقعی دانین پر بلیک کلر بہت اچھا لگ رہا تھا۔

تم بہت پیاری لگ رہی ہو یاور نے جیسے کہا دانین ہلکا سا مسکرائی

"تھینک یوں۔"

چلو اب چلتے ہیں۔۔وہ دونوں اکھٹے باہر کی طرف بڑھے۔۔

رافع آپ دونوں بھی باہر جارہے ہیں یاور نے گاڑی میں بیٹھنے لگا تھا جب سامنے سے رافع اور منتہا آتے ہوئے معلوم ہوئے تھے

دانین نے جب منتہا کو دیکھا تو اسنے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا تھا ان دونوں کے درمیان اب سب کچھ ٹھیک ہو گیا تھا وہ اس سے ملنے کے لیے گاڑی سے نکلی تھی

" بہت پیاری لگ رہی ہو دانین منتہا نے اسے دیکھتے کہا"

تم بھی کچھ کم نہیں لگ رہی دانین نے منتہا کو کہا جو گرے کلر کی فراک اور چوڑی دار پاجامے میں ملبوث تھی۔"

تھینک یوں۔۔منتہا مسکرائی۔۔

ارے واہ۔۔یہ تو بہت اچھا ہو گیا ایسا کرتے ہین ہم سب اکھٹے ہی جارہے ہیں جیسے یاور نے کہا رافع جلدی سے بولا

"نہیں ہم تم دونوں کو ڈسٹرب نہیں کریں گے آپ دونوں جاو۔"

نہیں رافع بھائی آپ چلیں ناں ہمارے ساتھ "دانین نے اصرار کیا تھا۔

" نہیں گڑیا تم جاؤناں ایسا اچھا نہیں لگتا کہوں منتہا

ہاں دانین رافع بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں ویسے بھی ہم دونوں آپ کے درمیان کباب کی ہڈی نہیں بن سکتے "

چلیں ٹھیک ہے پھر بعد میں ملاقات ہوتی ہے یاور نے کہا تو وہ دونوں کار میں بیٹھ گئے۔

کیا لو گی؟ اسنے جیسے خیال سے نکالتے ہوئے کہا تھا

کچھ بھی منگوالیں جو آپ کو پسند ہے "اسنے شائستہ لہجے سے جواب دیا تھا"

ارے واہ دانین تیمور بٹ کب سے دوسروں کی پسند پر آمادہ ہونے لگی جہاں تک مجھے یاد ہے تم اپنی پسند " پر زیادہ ترجیح دیتی تھی کیوں صحیح کہاں ناں میں نے

وہ حیران ہوا تھا اور ساتھ خوش بھی۔

ہاں لیکن اب مجھے عادت ڈالنی چاہیے آپکی پسند کی "وہ بنا مسکراہٹ سے جواب دے رہی تھی جیسے وہ" مجبور ہو اسکے سوالات کے جواب دینے میں

اوہو یہ کیا بات ہوئی ایسی پابندی میں ہر گز تم پر نہیں لگانا چاہوں گا کہ جو مجھے پسند ہے وہ تمھیں بھی پسند ہو۔یہ خیال اپنے ذہین سے نکال دو دانین میں بالکل بھی دوسرے مردوں جیسا نہیں ہوں جو اپنی بیویوں پر پابندیاں لگاتے ہیں بلکے مجھے یہ جان کر خوشی ہوگی کہ تمھاری پسند کیا ہے۔"

"تھیں مجھ پر یقین ہونا چاہیے دانین "وہ بڑے اچھے انداز سے اسکا اعتبار جیتنا تھا اور وہ شاید اس میں کامیاب بھی ہو رہا تھا۔

میں جانتا ہوں ہمارے درمیان بہت سے جھگڑے ہوئے ہیں اور وہ والا واقعہ۔۔جیسے یاور نے یاد کروانے کی کوشش کی اسنے فوراً اسکی طرف دیکھا۔۔

وہ۔۔میری غلطی نہیں تھی یاور۔۔

ہاں میں جانتا ہوں دانین اس میں ساری غلطی میری تھی اور آج اس سب کی میں تم سے معافی بھی مانگتا ہوں۔۔

وہ یہ سنتے ہی بڑی حیران ہو گئ تھی اس واقع سے بہت کچھ ہوا تھا۔اس سے ہی دانین اور اسکے درمیان دشمنی بہت زیادہ بڑھ گئ تھی

اور یہ اپنی غلطی ماننے کو تیار نہیں تھا اور آج ایسے اسنے اتنی جلدی معافی مانگ لی کیا تم مجھے معاف کر دو گی ؟

وہ ابھی کچھ جواب دیتی۔ سامنے سے اہل رابعہ کے ساتھ آتا ہوا معلوم ہوا دانین کی چلتی ہوئی سانسیں وہی رک گئ اسکے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔۔ اسکی نظریں وہی منجمد ہو گئ۔ وہ خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی نہیں لیکن نہیں کر پائی وہ کیسی اور کے ساتھ تھا وہ ہنس رہا تھا۔۔ مطلب وہ خوش تھا۔ دانین کے وجود پر ایک درد کی لہر دوڑی جسنے اسے اپنے اعصاب پر کیسی کا بھوج محسوس ہوا۔

یاور نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ بہت زیادہ خوش ہوا کیا اینٹری ماری تھی اہل نے اور وہ بھی اس لڑکی کے ساتھ اب اسے اور درد ہو گا اور مجھے اسے اس حالت میں دیکھ کے اچھا لگے گا

اہل کا دھیان اسکی طرف نہیں گیا تھا۔۔

ن۔۔ نہیں تم نہیں روگی دانین بس اب وہ شخص تمھاری زندگی سے جا چکا ہے وہ تمھارا کبھی نہیں تھا اور "نہ ہو گا "

دانین تم ٹھیک تو ہو؟ یاور نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔

اسنے جلدی سے اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔

یاور کیا ہم گھر جاسکتے ہیں پلیز۔۔۔ اسنے بڑی منت کے ساتھ کہا تھا

کیا ہوا ہے؟ اسنے جاں بھوج کر پوچھا

پلیز "وہ درد برداشت نہیں کر سکتی تھی"

چلو ٹھیک ہے۔۔وہ یہ کہتے ہوئے دونوں ٹیبل سے اٹھے وہ باہر کی طرف جا رہے تھے۔

ایک منٹ دانین یہی رو کو مجھے ایک ارجینٹ کال آ گئ ہے میں آتا ہوں۔۔یاور نے جان بھوج کر کہا تھا کہ اہل اسے دیکھ سکے۔۔

وہ وہاں رکنا نہیں چاہتی تھی لیکن پھر بھی وہ وہی کھڑی ہو گئ

اسنے اپنا رخ اس سے اوڑ لیا تھا۔

اچھا کیا لو گے۔۔مجھے تو بہت بھوک لگی ہے آج مسٹر اہل نیازی پہلی بار آئیں ہیں۔"رابعہ ہنس رہی تھی"

میڈم پلیز زرا پیچھے ہٹیے گا۔ویٹر نے جیسے کہا

او سوری۔۔وہ پیچھے ہٹی۔۔

اہل نے اسے دیکھا ان دونوں کی نظریں لمحہ بھر ایک دوسرے سے ملی پھر جھک گئ۔۔جیسے اہل نے اسے دیکھا اسے لگا کہ سب چیزیں وہی رک گئ ہوں۔

آج وہ بلیک ڈرس میں تھی۔۔وہ اسکی طرف بڑھنے لگا

لیکن دانین جلدی سے باہر کی طرف بڑھنے لگی

وہ پاگلوں کی طرح اسکے پیچھے بھاگا۔۔اسے یہ تک خیال نہیں رہا کہ رابعہ اسے بلا رہی ہے۔اسے کیسی کی پروا نہیں تھی اسے دانین سے ملنا تھا۔وہ بے تاب تھا اسے دیکھنے کے لیے

لیکن دانین اسے دیکھنا نہیں چاہتی تھی وہ تیزی سے سڑھیاں اتر رہی تھی۔۔

انکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔

دانین۔۔۔میری بات سنو۔۔وہ اسکے پیچھے تھا۔رابعہ کھڑی ہو گئ۔اچانک اہل کو کیا ہو گیا تھا

دانین نیچے بیسمنٹ جہاں ساری گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں وہاں جا رہی تھی کہ پیچھے سے کیسی نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر روکا

اور وہ اہل تھا

میری بات سنو دانین۔۔اہل نے اسے اپنی طرف کیا

دانین نے ایک زور دار تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کیا۔

آئندہ مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش مت کرنا اور ہوتے کون ہو تم مجھے اسطرح ہاتھ لگانے والے۔اور "تمھاری اطلاع کے مطابق میں تمھیں بتادوں میرا نکاح ہے اس ہفتے۔۔یاور علی بٹ سے اور مجھے اچھا لگے "گا اگر تم میرے نکاح میں شرکت کرو گے۔۔

پتا نہیں وہ یہ سب اسے کہنا نہیں چاہتی تھی لیکن اسنے اسے کہہ دیا تھا۔

اہل کے قدم لڑکھڑائے تھے اتنے میں رابعہ پیچھے سے آتی ہوئی معلوم ہوئی

اہل تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔؟

دانین نے ساتھ کھڑی رابعہ کی طرف دیکھا۔۔اسے لگا وہ ابھی اسی پل مر جائے گی اگر وہ اور زیادہ یہی رکی لیکن یاور کہاں تھا

اہل بس دانین کو دیکھ رہا تھا بس اسے۔لیکن جو خبر دانین نے اسے بتائی تھی وہ اسکے جسم سے روح کھینچ لینے کے برابر تھی"

آپ کون ہیں؟رابعہ نے دانین سے کہا۔

اس سے پہلے وہ جواب دیتی یاور اسکے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

یہ دانین تیمور بٹ ہے میری منگیتر"یاور نے دانین کی طرف دیکھا"

او اچھا۔۔رابعہ مسکرائی

وہ دونوں بلکل خاموش تھے۔دونوں کے اندر بہت کچھ بکھر چکا تھا بہت کچھ ٹوٹ چکا تھا وہ دونوں آنسو کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔وہ دونوں محبت میں ہار چکے تھے۔

اچھا اہل اب ہم چلتے ہیں۔۔یاور نے کہا اور ساتھ ہی دانین کا ہاتھ پکڑا۔۔

یہ دیکھتے ہی اہل نے بے اختیار اپنی آنکھیں بند کی۔

وہ دونوں گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے

Urdu Novels Ghar

یاور تو کیا کہہ رہا ہے مجھے بلکل بھی سمجھ نہیں آرہی مطلب میں نے کیا کرنا ہے۔۔

اریش نا سمجھتے ہوئے کہا

" یار بہت سیمپل سی بات ہے ایسا کر تو کل مجھے مل "

ٹھیک ہے اریش نے یہ کہتے ہوئے فون بند کر دیا۔

حیدر خود یاور کی بات سے بے چین تھا۔ کیا کرنے والا تھا وہ اسے بلکل بھی معلوم نہیں تھا۔ لیکن اب اسے جاننے کے لیے کل اسکے پاس جانا پڑنا تھا۔

اور دوسری طرف یاور چیئر پر بیٹھا آج ریسٹورینٹ ہونے والے واقعے کو یاد کر کے ہنس رہا تھا"

کتنی بے بس ہو چکی ہے دانین تیمور بٹ بیچاری لچار اور مفلس لیکن کوئی بات نہیں یہ زخم آئیستہ آئستہ " ٹھیک ہو جائیں گے۔ لیکن اسکا درد تمھیں ساری زندگی ہو تا رہے گا جیسے میں نے بھگتا تھا ویسے ہی تمھیں بھگتنا پڑے گا دانین۔ مجھے ابھی بھی وہ اپنی بدنامی یاد ہے تمھارا مارا ہوا تھپڑ بھی ہر چیز کا حساب لوں گا گن گن کے بس ایک دفعہ نکاح تو ہو لینے دو چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی اور انتقام کی آگ سینے میں بھڑک رہی تھی۔

وہ کمرہ بند کیے ساری رات پتا نہیں کتنی دیر تک روتی رہی تھی۔اسے نہیں معلوم تھا وہ اسے دوبارہ نہیں ملنا چاہتی تھی پھر وہ کیوں اسکے پیچھے آیا تھا کیا چاہتا تھا اب۔اب ان دونوں کے درمیان ایسا کچھ رہ نہیں گیا تھا تو پھر کیوں وہ ایک ملاقات کرنا چاہتا تھا بے وفا نکلا کیسی اور کے ساتھ خوش ہے تو پھر میں ہی کیوں اذیت برداشت کروں میں ہی کیوں اس آگ میں جلوں۔

ٹھیک۔۔ہے وہ اپنے آپ کے آنسو خود ہی صاف کر رہی تھی۔اور تسلی دے رہی تھی

اب سے میں صرف یاور کے لیے ہی سوچوں گی۔اب وہ میری زندگی میں آنے والا ہے۔۔میں نہیں"

"چاہتی اسے اس بارے میں کچھ بھی پتا چلے۔۔

دانین نے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔کے اسی دوران رافع اسکے کمرے میں آیا

" کیا میں آسکتا ہوں اندر"

بھائی یہ بھی پوچھنے والی بات ہے آپ کا ہی کمرہ ہے آیئے وہ اب رافع کو دیکھ کے مسکرائی تھی۔

" ارے واہ میری گڑیا تو بڑی ہو گئی ہے۔"

جی دیکھ لیں پھر۔۔وہ خود کو بہت اچھا محسوس کر رہی تھی رافع کے ساتھ بات کرنے کے بعد وہ خود کو نارمل محسوس کرنے لگی تھی

" اچھا نیچے آو۔۔زرا مجھے ضروری بات کرنی ہے"

رافع نے سنجیدہ انداز سے کہا۔

"کیا ہوا ہے بھائی؟"

کچھ نہیں ہوا تم فوراً نیچے لاؤنج میں آو" وہ یہ کہتے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا تھا"

دانین حیران رہ گئی

کیا ہوا ہے بھائی نے ایسا پہلے تو کبھی نہیں کہا" اسنے جلدی سے سلیپرز پہنے اور کمرے سے باہر بڑھی۔"

جونہی وہ باہر نکلی تھی ہر طرف اندھیرہ ہی اندھیرہ تھا۔

"یہ آج لائیٹس کیوں بند کی ہیں "اُفف میرا فون بھی اندر رہے۔۔"

وہ یہ کہہ کر آگے بڑھ گئی تھی

آہستہ آہستہ سڑھیاں نیچے اترتے ہوئے اسنے ایک دو دفعہ رافع کو آواز دی

رافع بھائی۔۔۔کہاں ہے آپ اور یہ لائیٹس کیوں آف کر رکھی ہے اسنے اندھیرے میں ادھر اُدھر دیکھا

کہ اچانک سارے ہال کی لائٹس آن ہوئی۔۔۔پورا ہال غباروں ربنوں سے سجا ہوا تھا درمیان میں ٹیبل

رکھا ہوا جسکو بڑے شاندار انداز سے سجایا گیا تھا ارد گرد تحائف رکھے ہوئے تھے اور سامنے

اسامہ احمد شہریار رافع لیز انتہا اور باقی سب گھر والے موجود تھے

چہروں پر ایک پیاری سے مسکراہٹ لیے سب دانین کو جنم دن مبارک باد کر رہے تھے

دانین یہ دیکھ کے ابھی تک شاک تھی اسے اس دفعہ اپنی بھرتڈے کا بھی یاد نہیں رہا تھا۔ لیکن اسکے بھائی کبھی بولنے والے نہیں تھے

رافع آگے بڑھا اور دانین کی پیشانی کو چوم کر اپنے گلے لگایا

" ہیپی بھرتڈے بیٹا جانی "

تھینک یوں بھائی۔۔

ارے سارا کریڈٹ رافع بھائی کو ہی اسامہ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا

اور ساتھ ہی احمد شہریار بھی آگے بڑھ کے دانین کے گلے لگ گئے

تھینک یو سوچ میرے پیارے سے بھائیوں۔۔ اسکی خوشی سے آنکھیں نم ہو گئ۔

ارے میری پیاری سی چڑیل۔۔۔ یہ آنسو کیوں آرہے ہے احمد نے جیسے کہا

وہ فورا بولی

" احمد کے بچے تم نے میرے ہاتھوں سے مرنا ہے۔۔ دیکھ لینا "

ہائے۔۔ خواب ہے تمھارا۔۔ وہ پھر سے بولا

رافع بھائی دیکھ لیں پھر "سب یہ سنتے ہی ہنس دیے تھے "

اب تیمور جہانگیر نے اسے اپنے گلے لگایا اور سر پر پیار دیا۔

Urdu Novels Ghar

چلو چلو کیک کٹ کرتے ہیں۔ شہریار نے جیسے کہا سب آگے بڑھ گئے

"بڑے پرجوش انداز سے کیک کٹ کیا گیا تھا آج دانین بہت زیادہ خوش تھی۔"

منتہا نے اب اسے کیک کھلایا تھا۔۔

ہمیشہ خوش رہو۔۔اور ساتھ اسے گلے لگایا

تھینک یوں منتہا۔۔۔

آج اس خوشی کے موقع پر ایک اور خوشی کا کام کر دیا جائے کیوں تیمور کیا کہتے ہیں آپ؟

" جی ضرور اماں سرکار جیسے آپ چاہے"

تیمور جہانگیر مسکرایا تھا۔دانین اب سلطانہ جہانگیر کو دیکھ رہی تھی

میں چاہتی ہوں نکاح سے پہلے ہم ایک چھوٹی سی مگنی کی رسم کرلیں آخر ہمارے بٹ ہاوس کی شہزادی کا

نکاح ہونے جارہا ہے تو اس سے پہلے وہ یاور کے نام کی انگوٹھی پہن لے

سلطانہ جہانگیر نے بڑے مان سے یاور کو دیکھا تھا جو دانین کی طرف دیکھ کے مسکرارہا تھا۔

کیوں دانین تم خوش ہوناں رافع نے ایک بار پھر اسے پوچھنا چاہا۔

لیکن اس بار دانین نے مسکراتے ہوئے رافع کی طرف مطمئن نگاہوں سے دیکھا تھا

اور اثابات میں سر ہلایا سب خوش ہوگئے۔۔

چلیں یاور آگے بڑھیں اور دانین کو انگوٹھی پہنائے۔۔ جیسے اماں سرکار نے کہا وہ آگے بڑھا اور اپنے کورٹ کی جیب سے ایک ڈائمنڈ کی رینگ نکالی جو نہایت ہی نفیس اور خوبصورت تھی۔ کہ دیکھتے ہی انسان دیکھتا رہ جاتا۔۔

اور یاور علی بٹ نے اپنے نام کی انگوٹھی اسکے ہاتھ میں پہنا دی۔ دانین کا ہاتھ کانپا تھا۔

چلیں دانین اب آپ یاور کو انگوٹھی پہنائے

دانین ایک دم چونک گئی اسنے یاور کو دیکھا۔۔ وہ اہل نیازی نہیں تھا۔ لیکن نہیں اب اسے آگے بڑھنا تھا دانین نے اماں سرکار کے ہاتھ سے انگوٹھی پکڑی اور یاور کے ہاتھ میں پہنائی سب نے خوشی سے تالیاں بجائی۔۔

آج دانین بٹ نے یاور علی بٹ کے نام کی انگوٹھی پہن لی تھی اور وہ کچھ ہی دنوں میں اپنا نام اسکے ساتھ کرنے والی تھی۔

سب خوش تھے اور وہ خوش ہونے کی کوشش کر رہی تھی

کیا ہوا ہے رابعہ؟ اتنی جلدی کیوں آگئے مہر نے جیسے پوچھا

وہ تھوڑا سی چڑی

پتا نہیں یار کیا ہو گیا ہے اہل کو وہ اس لڑکی کو دیکھا کیا نام تھا دانین تیمور بٹ کو۔بس اسے دیکھنے کے بعد "
وہ وہاں ایک سکینڈ بھی نہیں رکا۔
مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ اہل نے ایسا کیوں کیا۔یاں تو پھر وہ اس لڑکی کو پسند کرتا ہے لیکن مہر وہ تو کیسی کی
منگتر ہے مطلب اسکی توشاخی ہونے والی ہے جیسے رابعہ نے کہا
مہر کو دھچکا لگا۔۔اسکے منہ سے بے اختیار نکلا

" کیا نکاح کس سے ؟"

کیا نام بتایا تھا اسنے۔۔ہاں یاور علی بٹ۔۔نام تھا اس لڑکے کا اسنے خود ہی بتایا تھا کہ شاید اس ہفتے ان "
دونوں کا نکاح ہے۔

رابعہ جیسے جیسے بتا رہی تھی مہر کی سانسیں وہی تھم رہی تھی

دانین نکاح کر رہی ہے یاور کے ساتھ یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ تو اس سے محبت تک نہیں کرتی پھر۔یہ ایسا "
کیوں ؟" اسکے ذہین میں بیت سے سوالات پیدا ہو گئے تھے اور وہ جان گئ تھی کہ اہل نے خود کو کمرے
میں کیوں بند کر لیا تھا

مہر کیا ہوا ہے۔۔ تمھیں پتا ہے اس بارے میں ؟" رابعہ نے جیسے پوچھا وہ فورا بولی۔ "

ہاں جانتی ہوں انکی فیملی کے ساتھ ہمارے کلوز ریلشن ہے وہ ہسنا نہیں چاہتی تھی لیکن اسے رابعہ کے " سامنے خود نارمل رکھنا تھا سب کچھ غلط ہو رہا تھا سب کچھ دانین اور اہل کی محبت کہاں گئ۔۔ انکی محبت کا کیا ۔"

اچھا تم رو کو میں اہل سے خود بات کروں گی تم کمرے میں ریسٹ کرو۔ مہر نے جیسے کہا رابعہ مسکرائی۔

ٹھیک ہے وہ یہ کہہ کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئ۔

اور مہر جلدی سے اہل کے کمرے کی طرف بڑھی اسکے ہاتھ دروازے کی طرف بڑھے تھے لیکن اسکی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ کیا کہے کیا کرے۔ وہ بہت درد میں ہو گا۔

یااللہ۔۔ مہر کی انکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے پھر کچھ یاد آنے پر اسنے دانین کو کال ملا دی۔

دانین کمرے میں بیٹھی ہاتھ میں پہنی ہوئی انگوٹھی کی طرف دیکھ رہی تھی جب اسکے فون کی گھنٹی بجی " ۔اہل کی یادوں سے وہ بیدار ہوئی

مہر "وہ تھوڑا سا ہچکچائی لیکن فون اٹھا لیا"

اسلام علیکم! دانین نے پہل کی۔

"کیسی ہو مہر؟"

وعلیکم اسلام !میں ٹھیک ہوں تم سناو دانین "وہ اسکی آواز سے اندازہ لگا رہی تھی۔ کہ دانین اہل کے بغیر خوش ہے۔

"میں بلکل ٹھیک اللہ کا شکر ہے تم سناو گھر والے سب کیسے ہیں"

دانین نے جیسے پوچھا وہ فورا بولی

" سب ٹھیک ہے میں نے سنا ہے تمھارا نکاح ہے اس ہفتے یاور سے"

یہ سنتے ہی دانین کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئ لگتا اہل نے اسے بتا دیا

ہاں ہے۔۔تم آو گی۔؟پتا نہیں اسنے ایسا کیوں کہہ دیا

میں۔نہیں میں نہیں آسکوں گی لاسٹ ائیر میرا چل رہا ہے اسکے بعد ہاوس جوب سٹارٹ ہو جانی ہے۔"

ویسے اچھی چوائس ہے تمھاری۔۔مہر کے لہجے میں سختی تھی

یاور تمھارے لیے بہت پرفیکٹ رہے گا۔"وہ اب دانین کو اذیت دے رہی تھی وہ چاہتی تھی کہ دانین بھی ایسے ہی تڑپے جیسے اسکا بھائی تڑپ رہا ہے اسے لگ رہا تھا دانین بہت خوش ہے لیکن وہ واقعی کچھ نہیں جانتی تھی جتنا اہل بکھرا تھا اتنی دانین ٹوٹی تھی۔

پتا نہیں یقین سے نہیں کہہ سکتی لیکن وہ کافی حد تک بدل چکا ہے" دانین تحمل سے جواب دے رہی تھی"

۔

"ہاں ہم بھی اب بھائی کی شادی کا سوچ رہیں ہیں۔۔میری خالہ کی بیٹی رابعہ سے۔"

دانین کے ہاتھ میں پکڑا ہوا فون لرز گیا تھا۔۔اسے اس بات کی توقع نہیں تھی۔

وہ لڑکی جسکے ساتھ وہ ریسٹورنٹ آیا تھا اہل اسکے ساتھ شادی کر رہا تھا

اچھا یہ تو بہت اچھی بات ہے "اسنے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تا کہ مہر اسکے درد کی آواز کو محسوس نہ کر سکے "

۔

ہاں۔۔اچھا اب میں رکھتی ہوں۔بعد میں بات کروں گی۔مہر نے یہ کہتے ہوئے فون بند کر دیا۔

لیکن وہ دانین کی رات کی نیندیں اڑھا گئ تھی اسکا جینا چین سب کچھ برباد ہو گیا تھا۔آخر پر آکر۔وہ ہی بے وفائی کر گیا۔

دانین نے خود کو سمجھا لیا تھا۔اب وہ خود کو ہر روز نارمل رکھنے کی کوشش کرتی لیکن اتنا آسان نہیں ہوتا اس شخص کو بھلا پانا جس کے ساتھ آپ نے زندگی گزارنے کے خواب دیکھے تھے جسکے ساتھ اسنے اپنے ہر خواب کی تکمیل کو جانا تھا۔جسکو صرف اپنا مانا تھا۔صرف اپنا لیکن کوئی اسطرح سے چھوڑ جائے۔تو انسان اپنی زندگی کیسے نارمل لوگوں کی طرح بسر کرے ناممکن ہو جاتا ہے۔

حیدر۔میں تمھیں جو بتانے جارہاہوں دھیان سے سنناوہ بہت زیادہ اہم ہے۔یاور بڑے سنجیدہ انداز سے بول رہا تھا۔

" کیاہوا ہے یاور کوئی پھڈا اوڈا تو نہیں ہو گیا تیرا؟"

حیدر نے خود سے اندازے لگائے تھے۔

کچھ ایسا ہی سمجھ لو یار۔۔ لیکن اس کام میں صرف تم میرا ساتھ دے سکتے ہو اور مجھے یقین ہے کہ تم میرا "

" ساتھ دوگے کیوں کیا کہتے ہو تم میرا ساتھ دوگے ناں

اسنے بڑے اعتماد کے ساتھ حیدر کی طرف دیکھا تھا۔۔حیدر اور یاور بچپن کے دوست تھے آپس میں کافی دوستی تھی۔لیکن حیدر کا انکے گھر اتنا آنا جانا نہیں ہوتا تھا کیونکہ جب سے یاور آرمی میں چلا گیا تھا تب سے اسکا آنا جانا بھی بہت کم ہو گیا تھا۔

ہاں بول یار دوستی کی اب نبھانی تو ہے "اسنے یاور کو تسلی دی"

یاور ہلکا سا مسکرایا

مجھے یقین تھا۔اچھا کام بہت زیادہ ہی پیچیدہ ہے ٹھیک ہے دھیان سے سنناتم نے کیا کرنا ہے

" اچھامیں تم سے کچھ پوچھنے لگاہوں صیح صیح اور بلکل سچ جواب دیناٹھیک ہے "

ہاں پوچھو""؟

اچھاتواب بھی دانین سے پیار کرتا ہے ناں؟ یاور نے اتنی جلدی سے یہ سوال کر دیا تھا

وہ حیرانی سے اسکے چہرے کو تک رہا تھا۔

ارے بتاوناں۔۔وہ اکتایا

تجھے اچھے سے پتا ہے یاور۔اسنے مجھے ریجکٹ کر دیا تھا۔تو؟ حیدر کہتے کہتے رک گیا تھا۔

یار وہ پرانی باتوں کو اب بھی تو لے کر بیٹھا ہے۔ساری دنیا آگے بڑھ گئ لیکن تو نے ایک ہی بات کو اپنے" ذہین میں بیٹھالیا کیاپتاتب دانین نے غصے میں کہا ہو اور یار تب وہ کالج جاتی تھی۔اور اب تو اسکی یونی بھی ختم ہو رہی ہے "

تمھارے کہنے کا کیا مطلب ہے یاور تم کیا کرنا چاہتے ہو"؟"

دیکھو حیدر بات کچھ اسطرح ہے کہ میرا نکاح ہے پرسوں دانین کے ساتھ اور میں اسکے ساتھ یہ نکاح" نہیں کرنا چاہتا ٹھیک ہے صاف بات ہے کیونکہ میں کیسی اور کو پسند کرتا ہوں اور جس لڑکی کو میں پسند کرتا ہوں اسکے لیے میں نے اپنی جوب تک چھوڑ دی ہے۔اور اب یہ دانین۔نہیں میں کیسی کو ہمارے درمیان نہیں آنے دوں گا۔تو بس تمھیں میری مدد کرنی ہو گی

تمھیں اس سے بات کرنی ہو گی۔

میں۔یاور تو پاگل ہو گیا ہے میں کیا کہوں گا اسے "حیدر بلکل بوکھلا گیا تھا"

حیدر میری سکون سے بات کر۔ دیکھ تو اس سے بات کرنا اور اسے کہنا کہ نیں ابھی بھی تم سے پیار کرتا ہوں اور تم یہ میرے والی ساری بات اسے بتانا کہ یاور کیسی اور کو پسند کرتا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ مان جائے گی۔۔ تو سمجھ رہا ہے

کیا۔۔ مطلب میرے ایسا کہنے پر وہ مان جائے گی تمھیں لگتا ہے وہ میری بات پر یقین کرے گی۔؟ اور اسکے بعد وہ مجھ سے نکاح کر لے گی۔۔ تو پاگل تو نہیں ہو گیا یاور۔۔؟

ہاں تیرا نکاح اس سے ہو جائے گا۔۔ ٹھیک ہے "یاور اتنے یقین کے ساتھ بولا تھا کہ اسنے حیدر کو بھی " چپ کروا دیا تھا

تو بتا کیا تو دانین کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے۔؟

وہ آج ایک معصوم زندگی کا سودا کر رہا تھا۔۔۔

بول؟

اسکے سینے میں دل نہں تھا اسکے جسم میں روح نہیں تھی وہ کوئی شیطان کی مانند تھا۔۔ جسکی آنکھوں میں بس انتقام کی آگ تھی اور کچھ نہیں

"ٹھیک ہے میں تیار ہوں بتا کس دن آنا ہے؟" حیدر نے اپنا اخری فیصلہ کر دیا تھا

یہ سنتے ہی یاور بے اختیار ہنسا۔

میرے نکاح والے دن ہی۔۔!ٹھیک ہے اب جیسا جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرتے جانا۔۔یاور نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ کی طرف بڑھایا تھا

دونوں نے ہاتھ ملا لیے۔۔دانین تیمور بٹ کی زندگی کے ساتھ۔جو ہونے جا رہا تھا۔وہ اتنا وحشت ناک" تھا کہ شاید اسے بھی اس چیز کا اندازہ نہیں تھا

رافع افس جانے کے لیے تیار نیچے لاؤنج میں کھڑا تھا۔جب سامنے سے سڑھیوں سے اترتی ہوئی۔منتہا آ رہی تھی جو بہت ہی سادہ نفیس اور خوبصورت لباس میں ملبوس تھی بالوں کو کمر پر چھوڑا ہوا تھا۔ہاتھ میں فون پکڑا ہوا۔

ایم سوری میں لیٹ ہو گی؟"وہ رافع کی طرف دیکھ کے مسکرائی تھی"

کہاں جارہے ہیں آپ دونوں؟اماں سرکار نے انھیں روکا تھا جو ساتھ صوفوں پر بیٹھی تھی۔

وہ دونوں روکے۔

"افس اماں سرکار!رافع نے بڑے تحمل سے جواب دیا تھا۔"

یہ کہی نہیں جائے گی۔ٹھیک ہے اسے گھر ہی رہنے دو ان جیسے لوگوں کی اوقات نہیں ہے یہ صرف گھر" کے کاموں کے لیے رکھے جاتے ہیں" جیسے اماں سرکار نے کہا

رافع فوراً بولا۔

مجھے جہاں تک علم ہے میری بیوی بہت پڑھی لکھی خاتون ہے تو اسکے مطابق انھیں بزنس میں بھی بہت" اچھی مہارت ہے۔تو کیوں ناں۔میں انھیں اپنے ساتھ ہی لے کر جایا کروں۔۔تاکہ ہمیں بھی کچھ پروفٹ ہو۔۔کیونکہ وہ اب تو گھر کی نوکرانی ہے نہیں کہ اس سے پوچے لگواوں اگر گھر میں نوکر کم پڑ گئے ہیں۔

تو بتا دیجیے میں کل نئے سرونٹ ہائر کر دوں گا۔رافع نے جواب دیا

اور منتہا کو ساتھ لے کر آگے بڑھا تھا۔

کہ پیچھے سے دانین آتی ہوئی معلوم ہوئی

او۔۔پرفیکٹ کپل۔۔اب آفس جا رہے ہیں جیسے دانین نے کہا وہ دونوں مسکرا دیے۔۔

بلکل رافع نے اسے گلے لگایا۔

لیکن بھائی بچ کے رہیے گا۔منتہا سے۔بہت تیز دماغ چلتا ہے بزنس میں

دانین نے شرارت سے منتہا کو آنکھ ماری۔۔

ہاں ہاں۔۔بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے میری پیاری سی دوست۔۔

وہ دونوں ہنس دی۔۔

اچھا بھائی منتہا کو آج جلدی بھیج دیجیے گا میں نے کچھ شاپنگ کرنی ہے۔۔

ہاں ضرور میں نے پہلے سے ہی سب کچھ پلین کر لیا تھا گڑیا تم پریشانمت ہو۔ ٹھیک ہے

تھینک یوں بھائی۔۔ دانین نے مسکراتے ہوئے رافع کو دیکھا

تم جان ہو میری "رافع نے پھر اسے اپنے گلے سے لگایا تھا اور دونوں راہداری کی طرف بڑھ گئے تھے۔"

میں شرمندہ ہوں ماما مجھے آج تک کیسی نے آپ کے بارے میں بتایا ہی نہیں۔ "میں ہمیشہ آپ کو"

ڈھونڈتی رہی آپ کی تصویریں کہ کہی تو آپ کو دیکھ لوں لیکن نہیں اماں سرکار بہت ظالم انسان ہیں ماما

انہوں نے آپ کے ساتھ بہت برا کیا ہے

بہت برا۔ آپ کو پتا ہے مجھے اس وقت جس انسان کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ آپ ہیں۔ "میں"

چاہتی تھی کہ آپ میرے نکاح میں ہوتی مجھے اپنے ہاتھوں سے تیار کرتی۔۔ اپنے گلے لگاتی

م۔۔ میں ایک ایک دفعہ آپ کے گلے لگنا چاہتی ہوں ماما۔۔ میں نے بابا سے کچھ نہیں پوچھا۔ کیا پوچھتی "

میں ان سے میں جب بھی انکی آنکھوں میں دیکھتی تھی تو ساری حقیقت واضح ہو جاتی

وہ خود بہت بے بس ہو گئے تھے۔۔ اماں سرکار کے آگے لیکن اب میں انھیں مزید درد نہیں دوں گی"

۔ انھیں میں کبھی نہیں کھونا چاہتی ماما

آپ کو پتا ہے وہ بہت زیادہ خوش ہو گئے ہیں میرے نکاح کی خوشی میں اور میں جب انھیں مسکراتا دیکھتی ہوں تو میں خوش ہو جاتی ہوں اور وہ خوشی میرے اندر جان سی پیدا کر دیتی ہے بس انکے اگے کچھ نہیں ہے اگر میرے بابا خوش ہیں تو میں کیوں ناں یاور سے نکاح کروں۔۔

وہ پتا نہیں کتنی دیر۔رابیل تیمور کی قبر پر بیٹھی اس سے باتیں کرتی رہی تھی۔۔ کبھی آنسو بہاتی کبھی شکوہ کر لیتی تو کبھی معافی مانگتی۔۔

دانین۔۔ جیسے دانین کو کیسی نے پکارا وہ فورا پیچھے پلٹی

اسکے پیچھے یاور کھڑا تھا۔

آو اب بہت دیر ہو گئ ہے۔۔اسنے دانین کو اٹھنے کے لیے ہاتھ دیا

جو نیچے بیٹھی تھی دانین اسکا ہاتھ تھاما اور کھڑی ہو گئ۔

وہ اب گاڑی میں بیٹھ گئے تھے

آپ کو کس نے بتایا کہ میں یہاں ہوں"۔"

یہ سنتے ہی وہ ہلکا سا مسکرایا۔

چاچا جان نے بتایا تھا کہ وہ اپنی امی سے ملنے گئ ہے "تو سوچا کہ بہت دیر ہو گئ ہے اب تمھیں لے آوں۔"

وہ اگے سے خاموش رہی تھی۔۔

پھر کچھ دیر بعد بولی

"سوری"

کس لیے؟ یاور نے دانین کی طرف دیکھا

میں نے ریسٹورینٹ میں آپ کی بات کا" اسکا جملہ ابھی زیر لب تھی کہ یاور جلدی سے بولا "

ارے کچھ نہیں ہوتا دانین میں سمجھ سکتا ہوں تمھیں دل نہیں ہو گا۔

اور آپ نے اس واقعے کے لیے معافی مانگی تھی ناں۔"

تو میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے یاور۔ میں نے سب کچھ بھلا دیا ہے کیونکہ میں نہیں چاہتی اب ہمارے درمیان کوئی خلش رہے

یہ سنتے ہی وہ ہنسا تھا۔

ارے واہ شکریہ۔۔ دانین تیمور بٹ۔۔

اسکا اج نکاح ہے

مہر نے اسکے پاس آ کر اسے بتایا جو اندھیرے میں بیٹھا تھا

کوئی فائدہ نہیں ہے وہ بے وفا نکلی اہل نیازی کیوں خود کو اذیت دے رہے ہو اسے تم سے اور تمھاری محبت سے کوئی ہمدردی نہیں ہے اور نہ ہی وہ رکھنا چاہتی ہے فون کیا تھا میں نے بڑی خوشی سے دعوت نامہ

دیا تھا مجھے کہا کہ تم بھی آنا۔بھائی وہ بدل چکی ہے خدا کے لیے آپ بھی اسے بھول جاو مہر اٹکتی ہوئی آواز سے سامنے زمین پر بیٹھے اہل نیازی کو تسلی دے رہی تھی وہ تسلی نہیں تھی اہل جس قدر اذیت میں تھا شاید مہر اسکا اندازہ نہیں لگا سکتی تھی وہ دنیا سے بے خبر ہو چکا تھا بلکل خاموش اور کوئی رد عمل کا مظاہرہ نہیں کیا تھا

بھائی کچھ تو بولو کچھ تو کہو۔ایسے خاموش رہنے سے کچھ نہیں ہو گا دل میں جو غصہ ہے اسکے لیے وہ باہر نکالو۔پلیز ایسے رہنے سے سب کچھ ٹھیک نہیں ہو گا ہمارا سوچیں امی کا سوچیں دانین کے لیے اپنی زندگی برباد مت کریں بھائی رابعہ ہے ناں۔"

بس کر جاو مہر میں نے صرف دانین سے پیار کیا ہے صرف دانین سے اسکے علاوہ میں کیسی کا سوچ بھی نہیں سکتا اور نہ ہی۔یں کیسی کی زندگی برباد کر سکتا ہوں میں تمھیں یقین دلاتا ہوں رابعہ میرے ساتھ کبھی خوش نہیں رہے گی کبھی نہیں اور اگر میں نے اسکے ساتھ شادی کر بھی لی لیکن میں اس کے ساتھ کبھی خوش نہیں رہ سکوں گا۔نکاح ہے

اہل نے ایک لمبا اور گہرا سانس لیا۔کئ درد کو اپنے اندر چھپا لیا

آج نکاح ہے؟زخمی نگاہوں سے مہر کو دیکھا

ہوں مہر نے مایوسی سے جواب دیا"

۔ٹھیک ہے وہ جسطرح خوش ہے میں بھی اسکے لیے خوش ہوں۔

اہل اب مسکرایا تھا

بھائی ساری زندگی ایسے گزاریں گے مہر کو جیسے دھچکا لگا تھا"

میں اسکے علاوہ کیسی کے ساتھ زندگی نہیں شروع کرنا چاہتا اگر وہ میری قسمت میں ہوئی تو کوئی دنیا کی" طاقت الگ نہیں کر سکے گی۔

فرض کریں اگر وہ آپ کی قسمت نہ ہوئی۔تو

یہ تو مت کہو مہر کہ وہ میری قسمت نہیں ہو گی۔ تمھیں پتا ہے یہ خیال میری روح تک لرزا دیتا ہے بہت تکلیف ہوتی ہے۔

تو کیا کریں گے بھائی وہ یاور علی بٹ سے نکاح کر رہی ہے اس شخص سے جس سے وہ اتنی نفرت کرتی تھی کیوں۔ایسا کیوں کر رہی ہے یہ تو محبت کے اصول نہیں کہ جب دل کیا راستے میں چھوڑ دیا۔یہ وعدے تھے اسکے آپ کے ساتھ۔

مہر کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔۔وہ اہل کو مزید اس طرح دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔۔

اسکو بھلانے کی کوشش کریں بھائی آپ کے سامنے پوری زندگی پڑی ہے کبھی نہ کبھی لیکن آپ کو یہ احساس ضرور ہوگا کہ دانین بٹ میری غلطی تھی محبت نہیں اگر وہ آپ سے سچی محبت کرتی تو ایسے کیسی دوسرے کے ساتھ شادی کرنے پر راضی نہ ہوتی۔ مہر اپنے دل میں موجود غبار کو باہر نکال رہی تھی۔

لیکن اہل بالکل چپ تھا

ایسے الفاظوں کے سمندر کو اپنے اندر قید کرنے سے کچھ نہیں ہوگا اہل ایک دفعہ تو اسکو باہر آنے دو کہہ دو

ٹھیک ہے اگر وہ کیسی اور کے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو ٹھیک ہے بھاڑ میں جائے

مہر نے جیسے کہا وہ فورا بولا

یہ میری محبت ہے مہر اہل نیازی کی محبت یہ اتنی کمزور نہیں ہے جو بے وفا کہہ کر اسے بھلایا جا سکے اسے میں اپنی زندگی سے کبھی نہیں نکال سکتا نہ آج نہ کل کبھی نہیں

سب کچھ۔۔۔ تیار ہے اروب میں آج رات کو پہنچ جاوں گا تم بس میرا انتظار کرنا۔۔

یاور سچ کہہ رہے ہو ناں تم اس لڑکی سے نکاح تو نہیں کرو گے ناں۔؟ اروب نے جیسے کچھ جاننے کی کوشش کی تھی

یہ کیسا سوال ہے اروب تم اچھے سے جانتی ہو میں اس سے کتنی نفرت کرتا ہوں اور یہ سب میں کس وجہ" سے کر رہا ہوں میں محبت صرف تم سے کرتا ہوں اور نکاح بھی صرف تم سے ہی ہو گا۔۔"یاور نے اسے یقین دلایا

مجھے یقین ہے تم پر یاور اور سب سے بڑھ کر تمھاری محبت پر تم اپنی آرمی کی جوب چھوڑنے پر رضامند تو" !ہو

میری زندگی میں اروب آرہی ہے تو میں خوش ہوں میں تمھارے لیے دنیا کی کوئی بھی چیز چھوڑ سکتا" "ہوں۔

ہاں میں نے تمھارے بابا سے بات کرلی ہے وہ اتنی جلدی مانے تو نہیں لیکن مجھے پوری امید ہے وہ ضرور "مان جائیں گے بس تم اپنی طرف سے تیاری پکی رکھو۔ آج سب کچھ سیٹل کر کے میں آجاوں گا۔

یاور نے اسے اچھی طرح سمجھایا اور فون بند کیا۔

بس اب کھیل ختم میڈم دانین تیمور بٹ اب بدلے کی باری میری ہو گی۔ مجھے بھی ایسے ہی بدنام کیا تھا ناں۔ اب تو نہیں چھوڑوں گا تمھیں گن گن کے سارے حساب پورے کروں گا

اس وقت بڑا جوش تھا اب سب کچھ تمھارا نام دھام مٹی میں نہ ملادیا تو میرا نام بھی یاور علی بٹ نہیں۔

یاور کی آنکھوں میں نفرت کی آگ جل رہی تھی اسکے منہ سے نکلتے ہوئے الفاظ اسکی نفرت کا اندازہ لگا سکتے تھے ماضی میں بیتی تلخیوں کا بدلہ لینا تھا۔

دوسری طرف رافع دانین کے پاس بیٹھا تھا سارے گھر میں نکاح کی تیاریاں زوروشور پر تھی

میری بات سنو گڑیا ادھر میری طرف دیکھو رافع نے اسکا چہرہ اپنے سامنے کیا

دانین تم جانتی ہوناں تم میرے لیے کتنی اہم ہو میری زندگی میں تمھاری اہمیت بہت زیادہ ہے بچے اگر تم یہ نکاح کیسی دباو کے تحت کر رہی ہو تو مجھے بتادو اگر نہیں کرنا چاہتی تو میں یہ نکاح ابھی اسی وقت روکوا دوں گا

رافع نے دانین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے مضبوطی سے تھاما وہ اسے یقین دلا رہا تھا

دانین ہلکا سا مسکرائی اور رافع کے دونوں ہاتھوں پر بوسہ لیا

نہیں بھائی میں یہ نکاح اپنی خوشی سے کر رہی ہوں میرے خیال میں یاور میرے لیے بہتر ہے

دانین نے جیسے کہا رافع بھی مسکرایا

جیسا تمھیں اچھا لگے۔۔میں تو تمھاری خوشی میں ہی خوش ہوں ابھی یہی گفتگو زیر بحث تھی کہ احمد اسامہ اور شہریار کمرے میں داخل ہوئے سب کے ہاتھوں میں دانین کے لیے لائے ہوئے تحائف تھے

یہ تمھارے لیے ہماری پیاری سی بہنا احمد نے گفٹس اسے پکڑائے دانین نے خوشی سے لیے اور ان سب کے گلے لگ گی

تھینک یوں سوچ۔ میں اس دنیاں کی سب سے لکی بہن ہوں اسکی آنکھوں میں آنسو تھے

حیدر تمھیں پتا ہے ناں کیا کرنا ہے تم نے۔

یاور نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا

تو فکر نہ کرو وہی ہو گا جو تم نے کہا ہے لیکن جو ہمارے درمیان معائدہ ہوا ہے وہ یاد ہے ناں۔

حیدر نے جیسے کہا یاور بھڑک کے بولا

کتنی دفعہ تجھے بتایا ہے یاور علی بٹ کبھی اپنے کیے ہوئے معاہدوں سے پیچھے نہیں ہٹتا جو تمھیں کہا ہے وہ تمھیں ملے گا بھی دانین کی ساری جائیداد تیری ہی ہو گی یار اور ویسے بھی اب جو میں کہوں گا تم نے ویسا ہی کرنا ہے آج نکاح ہے جب تمھیں کہوں تب تم پہنچ جانا

یاور نے اسے اپنی چال کے اندر پوری طرح قائل کیا ہوا تھا

ٹھیک ہے اب میں چلتا ہوں حیدر نے کہا اور وہاں سے چل دیا

اور یاور نے اپنی گاڑی کا رخ سیدھا گھر کی طرف کر لیا۔

Urdu Novels Ghar

وہ ابھی راستے میں تھا جب اسنے منتہا اور دانین کو گاڑی میں دیکھا گاڑی قریب رکی اور وہ گاڑی سے باہر نکلا

۔

اسلام علیکم بھابی یاور نے بڑے ادب سے منتہا کو بھلایا

منتہا گاڑی میں ہی بیٹھی کوئی تھی گاڑی کا شیشہ نیچے کیا

وعلیکم اسلام

آپ لوگ کہی جارہے ہیں یاور نے کہا تو دانین فورا بولی

ہاں وہ تھوڑا سامان لینا تھا تو میں منتہا کے ساتھ آئی ہوں۔

یہ سنتے ہی وہ مسکرادیا

اوکے اچھا اگر کیسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے کال کرلینا

یاور کے لہجے اتنی مٹھاس تھی کہ منتہا دیکھ کے حیران رہ گئ

جی ضرور منتہانے جواب دیا اور شیشہ اوپر کرلیا۔

یاور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر واپس چلا گیا

دانین یہ یاور میں کچھ زیادہ بدلاو نہیں آگیا۔ مطلب جیسا تم بتاتی تھی تمھاری کبھی اس کے ساتھ نہیں بنی

اور اب توماشاءاللہ۔منتہانے طنز اکیا

دانین آگے سے ہنس دی

نہیں وہ بدل گیا ہے منتہا کافی حد تھا ہاں ہمارے آپس میں بہت سے اختلافات رہے ہیں لیکن جب سے ہمارے رشتے کی بات چل رہی تھی اس دوران یاور نے مجھ سے ماضی میں ہوئے اختلافات کی تلافی کی تھی اور اس دن کے بعد اس نے میرے ساتھ کبھی بد تمیزی نہیں کی۔

دانین کا لہجہ پر سکون تھا وہ اب یاور علی بٹ کی طرف مطمئن تھی یاں اس نے خود کو مطمئن کر لیا تھا اہل کے ناں کرنے کے بعد دانین میں کافی بدلاو آچکا تھا وہ اب چیزیں اپنے دل میں رکھنے لگی تھی اپنے آنسو کو رافع مجتبہ کے آگے چھپانے لگی تھی شاید اب اسکے دل میں کچھ بچا ہی نہیں تھا کہ وہ کس چیز کا اپنے بھائیوں کے سامنے شکوہ کرے جس کو وہ حاصل کرنا چاہتی تھی وہ اب لا حاصل تھا

تم خوش ہو کافی دیر خاموشی کے بعد منتہا نے پوچھا

ہاں۔ دانین نے سر ہلایا وہ دونوں ایک مال کے قریب اتری تھی انھیں نکاح کے لیے کچھ چیزیں لینی تھی۔

دانین بلیک قمیض پٹیالہ میں ملبوس تھی کھلے کمر پر گرتے بال اور کندھوں پر لٹکتا ہوا کالا دوپٹہ وہ سادہ سے ہی کپڑوں پیں بہت خوبصورت لگتی تھی منتہا کے ساتھ قدم باقدم چل رہی تھی۔

جب سامنے اس نے اہل اور مہر کو آتے ہوئے دیکھا۔ دانین نے جلدی سے اپنا رخ بدلا

منتہا تم یہاں چک کرو میں دوسری شاپ پر دیکھتی ہوں اسنے جلدی سے وہاں سے فرار ہونے کی کوشش کی وہ اب سامنے لٹکے کپڑوں کی کلیکشن دیکھ رہی تھی جب کیسی نے اسکا پیچھے سے ہاتھ پکڑا

تم۔۔؟ دانین نے فورا اپنا ہاتھ چھڑایا اہل خدا کے لیے یہاں سے چلے جاو

بہت بہت مبارک ہو تمھیں اہل نے زخمی لہجے میں کہا

دانین کو جیسے دھچکا لگا تھا وہ انسان اسے مبارک دے رہا تھا جس سے وہ بے پناہ محبت کرتی ہے کیا واقعی اہل بدل چکا ہے دانین نے اپنے آنسوؤں کو روکا۔

شکریہ اچھا ہوا تم یہاں ہی مل گئے میرے نکاح میں شرکت ضرور کرنا۔

دانین نے طنزاً مسکراہٹ سے کہا

میں ضرور شرکت کر لیتا لیکن آج رات میری فلائیٹ ہے

فلائیٹ؟ دانین چونکی

ہاں باہر امریکہ آگے کی پڑھائی وہاں کروں گا تم بتاو جب واپس آوں تو تمھارے اور یاور کے لیے کیا لاوں یہ سوال کیسی خنجر کی مانند دانین کو محسوس ہوا تھا درد کی سر دلہر اسکے وجود میں سے گزری تھی

بس مجھ پر ایک ہی احسان کرنا کہ میری زندگی میں کبھی مت آنا اور کچھ نہیں چاہیے مجھے وہ یہ کہتی باہر کی طرف چلی گئ صبر کا پیمانہ ٹوٹ چکا تھا ادھر دانین کی آنکھوں میں آنسو رواں تھے تو وہاں کھڑے اہل کی آنکھیں بھی بھیگ چکی تھیں دونوں کے ہی دل ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو چکے تھے

دانین تیار بیٹھی تھی بس نیچے لے جانے کی دیر باقی تھی۔جب اسکے کمرے کی سامنے بنی کھڑکی سے کوئی اندر داخل ہوا

جو باہر بالکونی پر کھلتی تھی آواز آنے پر دانین نے پیچھے مڑ کے دیکھا

اور پھر سے قدموں کی چھاپ سنائی دی۔دانین گھبرا گئ

احمد تم ہو ناں دیکھو ایسا مذاق مت کرو تمھیں پتا ہے ناں مجھے یہ سب نہیں پسند اور ایسے کھڑکی سے کون آتا واقعی تم سے بڑا پاگل میں نے آج تک نہیں دیکھا اب وہاں کھڑے کیا کر رہے ہو آگے آجاو نہیں بتاؤں گی رافع بھائی کو وہ چئیر سے اٹھ کر بالکونی کی طرف جا رہی تھی

تم خاموش کیوں ہو دیکھو تمھیں پتا اہے نا مجھے بہت ڈر لگتا ہے وہ اپنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔

وہ آج کیسی حور کی مانند لگ رہی تھی جیسے آسمان سے نیچے آئی ہوئی پری ہو اور وہ ہے بھی دانین تیمور بٹ تھی جیسے کوئی بھی دیکھتا تو بس دیکھتا رہتا۔اور آج اپنے نکاح کے جوڑے میں تو اور دلکش لگ رہی تھی۔

سارے مہمان نیچے آچکے تھے رافع ہمیشہ کی طرح لیٹ آیا تھا اور منتہا نے غصے۔میں کہا

حد ہے رافع آج تو لیٹ نہ ہوتے۔

اچھا سوری اب آگیا ناں رافع نے جلدی سے کہا اور منتہا کا ہاتھ پکڑے نیچے ہال میں آیا سارے ان دونوں کو دیکھ کے خوش ہو رہے تھے وہ واقعی ایک دوسرے کے ساتھ بہت جچتے تھے

منتہا دانین کو نیچے لے آو لیزا اسکے قریب آئی

جی بھابھی۔منتہا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ایک منٹ رکیں لیزا پیچھے سے بڑی اماں کی آواز سے ان دونوں کے بڑھتے قدم ہی ٹھہر گئے

آج میری پوتی کا نکاح ہے اور میں خود اپنی پوتی کو لے کر آوں گی بڑی اماں نے فخرائیہ انداز میں کہا

لیزا مسکرا دی بڑی اماں بھی ان کے ہمراہ اوپر سڑھیوں کی جانب بڑھنے لگی

یاور نے جیسے بڑی اماں منتہا اور لیزا کو اوپر جاتے ہوئے دیکھا تو اسکے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی۔شاید اب وقت آچکا تھا جسکا وہ بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔

وہ دونوں دانین کے کمرے کی طرف رواں تھی۔

ک۔۔۔کون ہو تم پ۔۔ پیچھے ہٹو دانین نے سامنے حیدر کو اپنے سے پرے دھکیلا جو اسے پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔

دیکھو میں تو تمھیں لینے آیا ہوں میں نے تمھارا سامان بھی بھیگ میں رکھا ہے تمھارے کپڑے چلو اب بھاگ چلتے ہیں۔مجھے پتا ہے تم یاور کے ساتھ نکاح نہیں کرنا چاہتی

اس سے پہلے دانین کچھ کہتی پیچھے دروازے پر کھڑی اماں سرکار بڑے غصے سے آگے بڑھی اور دانین کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ رسید کیا

بے حیا بد تمیز سلطانہ جہانگیر نے اس قدر اونچی آواز میں کہا کہ دانین کا پورا وجود کانپ گیا

یہ کون ہے دانین میں آپ سے کچھ پوچھ رہی ہوں یہ سامنے کھڑا الڑکا کون ہے اماں سرکار نے دانین کو بازو سے پکڑ کر دھکیلا

دانین ابھی تک شاک میں تھی کہ یہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے رافع یاور اسامہ شہریار سب گھر والے اوپر کمرے میں آ گئے۔

ک۔۔کیا ہوا اماں سرکار یاور جلدی سے آگے بڑھا رافع نے دانین کو دیکھا جو بلکل پتھر کی مانند کھڑی تھی

یہ تو دانین سے پوچھو اس نے کیا کیا ہے۔اماں سرکار نے بڑے غصے سے کہا

کیا کیا ہے دانین نے اور حیدر تم یہاں تم دانین کے کمرے میں کیا کر رہے ہو

یاور نے جیسے کہا حیدر فورا بولا

میں اور دانین آپس میں بہت پیار کرتے ہیں میں اسے لینے آیا ہوں جب حیدر نے یہ کہا تو ساتھ کھڑے

رافع نے ایک زور دار تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کیا

بکواس بند کر میری بہن ایسی حرکت نہیں کر سکتی

یاور تم میری بات سنو ہم بیٹھ کے بات کرتے ہیں میں دانین سے پوچھتا ہوں مجھے یقین ہے وہ اسے نہیں

جانتی یاور تم سن رہے ہو ناں

رافع نے اسے بازو سے پکڑا ہوا تھا لیکن یاور کے بڑھتے قدم پیچھے کو ہٹے۔

اماں سرکار تو جیسے دانین پر لپک پڑی تھی وہ آگے بڑھنے لگی کہ رافع نے انھیں روکا

ایک منٹ اماں سرکار مجھے دانین سے پوچھنے دیئں

دانین میری جان کیا تم نے اسے بھلایا ہے کیا یہ لڑکا جو کہہ رہا ہے سب صیح کہہ رہا ہے دانین کچھ بولو سب

کو سچ بتاو کہ تم اسے نہیں جانتی اور یہ سب جھوٹ کہہ رہا ہے رافع نے دانین کو پکڑ کر ہلایا

ب۔۔۔بھائی مجھے نہیں پتا۔۔ خدا کی قسم مجھے نہیں پتا یہ کون ہے دانین پھوٹ پھوٹ کے رو رہی تھی

سارا گھر خاموش کھڑا تھا سب کی زبانوں کو چپ کے تالے لگ چکے تھے

اوے بے غیرت یہ کیا کہہ رہا ہے یاور حیدر کی طرف لپکا اور اسے مارنے لگا

میں سچ کہہ رہاہوں یاور دانین جھوٹ بول رہی ہے اس نے خود مجھے کال کی تھی اسکا فون چیک کر لیں

اور یہ بھیگ بھی دیکھ لو اس نے مجھے کہا کہ تم کھڑکی سے اندر آنا اندر سارے مہمان ہوں گے اور میں

تمھارے آتے بھیگ وغیرہ سب تیار رکھوں گی دانین بتاوناں سب کو

جیسے اماں سرکار نے سنا اسنے ایک اور تھپڑ دانین پر رسید کیا

ہماری ہی عزت کا جنازہ نکال رہی ہیں ہمارے خاندان کی عزت کو خاک میں ملا رہی ہو آخر خون کس کا ہو

اپنی گندی ماں کا ہی وہ بھی تو گھر سے بھاگی تھی ناں تم نے بھی بھاگنا ہی تھا

تو پہلے بتا دیتی

تیمور بٹ تو جیسے بے جان سے ہی ہو گئے تھے

ن۔۔ نہیں اماں سرکار میں واقعی اسے نہیں جانتی

ی۔۔یاور میری بات سنو اللہ کی قسم میں اس شخص کو جانتی تک نہیں مجھے نہیں پتا یہ میرے کمرے میں

کیسے آیا اور آتے ہی الماری سے میرے کپڑے نکال کر بھیگ میں ڈالنے لگا مجھے کچھ نہیں پتا تم میری بات

سن رہے ہو ناں میں کیا کہہ رہی ہوں

یاور۔

دانین نے اپنی عزت کو بچانے کے لیے یاور کے آگے اپنے ہاتھ پھیلا دیے تھے لیکن یاور نے اسے اپنے سے پیچھے پھینکا

ہاتھ مت لگانا میرے بیٹے کو مجھے تو پہلے ہی پتا تھا کہ تیرا چال چلن ٹھیک نہیں ہے وہ تو میں اماں سرکار کے کہنے پر چپ بیٹھی تھی ورنہ میں اپنے بیٹے کی شادی تجھ جیسی لڑکی کے ساتھ نہ کرتی جسکی ماں ناچنے والی ہو۔

سبین علی بٹ نے اب ان الفاظ کا استعمال کر رہی تھی جس سے دانین کو درد ہو وہ معصوم سبکو اپنی سچائی بیان کر رہی تھی۔

یہ دیکھتے ہی تیمور جہانگیر کی طبعیت ناساز ہو گئ احمد اور اسامہ جلدی سے انھیں ہوسپٹل لے گئے۔۔

اماں سرکار میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں یہ نکاح نہیں کروں گا یہ دیکھیے۔

یاور نے اپنا فون آگے کیا جس میں حیدر اور دانین کی ساتھ میں کھینچی گئ تصویر تھی۔

اماں سرکار کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا ان کا دل کر رہا تھا وہ ابھی اسی وقت دانین کو مار دے لیکن رافع نے دانین کو اپنے گلے لگایا ہوا تھا

چھوڑو رافع اسے۔۔ چھوڑو۔ اماں سرکار نے اسے رافع کی گرفت سے چھڑایا

ب۔۔ بھائیں میں نے کچھ نہیں کیا میں اسے نہیں جانتی

بھائی میری بات سنیں

اسکی آخری امید سہارہ رافع مجتبہ بٹ تھا لیکن وہ بھی آج مجبور اور بے بس تھا۔

اسکا نکاح آج اور اسی وقت اسی لڑکے کے ساتھ ہو گا۔اماں سرکار نے یہ کہتے ہوئے قاضی کو بھلایا

یاور نے حیدر کی طرف دیکھا۔اور دل ہی دل میں جیت کا اظہار کیا۔

آج دانین بٹ پر کوئی قیامت سے کم رات نہیں تھی اور اس سے بڑھ کر قیامت کا منظر کیا ہو سکتا ہے جب سب لوگوں کے درمیان ایک لڑکی کی عزت کو یوں تار تار کیا جایے وہ بے قصور تھی بے گناہ تھی لیکن سب نے اسے مجرم بنا دیا۔وہ اپنی سچائی ثابت نہیں کر پائی شاید اسے اس بات کا مان تھا کہ سب لوگ اس سے پیار کرتے ہیں شاید اسے یاور پر اعتبار کیا تھا کہ وہ اسکا ساتھ دے گا اور آج اسکی سگی ماں کے بارے میں جو کچھ کہا گیا وہ وہی بے جان ہو گئی۔۔

نکاح کی رسم ادا کر دی گئی۔رافع نے بہت کوشش کی لیکن سب گھر والوں نے اسکے والد نے اسے روک دیا

میری بات سنو دانین آج کے بعد تمھارے لیے اس گھر کے دروازے ہمیشہ کے لیے بند ہو چکیں ہیں اور کبھی اس گھر کی طرف اپنے قدم مت بڑھانا۔

اماں سرکار نے کہا اور دروازہ بند کر لیا وہ بلکل بے سہارہ ہو چکی تھی یوں مانوں زندہ لاش بن چکی تھی جس کے اندر اب کوئی جذبات احساس نہیں تھا

بھائی اپنا خیال رکھیے گا مہر یہ کہتے ہوئے اہل کے گلے لگ گئ اس رات وہ پھوٹ پھوٹ کے رو پڑا تھا صبر کا پیمانہ ٹوٹ چکا تھا

مہر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

بول جائیں اسے وہ کیسی اور کی ہو گئ ہے بھائی

اسکا خیال رکھنا مہر میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا دانین کے بغیر میں کچھ نہیں ہوں

اہل یہ کہتے ہوئے آگے کی طرف بڑھ گیا

اس رات تین لوگوں کے جذبات احساسات کا گلا گھونٹ دیا گیا

ایک دانین تیمور بٹ دوسرا اہل نیازی اور رافع مجتبہ بٹ ان تینوں کی زندگیاں اجاڑی گئیں تھیں آج وہ پھر تینوں ٹوٹ چکے تھے

رافع نے خود کو ایک کمرے میں بند کر لیا تھا۔وہ یہ یقین نہیں کر پا رہا تھا کہ دانین کے ساتھ یہ سب کچھ ہو گیا۔

اسامہ احمد اور شہریار بلکل خاموش ہو گئے تھے بس آنکھوں میں آنسو رواں تھے اور یادوں کے علاوہ کچھ نہیں ابھی کچھ دیر پہلے ان سب نے اپنی بہن کو گلے لگایا تھا۔

تیمور جہانگیر زندگی اور موت کی کشمکش میں تھا۔ آج بٹ خاندان میں قیامت کا منظر بڑھاپا تھا اور ان سب کا ذمہ دار یاور علی بٹ تھا جس کی آج فتح ہوئی تھی

اماں سرکار میں جا رہا ہوں

وہ سامان لیے سلطانہ جہانگیر کے سامنے کھڑا تھا۔

کہا جا رہے ہیں آپ؟ اماں سرکار چونکی

بس اب جو بھی ہو گیا شاید وہ میری قسمت میں تھا میں اور یہاں رہ کر اپنی بے عزتی نہیں کروا سکتا۔ دانین نے جو میرے ساتھ کیا ہے سہ میں کبھی نہیں بھلا سکتا اس گھر میں رہ کر مجھے اور شرمندگی کا احساس ہوتا ہے کہ میرے ساتھ یہ سب ہو گیا وہ ایک دو ٹکے کے لڑکے کے لیے میرا استعمال کر رہی تھی اگر اسے حیدر سے محبت تھی تو میرے ساتھ یہ منگنی اور نکاح کا ڈھونگ کیوں رچایا ہم سب کو پہلے بتا دیتی لیکن وہ تو دانین تیمور چٹ ہے جس پر رافع مجتبہ بٹ اپنی جان نچھاور کرتا ہے جیسے اماں سرکار کے پیار نے بیگاڑ کر رکھ دیا ہے کہ وہ کیسی کا بھی لحاظ نہیں کرتی۔

یاور خود کو بیچارا اور مفلس ثابت کر رہا تھا اور کافی حد تک وہ اس میں کامیاب بھی ہو چکا تھا۔

بیٹا مجھے دکھ ہے تمھارے ساتھ جو بھی ہوا بہت برا ہوا ہے لیکن میرا یقین کرو میں تمھاری شادی اس جگہ کروں گی کہ سب لوگ دیکھتے رہ جائیں گے۔ یاں پھر اگر تمھاری نظر میں کوئی ہے تو مجھے بتا سکتے ہو۔

اماں سرکار نے اسے حوصلہ دیا

یہی تو وہ چاہتا تھا کہ وہ سلطانہ جہانگیر کو اپنے شکنجے میں پوری طرح قائل کر لے

شکریہ اماں سرکار آپ کی وجہ سے تو میں ٹھیک ہوں بس اگر کوئی مجھے لڑکی اچھی لگی تو میں فورا آپ کو چتا دوں گا اب مجھے اجازت دئیں

جاوگے کہاں اماں سرکار نے اسے پھر روکا

دوست کے پاس۔ ابھی پھر سوچتا ہوں وہ یہ کہتا ہوا جلدی سے نکل گیا۔

اپنی والدہ سبین سے ملا اور گاڑی میں بیٹھ گیا اور اسنے پہلا میسج حیدر کو کیا۔

منتہا کمرے کے اندر داخل ہوئی کمرے میں تاریکی تھی۔

رافع اسنے آواز لگائی لیکن آگے سے کوئی جواب نہیں ملا تھا وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی رافع کے قریب آئی جو کمرے کے ایک کونے میں بیٹھا تھا۔

بلکل بے جان۔

رافع۔۔ جیسے منتہا نے اسکا ہاتھ پکڑا وہ بچوں کی طرح اسکے گلے لگ گیا۔

م۔۔۔م۔میرے سامنے میری بہن کی زندگی اجاڑ دی گئ منتہا دانین کو سب کے سامنے بے عزت کیا گیا ل۔لیکن میں کچھ نہیں کر سکا۔کچھ نہیں کر سکا۔

و۔۔۔وہ مجھے کہہ رہی تھی کہ بھائی میں اس لڑکے کو نہیں جانتی اسکی آنکھوں میں میرے لیے بہت امید تھی اسے یقین تھا کہ اسکا رافع بھائی اسے بچالے گا لیکن میں کچھ نہیں کر سکا۔میری بے بسی دیکھو مجھ سے بڑا کوئی بد نصیب نہیں ہے وہ اونچی اونچی آواز میں بول رہا تھا

منتہا اسے سنبھال رہی تھی وہ اسے حوصلہ بھی نہیں دے سکتی تھی کیونکہ واقعی آج دانین کے ساتھ جو ہوا تھا نا قابلِ بیان تھا

آپ کا کوئی قصور نہیں رافع ایسا مت کہے۔

کیا کروں منتہا مجھے اسکا وہ معصوم روتا ہوا چہرہ بار بار یاد آرہا ہے تمھیں پتا ہے جب وہ چھوٹی سی تھی تو رابیل چاچی نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ رافع تم اپنی گڑیا کا خیال رکھو گے م۔۔۔میں نے اپنے ان ہاتھوں سے اسے پالا ہے اور آج میں ہی اسے بچا نہیں پایا۔میں کبھی دانین کے سامنے سر اٹھا کے کھڑا نہیں ہو سکوں گا وہ مجھے کبھی معاف نہیں کرے گی کبھی نہیں۔

نہیں رافع ایسا نہیں ہو گا آپ پلیز اپنے آپ کو سنبھالے اگر آپ مضبوط نہیں بنے گے تو دانین کا کیا بنے گا۔وہ سیچویشن ایسی تھی کہ سب لوگ دانین کو ہی قصوروار سمجھ رہے تھے مجھے پتا ہے وہ ایسی نہیں ہے وہ میری دوست ہے مجھ سے بڑھ کر اسے کوئی نہیں جان سکتا

لیکن اماں سرکار کے سامنے تو صرف ان کا دیکھا ہی سچ سچ ہوتا ہے دوسروں کا نہیں آج تک ان کے غلط فیصلوں نے بہت سی زندگیوں کو برباد کیا ہے۔لیکن کوئی ان کو کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ تو سلطانہ جہانگیر ہے۔

لیکن آپ فکر مت کریں عروج کو زوال ضرور آتا ہے بس اللہ کیسی پر برا وقت نہ لائے

چلیں اٹھے۔۔منتہانے رافع کو سہارا دیا اور اسے بیڈ پر لٹایا۔

لائٹس آف ہی رہنے دو۔رافع نے دھبی ہوئی آواز میں کہا

منتہانے کمرے کا دروازہ بند کیا اور باہر چلی گئ۔

سامنے سے اسامہ اور لیزا چلتے آرہے تھے وہ جلدی سے انکی طرف بڑھی

بھابھی اب انکل تیمور کی طبعیت کیسی ہے؟

اللہ کا شکر ہے پہلے سے بہتر ہے جنرل اوارڈ میں انھیں شفٹ کر دیا ہے کل تک گھر آجائیں گے۔

لیزا نے جیسے کہا منتہانے شکر ادا کیا۔

رافع کہا ہے منتہا اسامہ نے بے چینی سے سوال کیا

یہ سنتے ہی وہ مایوس ہو گئ وہ ابھی اپنے کمرے میں ہیں دانین کے ساتھ جو بھی ہوا ہے انہوں نے اس کو دل پر لے لیا ہے۔

اسامہ نے سنا اور آگے کی طرف بڑھ گیا اب کوئی گھر والا اس ٹاپک پر زیادہ بات ہی نہیں کرتا تھا کوئی بھی ایک دوسرے سے زیادہ مل بیٹھ کے باتیں نہیں کرتے تھے۔

زندگی یوں مانوں جیسے رک سی گئ تھی

یہ لے پورے 10 لاکھ ہے گن لے یاور نے بھیگ حیدر کی طرف بڑھایا۔

نہیں نہیں مجھ تم ہر پورا اعتماد ہے حیدر نے بھیگ کو لیتے کہا

ویسے یار تو نے کام بڑا اچھے سے کر دیا۔مجھے امید نہیں تھی یاور نے طنزاً کہا

صرف تو ہی کھلاڑی نہیں ہے یاور علی بٹ۔۔حیدر کبھی اپنا کام ادھورا نہیں کرتا۔مجھے اور کیا چاہیے اتنی حسین بیوی مل گئ ہے مجھے اور اوپر سے پیسے۔

جیسے حیدر نے کہا یاور نے زور سے قہقا لگایا

اب زیادہ اچھل مت اور اسے یہاں سے لے کر کیسی اور شہر لے جا اسکا بھائی رافع وہ اسے ملنے ضرور آئے گا اس سے پہلے وہ یہاں آئے تو اسے کیسی اور شہر کے جا۔

ٹھیک ہے۔

ہاں تو فکر ہی نہ کر بس اب پیسے آ گئے کل ہی اسکو لے کر چلا جاوں گا حیدر نے اسے یقین دلایا

ٹھیک ہے اب میں بھی چلتا ہوں یاور نے کہا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا

حیدر بھی گاڑی میں بیٹھا اور گھر کی طرف رخ کیا

گھر پہنچنے پر اسنے دروازے کا لاک کھولا اور اندر بڑھا۔

اور کمرے میں داخل ہوا دانین بیڈ پر بے ہوش لیٹی تھی حیدر نے اسے گھر لاتے ہی یاور کے کہنے پر اسے بے ہوشی کا انجکشن دے دیا تھا تاکہ وہ چیخ وپکار نہ کر سکے۔

اسنے پیسے الماری میں رکھے اور فون اٹھا کر کیسی کو کال کرنے لگا۔

اہل نے مہر کو اپنے پہنچنے کی اطلاع کر دی تھی وہ امرائیکہ اپنے کیسی دوست کے ساتھ گیا تھا تاکہ وہ وہاں آگے مزید بزنس کی پڑھائی کر سکے اور وہ اب اس شہر میں مزید رہ ہی نہیں سکتا تھا وجہ دانین تھی۔

ایک مہینے بعد

زندگی ویسے ہی رواں تھی رافع ہر روز دانین کو ڈھونڈتا اسکا نمبر ملانے کی کوشش کرتا لیکن ہمیشہ کی طرح وہ بند ہی ہوتا تھا۔ اور یاور نے اپنی پسند کی شادی کر چکا تھا آروب سے شادی کرنے کے بعد وہ اسے گھر لے آیا تھا اور ان کے معاہدے کے مطابق اسنے فوج سے رائزین کر دیا تھا اور اب جہانگیر کمپنی میں کام کرتا تھا

کہاں ہے ناشتہ۔ حیدر غصے سے باورچی خانے میں داخل ہوا۔

وہ بس تیار ہونے والا ہے۔ دانین نے ڈرتے ہوئے جواب دیا کہ حیدر نے ساتھ ہی اسے زور سے تھپڑ رسید کیا۔

زبان کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی ٹوٹ گئے ہیں۔ یاں ابھی بھی اپنے عاشق کی یادوں میں ہی ہے تمھاری شادی مجھ سے ہوئی ہے اس سے نہیں۔

ن۔۔۔ نہیں حیدر وہ میں بس لانے والی تھی

زبان چلاتی ہے میرے سامنے اسنے دانین کو بالوں سے پکڑ لیا۔ درد دانین کی جان نکل گئ

نہیں حیدر ایسا کچھ نہیں ہے۔۔

اپنی اوقات میں رہا کرو دو وقت کی روٹی مل رہی ہے ناں چپ کر کے کھاو زیادہ بک بک کی نہ تو طلاق دے کر اس گھر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکال دوں گا۔ سنا تم نے

اور اپنے باپ سے جتنی جلدی ہو سکتا مل اور اپنے حصے کی جائید اد لا ورنہ اس گھر میں رہنے کے قابل نہیں چھوڑو گا حیدر نے دانین کو زور سے پیچھے پھینکا۔ وہ ہمیشہ سے ہی اس پر اتنا ظلم کرتا آرہا تھا۔ دانین بے بس ہو چکی تھی ایک زندہ لاش جو ہر روز مرتی تھی کوئی خواب اب اسکی انکھوں میں نہیں تھے وہ چہرہ جس سے نگاہیں نہیں ہٹتی تھی آج اس چہرے پر جگہ جگی مارنے پیٹنے کے نشان تھے حیدر اسے ہر روز مارتا لیکن وہ آگے سے خاموش رہتی کرتی بھی کیا اور جاتی کہاں سارے اس کے اپنے پرائے ہو چکے تھے۔

یاور میری بات سنو رافع نے اسے روکا جو آفس جانے کے لیے تیار ہوا تھا

ہاں بولو

وہ حیدر تمھارا دوست تھا ناں رافع نے جیسے کہا وہ فورا بولا

ہاں میرا ہی دوست تھا ہم اکھٹے ایک کالج میں پڑے تھے

او اچھا تو تمھیں اس کے نئے گھر کا نہیں پتا اگر پتا ہے تو پلیز مجھے بتا دو دانین نے ایک مہینے سے کیسی کے ساتھ کوئی کنٹکٹ نہیں رکھا میں اسکے فون نمبر پر اتنی کالز کر رہا ہوں لیکن آگے سے وہ مسلسل بند ہے۔ انفکٹ میں انکے گھر بھی جا چکا ہوں لیکن وہ وہاں سے جا چکے ہیں کیسی کو کچھ پتا نہیں ہے

یاور مجھے دانین کی بہت ٹنشن ہو رہی ہے پلیز اگر تمھیں اسکے بارے میں کچھ پتا ہے کہ وہ کہاں کس شہر میں ہے تا کہ ہم دانین سے مل لیں

تم سن رہے ہوناں رافع نے جیسے کہا یاور ایک منٹ کے لیے رکا

اور پھر بولا نہیں مجھے نہیں پتا کہ وہ کہاں ہے میں نے اس شخص سے ہر تعلقات توڑ دیے ہیں اور رافع تم ہی سوچو میں اسکے ساتھ کوئی لنک کیوں رکھوں گا اس بے غیرت نے میری زندگی برباد کر دی اور تم مجھ سے اس کے گھر کا پتا مانگ رہے ہو

یاور نے غصے سے کہا اور وہاں سے چلا گیا

رافع کی آخری امید یاور تھا اسے وہاں سے بھی دانین کا کوئی پتا نہیں چلا وہ مسلسل ایک مہینے سے پاگلوں کی طرح است ڈھونڈ دہا تھا لیکن اسکے بارے میں کچھ پتا نہیں چل سکا۔

ڈاکٹر مہر نیازی کو بھلا دئیں پلیز

احمد نے ریسپشن پر کہا

جی آپ کون؟ ریسپشن پر موجود نرس نے تشویش کی

میں انکی فیملی سے ہوں یہ میرا آئی ڈی کارڈ احمد نے کارڈ آگے نرس کو پکڑیا

نرس نے آئی ڈی کارڈ دیکھا اور پی ٹی سی ایل پہ نمبر ڈائیل کیا

جی وہ اس وقت میں اوپر جنزل وارڈ میں ہیں آپ اوپر جا کر ان سے مل لیں

نرس نے اسکا آئی ڈی کارڈ اسے دیتے ہوئے کہا

تھینک یوں احمد نے شائستگی سے کہا اور اوپر منزل کی طرف بڑھا۔

لفٹ سے نکلنے کے بعد وہ تیزی سے قدم بڑھاتا جنزل وارڈ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ سامنے سے مہر آتی ہوئی معلوم ہوئی

احمد کو دیکھتے وہ وہی رک گئ وہ اتنی دیر بعد اسے دیکھ رہی تھی وہ سامنے سے چلتا ہوا اسکے قریب آرہا تھا

اسلام و علیکم احمد نے اسے دیکھتے کہا

و علیکم اسلام مہر نے نظریں

جھکا دی

ہم بیٹھ کے بات کر سکتے ہیں احمد نے ہاتھوں کو مسلتے ہوئے کہا وہ دونوں ایک دوسرے سے نظریں نہیں ملا پا رہے تھے۔

ٹھیک ہے مہر یہ کہتے ہوئے کیفے ایریا کی طرف بڑھی وہ اسکے ساتھ ساتھ کیفے ایریا میں داخل ہوا۔

کچھ لو گے؟ مہر نے ایک سرسری نگاہ اس پر ڈالی

نہیں تھینک یوں۔

"کیسے ہو؟"

"ٹھیک تم سناؤ اور اہل کیسا ہے کب آ رہا ہے پاکستان""؟"

" انشاللہ جلد ہی"

جواب مختصر سا ملا

مہر میں تم سے کیسی کام کے سلسلے میں آیا ہوں دانین کا تمھارے ساتھ کوئی کنٹکٹ ہے یاں نہیں میرا مطلب تمھاری اس سے بات ہوتی ہے کیا؟

احمد نے جیسے پوچھا وہ تھوڑا سا چونک سی گئی

کیا مطلب دانین ٹھیک تو ہے؟

" پتا نہیں وہی تو ٹنشن ہے مہر"

احمد نے مایوسی سے کہا

کیوں یاور بھائی گھر میں نہیں رہتے یا وہ ساتھ لے گئے ہیں دانین کو؟ مہر ابھی تک سمجھ نہیں پائی

مہر۔ دانین کا نکاح یاور سے نہیں ہوا اسکا نکاح یاور کے دوست حیدر سے ہوا ہے یہ سنتے ہی مہر بلکل دھک رہ گئی۔

اسکے منہ سے بے اختیار نکلا

کیا؟

یہ کیا کہہ رہے ہو احمد دانین کا نکاح یاور بھائی سے نہیں ہوا مگر کیوں ؟ مہر کے دل میں کئ طرح کے سوال پیدا ہو گئے تھے جن کا جواب صرف احمد دے سکتا تھا

احمد کی آنکھوں میں مایوسی چھائی ہوئی تھی وہ پہلے جیسا احمد رہا ہی نہیں تھا جو ہنستا شرارتیں کرتا تھا اب وہ بلکل سنجیدہ نظر آرہا تھا

احمد نے اس رات والا سارا واقع مہر کو بتایا مہر کو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ دانین کے ساتھ یہ سب ہو گیا

" اس دن کے بعد آج تک ہم نے اسے نہیں دیکھا مہر بھائی رافع اسکی ایک آواز کے لیے ترس گئے ہیں" ایسا لگ رہا ہے ہم سب کی زندگیاں رک سی گئ ہیں بے جان سے ہو گئے ہیں۔اماں سرکار نے دانین کا گھر آنا بند کر دیا ہے۔چاچا تیمور تب سے بستر پر ہیں مہر اگر تمھارا دانین کے ساتھ کوئی کنٹکٹ ہے تو پلیز اسے کہو ایک دفعہ ہم سے مل لیں ایک دفعہ

احمد کی سسکیوں میں جو درد تھا وہ نا قابل بیان تھا مہر نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا

احمد پلیز اپنے آپ کو سنبھالو میرا دانین کے ساتھ کوئی کنٹکٹ نہیں ہے اور اگر ہوتا تو میں ضرور تمھیں بتاتی۔اسکے پاس شاید اب کوئی الفاظ نہیں موجود تھے جس سے وہ احمد کو حوصلہ دے سکے۔

اتنا سب کچھ ہو گیا تھا۔۔اسے یقین نہیں آرہا تھا

وہ وحشیوں کی طرح گھر داخل ہوا تھا دانین اپنے چہرے پر موجود زخموں پر مرحم لگا رہی تھی جب حیدر نے کمرے کا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا

جیسے دانین نے دروازہ کھولا اسنے ایک زوردار تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کیا

" تجھے کیا لگا تھا مجھے پتا نہیں چلے گا بول"

وہ وحشی جانوروں کی طرح دانین پر لپکا اور اسکے چہرے پر ایک اور تھپڑ رسید کیا

وہ بے جان نیچے گر پڑی

" ک۔۔۔کیا ہوا ہے حیدر م۔۔میں نے کچھ نہیں کیا"

درد سے دانین کی آواز تک نہیں نکل رہی تھی وہ بے سہارہ درندہ نما حیدر کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی

" تو نے اپنے بھائی کو کال کی ہے ناں کہ میں یہاں پر ہوں" مجھے لینے آجاو بولو

ن۔۔ نہیں حیدر خدا کی قسم میں نے کیسی کو کوئی کال نہیں کی جب سے آپ نے مجھے کہا تھا میں نے کبھی مڑ کے ان کی طرف نہیں دیکھا اور اماں سرکار نے بھی منع کیا ہے مجھے میں بھلا ایسا کیوں کروں گی۔

وہ ہر روز اس کے سامنے خود کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ مگر حیدر اسے صرف درد دیتا تھا اذیت کے سواہ دانین کو کچھ نہیں ملا

اگلی بار مجھے اگر کچھ پتا چلا تو وہ دن تمھارا اس گھر میں آخری دن ہو گا

وہ دھمکی دیتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

یہ سب کچھ اسکے لیے نیا نہیں تھا وہ ہر روز اس اذیت کو جھیلتی تھی ہر روز اپنے زخموں پر مرہم لگانے کی کوشش کرتی لیکن وہ انسان پھر انھیں زخموں ہرا کر دیتا اسکا قصور کیا تھا۔ کس وجہ سے دانین کو اتنی بڑی سزہ مل رہی تھی

سسکیوں کی آواز دھب چکی تھی وہ لاچار کمرے کے ایک کونے میں بیٹھی تھی ہاتھ پاوں اور چہرے پر مارنے کے نشان تازہ تھے آنکھوں کو جیسے بند کرتی اسے رافع کا وہ پیار نظر آنے لگتا کیسے اسے ہلکی سی چوٹ لگنے پر وہ پورا گھر سر پر اٹھا لیتا تھا اور آج دانین جو ظلم اور ستم سہہ رہی تھی شاید رافع نے اندازہ لگایا ہو۔

وہ ہر روز یادوں کے سہارے اپنی زندگی گزار رہی تھی ان یادوں کے علاوہ اور ایک شخص سے بے پناہ محبت کے علاوہ کچھ نہیں تھا

.... ------------------------------

یہ آپ نے کیا پہنا ہے اروب اماں سرکار نے اروب کو روکا جو ویسٹرن ٹائیپ کے لباس میں ملبوس تھی۔ جو کہ اس معاشرے میں بلکل قابل قبول نہیں تھا

کیا مطلب اماں سرکار آپ کہنا کیا چاہتی ہیں

وہ زرا اکھڑ اکر بولی۔

میری بات کو لگتا آپ اچھی طرح سمجھ نہیں پائی لیکن یہ اس گھر کی بہوؤں کے طور طریقے نہیں ہے کہ وہ ایسے لباس پہن کر باہر جائیں گھر تک تو ٹھیک ہے لیکن گھر کے باہر تو یہ بلکل زیب نہیں دیتا۔

یہ سنتے اروب تو جیسے بھڑک پڑی تھی

اپنے یہ قانون اپنے پاس رکھیں آپ سمجھی آپ میری زندگی ہے جیسے مرضی گزاروں آپ ہوتی کون ہیں مجھے کچھ کہنے والی۔

اپنی زبان کو لگام دئیں اروب پتا نہیں کس سے بات کر رہی ہیں اماں سرکار نے اونچی آواز میں کہا

تو جو آپ کہہ رہی ہیں وہ لگام دینے کے قابل نہیں ہے دیکھیے اماں سرکار آپ کے یہ جو بھی قانون ہیں یہ مجھ پر لاگوں نہیں ہو سکتے میں منتہا اور ریزا نہیں ہوں جو آپ کی بات کو خاموشی سے سنتی رہیں اگر آئیندہ کہ بعد آپ نے میری زندگی میں دخل اندازی کرنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا

وہ یہ کہتی ہوئی غصے سے باہر کی طرف بڑھ گئ اماں سرکار وہی خاموش کھڑی رہ گئ۔

لیزا اور سبین پیچھے کھڑی تھیں۔

اسکو تو یاور نے ویسے سر پر چڑھا کے رکھا ہے پسند کی شادی ہے تو ناز و نکھرے تو دیکھو۔ مجال ہے کیسی کی عزت کرے

سبین نے اپنی بھڑاس نکالی

دو مہینے ہونے کو آئے ہیں ایک دفعہ بھی میرے پاس نہیں بیٹھی نہیں آخر ساس ہوں میں اسکی لیکن مجھ بیچاری کی کون سنتا ہے سوائے تمھارے علاوہ۔

سبین نے لیزا کی طرف پیار سے دیکھا

نہیں امی ایسی بات نہیں ہے وہ ابھی نئی ہے آہستہ آہستہ سب سیکھ جائے گی

لیزا نے بڑے پیار سے جواب دیا

ارے خاک سیکھے گی ایک گھر کے کام کو ہاتھ نہیں لگایا ابھی تک اور ہر روز بھن ٹھن کے سیر سپاٹے کے لیے نکل جاتی ہے اللہ ہی بچائے ایسی لڑکیوں سے

سبین منہ میں بھڑبڑاتی ہوئی باورچی خانے میں داخل ہوئی جہاں منتہا رافع کے لیے چائے بنا کر لے کے جا رہی تھی

سبین نے ایک اکھڑی نگاہ سے اسے دیکھا اور کھانہ بنانے کی طرف بڑھی۔

یہ لیں آپ کی چائے منتہا نے چائے کا کپ رافع کی طرف بڑھایا جو کیسی کو کال کرنے میں مصروف تھا

کیسے نہیں پتا چل رہا تم لوگوں کو دوسرا مہینہ ختم ہو رہا ہے اور ابھی تک تم لوگوں کو کوئی سراغ بھی نہیں ملا

رافع چلایا تھا

منتہا نے آہستہ سے چائے کا کپ قریب پڑی میز پر رکھ دیا

خدا کے لیے کچھ کرو اور دانین کے بارے میں کچھ تو پتا کرو رافع کی آواز میں ہارے ہوئے انسان کی آواز تھی وہ تھک گیا تھا اس امتحان سے لیکن وہ ہار نہیں مان رہا تھا اسے دانین کو ڈھونڈنا ہی تھا کیسی بھی قیمت پر

رافع نے فون بند کرتے ہی اسے زمین پر پھینکا۔ منتہا اسکے قریب بیڈ پر بیٹھی تھی وہ بھی خاموش تھی آخر وہ اسے کہتی بھی کیا وہ خود دانین کی وجہ سے بہت پریشان تھی۔

رافع پلیز خود کو سنبھالو اگر تمھیں کچھ ہو گیا تو میں مر جاوں گی ابھی یہ الفاظ منتہا کے زیر لب تھے کہ رافع نے اپنا ہاتھ منتہا کے لبوں پر رکھا

پلیز منتہا ایسا کبھی مت کہنا دانین کو کھو چکا ہوں اگر تمھیں کھو دیا تو جینے کے قابل نہیں رہوں گا۔ تم میری زندگی ہو سانس دانین ہے مگر تمھارے بغیر میں نہیں رہ پاوں گا۔

رافع نے یہ کہتے منتہا کو اپنے گلے لگا لیا۔

کیسی ہو مہر اہل کی آواز سنتے ہی اسکے چہرے پر رونق سی چھا گئ

میں بلکل ٹھیک بھائی آپ سنائیں میں ابھی آپ کے بارے میں سوچ رہی تھی اچھا ہوا آپ نے کال کر لی مہر نے مسکراتے ہوئے کہا

اچھا یہ تو پھر اچھی بات ہے کہ میرج چھوٹی بہن مجھے یاد کر رہی ہے وہ ہلکا سا مسکرایا تھا

امی کیسی ہیں مہر امی بھی بلکل ٹھیک ہیں ابھی دوائی دے" کر آئی ہوں انھیں اب اپنے کمرے میں ہیں

انکا اچھے سے دھیان رکھا کرو مہر تمھیں امی کی طعبیت کا پتا ہی ہے ناں اہل کے نے فکر کرتے ہوئے کہا

اسکا نہیں پوچھے گے ؟ وہ کیسی ہے ؟ مہر نے خاموشی کو توڑتے ہوئے پوچھا

اہل نے بے اختیار اپنے دل پر ہاتھ رکھا

وہ تو ہمشہ میرے دل و دماغ میں ہوتی ہے مہر جیسی بھی ہو گی اچھی ہو گی لیکن تمھیں پتا ہے جب جب اسکی یادیں میرے دل میں قدم رکھتی ہیں تو مجھے ایک درد کا احساس ہوتا ہے پتا نہیں کیوں ایسا لگتا ہے وہ درد میں ہے

یہ سنتے مہر چونک سی گئ۔ اسے اہل نیازی کی محبت پر رشک آنے لگا تھا

وہ میرے دل کے صفحات پر اس سیاہی سے لکھ دی گئ ہے جو کبھی ہلکی نہیں ہو سکتی دانین کے علاوہ کیسی کا سوچوں تو خود کو بے وفا سمجھنے لگتا ہوں ایسا لگتا ہے محبت کا سب سے بڑا گناہگار ہوں کیا کروں مہر آج بھی اتنا ہی درد ہے اپنی ہستی کو مٹاتا ہوں تو رونا آتا ہے کہ مجھے اس انسان سے محبت کیوں ہوئی جیسے پانا اتنا مشکل ہے۔

اہل جیسے جیسے بول رہا تھا مہر کی آنکھوں سے آنسوں لگاتار بہہ رہے تھے کتنا مجبور اور بے بس کر دیتی ہے یہ محبت

بھائی م۔۔میں نے آپ کو کچھ بتانا ہے۔۔۔۔۔اسکی اٹکتی ہوئی آواز میں درد تھا۔مہر یہ کہتے رکی

ہاں بولو۔۔مہر

بھائی وہ دا۔۔۔۔ابھی وہ کچھ کہنے لگی تھی کہ پیچھے سے مہر کی والدہ نے اسکے ہاتھ سے فون پکڑا اور بند کر دیا

" ا۔۔امی و۔۔وہ میں"

تمھیں پتا ہے

کیا کرنے جا رہی تھی۔؟

کچھ مت بولو مہر خاموش ہو جاو جانتی بھی ہو کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتا ہے اگر اسے تم نے بتادیا کہ دانین کہ ساتھ یہ سب ہو گیا ہے تو کیا تمھیں لگتا ہے وہ خاموش رہ پائے گا؟

بولو؟

نہیں وہ ایک سیکنڈ وہاں نہیں رہے گا اور پاکستان آجائے گا دیکھو مہر میں جانتی ہوں دانین کے ساتھ بہت برا ہوا ہے لیکن گناہ گار اسے بنایا گیا ہے سب یہی سمجھتے ہیں کہ وہ اس لڑکے کو چاہتی تھی۔ اور جب یہ سب اہل کو پتا چلے گا وہ ٹوٹ جائے گا ابھی تو اسنے خود کو سنبھالا ہوا ہے لیکن جب اسے یہ سب معلوم ہوا تو وہ دوبارہ اٹھنے کے لائق نہیں رہے گا

محبت میں ہارے ہوئے لوگ بڑے خالی ہو جاتے ہیں بیٹا وقت کے امتحان انھیں دن بدن کمزور کر دیتے ہیں۔ اگر اس دفعہ تم نے اپنے بھائی کو توڑا تو وہ کبھی جڑ نہیں پائے گا۔

مہر بلکل خاموش سامنے کھڑی تھی وہ کیا کرتی دانین اسکی سگی بہنوں سے بڑھ کر لگتی تھی ایک بہت اچھی دوست تھی لیکن دوسری طرف اسکا بھائی تھا۔

میری قسم کھاو تم اسے کبھی دانین کے بارے میں نہیں بتاو گی

جیسے اسکی والدہ نے کہا مہر نے چونک کے انکی طرف دیکھا۔

م۔۔ میں قسم کھاتی ہیں ہوں آپکی میں کچھ بھی بھائی کو"" نہیں بتاوں گی

مہر کا صبر ٹوٹ گیا وہ ٹوٹ گئی تھی لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی

Urdu Novels Ghar

Urdu Novels Ghar

یاور تمھیں میری کوئی فکر ہے بھی یاں نہیں؟

وہ ابھی آفس سے آیا تھا ابھی اسنے اپنے کپڑے چینج کر کے واش روم سے باہر نکلا تھا جب سامنے بیڈ پر بیٹھی اروب نے غصے سے کہا

" ایسا کیوں کہہ رہی ہو اروب تمھاری فکر نہیں ہو گی تو کس" کی ہو گی

اچھا اگر اتنی ہی فکر ہے تو مجھے الگ گھر میں کیوں نہیں رکھتے اتنی بڑی فیملی میں لا کر چھوڑ دیا ہے خود تو سارا دن آفس میں ہوتے ہو جو مجھے فیس کرنا پڑتا ہے وہ میں ہی جانتی ہوں۔ اروب کا دل کر رہا تھا کہ وہ ایک سکینڈ بھی اس جگہ پر نہ رہے لیکن وہ مجبور تھی یاور اس گھر سے جانے سے انکار کر رہا تھا

دیکھو اروب تم خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بنا رہی ہو میں نے تمھیں کتنی دفعہ بتایا ہے کہ ابھی میں اماں سرکار سے اپنے حصے کی بات نہیں کر سکتا سارے ابھی دانین کی وجہ سے خاموش ہو گئے ہیں میں نے بابا سے بات کی تھی لیکن انہوں نے کہا کہ وہ اس معاملے میں میری کوئی مدد نہیں کرے گے ان کاموں میں زرا وقت لگتا ہے تھوڑا صبر کرو اور تمھیں یہاں کیا پروبلم ہے کیسی نے کچھ کہا ہے تمھیں

وہ سوالیہ نظروں سے اروب کی طرف دیکھ رہا تھا

جو منہ بسورے سامنے بیٹھی تھی

کہاں تو کیسی نے کچھ نہیں سوائے تمھاری اس اماں سرکار نے ائیڈیٹ کہی کی۔ جیسے اروب نے کہا

یاور فورا بولا

شرم کرو اروب وہ تم سے بڑی ہیں اس گھر کی بڑی ہیں وہ اور تم ایسے انکے ساتھ پیش آرہی ہو میں ہر ایک بارے میں بات برداشت کر سکتا ہوں لیکن اماں سرکار کے بارے میں نہیں یاور کے لہجے میں سخت پن تھا

۔

ہاں تمھیں تو اپنی اماں سرکار کے علاوہ کوئی نظر آتا ہے میں ہی تمھیں غلط لگتی ہوں اگر اتنی بری ہوں تو مجھ سے شادی کیوں کی بولو

بکواس بند کرو اروب وہ غصے سے کھڑا ہو گیا

تم بھی اپنی بکواس بند کرو پتا ہے مجھے تم کس قسم کے انسان ہو۔ اروب نے جیسے کہا

وہ وحشیوں کی طرح اسکی طرف بڑھا اور اسے پکڑ کر دھکیلا

کس قسم کا انسان ہوں میں بولو بتاو مجھے؟ وہ غصے سے بھڑک اٹھا تھا

میں دانین بٹ نہیں ہوں یاور علی بٹ جو تمھاری چالوں میں آجاؤں سنا تم نے اگر ایک بار میں نے سب کو تمھاری اصلیت بتادی کہ تم اتنے گرے ہوئے انسان ہو تو تم نے کیسے ایک معصوم کی زندگی برباد کی

۔اروب اسے دھمکی دے رہی تھی

میں یاور ہوں ٹھیک ہے کیسی کی دھمکیوں سے نہیں ڈرتا۔ سنا تم نے اسنے کہا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

اسے پہلی بار یہ احساس ہو رہا تھا کہ وہ بہت بڑی غلطی کر چکا ہے

" اگر اروب نے واقعی سب کو بتا دیا تو"۔

بھائی میں نے پینٹرز سے کہا بھی تھا کہ میرے کمرے کا کلر آپ کے کمرے کے کلر جیسا سیم کریں لیکن اسنے پھر دوسرا رنگ کر دیا

دانین نے منہ بسورے ہوئے کہا

یہ سنتے ہی رافع ہنس دیا

آپ ہنس رہے ہیں میں اتنی سیریس بات کر رہی ہوں بھائی لیکن آپ کو میری پروا نہیں اسکا لہجہ بچوں جیسا تھا رافع اسکا ہر ناز و نکھرہ بڑے پیار سے اٹھاتا اور اسے اچھا لگتا تھا جب دانین اس سے شکایت کرتی ہے سب کچھ

ارے بلکل بھی نہیں یہ کس نے کہہ دیا مجھے میری گڑیا کی فکر نہیں ہے دیکھو یہ کلر ستنا پیارا ہے لیکن اگر تم چاہتی ہو تو میں فورا چینج کروا دیتا ہوں بس تم پریشان مت ہو رافع نے دانین کو بڑے پیار سے کہا

نہیں اگر آپ کو کلر اچھا لگ رہا ہے تو مجھے بھی اچھا لگ رہا ہے اگر میرے بھائی کو پسند ہے تو مجھے بھی پسند جیسے دانین نے کہا رافع نے اسے پیار سے اپنے گلے لگا لیا

میری جان ہو تم پتا ہے تمھیں۔

جانتی ہوں بھائی اور یہ بھی آپ مجھے کبھی اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔

اچانک ماضی کی یادیں انکھوں سے او جھل ہوئی رافع دانین کے کمرے میں موجود تھا وہ کمرہ کئ مہینوں سے خالی تھا ہر چیز سونی سی لگ رہی تھی

کہاں ہو دانین ایک دفعہ اپنی آواز سنا دو ایک دفعہ رافع بھائی کہو میں ترس گیا ہوں دانین میری گڑیا رافع کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا اسنے پھر ایک دفعہ اپنا فون نکالا اور کال کرنے کی کوشش کی لیکن ہمیشہ سے فون آگے سے بند آتا

رافع نے غصے سے فون نیچے پھینکا

" دانین خدا کے لیے واپس آجاو ایک دفعہ ہم سے مل لو

اتنے میں اسامہ شہریار اور احمد کمرے میں داخل ہوئے انہوں نے رافع کو تھاما

بھائی صبر رکھیں۔ شہریار نے رافع کو سہارا دیا

ک۔۔ کیسے صبر کر و یار اپنے ان ہاتھوں سے اسے پالا تھا بڑا کیا تھا وہ کہاں چلی گئ ہے احمد اسامہ ایسا لگتا ہے ہماری زندگی رک سی گئ ہے بے جان سے ہو گئے ہیں ہماری ایک ہی تو بہن تھی خدا نے ہمیں اپنی رحمت سے نوازہ تھا لیکن اسے کہاں لے گیا ہے۔ اسی کمرے میں وہ تم سے کتنا جھگڑتی تھی احمد یاد ہے تمھیں

رافع بکھر چکا تھا ٹوٹ گیا تھا وہ احمد کا بھی صبر ٹوٹ گیا اسنے بے اختیار رافع کو گلے لگا لیا

بھائی ایک دفعہ دانین کو کہی سے لا دئیں خدا کی قسم کبھی اسے تنگ نہیں کروں گا کبھی اسے نہیں چڑاوں گا

احمد کے الفاظ صیح سے ادا نہیں ہو رہے تھے آنسوؤں کا ذخیرہ آنکھوں سے بہہ رہا تھا

اداسی کا ماحول فضا میں تھا۔

شہریار اور اسامہ نے احمد کو حوصلہ دیا۔ آخر وہ انکی اکلوتی بہن تھی اس پورے گھر کی رونق جس کے

قہقہوں سے یہ پورا گھر جی اٹھتا تھا۔

حیدر یہ آپ کی چائے دانین نے حیدر کو چائے پکڑائی جو کام کرنے میں مصروف تھا

رکھ دو یہاں اسنے فاعل کو دیکھتے ہوئے کہا

و۔۔وہ میں نے آپ سے کچھ کہنا ہے حیدر وہ تھوڑا ہچکچائی تھی

بولو حیدر کی نگاہیں ابھی تک فاعل پر ہی تھی

وہ میں زرا باہر جانا چاہتی ہوں گھر میں ر۔۔۔رہ کے گھٹن ہو رہی ہے ایک گھنٹے کے لیے باہر جا سکتی ہوں

۔اسنے بڑی ہمت کر کے حیدر سے پوچھا تھا۔

حیدر نے فاعلی نیچے رکھی اور پھر اسکی طرف غصے کی نگاہوں سے دیکھا۔

Urdu Novels Ghar

کچھ دیر خاموش رہا اور پھر کہا

ٹھیک ہے جاو لیکن ایک گھنٹے تک واپس آ جانا میں تب تک گھر پر ہی ہوں۔

دانین کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئ وہ بڑے مہینوں بعد مسکرائی تھی

شکریہ میں ٹائم پر آ جاؤں گی اسنے شال لی اور گھر کے گیٹ کی طرف بڑھ گئ

رافع یہ میں نے آپ کی ساری فاعل رکھ دی ہے اور ساتھ کچھ کھانے کو بھی رکھا ہے راستے میں بھوک لگے تو کھا لیجیے گا اور جب آپ کراچی پہنچ جائیں تو مجھے کال کریے گا

منتہا نے بھیگ اور ٹیفن رافع کو پکڑیا اپنا دھیان رکھنا اسنے نیم مسکراہٹ سے منتہا کو کہا

میں میٹنگ ختم ہوتے ہی تمھیں کال کروں گا اپنا خیال رکھنا وہ یہ کہتا اور سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگا وہ پیچھے کھڑی اسے جاتا ہوا دیکھ رہی تھی

جب تک وہ ہال کے دروازے سے باہر نہیں نکل گیا منتہا وہی کھڑی رہی

بھابی میری بات سنیے گا اروب نے پیچھے سے منتہا کو بھلایا

ہاں اروب بولو منتہا نے اروب کی طرف دیکھا

وہ میں نے آپ سے کچھ بات کرنی ہے کیا ہم پانچ منٹ بیٹھ سکتے ہیں جیسے اروب نے کہا منتہا فورا بولی۔

ہاں ضرور

وہ اسکے ساتھ اروب کے کمرے میں گئی

بیٹھیے اروب نے اسے سامنے صوفے پر بیٹھنے کو کہا

میں نے سوچا کافی دن ہوئے آپ سے بات نہی ہوئی سوچا آپ سے کچھ باتیں کرلوں اروب نے بڑے تحمل لہجے میں کہا

اچھا خیال ہے منتہا نے مختصر سا جواب دیا

یاور بھائی کہی جارہے تھے۔؟ اسنے تشویش کی

اوہاں ان کی کراچی میں میٹنگ تھی ناں اس کے سلسلے میں کراچی جانا پڑا منتہا نے وضاحت کی

اواچھی بات ہے اچھا منتہا ویسے آپس میں بات ہے دانین نے جو کیا مطلب اسنے اپنے بوائے فرینڈ کو اس طرح چوری چھپے بھلایا اور پھر اسکے ساتھ بھاگنے لگی تھی تو اس واقعے کے بعد اسنے ایک دفعہ بھی اماں سرکار سے معافی نہیں مانگی

منتہا کو اروب کے اس گھٹیا سوال پر انتہائی غصہ آیا تھا اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ اس کے منہ پر تھپڑ مارے وہ ایک لڑکی ہوتے ہوئے کیسی دوسری لڑکی کے کیسے الفاظ استعمال کر رہی تھی

اسنے خود کو کنڑول کیا اور پھر جواب دیا

ضروری نہیں ناں اروب جو دیکھتا ہے وہ سچ میں ہو اور جیسے دانین کو دیکھایا گیا تھا کیا پتا وہ سچ ناں ہو اور ہم سب نے ان دونوں کو ایک کمرے میں دیکھا تھا لیکن دانین کیا پتا سچ کہہ رہی ہو وہ زبردستی بھی تو کمرے میں آ سکتا تھا ضروری نہیں ہر بار لڑکیاں ہی قصوروار ہوں لڑکے بھی ہوں سکتے ہیں اور جہاں تک میں دانین کو جانتی ہوں وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتی

یہ سنتے ہی اروب نے طنزاً لہجے میں کہا

لیکن ہوا تو ایسے ہی ہے اب یاور کو ہی دیکھ لیں مجھے تو سن کر بہت دکھ ہوا یاور نے کیسے برداشت کیا ہوگا

لیکن کیا کریں اسے رافع بھائی نے سر پر چڑھا کے رکھا ہوا تھا

منتہا نے درمیان میں ٹوکا

وہ ان کی اکلوتی بہن ہے اور صرف رافع ہی نہیں اسامہ بھائی شہریار احمد اس ہر جان دیتے ہیں اور بہنوں کے نکھرے ان کے بھائی ہی اٹھاتے ہیں اس میں سر پر چڑہانے والی کوئی بات نہیں ہے

منتہا نے کہا اور کمرے سے باہر چلی گئ

اروب پیچھے سے ,سے رہی تھی۔

وہ کھولی فضااور سکون کی تلاش میں جارہی تھی زندگی کے امتحانات سے بیزار سی ہوگئ تھی وہ دل میں چھپی اداسیاں زخم سب کچھ اسکے درد کا حصہ بن گئے تھے دانین ایک پر سکون سے پارک میں داخل ہوئی جہاں پر اور بھی لوگ تھے لیکن وہاں ایک سکون تھا جیسے دانین نے محسوس کیا

وہ سامنے بینچ پر بیٹھ گئ۔۔

بلکل خاموش دل میں یادوں کے طوفان لیے وہ ایک بار پھر یادوں کی وادیوں میں بہنے لگی تھی اہل نیازی کا سامنے چہرہ جیسے نظروں کے سامنے آتا ایک عجیب سا احساس محسوس ہوتا

وہ ان آنکھوں کو کبھی کھولنا چاہتی تھی وہ چاہتی تھی کہ وہ اسے ہمیشہ دیکھتی رہی لوگ غلط کہتے ہیں کہ پہلی محبت بھول جایا کرتی ہے دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے یہ پہلی محبت کبھی نہیں بھولتی اور وہ اسے کبھی نہیں بھولی تھی۔

رافع بھائی مجھے یاد کرتے ہوں گے ناں؟ وہ خود سے سوال کررہی تھی

ہاں نہیں شاید وہ مجھے بھول گئے ہوں گے شاید وہ بھی مجھے بدکردار سمجھتے ہوں گے تبھی تو انہوں نے میرا پتا نہیں کیا کبھی مجھ سے ملنے کی کوشش بھی نہیں کی

آنسو رواں تھے وہ بے سہارہ بیٹھی سامنے فیملیز کپل کو دیکھ رہی تھی میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ زندگی مجھے اس موڑ پر لے آئے گی

Urdu Novels Ghar

وہ میٹنگ کے بعد اس پارک میں چلا آیا تھا آج اسے دانین کی یاد بے تحاشہ آ رہی تھی رافع کو اچھے سے یاد تھا دانین ہمیشہ اس سے ضد کرتی تھی کہ وہ بھی میٹنگ میں اسکے ساتھ جانا چاہتی تھی اور میں ہمیشہ اسے منع کر دیتا تھا

رافع نے کورٹ اتارا ہوا تھا شرٹ کے کف اوپر کہنیوں تک کیے ہوئے تھے بلکل خاموش چل رہا تھا۔

دانین کہاں چلی گئ ہو پلیز واپس آ جاو رافع نے آسمان کی طرف دیکھا

بھائی رافع میں نے کچھ نہیں کیا دانین گھر چلنے کے لیے چل پڑی تھی

وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف آ رہے تھے لیکن دانین نے خود کو شال سے کور کیا تھا جس سے رافع نے اسے دیکھا نہیں تھا اور وہ تو دانین کی یادوں میں مگن تھا

دانین تیمور بٹ بلکل اسکے قریب سے گزرے تھی دانین نے جب رافع کو دیکھا اسکے قدم لرز گئے تھے دل میں ولولہ مچ گیا دل کر رہا تھا کہ وہ اپنے بھائی کے سینے سے لگ جائے اور زور زور سے روئے لیکن نہیں وہ اسکے پاس سے گزر گئ تھی۔ وہ چاہ کر بھی رافع کے پاس نہیں جا سکتی تھی

رافع یک بڑھتے قدم وہی رک گئے اسے دانین کا احساس ہوا تھا لیکن جب تک وہ پیچھے پلٹا وہ وہاں سے جا چکی تھی

ہچکیوں کی آوازوں کو اسنے اپنے ہاتھوں کی مدد سے دبا لیا تھا آج وہ پھر سے ٹوٹ گئ تھی۔

اسکے قدم پیچھے پلٹنا چاہتے تھے لیکن فاصلہ اتنا تھا کہ وہ چاہ کر بھی نہیں جا سکتی تھی۔

" تو یہاں بیٹھا ہے یاور غصے سے حیدر کو کہا

کیوں کیا ہوا ہے یاور تم ایسے کوئی بات ہوئی ہے؟ حیدر نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا

وہ تیری نام نہاد بیوی پارک میں اپنے بھائی رافع سے مل کر آ رہی ہے اور تو یہاں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بڑے مزے سے بیٹھا کچھ پتا بھی ہے اور تو اتنا پاگل کیسے ہو سکتا ہے اگر اسنے رافع کو سب کچھ بتا دیا؟ تو پتا بھی ہے کیا ہو گا ہم دونوں کے ساتھ خود بھی مرے گا اور ساتھ مجھے بھی مروائے گا

اور تو نے اسے باہر کیوں جانے دیا تجھے کہا بھی تھا کہ اسے باہر نہ جانے دینا؟

یاور غرایا تھا

ارے یار مجھے نہیں پتا اس نے مجھ سے کہا کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے باہر جانا چاہتی ہے اور اوپر سے اسکے پاس کوئی فون بھی نہیں ہے تم یقین کرو میرا مجھے نہیں پتا اس نے رافع کو کیسے پارک میں بھلا لیا

حیدر نے جیسے کہا

دروازے پر دستک ہوئی

لگتا ہے وہ آ گئی آج نہیں اسکو چھوڑو گا حیدر نے دانت پیستے ہوئے کہا

یاور وہی کھڑا رہا اسنے دروازہ کھولا وہ سامنے کھڑی تھی حیدر نے بنا سوچے اسکو کھینچ کے اندر دھکیلا اور

دروازہ بند کیا

دانین کا سر سامنے دیوار سے بہت برا لگا

وہ ابھی پلٹی تھی کہ حیدر نے اسے زوردار تھپڑ رسید کیا

کہاں گئی تھی تو بول؟ کس سے مل کے آئی ہے حیدر نے

بے دردی سے اسے بالوں سے پکڑا تھا اور گھسیٹتا ہوا اندر کمرے میں لایا تھا

اور اسے نیچے پھینکا وہ یاور کے قدموں میں گری تھی

بول۔

دانین تو جیسے بے جان ہو گئی تھی کچھ بھی نہیں بول رہی تھی

یاور نے اسے اٹھایا وہ صیح سے کھڑے بھی نہیں ہو پا رہی تھی

حیدر یہ کیا کر رہے ہو میری کزن کے ساتھ تم؟ یاور نے ہنس کے کہا

ی۔۔یاور دانین شاک میں تھی

م۔۔مجھے بچالو یاور اس سے میں ا۔اسے نہیں جانتی تمھیں رافع بھائی نے بھیجا ہے ناں یہاں مجھے پتا تھا وہ

مجھے ضرور یہاں سے لے جائیں گے

دانین کے زخمی چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی یاور اور حیدر نے جب یہ سب سنا تو یاور نے کہا

میں نے کیا کہا تھا تجھ سے حیدر یہ رافع سے ہی مل کے آئی ہے حیدر خونی درندے کی طرح آگے بڑا اور

اسے بے دردی سے مارنے لگے

وہ سنگ دل بنے اسکا تماشہ دیکھ رہا تھا خدا کی قسم زمین آسمان یہ ظلم دیکھ کے خون کے آنسو رونے لگا لیکن

ان دونوں درندوں کو زرا سا بھی ترس نا آیا

ا۔۔ایک منٹ حیدر میں دانین کو کچھ بتانا چاہتا ہوں

وہ بے حس نیچے پڑی تھی آدم ہوا کے ساتھ جو ظلم کیا گیا تھا اگر کوئی سنگ دل بھی ہوتا تو وہ دانین کی

حالت دیکھ کے رونا آجاتا

تمھیں پتا ہے دانین میں نے خود اس دن نکاح والے دن حیدر کو تمھارے کمرے میں بھیجا تھا تا کہ

تمھاری عزت کا بھی وہی تماشہ بنایا جائے جو پچھلے پانچ سال پہلے میر ی عزت کا بنایا گیا تھا

یاد ہے وہ دن۔۔اسنے دانین کے چہرے کو اپنے ہاتھ میں دبو چا ہوا تھا

یاور تم نے اس بات کی مجھے اتنی بڑی سزہ دی دانین کی آواز اٹک رہی تھی آنسو رواں تھے

وہ چھوٹی بات نہیں تھی دانین تیمور بٹ وہ چھوٹی بات نہیں تھی میرے لیے وہ بہت بڑی بات تھی سنا تم

نے

اماں سرکار رافع اور تیمور جہانگیر نے جب دروازہ کھولا

تو سامنے کمرے میں یاور کیسی لڑکی کے ساتھ تھا

دیکھیں اماں سرکار میں نے کیا کہا تھا یاور اس حد تک بھی گر سکتا ہے

دانین نے آگے کھڑی تھی

وہ لڑکی اس کے ساتھ کھڑی تھی

ن۔۔۔ نہیں اماں سرکار ایسا کچھ نہیں ہے یہ دانین جھوٹ بول رہی ہے یہ میری دوست ہے

یاور نے خود کو سچا کہا

دانین آگے بڑھی اور ایک زور دار تھپڑ یاور کے چہرے پر رسید کیا

جھوٹ مت بولو یاور تمھیں شرم نہیں آتی اتنی نیچی حرکت کرتے ہوئے زرا اماں سرکار کو بتاو یہ کتنی لڑکی ہے جس کے ساتھ تم افیئر چلا چکے ہو اور ان کا استعمال کر کے پھینک چکے ہو تمھاری آنکھوں میں زرا بھی ندامت نہیں ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں ارے اپنی عزت کا نہیں خیال تو اس گھر کی عزت کا خیال کر لو بٹ خاندان کی اس معاشرے میں بڑی عزت ہے سنا تم نے

دانین نے غصے سے کہا تھا اتنے میں اماں سرکار بولی

رافع اس لڑکی کو عزت سے اسکے گھر چھوڑ کر آؤ

جی اماں سرکار۔رافع نے جواب دیا

لڑکی ابھی اسی وقت یہاں سے جاو اماں سرکار کے لہجے میں نرمی تھی

وہ لڑکی فورا اس کمرے سے باہر نکل گئی

اسی ثنا کے دوران علی جہانگیر کمرے میں داخل ہوا جب انھیں معلوم ہوا تو انہوں نے یاور کو مارنا شروع کر دیا

تایا جان چھوڑ دیں دانین اور اماں سرکار نے علی کو پیچھے کیا

اسے باہر بھیج دئیں

علی جہانگیر نے غصے سے اماں سرکار کو کہا

مت کچھ کہو اس نے میری امیدوں کو توڑا ہے میں نے سوچا تھا میرا یاور بیٹا ایسا کچھ نہیں کر سکتا لیکن ہم غلط سوچ رہے تھے بس علی تم اسے کچھ نہیں کہو گے اسنے خود چلے جانا ہے فوج میں سب کچھ یہی ختم ہو جائے گا

چلو دانین اماں سرکار نے کہا تو سب کمرے سے باہر چلے

وہ وہی خاموش بیٹھا تھا یاور کے دل و دماغ میں دانین کے لیے زہر کا سانپ پنپ رہا تھا اسکا دل کر رہا تھا کہ وہ بھی اسے ایسے ذلیل کرے

Urdu Novels Ghar

اچانک ماضی کا تسلسل ٹوٹا یاور نے پھر دانین کو کہا

آ گئی یاد کیسے تم نے مجھے وہ تھپڑ مارا تھا تم نے کیسے تم نے سارے گھر والوں کے سامنے میری عزت کی دھجیاں بکھیری تھی میرے باپ کو میرے خلاف کر دیا

اسکے ہر لفظ سے نفرت ظاہر ہو رہی تھی

یاور وہ تمھاری غلطی تھی میں نے تمھیں وہ تھپڑ اسلیے مارا کیونکہ تم ہمارے کچھ لگتے تھے مجھے فکر تھی تمھاری چاہے ہمارے تعلقات ٹھیک نہیں تھے شروع سے لیکن تم نے اس کے بدلے میری زندگی برباد کر دی تمھیں بلکل بھی کوفت نہیں ہوئی میں اتنی بری نہیں ہوں جتنا تم نے مجھے سمجھا ہے

دانین کی اواز ہلک میں اٹک رہی تھی

بس وقت وقت کی بات ہے اس دن تمھارا تھا آج میرا

یاور غصے سے کہتا ہوا چلا گیا۔

حیدر میری بات سنیں آپ خدا کی قسم میں بھائی رافع سے نہیں ملی میں نے بس انھیں دیکھا تھا لیکن میں انکے پاس نہیں گئی۔

آپ خاموش کیوں ہیں میری بات سن رہے ہیں ناں

Urdu Novels Ghar

تمھاری وجہ سے میں نے خود کو مصیبت میں ڈالا ہوا ہے یاور کی بات مان کر میں نے بہت برا کیا لالچ میں آگیا تھا کہ تیری ساری جائیداد میری ہو جائے گی لیکن تو نے ایک پیسا بھی لا کر مجھے نہیں دیا

بس میں نے فیصلہ کر لیا ہے حیدر نے کچھ سوچتے کہا

وہ ہکا بھکا اسے دیکھ رہی تھی

میں تمھیں ابھی اسی وقت طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں

دانین اسکے پاوں پڑ گئ

ن۔ نہیں۔۔ حیدر خدا کے لیے ایسا مت کریے۔ مجھے طلاق مت دئیں م۔۔ میں یہی کہی رہ لوں گھر میں بند ہو جاوں گی لیکن اتنی بڑی سزہ مت دئیں میں اپنی ساری جائیداد دے دوں گی لیکن میری زندگی ایسے مت اجاڑیے۔

طلاق دیتا ہوں

اس دن واقعی دانین تیمور بٹ مر گئ تھی وہ واقعی کھوکھلی ہو گئ زندگی نے اس قدر اسے درد دیے تھے یاور علی نے اسکی زندگی برباد کر کے رکھ دی

وہ اس قدر بکھر چکی

Urdu Novels Ghar

حیدر نے اسے گھر سے باہر نکال دیا تھا زندگی نے سارے راستے اسکے لیے بند کر دیے تھے اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ خود کے لیے صیح راستہ ڈھونڈ سکے سب اپنے اس سے بہت دور جا چکے تھے اور کچھ اپنوں نے ہی اس کی زندگی برباد کر دی

رات کے بارہ بج رہے تھے وہ اکیلی اجنبی راہوں پر رواں تھی اس وقت دانین کی حالت ایک نارمل انسان والی نہیں تھی آج اسکے ساتھ کوئی نہیں تھا رافع مجتبہ بٹ بھی نہیں اس زندگی کے امتحان میں وہ اکیلی تھی ۔کوئی اسے سہارا دینے والا تھا جو اسکا ہاتھ تھامے آج اسے اپنی والدہ رابیل کی یاد تڑپا رہی تھی اسکی والدہ کے ساتھ بھی ایسا ہوا تھا لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے دانین تیمور بٹ زندگی سے ہار چکی تھی جب سامنے سے آتی ہوئی تیز رفتار گاڑی سے ٹکرائی۔ گاڑی کی رفتار زیادہ ہونے کے باعث دانین کو بہت چوٹیں لگی وہ وہی زمین میں بے ہوش پڑی تھی جب گاڑی سے کوئی لڑکی جو دیکھنے میں 23 سالہ لگ رہی تھی جلدی سے اسکے قریب گئ اسکو دیکھتے ہی اسنے بے اختیار اپنے منہ پر ہاتھ رکھا وہ سامنے بے ہوش پڑی اس حالت میں دانین تیمور بٹ کو چہت اچھے سے جانتی تھی دانین کی یہ حالت دیکھ کے وہ یقین ہی نہیں کر پا رہی تھی کہ کیا یہ وہی دانین تیمور بٹ ہے جیسے کوئی بھی دیکھتا وہ ایک دفعہ مڑ کر ضرور دیکھتا نازو میں پالی گئ بٹ ہاوس کی شہزادی اور آج اس طرح اس حالت میں علیزہ یقین ہی نہیں کر پائی

" ڈرائیور جلدی کرو میڈم کو گاڑی میں بٹھاو"

" جی میم صاحب "

ڈرائیور نے اپنے مضبوط بازوں کی مدد سے اسکا بے جان جسم کو سہارا دیا تھا ایک سائیڈ سے علیزہ دانین کو تھامے گاڑی تک لے آئی۔

وہ بار بار اسکے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی جس پر کئ زخموں کے نشانات تھے جن میں سے ابھی موجودہ گہرے زخم تھے جن سے خون رس رہا تھا۔

جلدی کرو گھر کی طرف گاڑی لو ہوسپٹل نہیں علیزہ نے ڈرائیور کو حکم دیا اور بلکل اسی کے کہنے پر ڈرائیور نے گاڑی گھر کی طرف موڑ لی

دانین اٹھو آنکھیں کھولو میری طرف دیکھو دانین وہ راستے میں بار بار اسکا چہرہ تھپتھپا رہی تھی کہ وہ آنکھیں بند نہ کرے لیکن اس میں اب اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ زندگی کے امتحانات سے اور لڑ سکے

ڈرائیور نے گاڑی روکی انہوں نے جلدی سے دانین کو کمرے میں لے آئے

بشیر بابا فرسٹ ائیڈ بکس لائیں

علیزہ شاہ خود ایک اچھی اور کامیاب سرجن ڈاکٹر تھی وہ علیزہ کی کالج فرینڈ تھی علیزہ اور دانین کے درمیان کبھی اتنی بات نہیں ہوئی لیکن سرسری سی ملاقاتیں ضرور ہوا کرتی تھی ویسے بھی دانین تیمور بٹ اپنے پورے کالج میں مشہور تھی نہ صرف پڑھائی میں بلکہ خوبصورتی میں بھی کوئی لڑکی ایسے مات نہیں

Urdu Novels Ghar

دے سکتی تھی اکلوتی خاندان میں۔ اسے ابھی تک یاد اگر دانین کو کالج میں کچھ ہو جاتا تو کیسے اسکا بڑا بھائی رافع مجتبہ بٹ دوڑا ہوا چلا آتا تھا دانین پر ایک خراش تک برداشت نہیں کرتا تھا اور آج اسکے چہرے پر اسکے جسم پر جگہ جگہ مارنے پیٹنے کے نشانات علیزہ یہ دیکھ کے ہکا بکارہ گئی کئی طرح کے سوالات اسکے ذہن نیں پیدا ہونے لگے جن کے جواب صرف سامنے بے ہوش پڑی دانی دے سکتی تھی

علیزہ نے اسے دوائی دی اور اب وہ اسکے زخموں پر پٹی کر رہی تھی۔ اسنے فرسٹ ائیڈ بکس بند کیا اور سامنے کھڑی ملازمہ کو ہدایت دی

ان کا پورا خیال رکھیے گا جب بھی یہ ہوش میں آئیں تو مجھے ضرور اطلاع کر دیجیے گا اور ہاں انکے لیے سوپ وغیرہ تیار کریں انھیں کافی چوٹیں آئی ہیں۔

جی جیسا آپ کہیے سامنے کھڑے بشیر بابا نے ادب سے جواب دیا

یہ سنتے ہی علیزہ نے اپنے کمرے کی طرف رخ کیا

نہیں نہیں اہل میں نے پورا سیٹ اپ کر لیا ہے اور تم فکر مت کرو یہ آئیڈیا بہت بہتر ثابت ہو گا مجھے پتا ہے ابھی تم نئے نئے ہو لیکن بزنس میں رسک لینا پڑتا ہے میرے یار اور ویسے بھی تم نے اتنی دیر جہانگیر

کمپنی کے ہاں کام کیا ہے اور وہ کوئی ایسی ویسی کمپنی نہیں ہے۔مجھے پوری امید ہے تم اچھے سے ہینڈل کر لو گے عون نے پر اعتماد کے ساتھ کہا

سامنے چیئر پر بیٹھے اہل نیازی ہلکا سا مسکرایا اور چائے کا کپ سامنے ٹیبل پر رکھا

عون یار میں کوئی اتنا بھی اچھا بزنس اینسوٹر نہیں ہوں بلکے مجھ سے زیادہ تمھیں علم ہے اس فیلڈ کا یہ تو اب میں نے جوائین کی ہے اور رہی بات جہانگیر کمپنی کی وہ تم اچھے سے جانتے ہو میں نے کس وجہ سے جوائن کی تھی۔اسکے لہجے میں ایک اداسی چھا گئ

میں پاکستان میں وہ بزنس اچھے سے ہینڈل نہیں کر پاوں گا یار اسلیے بہتر ہے میں یہی رہوں اور تم جاو وہاں ۔اور اگر کچھ اونچ نیچ ہو گیا تو تم سنبھال تو لو گے ناں

اہل نے سامنے بیٹھے عون کو پورا سمجھانے کی کوشش کی وہ کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا

آخر کب تک بھاگو گے اس سے کبھی نہ تو کبھی اسکا سامنا کرنا پڑے گا یار اہل تم کیوں اپنی زندگی اسکے پیچھے برباد کرنے میں سوار ہو وہ اپنی زندگی میں خوش ہے اب تمھیں بھی حق ہے کہ تم بھی اپنی زندگی میں خوش رہو میری بات سمجھ رہے ہو ناں

عون نے اہل کی طرف دیکھا جسکی آنکھوں میں صاف درد دیکھائی دے رہا تھا

کئی کئی راتیں تم سوتے نہیں ہو ہر دن اسے کال کرنے کی کوشش کرتے ہو کیا وہ تمھاری کال پک کرتی ہے

بولو

اہل نے اپنی آنکھیں بند کی سامنے دانین کا چہرہ نظر آیا اسنے فوراً سر کو جھٹکا

ایسا کچھ نہیں ہے عون میں سنبھل چکا ہوں اور رہی بات میری زندگی کی آگے بڑھنے کی تو میں ایسے خوش ہوں۔ محبت ایک دفعہ ہوتی ہے عون اور میں نے محبت صرف دانین بٹ سے کی ہے اسکے علاوہ کیسی سے نہیں میرے لیے کافی ہے کہ میں اسکی یادوں کے سہارے زندگی بسر کر سکوں

لیکن اہل عون نے بولنا چاہا لیکن اہل نے اسے روک دیا

عون پلیز اس بارے میں مزید بات نہ کرو میں برداشت نہیں کر پاتا ٹھیک ہے تم میری پاکستان کے لیے ٹکٹ بک کرواؤں میں جانے کے لیے تیار ہوں اہل یہ کہتا ہوا آفس سے باہر نکلا

عون اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا وہ اہل نیازی کے درد کا اندازہ لگا سکتا تھا آخر وہ اسکا دوست تھا اور وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اہل دانین کو کس قدر چاہتا تھا کالج یونیورسٹی وقت میں بھی وہ کیسی کی طرف نہیں دیکھتا سوائے دانین کے۔ لیکن اب اسکی یہ حالت دیکھ کے کبھی کبھی وہ خود رونے لگ پڑ جاتا تھا کہ اس محبت نے اسکے دوست کی کیا حالت کر دی تھی۔

Urdu Novels Ghar

اسنے خود اہل کو یہاں آنے کا کہا تھا تا کہ وہ کچھ دیر وہاں سے دور ہو جائے۔ کیونکہ اگر وہ پاکستان رہتا تو کبھی اس طرح کی زندگی جینے کے قابل نہ رہتا

اب وہ دونوں پاکستان میں اپنے بزنس کی ایک برانچ کا افتتاح کر رہے تھے دونوں اس بزنس کہ ففٹی ففٹی پرسنٹ پارٹنر تھے لیکن بزس کی بنیاد امریکہ میں تھی جیسے ہینڈل کرنے کے لیے کیسی ایک کو یہاں رہنا پڑنا تھا اور اسکے لیے عون نے اہل کو کہا کہ۔ وہ۔ پاکستان جائے۔ اور اس کمپنی کو ہینڈل کرے

آج رات اہل کی فلائیٹ تھی اسنے گھر پر اپنے آمد کی اطلاع کر دی تھی مہر اور اسکی والدہ ثمینہ بے حد خوش تھے اور اسکے آنے کی خوشی میں ڈھیر ساری تیاری میں مصروف تھیں۔

اہل نے اپنا فون پکڑا اور ایک آخری دفعہ دانین کو کال کرنے کی کوشش کی۔

لیکن ہمیشہ کی طرح آگے سے فون آف جاتا۔ اسنے غصے سے فون کو نیچے جھٹک دیا۔

پھر اپنا سامان پیک کرنے لگا

میں دانین تم سے نکاح نہیں کر سکتا۔ میں تم سے شادی نہیں کر سکتا پلیز تم یہ سب اپنے زہن سے نکال دو ماضی کی یادیں پھر اسکے دل۔ و دماغ میں گردش کرنے لگی تھی درد کی لہریں اسکے وجود میں محسوس ہونے لگی۔ لیکن اسنے خود کو سنبھالا ہوا تھا۔

سامان پیک کرتے وہ نیچے آیا جہاں عون اسکا گاڑی میں انتظار کر رہا تھا

سب کچھ تیار ہے عون نے گاڑی چلاتے ہوئے پوچھا

ہاں۔ اسنے مختصر سا جواب دیا

پاکستان پہنچتے ہی مجھے کال کرنا میں نے سارے ڈاکومنٹس بھجوادیے ہیں کل تک تمھیں سب مل جائیں گے اور نئے ورکرز کی جائینگ کی ڈیٹ بھی فکس کر دی ہے اگلے ہفتے تک سب کا انٹریو لے لینا۔

عون اسے سب اچھے سے سمجھا رہا تھا وہ بس خاموش تھا اور اس خاموشی میں بھی ہزار داستانیں چھپی تھی زندگی انسان کو کتنا مجبور اور بے بس کر دیتی ہے وہ تینوں کی زندگیاں ایک نارمل انسانوں کی طرح نہیں تھیں دانین بٹ اہل نیازی اور رافع مجتبہ بٹ۔ تینوں ہی محبت کے امتحانات سے بری طرح ہار چکے تھے۔ لیکن ان سب میں دانین نے کھویا کیا تھا اسنے محبت کے ساتھ اپنے سارے رشتے کھو دیے تھے وہ ان راستوں میں اکیلی تھی۔ تینوں ہی خاموش ہو گئے تھے۔

ادھر رافع مجتبہ بٹ رات دن دانین کو ڈھونڈ رہا تھا لیکن ہر دن وہ اس کوشش میں ناکام ہو جاتا۔ اور پھر اگلی صبح وہ اسی امید سے چل پڑتا کہ شاید آج اسے دانین مل جائے وہ اسے دیکھ سکے اس سے معافی مانگ سکے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ زندگی اپنا رنگ کتنی جلدی تبدیل کرتی ہے۔ اور وہ ان تینوں سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا

میں نے کہا تھا کہ فوج چھوڑوں تم کچھ بھول رہے ہو یاور علی بٹ یہ تمھارا فیصلہ تھا۔اور میں نے تمھیں پہلے بتادیا تھا کہ مجھ سے شادی کرنی ہے تو فوج چھوڑنی پڑے گی تب تو بڑا کہتے تھے

اروب تمھارے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں سب کو چھوڑنے پر تیار ہوں اب کیا تکلیف ہو رہی ہے بزنس تم سے اچھے سے سنبھالا جاتا نہیں ہے اور مجھے کام کرنے سے روک رہے ہو

اروب نے غصے سے کہا تھا سامنے کھڑے یاور کا یہ سنتے خون کھولا تھا

اپنی بکواس بند کرو اروب یہ کس انداز سے مجھ سے بات کر رہی ہو بولو۔اور رہی بات میری فوج سے ریٹائرمنٹ کی تو تمھارے ابا جان نے یہ بھی کہا تھا کہ جتنی دیر میں نے وہاں سروکیا ہے اسکی ہر ماہ مجھے پہ دئیں گے کیا دیا کچھ بھی نہیں اور تم مجھے ہی باتیں کر رہی ہو بس میں نے کہہ دیا تم کہی نہیں جاو گی یہی رہو گی سن رہی ہو ناں میں کیا کہہ رہا ہوں۔یاور غرایا تھا

تو ٹھیک ہے ایسے تو ایسے ہی صیح دیکھتی ہوں مجھے کون روکتا ہے کام کرنے سے اگر تم اپنی ضد پر قائم ہو تو میں بھی نہیں روکوں گی اروب نے اسے چیلنج کیا تھا اور کمرے سے باہر نکل گئ

یاور ان روز روز ہونے والے جھگڑوں سے تنگ آچکا تھا حالانکہ ان کا رشتہ محبت کی بنیاد تھا لیکن شاید اس جڑ بہت کمزور تھی۔ہر رشتہِ محبت والا نہیں ہوتا بس اسے محبت والا نام دیا جاتا ہے اور اسی رشت میں یاور اور اروب تھے۔

یاور وہی چئیر پر بیٹھا تھا جب حیدر نے اسے کال کی

کیا کہہ رہا ہے تو طلاق دے دی تم نے؟ وہ چونکا تھا

ہاں دے دی اخر کب تک اسے برداشت کرتا میں روز کوئی نہ کوئی تماشہ لگا ہوتا تھا اور آخر میں کب تک برداشت کرتا میں نے بھی تو اپنی زندگی کے بارے میں سوچنا تھا اں بس یاور صاحب اب میں اس کام سے ریئزاین کرتا ہوں۔ اور آج کے بعد مجھے کبھی کال مت کرنا۔ وہ گھر سے جا چکی ہے کہاں گئی ہے مجھے نہیں پتا۔

اور ہاں اس بات کی فکر نہ کرنا کہ وہ تمھارے گھر آئے گی وہ کبھی اس گھر کا رخ نہیں کرے گی کیونکہ وہ زندگی اور محبت سے ہاری ہوئی ہے۔

حیدر نے کہا اور فون بند کر دیا

یاور ابھی تک شاک تھا۔ اسے حیدر سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ دانین کو طلاق دے دے گا اسکے چہرے پر پسینے کی دھاریں بہنے لگی تھی۔ اسے ڈر تھا کہ اسکا جھوٹ کبھی نا کبھی سامنے آجائے گا تب کیا ہو گا؟

ن۔ نہیں ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ وہ کبھی یہاں نہیں آئے گی یاور نے خود کو سمجھایا۔

احمد امید بڑی نگاہوں سے رافع کو دیکھا جو ہال کے اندر داخل ہوا تھا۔

چہرے پر مایوسی تھی آنکھوں میں خالی پن ایسے جیسے زندگی رک سی گئ تھی۔

بھائی کیا کہا اس بندے نے۔ دانین کا پتا چلا کچھ۔ احمد نے جلدی سے پوچھا۔

وہ آگے سے بلکل خاموش کھڑا تھا

بھائی آپ چپ کیوں ہیں بول کیوں نہیں رہے دانین کا ہتا چلا۔ احمد کی آواز اٹک رہی تھی آنسوؤں سے اسکا چہرہ بھیگ رہا تھا۔

رافع نے کچھ کہے بنا اسے گلے لگا لیا

دانین نہیں ملی احمد ہماری دانین نہیں ملی و۔۔وہ کوئی اور لڑکی تھی احمد کچھ بھی کرو دانین کو کہی سے لے آو میں خود کو کبھی زندگی میں معاف نہیں کر سکوں گا بس ایک دفعہ وہ ہمیں معاف کر دے ہمیں ایک دفعہ بتا دے وہ ٹھیک ہے۔ میں پوری زندگی اسکے سامنے نہیں جاوں گا لیکن ایسے نہ کرے

رافع کی تکلیف احمد سمجھ رہا تھا وہ رافع کو حوصلہ بھی نہیں دے سکتا تھا۔

بھائی دانین ہمیں ملے گی۔۔ احمد نے آہستہ سے کہا

دانین لیٹی رہو علیزہ نے اسے کہا جو اسکے سامنے بیڈ پر بیٹھی تھی۔

دانین نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔ پھر اسنے کہا

علیزہ تم؟

ہاں میں۔ کیسی ہے اب طعبیت تمھاری؟ وہ ہلکا سا مسکرائی تھی

م۔۔میں یہاں کیسے آئی دانین نے ارد گرد کمرے کا جائزہ لیا

راستے میں تمھارا میری گاڑی سے ایکسیڈینٹ ہوا تھا تم۔بے ہوش ہو گئ تھی اسلیے میں تمھیں گھر لے آئی

تم بلکل پریشان نہ ہو یہ تمھارا اپنا ہی گھر ہے ٹھیک ہے۔اچھا یہ سوپ۔پیوں

علیزہ نے سوپ پکڑا اور چمچ اسکی طرف بڑھایا

تمھیں اتنی چوٹیں کیسے لگی ہیں دانین اور یہ تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے تم وہی دانین ہو ناں جس پر اتنے لوگ مرتے تھے۔اور بھائی رافع کہاں ہے اور باقی سب گھر والے اور تم یہان کراچی کیسے۔؟علیزہ نے اپنے ذہن میں موجود سوال کیے

دانین بلکل خاموش ہو گئ تھی۔بے بس ہو چکی تھی وہ۔اسے کیا بتاتی کہ اسکے اپنوں نے کیسے اسے بیگانہ کر دیا اسکے کردار پر انگلی اٹھائی اسے سارے زمانے کے سامنے رسوا کیا اس کا نکاح اس شخص کے ساتھ کیا جو اسے ہر روز وحشیوں کی طرح مارتا تھا۔اس کی محبت نے بیچ راستے میں اس سے ہاتھ چھڑا لیا تھا

وہ اسے کیا کیا بتاتی۔

دانین تم ٹھیک ہو ناں؟علیزہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

ہوں ہاں۔۔۔دانین نے علیزہ کی طرف دیکھا جو ہزار سوال لیے اسکے سامنے بیٹھی تھی۔

میرا خیال ہے اب مجھے یہاں سے جانا چاہیے دانین نے جیسے کہا علیزہ فورا بولی

مجھے معلوم ہے دانین ہم دونوں اتنی اچھی دوست نہیں ہیں ہماری کبھی کالج میں اتنی باتیں نہیں ہوتی تھیں لیکن تم مجھ پر یقین کر سکتی ہو ٹھیک ہے تم اگر کمفر ٹیبل نہیں ہو تو میں تمھیں فورس نہیں کروں گی علیزہ نے اسکے تاثرات کو بھانپتے ہوئے کہا۔

علیزہ کیا یہاں میں کچھ دن رہ سکتی ہوں؟ دانین نے شرمندگی سے سے کہا اور نظریں جھکا دی

یہ تمھارا اپنا ہی گھر ہے دانین تم جتنی دیر چاہوں یہاں رہ سکتی ہو۔ ٹھیک ہے اب تم ریسٹ کرو میں نے تمھاری میڈیسن کمرے میں رکھی ہیں یاد سے کھالینا۔ اوکے علیزہ نے مسکراتے ہوئے اسکی طرف دیکھا اور کمرے سے باہر نکل گئ۔

دانین کی آنکھوں سے آنسو رواں ہونے لگے حیدر کے وہ آخری الفاظ اسکی زندگی کو برباد کر گئے تھے۔ اور وہ برباد ہو چکی تھی۔ یاور نے اپنے بدلے کی آڑ میں جو اسکے ساتھ کیا تھا جب جب دانین اسکے بارے میں سوچتی اسکی روح تک کانپ جاتی تھی۔ اسے اپنوں سے اب ڈر لگنے لگا تھا۔ وہ دنیا کے کھوٹے چہروں سے ڈرنے لگی تھی اسلیے وہ علیزہ کے سامنے کچھ بول نہیں پائی۔

یا اللہ مجھے معاف کر دو مجھے معاف کر دو دانین کے زیر لب یہی تھا۔ کہتے ہیں جب انسان ٹوٹتا ہے تو اسکا ہاتھ خدا تھام لیتا ہے۔ اور رب تو وہ۔ ذات ہے جب انسان اپنے ٹوٹیں دلوں کو لے کر اسکے در پر آتے

ہیں وہ انھیں اپنے سینے سے لگا کے جوڑ دیتا ہے پھر وہ انسان دنیا کی اس آسائشوں سے بلاتر ہو جاتا ہے پھر وہ اور اسکا رب۔ ہوتا ہے۔

دانین نے جیسے اذان کی آواز سنی وہ اٹھی اور وظو کرنے کے لیے بڑھی۔

اہل اپنے کمرے میں بیٹھا تھا ایک بے چینی سی تھی محسوس کر رہا تھا ایک کمی تھی اسکی زندگی میں جسکی کمی کوئی نہیں پوری سکتا تھا۔ وہ اب دیکھنے میں اور زیادہ پرکشش نظر آنے لگا تھا اسکے چہرے پر وہ روب دار شباہت اسکی آنکھوں میں گہرائی تھی لیکن اس گہری آنکھوں میں ایک ویرانہ تھا محبت کا ویرانہ وہ چپ اپنے کمرے میں بیٹھا تھا جب دروازے پر دستک ہوئی

" کم این"

اجازت ملتے ہی کمرے کا دروازہ کھولا مہر کمرے کے اندر داخل ہوئی

میں نے آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کیا؟

" ارے نہیں آو بیٹھو"

اہل ہلکا سا مسکرایا مہر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکے قریب بیڈ پر بیٹھ گئ

جو اپنی شرٹ کے کف کو کہنیوں تک کر رہا تھا

" آپ پہلے سے بہت زیادہ پرکشش نظر آنے لگیں ہیں بھائی"

مہر نے جیسے کہا اہل نے اسکی طرف دیکھا ہنسا اور کہا

" بہنوں کو اپنے بھائی ہمیشہ پیارے ہی لگتے ہیں"

تم بتاو تمھارا ہوسپٹل کیسا چل رہا ہے۔؟

بلکل ٹھیک بس اب سوچ رہی تھی کہ ایک اور جگہ اپلائی کروں۔زیادہ ایکسپرینس ہوتا ہے مہر نے وضاحت کی

بلکل صیح کہا اہل نے جواب مختصر دیا تھا

ویسے بھائی آپ کی کمپنی کا کب سے سٹارٹ ہے؟ مہر نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا جو باکر کھڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا

پرسوں سے ابھی میں سوچ رہا ہوں کل رافع بھائی سے مل کے آوں دانین اور یاور کے لیے کچھ چیزیں لیں ہیں وہ دوں گا نکاح میں تو شرکت نہیں کرسکا لیکن یہ تو دینا پڑے گا

مہر کو سنتے ہی دھچکا لگا تھا وہ اٹھی اور اہل کے قریب کھڑی ہو گئ

وہ یہاں سے جا چکی ہے مہر نے دھیمی آواز سے کہا

مطلب میں سمجھا نہیں۔اہل نے جلدی سے جواب دیا۔

پتا نہیں مہر نے کہا اور جلدی سے کمرے سے باہر چلی گئ اسے پتا تھا اگر وہ وہاں زیادہ دیر رکتی تو وہ سب کچھ اہل کو بتا دیتی اور وہ اپنی والدہ سے کیا گیا وعدہ توڑنا نہیں چاہتی تھی۔

اہل اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا

مہر نے ایسا کیوں کہا ہے؟

دانین ٹھیک تو ہے۔اسنے اپنے دل پر ہاتھ رکھا پھر اپنے فون میں سے اسکی فوٹو نکالی جو اسکی اور دانین کی اسامہ کی۔شادی پر کھینچی گئ تھی۔

وہ بہت ہی پیاری لگ رہی تھی اہل کتنی۔دیر اسے دیکھ رہا تھا

اسلام۔وعلیکم رافع بھائی اہل نے آفس میں داخل ہوتے کہا

رافع سامنے چیئر پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر کچھ دیکھ رہا تھا

جب اسنے سامنے اہل کو کھڑے دیکھا

او اہل تم وعلیکم اسلام وہ کتنی دیر بعد اہل کو دیکھ کے مسکرایا تھا اہل آگے بڑھا اور رافع کے گلے لگا

کیسے ہیں آپ؟

اہل نے مسکراتے ہوئے پوچھا

میں ٹھیک رافع نے مختصر ساجواب دیا

آ و بیٹھو بولو کیالو گے کافی چائے۔رافع نے جیسے کہاوہ آگے سے فورابولا

ن۔۔نہیں بھائی اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے میں بس آپ سے ملنے آیاہوں ویسے آپ کو بہت بہت مبارک ہو اہل نے کہاتو یہ سنتے ہی

رافع کچھ حیران ہوا

کس بات کی مبارک؟

ارے بھائی دانین اور یاور کے نکاح کی کیسے ہیں وہ دونوں یاور اسے اپنے ساتھ لے گیاہے یاوہ گھر پر ہی ہے ویسے جہاں تک میں دانین کو جانتاہوں وہ آپ کے بغیر ایک سکینڈ نہیں رہ سکتی وہ نہیں جاتی۔

اہل ہنساتھالیکن رافع آگے سے بلکل خاموش تھا

کیاہوارافع بھائی آپ ٹھیک توہیں؟اہل کے بے چینی ہوئی

اہل دانین یہاں نہیں ہے اور اسکا نکاح یاور کے ساتھ نہیں ہوا۔اسکا نکاح یاور کے دوست حیدر سے ہوا ہے۔رافع کے منہ سے نکلنے والے ہر الفاظ میں درد تھااذیت تھی۔اہل کولگ رہاتھا کہ وہ سانس نہ لے پا رہاہو۔اس قدر تکلیف کااحساس اسے ہورہاتھاجب اسنے رافع کے منہ سے سب کچھ سنا۔آنکھوں سے آنسو بہنے لگے دل میں عجیب سی کیفیات پیدا ہونے لگی۔دل کررہاتھا کہ وہ چیخ چیخ کے رافع بھائی سے پوچھے

کہ انہوں نے دانین کو کیوں نہیں بچایا اپنی محبت کے ساتھ یہ سب اہل کے لیے بہت دردناک تھا اسنے پتا نہیں کیسے خود کو رافع کے سامنے سنبھالا ہوا تھا

اہل اس دن کے بعد اسنے ہم سے آج تک کنٹکٹ نہیں کیا میں ہر روز اسے ڈھونڈنے جاتا ہوں لیکن وہ مجھے ملتی نہیں ہے جیسے جیسے دن گزرتے جاتے ہیں مجھے لگتا ہے میرے گناہوں کی فہرست بڑھتی جا رہی ہے اسکا وہ چہرہ جس پر اسکی سچائی چیخ چیخ کر خود کو ثابت کر رہی تھی لیکن میں کچھ نہیں کر سکا میں بے بس ہو گیا تھا اہل اس دن میں رک گیا تھا

رافع نے اپنے ہاتھوں سے خود کو مارنا چاہا لیکن اہل نے جلدی سے اسے تھاما

رافع بھائی ایسا مت کریں ایسے کرنے سے وہ مل نہیں جائے گی اہل کا دل کر رہا تھا کہ وہ رافع کا گریباں پکڑے اس سے پوچھے اس سے سوال کرے کہ وہ دانین کو کیوں نہیں بچا سکے ایسے کیسے کیسی کے ساتھ اسکا نکاح کروا دیا وہ میری محبت تھی اسکے ساتھ یہ سب کیوں کیا گیا لیکن وہ اسکے سامنے چپ تھا بس آنسو رواں تھے

ہم دونوں مل کے دانین کو ڈھونڈے گے بھائی اسنے رافع کو اپنے گلے لگایا ہوا تھا

وہ مل جائے گی ناں اہل۔۔۔رافع کی آواز اٹک رہی تھی اسکی جو حالت ہو گئ تھی کہ اہل خود حیران ہو گیا تھا وہ شخص جو اتنا مضبوط تھا ایسے بکھر سکتا تھا۔۔

علیزہ میں تم سے کچھ دیر بات کرنا چاہتی ہوں بڑی ہمت کر کے دانین علیزہ کے کمرے کی طرف بڑھی تھی

ہاں ضرور او اندر آو اسنے بڑے پیار سے اسے سامنے صوفے پر بٹھایا

اسنے دانین کے چہرے کی طرف دیکھا جس پر ابھی بھی زخموں کے نشانات تھے۔ لیکن دوائی لگانے سے کافی اثر پڑ چکا تھا۔

" تم مجھ پر یقین کر سکتی ہو دانین"

علیزہ نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھاما تھا اور اسے یقین دلایا تھا

دانین ہلکا سا مسکرائی پھر کچھ دیر بعد وہ بولی۔

مجھے معلوم ہے علیزہ تمھارے ذہن میرے لیے بہت سے سوال پیدا ہوں گے میرا تمھیں اس طرح اس حالت میں ملنا تمھارے لیے بہت شاک ہو گا لیکن علیزہ میں نے ایک بات تو اس زندگی سے سیکھ لی ہے کہ امتحانات کے راستوں پہ انسان کو خود چلنا پڑتا ہے کوئی اپنا ساتھ نہیں دیتا میں ہمیشہ اس بات کو جھٹلایا تھا سوچتی تھی جب رافع مجتبہ بٹ جیسا بھائی ہو تو میں زندگی کے امتحانات کو بھی سر کر جاوں گی لیکن حقیقت اس کے بلکل برعکس تھی شاید قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

علیزہ کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی اسنے کبھی دانین کو ایسے سلجھے انداز میں نہیں دیکھا تھا

Urdu Novels Ghar

تم میرے چہرے پر ان نشانات کو دیکھ کے شاک ہو گئ تھی میرے بازوں پر مارنے کے نشان کو دیکھ کے تم حیران رہ گئ تھی۔واقعی یہ سچ ہے میرے چہرے پر یہ سب نشانات۔کیسی درندے نما انسان کے مارے گئے زخموں کے نشان

میں ہمیشہ یہی سمجھتی تھی مکھوٹے باہر کی دنیا میں ہوتے اپنے تو صرف احساس کرتے ہیں پیار کرتے ہیں لیکن میں اس زندگی کے تجربے میں بھی غلط ہو گئ میں سب کو اسامہ شہریار احمد اور بھائی رافع جیسا سمجھتی تھی مجھے لگتا تھا بٹ ہاوس کی شہزادی سے سب پیار کرتے ہیں کوئی بھی مجھ سے کیسے نفرت کر سکتا تھا اور اسی وہم میں میں یاور علی بٹ کا اصل چہرہ نہیں دیکھ پائی

جیسے جیسے دانین سب علیزہ کو بتا رہی تھی اسکے رونگھٹے کھڑے ہو گئے بے اختیار اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ یقین ہی نہیں کر پا رہی تھی کہ دانین اتنے درد اور اذیتوں سے گزری تھی۔

اسنے میری زندگی تباہ کر دی علیزہ میرے اپنوں نے مجھے برباد کر دیا میرے دامن پر طلاق کا دھبا لگا دیا جو زندگی بھر نہیں صاف ہو پائے گا۔وہ تو میرا اپنا تھا تو اسنے میرے ساتھ اتنا برا کیا میرے ساتھ منگنی نکاح کا ڈرامہ رچایا اور میرے کردار کی دھجیاں سب کے سامنے بکھیر دی اور اس کے بعد مجھے اس حیوان کے حوالے کر دیا جو ہر روز مجھے مارتا تھا حیدر نے مجھے طلاق دے دی علیزہ م۔۔میں کیسے کس منہ سے رافع بھائی کے پاس جاوں کیسے کیا انھیں بتاؤں کے ان کی لاڈلی بہن کے ساتھ یہ سب کچھ ہو گیا ہے۔یہ دنیا

واقعی اتنی بے حس ہو چکی ہے کہ کیسے کہ جذبات احساسات کی قدر نہیں کرتی اور مجھے تو میرے اپنوں نے میرا سب کچھ مجھ سے چھین لیا۔ میں کیا کروں علیزہ

علیزہ نے بے اختیار اسے اپنے گلے لگا لیا۔ اور اسے حوصلہ دینے لگی

دل چھوٹا مت کرو تمھارے ساتھ جو بھی ہوا ہے دانین وہ بہت برا ہوا ہے لیکن اللہ کی ذات پر بھروسہ کرو یار انشاللہ ان سب کا زوال آئے گا جنہوں نے تمھاری زندگی برباد کی میں تمھارے ساتھ ہوں گھبراؤ نہیں

علیزہ نے اسکے چہرے پر گرتے آنسوؤں کو صاف کیا

اور اسے سامنے میز پر پڑی جگ میں سے گلاس میں پانی ڈالا اور اسے دیا

اہل بے جان ہو گیا تھا وہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے سڑک کے کنارے چل رہا تھا رافع کی بتائی ہوئی باتیں اسکا سکھ دکھ سب کچھ برباد کر گیئں دانین کے ساتھ یہ سب کچھ ہو گیا اور اسے علم تک نہیں مہر نے اسے کیوں نہیں بتایا کہ دانین کہ ساتھ یہ سب ہوا ہے۔ اسے یہ بات اس قدر تکلیف کا احساس دلاتی جس وقت دانین کے ساتھ یہ سب ہو رہا تھا وہ کہاں تھا۔ اسکی محبت کہاں تھی اس وقت۔ وہ خود کو اس سب کا مجرم تصور کر رہا تھا محبت میں ہارے ہوئے لوگوں کی کفیت کوئی نہیں سمجھ سکتا سوائے اس شخص کے

علاوہ جو اس مرض میں مبتلا ہو۔ اسکا دل کر رہا تھا کہ وہ دانین کو کہی سے لے آئے وہ اسے ایک دفعہ دیکھنا چاہتا تھا ایک دفعہ اسے اپنے سینے سے لگانا چاہتا تھا

اہل کی آنکھوں میں آج آنسوؤں کا ذخیرہ تھا کہتے ہیں محبت کا اس سے بڑا کوئی ثبوت نہیں ہوتا جب ایک مرد کیسی عورت کی محبت میں روتا ہے۔ اور اہل نیازی آج اسی محبت میں گرفتار تھا۔ وقت کی سوئیاں ایسے جیسے رک سی گئ تھی وہ کیسے بے خبر ہو گیا تھا۔ اسنے بے وفائی کر ڈالی دانین اس سے بے پناہ محبت کرتی تھی میں نے ایک دفعہ بھی اور کوشش نہیں کی وہ میری نہیں تھی لیکن وہ نظروں کے سامنے تھی یہ سکون مجھے جینے کے قابل بنا دیتا اب وہ نہ میری ہے اور نہ ہی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور میں اب جیتے جی کیسے جی سکوں گا۔ اسکے بنا میں کچھ نہیں۔

گھنی رات میں ایک درد تھا اسے ہر طرف مایوسی ہی نظر آ رہی تھی۔

آنکھوں میں یادوں کے دیے جلے تھے۔۔ جنھیں آنسو بھی نہیں بجا پائے۔

دوسری طرف دانین بھی اسی کفیت میں مبتلا تھی وہ اب ایک نارمل لڑکی نہیں رہی تھی وہ ہسنے والی دانین نہیں تھی۔ وہ بلکل خاموش ایک پتھر کی مانند ہو گئ تھی۔ کمرے کی کھڑکی کے قریب کھڑی وہ باہر کے منظر کو دیکھ رہی تھی۔ آنکھیں بند کرتی تو یادوں کے عکس اسکے سامنے آ جاتے ایک بھیانک ماضی اس کے روح کو لرزا جاتا تھا وہ خواب میں بھی حیدر اور یاور کے چہرے کو دیکھ کے سو نہیں پاتی تھی۔

شاید وہ اب کبھی پہلے جیسے ہو سکے گی اسکا خوبصورت چہرے پر ہزار درد کی داستانیں تھی۔ زندگی اسے اس موڑ پر لے آئے گی اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا وہ ہمیشہ یہی سمجھتی رہی میرے بھائی میرے ساتھ ہیں مجھے کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا لیکن شاید قسمت میں کچھ اور لکھا تھا۔ اب تو اسکی آنکھوں میں آنسوں بھی اسکا دکھوں کا مدواں نہیں کرتے تھے۔

یہ درد کی اذیت رافع مجتبہ بٹ بھی سہہ رہا تھا۔ وہ تیسرا اس تکلیف کا حصہ دار تھا رات گہری ہو چکی تھی ۔لیکن آنکھوں میں آنسو تھے۔ جب وہ آنکھیں بند کرتا تا اسے دانین کا ہنستا ہوا چہرہ اسکی یادیں سامنے آ جاتی۔ اور وہ اس درد کو برداشت نہیں کر پاتا تھا جب سے دانین اس گھر سے گئ تھی رافع کبھی راتوں کو نہیں سویا تھا وہ بیڈ پہ لیٹا دانین کی تصویر کو اپنے سینے پر لپٹا ہوا تھا۔ دل میں درد تھا۔

وہ تینوں کی زندگیاں ایک نارمل انسانوں کی طرح نہیں تھی۔ وہ تینوں ایک ہی درد میں مبتلا تھے لیکن ایک دوسرے سے لاعلم تھے۔ زندگی کا وقت انکے لیے طویل ہو گیا تھا۔

بھائی ناشتہ کر لیں مہر نے ٹرے اگے ٹیبل پر رکھی لیکن وہ بنا کھائے کھڑا ہو گیا

بھائی روکیں مہر نے پیچھے سے آواز دی

میرا دل نہیں کر رہا میں نے دانین کو ڈھونڈے جانا ہے جیسے اہل نے کہا مہر اور ثمینہ بیگم دھک رہ گئ

وہ پلٹا اور مہر اور ثمینہ کی طرف دیکھا

اسکی آنکھوں میں آنسو تھے درد تھا۔ جیسے وہ دونوں سمجھ سکتی تھیں

وہ میری محبت ہے دانین کے بغیر میں کچھ نہیں ہوں امی اور آپ دونوں نے ہی مجھ سے بات کو چھپا کے رکھا۔ آپ نے ایک دفعہ بھی میرے بارے میں نہیں سوچا کہ جب مجھے پتا چلے گا تو کیا گزرے گی مجھ پر ۔لیکن خیر اب میں اسے ڈھونڈ کے چھوڑوں گا چاہے جو مرضی ہو جائے

وہ یہ کہہ کر گھر سے باہر نکلا تھا گاڑی میں بیٹھا اور رافع کو کال کی تھی

بس آپ ان سے بات کریں میں آتا ہوں۔ اسنے یہ کہتے ہوئے فون بند کیا

رافع یہ لیں منتہا نے کورٹ رافع کو پہنایا

کیا کہہ رہا تھا اہل؟ منتہا نے پوچھا

بس اج دانین کو پھر ڈھوڈنا اسی کے سلسلے میں کیسی سے ملنا وہی کہہ رہا تھا رافع نے دھبی سی آواز میں جواب دیا

شاید کیسی کو پتا چلا ہے۔

رافع کی آنکھوں میں امید کی کرن جاگی تھی اسے لگا آج وہ شاید دانین سے مل پائے

دعا کرنا منتہا دانین مل جائے۔۔ رافع نے جیسے کہا منتہا نے اسے حوصلہ دیا

Urdu Novels Ghar

وہ گھر سے نکل پڑا تھا۔۔

دانین یہ میں تمھارے لیے لائی ہوں علیزہ نے شاپنگ بیگ دانین کی طرف بڑھائے

نہیں علیزہ اسکی کیا ضرورت ہے آگے تمھارے مجھ پر بہت احسان ہیں۔اور نہیں لے سکتی دانین نے جیسے کہا علیزہ نے فوراً اسکے ہاتھ میں شاپنگ بھیگ تھامایا

آئیندہ کبھی ایسی بات مت کرنا دانین میں تمھاری دوست ہوں کوئی احسان نہیں کر رہی تم پر اور نہ یہ سمجھنا کہ تم پر ترس کھا رہی ہوں یہ جو بھی میں کر رہی ہوں بس اپنی چاہت سے کر رہی ہوں۔ٹھیک ہے علیزہ نے بڑے شائستگی سے اسے سمجھایا

دانین آگے سے مسکرادی

ویسے میں دانین سوچ رہی ہوں تم ایک دفعہ بھائی رافع کو بتادو یار کہ تم ٹھیک ہو تم نے تب سے لے کر ان کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں رکھا ایسے میں انکی حالت کیا ہوگی یہ تم بھی اچھے سے جانتی ہو وہ تم پر جان نچھاور کرتے ہیں اور رہی بات اس دن کی تو دانین رافع خود بے بس تھا تمھاری اماں سرکار آگے کیسے بولنے دیتی ہیں اور اس دن تمھیں مجرم بنایا گیا تھا اگر میں بھی ہوتی وہاں

تو شاید میں بھی کچھ نہ کر پاتی لیکن تم ایک دفعہ انھیں بتادو

علیزہ نے ایک بار پھر کوشش کی تھی اسکی چاہ تھی کہ وہ دوبارہ اپنی زندگی میں ہنسی خوشی رہے وہ پہلے جیسے والی دانین بن جائے جیسے دیکھ کر ہر کوئی خوش ہو جاتا تھا مگر اب تو جیسے اسکا چہرہ مرجھاسا گیا تھا ایسے جیسے صدیاں بیت گئ ہوں وہ کبھی مسکرائی نہیں تھی۔ کبھی کوئی شکوہ یا شکایت نہیں کرتی تھی اور نہ ہی کوئی خواہش۔

علیزہ اسکی یہ حالت دیکھ کے تڑپ جاتی تھی اور کبھی کبھی اللہ سے پوچھتی کہ اس کے ساتھ یہ سب کیوں ہوا اسلیے اس نے اج پھر دانین کو سمجھایا

علیزہ جو تم کہہ رہی ہو وہ اتنا آسان نہیں ہے۔میری زندگی کو برباد کرنے والے میرے اپنے ہی ہیں۔یاور نے ایک زرا سی بات پر میری زندگی کو اجاڑ کرر کھ دیا اماں سرکار نے میری سگی ماں کو مار دیا تمھیں پتا ہے میں نے کبھی اپنے بابا کو یا ہنستے مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا وہ ہمیشہ ایک بند کمرے میں زندگی گزار دیتے تھے انکی آنکھوں میں ایک درد نظر آتا تھا لیکن وہ کبھی کیسی کو نہیں بتاتے تھے۔اور یہ سب اما سرکار کی وجہ سے ہی ہوا۔اور پھر میں۔میں شاید بھول گئ تھی کہ میں اس بدنصیب رابیل خاں کی بیٹی ہوں۔کیسے مجھے اماں سرکار اتنا پیار کر سکتی ہیں۔اور رہی بات رافع بھائی کی میں انکا سامنا اب نا چاہتے ہوئے بھی نہیں کر سکتی میں کیسے کس حال میں انکے پاس جاوں میرے پاس ہے کیا طلاق یافتہ لڑکی کی زندگی کیسے اچھی گزر سکتی ہے۔مجھ میں اور ہمت نہیں ہے علیزہ۔میں ان سے دور ہوں وہ یہ سوچ کے

زندگی گزار لیں گے لیکن جب انھیں میری طلاق کا پتا چلا تو وہ مر جائیں گے۔۔اور میں انھیں ساری زندگی درد دے نہیں سکتی شاید یہی میرا مقدر ہے

علیزہ یہ سنتے ہی خاموش ہو گئ تھی۔اور کچھ کہے بنا کمرے سے باہر چلی گئ

اہل اور رافع دونوں اس آدمی کے بتائے ہوئے پتے پر موجود تھے دونوں گاڑی میں بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے دونوں کی آنکھوں میں امید تھی کہ شاید وہ آج دانین سے مل پائیں۔رافع نے گھڑی کی طرف دیکھا۔

" آپ کے خیال میں وہ آئے گا"

اہل نے رافع سے کہا۔

" اعتبار والا بندہ ہے اہل ضرور آئے گا"

رافع نے باہر ونڈو سے دیکھتے کہا۔

دونوں کے دلوں میں عجیب سی کیفیات پیدا ہو رہی تھیں۔وہ اہل رافع کے درد سے آشنا تھا لیکن رافع اسکی محبت ہے درد سے آشنا نہیں تھا۔اسی کشمکش میں ایک آدمی بائیک پر سنکی طرف بڑھتا ہوا معلوم ہوا آدمی نے اپنی بائیک ان کی گاڑی کے قریب روک دی اور اتر کر انکی طرف بڑھا اہل اور رافع بھی گاڑی سے باہر آچکے تھے۔

دانین کا پتا چلا؟ کہاں ہے وہ؟ کیسی ہے وہ؟ رافع نے اسے دیکھتے ہی سوال پوچھنا شروع کر دیے تھے

صاحب دانین کیسی ہے کس حال میں یہ تو پتا نہیں چلا بس اتنا پتا چلا ہے کہ وہ حیدر اسے لے کر کراچی میں

شفٹ ہے اب کراچی چھوٹا شہر تو ہے ہی نہیں جو ہم جلدی سے ان دونوں کو ڈھونڈ لے بہت مشکل ہے

۔ آپ رہنے دئیں ناں وہ دونوں ٹھیک ہوں گے

جیسے اس آدمی نے کہا رافع نے اسکا گریبان پکڑ لیا

میری بہن ہے وہ سمجھ گیا میری بہن اگر اسکے بارے میں کچھ بھی غلط سوچا تو زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا

یہ اپنے پیسے پکڑ و اور نکلو یہاں سے

رافع کی آنکھوں میں اس آدمی کے لیے غصہ واضح تھا

اہل نے آگے بڑھ کے رافع کو پکڑا وہ آدمی منہ میں غصے سے بڑبڑاتا ہوا چلا گیا

رافع وہی زمین میں بے بس بیٹھ گیا

دانین کہاں چلی گئی ہو تم ایک دفعہ اپنے رافع بھائی سے مل لو۔ دانین وہ اب اونچی اونچی آواز میں رو رہا تھا

وقت گزرتے رافع کے درد میں اضافہ ہو رہا تھا اہل میں بہت بد نصیب ہوں میں نے اپنی بہن کو اس راستے

پر اکیلا چھوڑ دیا جہاں اسے میری ضرورت تھی۔ جہاں دانین کو یقین تھا کہ اسکا رافع بھائی اسے بچا لے گا

۔لیکن میں کچھ نہیں کر پایا کچھ نہیں۔میں بہت بد نصیب ہوں میری بہن مجھ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بچھڑ گئ میں اسے کہاں سے لے آوں

رافع کے ہر الفاظ میں درد سمایا ہوا تھا اہل نے اسے اپنے بازوں کی گرفت میں لیا ہوا تھا وہ اسے کچھ نہیں کہہ رہا تھا نہ حوصلہ دے رہا تھا کیونکہ وہ بھی بکھر چکا تھا وہ تو اسکی محبت تھی۔جسکے بنا وہ ایک سیکنڈ نہیں گزار سکتا تھا۔

چلیں آئیں آپ بیٹھیں گاڑی میں۔۔اہل نے رافع کو گاڑی میں بٹھایا

کبھی کبھی زندگی ہمیں کتنا مجبور اور بے بس کر دیتی ہے ہم چاہے جتنی مرضی کوشش کر لیں کبھی اسکے امتحانات سے بھاگ نہیں سکتے۔یہ ہر پینترے سے ہمیں آزماتی ہے کبھی اپنوں کو دور کر کے کبھی نفرت ڈال کے تو کبھی بچھڑ کے۔ہر طرح سے اس امتحان میں وہ تینوں تھے۔رافع اور اہل ہر روز ایک امید سے نکلتے کہ شاید انھیں دانین مل جائے لیکن ہر روز ناکامی سے دوچار ہو جاتے آج رافع مجتبہ بٹ کی ہمت جواب دے گئ تھی وہ تھک چکا تھا۔زندگی انسان کو اس قدر بھی مجبور کر سکتی ہے وہ رافع اور اہل سے بڑھ کر کوئی نہیں جانتا تھا۔

یاور ڈاکٹر شہزاد کے کلینک میں موجود تھا ڈاکٹر شہزاد نے ایمرجنسی اسے اپنے کلینک بھلایا تھا

اسلام و علیکم مسٹر یاور بٹ ایم سوری وہ میں ایک پیشنٹ کو ہینڈل کر رہا تھا

ڈاکٹر شہزاد نے چیئر پر بیٹھتے ہوئے کہا

و علیکم اسلام نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بس آپ مجھے بتائیں آپ نے اتنی ایمر جنسی میں مجھے کیوں یہاں بھلایا

یاور کے چہرے پر فکر تھی

ڈاکٹر شہزاد نے ایک نظر یاور کی طرف دیکھا پھر ایک فاعل یاور کی طرف بڑھائی

یاور نے جلدی سے اس فاعل کو پکڑا اور اسے کھولا۔

اسکا نہیں۔ نہیں میں سر ہل رہا تھا۔ وہ کہتے ہیں ناں کہ بے شک اللہ بہتر بدلہ لینے والا ہے اور آج یاور علی بٹ اس بات سے صیح سے واقف ہو گیا تھا

یہ سچ ہے مسٹر یاور علی بٹ آپ کبھی باپ نہیں بن سکتے ڈاکٹر شہزاد نے مایوسی سے جواب دیا تھا۔

آج اللہ نے اپنا بدلہ لیا تھا۔ اس انسان جس نے ایک بے قصور کی زندگی برباد کر کے رکھ دی تھی آج اسکی زندگی سب سے بڑی خوشی اس سے چھین لی گئی تھی

ل۔۔ لیکن ابھی پچھلی رپورٹس میں تو سب ٹھیک تھا اب یہ ایسے کیسے؟

Urdu Novels Ghar

یاور کی زبان سے الفاظ کی صیح سے ادائیگی بھی نہیں ہو رہی تھی اس سے صیح سے بولا تک نہیں جا رہا تھا زندگی میں پہلی مرتبہ اسکی انکھوں میں آنسو تھے

میں خود حیران ہوں مسٹر یاور علی بٹ ایسا کیس میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔لیکن جو بھی ہے وہ اس فاعل میں ہے۔یہ حقیقت ہے آپ اب کبھی باپ نہیں بن پائیں گے۔

یاور جیسے جیسے سب سن رہا تھا اسکے پیروں تلے زمین کسک رہی تھی اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

ویسے ایک بات پوچھوں آپ سے برا مت منایئے گا

ڈاکٹر شہزاد نے جیسے کہا یاور نے اسکی طرف دیکھا

شاید آپ سے زندگی میں کوئی بہت بڑا جرم ہو گیا ہے جس کی یہ سزہ آپ کو ملی ہے۔ایسا ہے کیا؟ڈاکٹر شہزاد جو نہی پوچھا

یاور نے چونک کے اسے دیکھا۔وہ ایک منٹ کے لیے پتھر کی مانند ہو گیا تھا بے اختیار اسکی آنکھوں کے آگے دانین کا چہرہ نظر آیا اسکے ساتھ کی گئ زیادتیوں کی تصویریں اسکے انکھوں کے سامنے گھومنے لگی۔

ایسا کچھ نہیں ہے۔وہ لڑ کھڑاتے ہوئے سیٹ سے اٹھا اور کلینک سے باہر نکل گیا

یاور علی بٹ آج ٹوٹا تھا آج وہ شخص رویا تھا جسکی انکھوں میں آنسو کبھی نہیں آئے تھے اس سے قدم صیح سے اٹھایا تک نہیں جا رہا تھا اسکے ساتھ یہ سب کچھ ہو سکتا ہے اسنے کبھی نہیں سوچا تھا زندگی اسے اس موڑ

پر لائے گی اسنے تصور بھی نہیں کیا تھا۔وہ کبھی اس خوشی کو جی نہیں سکتا جسکی ہر کوئی خواہش رکھتا ہے۔ اللہ نے اس سے اسکی ساری خوشیاں چھین لی تھیں اولاد کی خوشی ایک انسان کے لیے سب سے بڑھ کر ہوتی ہے اور وہ اس سے محروم ہو گیا تھا۔

کمرے میں خاموشی سے داخل ہوا تھا جب سامنے اروب کھڑی تھی

سن لیا سب کچھ بتا دیا ڈاکٹر شہزاد نے ویسے تم جیسے انسانوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے جو دوسروں کی زندگیاں اجھاڑتے ہیں وہ کبھی سکھ کی زندگی نہیں گزار سکتے یاور علی بٹ۔

بکواس بند کرو۔یاور نے ایک زوردار تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کیا

یہی کر سکتے ہو تم اور کچھ نہیں۔اور کرنا بھی کیا آتا ہے تمھیں معصوم لڑکیوں کی زندگیاں برباد کرنے کے علاوہ لیکن ایک بات یاد رکھنا یاور علی بٹ میں دانین تیمور نہیں ہوں جو تمھاری زیادتیوں کو برداشت کروں گی جو تم میرے ساتھ کر چکے ہو اسکی سزہ تمھیں مل کر رہے گی ارے شرم کرو پہلے اللہ نے تم سے اتنی بڑی خوشی چھین لی ابھی بھی سنبھل جاو لیکن اللہ تم جیسے لوگوں کو ہدایت کہاں دیتا ہے جو عورتوں کی عزت نہیں کرتا کیا کہا تھا میرے بابا کو کہ مجھے یہاں سے لیں جائیں تم مجھے کیا نکالو گے میں خود تمھیں چھوڑ کر جاوں گی میں ایسے شخص کے ساتھ رہ نہیں پاوں گی جو اس قدر نفرت اپنے دلوں میں رکھتا ہو

اروب چلائی تھی ن

میں بلکل ٹھیک ہوں سن لیا تم نے اور ہاں کیا تھا میں نے تمھارے باپ کو کال اور کہا تھا لے جائے اسے تم میرے ساتھ رہنے کے قابل ہی نہیں ہو۔ سن لیا تم نے تمھاری جیسی ہزار لڑکیاں آئیں اور گئیں اور رہی بات دانین اگر تم نے کیسی کو بتانے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا

اسنے اروب کو بالوں سے پکڑا ہوا تھا

مجھے شرم آرہی ہے کہ میں نے تم جیسے حیوان سے پیار کیا۔ تم جیسے جھوٹے شخص سے جو پیار کیا نفرت کے بھی قابل نہیں ہے

چھوڑو مجھے اسنے خود یاور کی گرفت سے چھڑایا تھا اور جلدی سے کمرے سے باہر نکلی اور نیچے ہال کی طرف بڑھی

جہاں رافع اہل اسامہ شہریار احمد منتہا سب موجود تھے۔

منتہا نے رافع کو پانی کا گلاس پکڑایا تھا

جب اروب نیچے آئی

پیچھے پیچھے یاور آرہا تھا

اگر مجھے پتا چلا دانین کے ساتھ کیسی نے کچھ کیا ہے یا" کیسی نے اسے درد دیا ہے تو خدا کی قسم اسے وہی " اذیت دے کر مار دوں گا مرنے کے لیے پانی بھی نصیب نہیں ہو گا

یاور نے سڑھیاں اترتا ہوا آرہا تھا جیسے اسنے سناوہ سمٹ کر رہ گیا۔

اروب میری بات سنوں ہم بیٹھ کے بات کرتے ہیں یاور نے اسے بازو سے پکڑا

" ہاتھ مت لگاو مجھے "

اروب نے غصے سے اپنا بازو جھٹکا۔ آج مجھے سب سچ بتانے دو تم نے سب کے ساتھ کیا کیا ہے

اروب نے جیسے کہا سب کھڑے ہو گئے۔۔وہ رافع کے قریب گئ

آپ دانین کو ڈھونڈ رہے ہیں ناں نہیں مل رہی میں بتاتی ہوں وہ کہاں ہے اور اسکے ساتھ کیا ہوا ہے

اروب ابھی کچھ کہتی یاور نے اسے اپنی طرف دھکیلا اور تھپڑ مارا

یہ کیا بکواس کر رہی ہو اتنے میں جنرل سید زمان گھر میں داخل ہوئے۔

ہاتھ مت لگاو میری بیٹی کو یاور وہ غرایا تھا۔

یاور نے جب انھیں دیکھا تو وہ دو قدم پیچھے ہٹا

رافع اہل سب وہاں کھڑے شاک ہو گے اور اروب کی طرف دیکھ رہے تھے

تمھاری ہمت کیسے ہوئی میری بیٹی پر ہاتھ اٹھانے کی بولو انہوں نے یاور کو گریبان سے پکڑا ہوا تھا

یہ بھول گئے کہ وہ تمھاری بیوی ہے تم تو محبت کرتے تھے اس سے کیا کہا تھا تم نے مجھ سے کہ سر اسے

بہت خوش رکھوں گا یہ خیال رکھ رہے ہو میری بیٹی کا۔

ایسا کچھ نہیں ہوا ہے۔ یاور نے بولنا چاہا لیکن زمان صاحب نے اسکی بات کاٹی

میں سب کچھ دیکھ چکا ہوں اور کہہ رہے ہو کچھ نہیں ہوا۔ زمان صاحب نے یاور کو پیچھے جھٹکا

طلاق کے کاغذات پہنچ جائیں گے تمھارے گھر چلو اروب یہ کہتے ہوئے وہ باہر کی طرف بڑھیں

ایک منٹ زمان صاحب یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟

اروب اس گھر کی بہو ہے وہ کہی نہیں جائے گی

اور رہی بات ان دونوں کے جھگڑے کی تو میاں بیوں میں یہ چھوٹی موٹی لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔

اماں سرکار نے سڑھیاں اترتے ہوئے کہا

یہ سنتے ہی سید زمان بھڑک اٹھا اور کہا

وہ میری بیٹی کو مارتا ہے کیا یہ آپ کو چھوٹی موٹی لڑائی لگتی ہے سلطانہ صاحبہ وہ میری اکلوتی بیٹی ہے میں نے آج تک اس کی طرف غصے سے نہیں دیکھا اور یہ۔ یہ میری بیٹی کو مار رہا ہے آپ کی اس قدر چھوٹی سوچ ہو سکتی ہے یہ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا میں اپنی بیٹی کو ایسے گھر میں ہر گز نہیں رکھوں گا جہاں ایسی سوچ کے مالک انسان ہوں

اور یاور تم تو ایک فوجی تھے اور جہاں تک میرا علم ہے فوج میں تو یہ سب نہیں سکھایا جاتا اچھا ہوا تم نے فوج سے رائزین کر لیا ورنہ تم جیسے انسان فوج می بھرتی ہوں تو اس پیشے کی سراسر بدنامی ہے۔

آپ اب حد سے بڑھ رہے ہیں زمان صاحب وہ میرا پوتا ہے اور یہ کیا سوچ کی بات کر رہے ہیں آپ پہلے اپنی بیٹی کو تو اس قابل بنائیں کے وہ اس گھر کی بہو بن کے رہ سکے اور اگر اتنا ہی شوق ہے طلاق کا تھبا لگوانے کا تو شوق سے لے جائیں اماں سرکار نے طنزاً اروب کی طرف دیکھا

اروب کی انکھوں میں آنسو تھے جب اسنے کہا

خدا تم جیسی عورت کو ایسا منہ کے بل گھرائے گا کبھی اٹھ نہیں سکو گی تم۔ اماں سرکار ہو اس گھر کی تو خدا کے لیے انصاف سے اور پیار سے اس گھر کو چلاو۔ تم نے ناں صرف اپنی بلکلے اپنے پوتے کی بھی زندگی برباد کر دی اور مجھے افسوس ہے کہ یاور میرا شوہر ہے اروب یہ کہہ کر آگے بڑھنے لگی تھی۔

جب اسکے آگے بڑھتے قدم وہی ٹھہر گئے

ایک منٹ بابا ابھی نہیں اس حیوان انسان کی اصلیت سب کو پتا چلنی چاہیے۔

اروب وہی رک گئی تھی اور یاور کی طرف دیکھا جو وہی بے بس کھڑا تھا

کیسا محسوس ہو رہا ہے یاور علی بٹ کتنی تکلیف ہوئی بولو یہاں دل کو کچھ ہوا۔ بولو بولتے کیوں نہیں ایسے ہی اس معصوم کی زندگی برباد کی تھی ناں

اروب خدا کے لیے بتاو کیا ہوا ہے دانین ٹھیک ہے رافع نے آگے بڑھ کے کہا

یہ سب اس حیوان سے پوچھیں رافع اسنے آپ کی بہن کے ساتھ کیا کیا ہے۔

اروب نے سامنے کھڑے یاور کی طرف اشارہ کیا رافع نے اسکی طرف دیکھا

یہ جھوٹ بول رہی ہے رافع میں نے دانین کے ساتھ کچھ نہیں کیا یہ ویسے تمھیں میرے خلاف بھڑکا رہی ہے

یاور کے چہرے پر پسینے کی دھاریں بہنا شروع ہو گئ آخر کب تک جھوٹ چھپنا تھا ایک نا ایک دن یاور کی سچائی سب کو پتا چلنی تھی اور آج یاور کا دن تھا۔

کیا کیا تم نے میری بہن کے ساتھ بول رافع اس پر لپکا تھا احمد شہریار نے اگے بڑھ کر رافع کو پیچھے کیا اہل نے خود کو روک رکھا تھا

میں بتاتی ہوں رافع یہ کیا بتائے گا اس جیسا احسان فراموش اور سنگ دل انسان میں نے کبھی نہیں دیکھا ۔اسنے ایک چھوٹی سی بات پر دانین کی زندگی کو اجاڑ دیا۔اس دن نکاح میں حیدر دانین کے بھلانے پر اسکے کمرے میں نہیں آیا تھا بلکے اس یاور کے کہنے پر آیا تھا یاور نے خود اسے کہا تھا کہ وہ دانین کے کمرے میں آئے اور اس سے محبت کا جھوٹا دعوا کرے

جیسے جیسے اروب بتا رہی تھی سب کے پیروں تلے زمین کسک گی اماں سرکار چونک گی۔رافع کا دل کر رہا تھا کہ وہ اسے زندہ گاڑھ دے۔

اسنے سب کے سامنے اسے بدنام کر دیا قہ بیچاری معصوم اس حیوان کا اصل چہرہ کبھی نہیں سمجھ پائی تھی۔
اور حیدر نے اس کے کہنے پر وہی کیا اور اس سے نکاح کر کے کراچی لے گیا جہاں وہ درندہ دانین کے
ساتھ ہر روز اسے مار تا تھا اسے اذیت دیتا تھا۔وہ بھی اس یاور کے کہنے پر کیونکہ یاور چاہتا تھا دانین بھی
ویسے ہی تڑپے اسکی بھی عزت ویسے ہی بدنام ہو جیسے دانین نے سب کے سامنے اسکی تھی۔

لیکن کہتے ہیں ناں خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے اللہ نے اس سے زندگی کی سب سے بڑی خوشی چھین لی
اور اسے اولاد کی خوشی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا

رافع خود کو قابو میں نا رکھ پایا اسنے یاور کو پکڑا اور اسے تھپڑ مارنا شروع کر دیے۔

بول کہاں ہے میری بہن۔یاور آج میں تجھے جان سے مار دوں گا میری بہن کے ساتھ کیا کیا ہے تم نے
کہاں لے کر گیا ہے وہ اسے۔یاور نے اسے دبوچہ ہوا تھا اور تھپڑ پر تھپڑ رسید کر رہا تھا

سب گھر والے آگے بڑھے اور انھیں ایک دوسرے سے الگ کیا

یاور اونچی اونچی آواز میں بولنے لگا

ہاں کیا ہے تیری بہن کے ساتھ اور اس میں برا کچھ نہیں میں نے اپنا بدلہ پورا کیا ہے اسنے بھی تو مجھے اماں
سرکار کے سامنے بے عزت کیا تھا میں کیسے بھولوں۔

وہ پھر اگے بڑھنے لگا اروب نے اسے روکا

ایک منٹ رافع اسے کچھ مت کہو اپنی بہن کو بچاو جو اس درندے کے شکنجے میں ہے جو ہر روز تمھارا انتظار کر رہی ہے۔

میں تمھیں ایڈریس بتاتی ہوں اروب نے جلدی سے فون سے دانین کا ایڈریس نکال کر رافع کو دیا رافع اور اہل فوراً باہر کی طرف بڑھ گئے

اماں سرکار میری بات سنیں یاور اپنی حمایت کے لیے۔ بڑھا

جب اماں سرکار نے اسے تھپڑ مارا

میرے قریب مت آو۔ یاور تم یہ حق کھو چکے ہو مجھے شرم آتی ہے کہ تم میرے پوتے ہو۔ تمھیں زرا بھی کوفت نہیں ہوئی یہ سب کرتے ہوئے تمھیں اپنے گھر کی عزت کی کوئی پروا نہیں اپنے چاچا کی طرف دیکھ لیتے جو بیمار ہیں شکر وہ آج وہ گھر پر نہیں تھے میں نے انھیں اسلام آباد چیک اپ کے لیے بھیج دیا۔ اگر وہ یہ سب آج سنتے تو ان پر کیا بیتی تمھیں اندازہ ہے۔

تو آپ کونسا کم ہیں اماں سرکار یاور نے جنونی انداز میں کہا

آپ کا خون ہوں آپ نے بھی تو رابیل چاچی کے ساتھ ایسا کیا تھا اور منتہا کے ساتھ بھی بولیں اگر میں اس چیز میں گنہگار ہوں تو آپ بھی برابر کی حصے دار ہیں اور یہ سب کچھ میں نے آپ سے ہی سیکھا ہے

منتہالیز اسب کی آنکھوں میں آنسو تھے احمد شہریار اسامہ سب خاموش کھڑے تھے سب درد میں تھے آنکھوں میں انسو رواں تھے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ یاور اور اماں سرکار اس قدر ظالم ہو سکتے ہیں

بکواس بند کرو یاور۔ اماں سرکار غرائی

بولنے دئیں اسے آج منتہا نے کہا اور اماں سرکار کے قریب گئ

صیح تو کہہ رہا ہے وہ جیسا خون ہو گا ویسا ہی اثر ہو گا ناں جب آپ کے سینے میں دل نہیں ہے تو اس میں کیسے ہو گا

اماں سرکار نے منتہا کو مارنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تھا کہ شاہانہ نے ان کا ہاتھ پکڑا

بس کریں اماں سرکار کب تک یہ ظلم سب پر ڈھائیں گی آگے آپ نے اتنی زندگیوں کو برباد کر دیا اور کتنوں کی کریں گی

یاور تمھی زرا بھی کوفت نہیں ہوئی دانین کے ساتھ یہ سب کرتے ہوئے بولو وہ اس گھر کی اکلوتی بیٹی تھی تم نے اسے برباد کر کے رکھ دیا لیکن دیکھا خدا نے کیسے تمھیں برباد کیا۔ تم سے تمھارے جینے کی وجہ چھین لی۔ تم نے اسے درد میں جھونکا تھا اب تم ہر روز اس درد میں تڑپو گے لیکن تمھیں کہی سے سکون نہیں ملے گا

اروب اور زمان صاحب جا چکے تھے پورا گھر سکتے میں تھا اب سب اہل اور رافع کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ کب دانین کو اپنے ساتھ لے کر آئیں وقت اپنا رنگ بدل رہا تھا یاور علی بٹ کی اذیت کا دور قریب تھا۔وہ چپ چاپ گھر سے باہر نکل گیا تھا

اسکے ساتھ زندگی نے جو کیا اسے دھچکا لگا تھا اسنے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ ایسا سب کچھ اسکے ساتھ ہو سکتا ہے

" یاور مجھے اس سے بچا لو یہ مجھے مار دے گا تمھیں رافع "بھائی نے یہاں بھیجا ہے ناں

اسے دانین کے وہ الفاظ بار بار کانوں میں گونج رہے تھے وہ ان آوازوں کو بند کرنا چاہتا تھا لیکن وہ آوازیں دانین کا وہ چہرہ اسکی انکھوں کے سامنے تھا۔اسے سکون نہیں مل رہا تھا وہ سکون کی چاہ میں باہر سڑک پر چل رہا تھا دل میں ولولہ سا مچ گیا درد کی لہر اسکے وجود میں سے گزری۔ آج یاور علی بٹ نے درد کو جانا تھا اس درد کو جس میں سے اس نے دانین کو گزارا تھا۔

وہ سکون ڈھوڈنا چاہتا تھا اور اب شاید اسکا ضمیر اسے سکون میسر کرتا۔

رافع اور اہل نے حیدر کے گھر پر دستک دی حیدر نے جیسے دروازہ کھولا

رافع نے اسے پکڑ کر دو تین تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کیے اور پھر لٹا کر اسے اپنی پوری طاقت سے مارا

بتا میری بہن کہاں ہے دانین کو بھلاو۔اہل جلدی سے کمرے دیکھنے لگا لیکن دانین کیسی بھی کمرے میں موجود نہیں تھی

وہ اونچی اونچی آوازوں میں اسکا نام پکار رہا تھا لیکن کوئی جواب آگے سے نہیں مل رہا تھا

رافع دانین گھر پر نہیں ہے۔اہل نے جیسے اسے بتایا

رافع نے گن اسکے ماتھے پر رکھی۔

سالے میری بہن کو کہاں چھپا کے رکھا ہے بول ورنہ ابھی اسی وقت تمھیں مار دوں گا

رافع کی

آنکھوں میں جنون تھا۔وہ اسکے اوپر لپک پڑا تھا۔

م۔۔م۔میں نے اسے طلاق دے دی وہ یہاں سے چلی گئ ہے مجھے نہیں پتا وہ کہاں ہے۔وہ اسی دن یہاں سے چلی گئ تھی

حیدر کی آواز خوف سے اٹک رہی تھی

اہل نے آکر اسے گریبان سے پکڑ کر دھکیلا

کیا کہا طلاق دے دی۔۔کیا کیا ہے تم نے اسکے ساتھ اہل اور رافع نے مل کر حیدر کو اتنا مارا تھا لیکن وہ بار بار یہی کہہ رہا تھا کہ اسے نہیں پتا دانین کہاں ہے

وہ دونوں بے بس ہو چکے تھے ظلم کی انتہا ہو چکی تھی رافع کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ یاور اور حیدر کو مار دے۔رافع نے پولیس کو فورا کال کی

انوار صاحب جلدی سے یہاں پہنچ جایئے مجھے اس کمینے کی چیخیں میرے گھر تک سنائی دینی چاہیے

اہل رافع کو حیدر کے پاس چھوڑ گیا تھا اور وہ دانین کے ڈھوڈنے نکل پڑا

انہوں نے حیدر کو رسیوں سے باندھا ہوا تھا کہ وہ بھاگ نہ سکے۔

رافع کمرے کی طرف بڑھا تو اسے دانین کی گھڑی سامنے ٹیبل پر پڑی نظر آئی جو ٹوٹی ہوئی تھی اسنے جلدی سے اسے پکڑا

اور پھوٹ پھوٹ کے رونے لگ پڑا

میری دانین نے کتنا ظلم اذیتیں برداشت کی تھیں۔اسے اچھے سے یاد تھا یہ گھڑی دانین کو کتنی پسند تھی

بھائی یہ میرے لیے ہے؟

دانین نے گھڑی کو دیکھتے کہاں

ہاں یہ میری گھڑیا کے لیے۔یہ کیسے ہو میری گھڑیا کوئی چیز پسند کرے اور میں اسے نہ لا کر دوں رافع نے جیسے کہا وہ خوشی سے اسکے گلے لپٹ گئی

آپ دنیا کے سب سے بیسٹ بھائی ہیں آئی ایم ویری لکی کہ مجھے رافع بھائی ملا۔

اس رافع نے قہقہ لگایا

اور میں بھی بہت لکی ہوں کہ مجھے اللہ نے اتنی پیاری گڑیا دی اچھا اب پہن کر تو دکھاو کیسی ہے رافع نے گھڑی دانین کی کلائی پر باندھی

بھائی یہ بہت پیاری ہے۔دانین اب اسے پہن کر دیکھ رہی تھی

لیکن تم سے کم۔رافع نے اسکی پیشانی کو چوما

ہمیشہ خوش رہو کوئی بھی چیز تم سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی دانین تم سب سے اہم ہو

رافع نے جیسے کہا وہ اسکے گلے لگ گی

اچانک ماضی کا تسلسل ٹوٹا رافع کی آنکھوں سے آنسو اس گھڑی پر گر رہے تھے اسنے بے اختیار اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

اور میں نے اپنی گڑیا کو ان لوگوں کے سامنے چھوڑ دیا کس منہ سے میں اس سے معافی مانگوں گا۔دانین خدا کے لیے کہی سے واپس آجاو ایک دفعہ ہمیں مل جاو

حیدر وہی بے ہوش رسیوں میں بندھا پڑا تھا۔رافع کا اسکے قریب کھڑے رہنے کو دل نہیں کر رہا تھا ۔لیکن وہ اسے ہاتھ سے بھی جانے نہیں دے سکتا تھا۔

اسنے اہل کو کال کی لیکن اہل نے اسے بتایا کہ وہ کہی بھی نہیں مل رہی

رافع جب جب یہ سنتا وہ اور حیدر کو مارتا لیکن وہ ایک ہی بات پر اٹکا ہوا تھا

کہ اسنے اسے طلاق دے دی ہے مجھے نہیں پتا وہ کہاں ہے

رافع آگے سے بے بس ہو جاتا

اسکی چھوٹی سی بہن پر اس عمر میں آکر طلاق کا دھبا لگ گیا۔وہ کتنا ٹوٹ گئی ہو گی جب اس پر اتنا ظلم ہوا ہو گا۔وہ کیسے برداشت کر لیتی ہو گی رافع کو اچھے سے یاد تھا جب وہ کبھی پریشان ہوتی یا چوٹ لگتی تو وہ فورا رافع کے گلے لگ کر روتی تھی۔

لیکن تب وہ بھی نہیں تھا اسکے ساتھ دانین خدا کے لیے واپس آجاو

رافع نے بے بسی سے اوپر دیکھا شکایات وہی دم توڑ گئی۔

رافع دانین کہاں ہے۔م۔۔میری بیٹی کہاں ہے رافع تیمور جہانگیر نے رافع کو دونوں بازوں سے پکڑا ہوا تھا

رافع پتھر کی مانند ہو گیا تھا آج بٹ ہاوس میں قیامت کا دن سے کم نہیں تھا

بوڑھا باپ اپنی اولاد کو دیکھنے کے لیے تڑپ رہا تھا دل کے مرض نے تیمور جہانگیر کو اور بڑھا کر دیا تھا اور وقت سے پہلے ملنے والے غموں نے اسے کمزور بنا دیا تھا۔

وہ میری رابیل کی آخری نشانی تھی رافع رابیل نے جاتے ہوئے تمھیں کہا تھا کہ اسکا ہمیشہ خیال رکھنا کیا کیا تم نے بولو کہاں چھوڑ دیا میری بیٹی کو جواب دو رافع تیمور جہانگیر کی آواز میں درد تھا انکھوں میں آنسو تھے وہاں پر موجود ہر شخص ٹوٹا ہوا تھا سوائے اماں سرکار کے جو چپ کھڑی تھی رافع تو ایسے جیسے بے جان ہو گیا تھا بس آنکھوں کو جھکائے رو رہا تھا۔ ہر طرف سوز تھا۔ اور ہر کوئی دانین پر ہونے والی زیادتیوں پر تڑپ رہے تھے۔

چاچا جان مجھے م۔۔ معاف کر دئیں م۔۔ میں دانین کی حفاظت نہیں کر پایا م۔۔ مجھے معاف کر دئیں میں رابیل چاچی سے کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کر پایا۔ دانین کی زمہ داری میں پوری نہیں کر سکا۔ اسے واپس نہیں لا سکا۔

رافع تیمور جہانگیر کے آگے ہاتھ جوڑ کر بے بس کھڑا تھا جب سب نے یہ دیکھا تو خدا کی قسم سب کی آنکھوں میں آنسوں ایک درد کا پہرہ چھا گیا سب اس اذیت سے گزر رہے تھے کہ اس کفیت کو بیان کرنا ناممکن تھا۔

وہ حیدر کے پاس تھی تو وہ تمھارے ساتھ کیوں نہیں آئی رافع تم اسے واپس کیوں نہیں لائے تیمور نے اونچی آواز میں بولا تھا

وہ وہاں پر نہیں ہے چاچا جان دانین وہاں سے جا چکی ہے حیدر نے اسے طلاق دے دی جیسے یہ الفاظ تیمور جہانگیر اور باقی گھر والوں نے سنیں ایک منٹ کے لیے ہر طرف سناٹا سا چھا گیا تیمور جہانگیر کی چلتی ہوئی سانسیں یوں مانوں رک سی گئ تھی منتہا دو قدم پیچھے ہٹی تھی احمد وہی زمین پر بیٹھ گیا تھا۔ شہریار نے فورا اگے بڑھ کر اسے سہارا دیا لیکن احمد ایسے جیسے بے جان سا تھا سانسوں پر درد چھا سا گیا

ب۔۔ بھائی ہماری دانین کہاں ہے بھائی دانین کو واپس لائیں احمد زور زور سے پکارنے لگا

ی۔۔ یہ یاور بھائی نے کیا کر دیا۔ بھائی اس نے ہماری دانین کے ساتھ کیا کر دیا

سارا گھر خاموشی کے آنسوؤں میں رو رہا تھا۔ تیمور جہانگیر وہی پتھر کی مانند ہو گئے تھے۔ پھر ایسے جیسے کیسی نے انکے اعصاب پر زور ڈالا ہو وہ اپنے قدموں پر ٹھیک سے کھڑے نہیں ہو سکے اسامہ نے فورا انھیں سہارا دیا

اور نھیں کمرے کی طرف لے کر گئے۔۔

بھائی کچھ تو بولیں۔ احمد نے رافع کو پکڑا ہوا تھا۔ لیکن رافع کچھ نہیں بول رہا تھا۔ کچھ بھی نہیں اور یہ خاموشی سب کچھ بیان کر رہی تھی

منتہا آگے بڑھی اور احمد کو اپنے گلے لگا لیا

احمد حوصلہ رکھو دانین مل جائے گی

بھابھی کب۔۔ ملیں گی وہ۔۔وہ ہمیں چھوڑ کر چلی گئ بھائی یاور نے انکی زندگی اجاڑ دی۔۔

منتہا نے اسے حوصلہ دیا۔رافع وہی سے واپس پلٹ گیا

آج وہ پورا خاندان برباد ہو گیا تھا سب کی زندگیاں ایک بربادی کے دھانے پر کھڑی ہو گئ تھیں اور اس میں آج وہ تینوں اجڑے تھے ایک دانین دوسرا رافع اور تیسرا اہل یاور علی بٹ۔۔کا جھوٹ کا سر قلم ہوا تھا اسکے جھوٹ کو منہ کی کھانی پڑی تھی۔وہ اپنے کمرے میں بند تھا ۔اسکا ضمیر اسے ہر سکینڈ ہر منٹ ملامت کا احساس دلاتا کہ وہ خود کو مارنے لگتا تھا۔لیکن اسے سکون کہی پر بھی نہیں مل پاتا

وہ اپنے کمرے میں موجود تھا جب اسکے دروازے پر دستک ہوئی

دروازہ کھولو یاور۔رافع چلایا تھا اور زور زور سے دروازہ کھٹکھٹایا

یاور نے جیسے دروازہ کھولا رافع نے اسے گریبان سے پکڑ لیا

بتا میری بہن کہاں ہے یاور کیا کیا ہے تم نے اسکے ساتھ تمھیں زرا بھی ترس نہیں آیا کہ تم اسکے ساتھ کیا کر رہے ہو وہ صرف 24 سال کی ہے یاور بچی تھی وہ تم نے ایک دفعہ بھی یہ نہیں سوچا کہ اسکی زندگی کس حال میں گزرے گی وہ ک۔۔ کبھی ایسے اکیلے باہر نہیں گئ تھی م۔۔مجھے ہمیشہ کہتی تھی کہ رافع بھائی

جب تک آپ میرا ہاتھ تھامے رکھتے ہیں تو مجھے سب نظر آنا شروع ہو جاتا ہے اور اب وہ ان راستوں پر اکیلی بھٹک گئ۔ اور اسکے ذمہ دار تم ہو

رافع کا بس نہیں چل رہا تھا۔ اسنے پوری طاقت سے اسے پکڑا ہوا تھا

اسے طلاق ہو گئ اس عمر میں وہ طلاق یافتہ کہلائے گی شرم نہیں آئی اسکے ساتھ یہ سب کرتے ہو لیکن خدا کی لاٹھی بے آواز ہے تم نے جو اسکے ساتھ کیا ہے اسکا تمھیں بدلہ ضرور ملے گا

یاور نے خود کو رافع کی گرفت سے چھڑایا

میں نے کچھ کیا رافع۔ اور مجھے نہیں پتا وہ کہاں ہے میں نے حیدر سے کہا تھا کہ اسکا اچھے سے خیال رکھنا مجھے نہیں پتا تھا کہ حیدر اسے مارتا تھا

جیسے یاور نے کہا رافع نے ایک زور دار تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کیا

کس قسم کے انسان ہو تم؟ سب کچھ سامنے آگیا ہے یاور اور ابھی بھی تم خود کو بے قصور کہہ رہے ہو اتنے میں اسامہ کمرے میں آیا اور رافع کو پکڑا

اسامہ مجھے چھوڑو اسنے میری بہن کو برباد کر دیا

م۔۔میں اسے نہیں چھوڑوں گا چھوڑو اسامہ۔ رافع حالت ایسی تھی کہ کوئی بھی دیکھتا تو وہ اپنے آنسو نہ روک پاتا

اسامہ کی آنکھوں میں آنسو تھے وہ رافع کو تھامے باہر کمرے سے لایا

اور اسے اپنے سینے سے لگالیا

حوصلہ رکھو رافع دانین مل جائے گی۔ اسامہ نے اسے اپنے گلے سے لگایا ہوا تھا۔ پورا خاندان ٹوٹ چکا تھا۔

احساس اور جذبات اس اذیت میں مبتلا تھے۔ شاید اس درد کو کوئی برداشت کر سکتا ہو۔

اہل نے اس راستے پر گاڑی کا رخ کر لیا تھا۔ وہ بار بار دعا کر رہا تھا کہ اسے دانین وہاں سے نہ ملے۔ وہ چاہ رہا تھا دانین کبھی اسے اس جگہ سے ناں ملے جہاں رابیل خاں قید تھی اس طائف کے کھوٹے کی طرف جاتے ہوئے اک درد کا احساس ہو رہا تھا

اپنی آنکھوں کو مسلتے ہوئے۔۔ وہ بار بار یہی دعا مانگ رہا تھا

یا اللہ اس جگہ سے دانین کبھی نہ ملے۔ اور اگر وہ یہاں ہوئی تو؟ بہت سے سوال اسکے ذہین میں پیدا ہو رہے تھے لیکن اسے وہاں جانا تھا اپنی محبت کے لیے جانا تھا رافع کی بہن کے لیے جانا تھا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ جب جب وہ اس کھوٹے کی طرف اپنا قدم بڑھاتا تو اسے کس قدر تکلیف ہوتی تھی یہ وقت ان سب کے لیے عذاب قہر سے کم نہیں تھا۔ اہل رافع اور باقی سب گھر والے اس عذاب سے دوچار تھے۔

مجھے حسینہ بیگم سے ملنا ہے؟ اہل نے سامنے کھڑے آدمی سے کہا

تم کون ہو صاحب ؟اس آدمی نے بڑے غور سے اہل کو دیکھا اور پھر اسکی انکھوں میں تو وہ رک سا گیا

تم لے کے جاوگے یاں نہیں ؟اہل نے زرا سختی سے کہا

ارے صاحب غصہ کیوں ہو رہے ہو آوناں اندر آو۔وہ آدمی اہل کو لے کر اندر بڑھا اہل ہر چیز کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا سامنے کمروں میں بیٹھی لڑکیاں وہ ان چہروں کی طرف دیکھنا نہیں چاہتا تھا لیکن آج اسے دانین کے لیے یہ سب کرنا پڑ رہا تھا اسے شک تھا شاید وہ حسینہ اسے اپنے پاس لے گئ ہو جب اسے پتا چل۔گیا تھا کہ دانین رابیل کی بیٹی ہے۔وہ اپنے شک کو دور کرنے آیا تھا

جب لڑکیاں اہل کو دیکھتی تو وہی ٹھہر جاتی اس میں کشش اتنی تھی لیکن وہ انسان اب نارمل حالت میں نہیں تھا عشق میں مبتلا لوگ کہاں ہوش میں ہوتے ہیں عقل پر آنکھوں پر ہر چیز پر عشق حاوی ہو جاتا ہے ۔اور وہ محبت میں ہارا ہوا عاشق تھا

حسینہ بیگم نے جب اہل کو اپنے سامنے دیکھا تو وہ ایک منٹ کو وہی ٹھہر گئ اسکی آنکھیں وہی منجمد ہو گئ تم یہاں ؟وہ اہل کو بڑے اچھے زے جانتی تھی انھیں اچھے سے یاد تھا جب دانین کو وہ یہاں لے کر آئیں تھیں تو اہل نے کس طرح انھیں دھمکی دی تھی کہ وہ کبھی دانین کی طرف دیکھیے بھی ناں اور آج وہ اسکے سامنے کھڑا تھا کیوں ؟کیا لینے آیا تھا ؟

اہل کی بھیگی ہوئی آنکھیں جیسے کچھ ڈھونڈ رہی ہوں

کس کو ڈھونڈ رہے ہو اہل نیازی اپنی محبت کو؟ وہ تمھیں یہاں نہیں ملے گی

حسینہ نے طنزاً مسکراتے ہوئے اہل کو دیکھا جو اسکی طرف دیکھ رہا تھا

کیا آپ کو پتا ہے وہ کہاں ہے؟ اہل نے بڑی امید کے ساتھ اس سے سوال کیا تھا

ہائے میں مر جاواں۔ درد ہو رہا ہے ناں۔ یہاں دل پر ایک اذیت ناک تکلیف کا احساس ہو رہا ہے۔ وہ اہل کے قریب کھڑی تھی اور اسکے سینے پر ہاتھ رکھے بول رہی تھی

اہل بابو یہ محبت کی ریت ہے۔ اس میں تو درد ہی درد مقدر میں ملتا ہے خوشی کا حصول کبھی نہیں ہوتا اور دیکھاناں آج تمھیں قسمت پھر وہی اسی جگہ لے آئی۔ کیا کہا تھا تم نے مجھے

کہ آج کہ بعد دانین مواس کھوٹے میں مت لانا۔ دیکھو کیسے آج تمھاری ہی محبت نے تمھیں اس کھوٹے کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا

حسینہ بیگم نے ماضی کی تلخیوں کو ایک دفعہ پھر یاد کیا۔ وہ اہل کو اسکے کہے ہوئے الفاظ دوبارہ ہاد کروا رہی تھی

حسینہ اگر تمھیں پتا ہے دانین کہاں ہے تو پلیز مجھے بتادویاں اگر وہ یہاں ہے تو اسے میرے ساتھ جانے دو میں تمھارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں۔ اہل نے حسینہ کے آگے ہاتھ جوڑ دیے تھے

محبت انسان کو کتنا لچار اور بے بس کر دیتی ہے۔ کہ اسے پانے کی چاہ میں انسان سے کچھ بھی کروالیتی ہے۔

اور آج اہل نیازی اپنی محبت کی بھیک مانگ رہا تھا

دانین یہاں نہیں ہے۔ہاں وہ رابیل کی بیٹی تھی لیکن اس دن کے بعد وہ کبھی یہاں نہیں آئی اور ناں وہ یہاں ہے

حسینہ کے لہجے میں اب احساس تھا وہ اہل کی حالت دیکھ کے چپ ہو گئ تھی۔

" کہاں ہے وہ؟

حسینہ نے کندھے پر ہاتھ رکھا

پتا نہیں بہت ڈھونڈ رہا ہوں نہیں مل رہی۔ کیا کروں میں۔

میں بہت بد نصیب انسان ہوں۔ جو اپنی محبت کی حفاظت نہ کر سکا

وہ گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھا ہوا تھا حسینہ کی انکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔

مل جائے گی بابو حوصلہ مت ہارو۔ اسنے اسے بازوں کپر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

لیکن اسے کیسے سکون آ سکتا تھا۔ اتنے مہینے گزر چکے تھے۔ اسے کیسی بھی دن سکون نہیں آیا ہر دن درد جدائی میں بیت جاتا۔ اور آنسوؤں سے رات گزر جاتی

Urdu Novels Ghar

وہ خالی ہاتھ وہاں سے لوٹا تھا۔زندگی رک سی گئ تھی۔اہل ایسے جیسے بے جان سا ہو گیا تھا۔آفس میں بھی وہ صبح سے

کام نہیں کر پاتا تھا۔اور دوسری طرف بٹ ہاوس کی کفیت کچھ یونہی تھی رافع اپنا سارا وقت باہر گزارتا اسکا گھر آنے کو دل نہیں کرتا تھا وہ جب گھر میں یاور اور ماں سرکار کو دیکھتا تو اسکا خون کھولنے لگتا تھا۔

اور رات کو وہ دانین کے کمرے میں رہتا تھا اسکی چیزوں کو دیکھتا اسکی یادوں کے ساتھ رات گزارتا تھا

دانین کی عدت آج ختم ہوئی تھی۔لیکن اسکے باوجود وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلتی تھی۔علیزہ اسکی حالت دیکھ کے روپڑتی تھی۔وہ اس سے چاہتے ہوئے بھی کچھ پوچھ نہیں پاتی تھی

دانین میں نے کچھ سوچا ہے؟

علیزہ نے کافی کا مگ اسکی طرف بڑھایا

دانین نے اسکی ظرف دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی

کیا؟

میں نے سوچا ہے کیوں ناں تم کوئی کام کرو میرا بیسٹ فرینڈ ہے عون وہ بہت ہی کامیاب بزنس مین ہے امریکہ میں اسکے بزنس کی برانچ یہاں پاکستان میں اوپن ہوئی ہے ویکیسنز بھی آئی ہیں کیوں ناں تم وہاں جوب کے لیے اپلائی کرو تمھاری عدت بھی پوری ہو گئ ہے اور ویسے تمھارا دل لگا رہے گا

علیزہ اسے اس تنہائی سے باہر نکالنا چاہتی تھی۔وہ چاہتی تھی دانین پہلے جیسے نارمل زندگی گزارے۔

ٹھیک ہے جیسا تم مناسب سمجھو دانین نے بغیر کیسی دلچسپی سے جواب دیا تھا۔

ویری گڈ میں ابھی عون سے بات کرتی ہوں۔علیزہ نے کہا اور کمرے سے باہر بڑھی

بیٹا کب تک ایسے زندگی گزارو گے آخر تمھیں شادی کرنی ہے آج نہیں تو کل

سلمہ بیگم نے اہل کو کہا تھا لیکن یہ سنتے ہی وہ فورا بولا

امی میں آپ سب کو پہلے بھی سب کچھ بتا چکا ہوں میں شادی نہیں کر سکتا

رابعہ میں کیا کمی ہے اچھی بھلی تو ہے وہ بولو سلمہ کی آواز میں اب سختی تھی

وہ دانین نہیں ہے امی بس اس میں یہی کمی ہے اور دانین کی کمی کوئی دوسری لڑکی نہیں پوری کر سکتا میں

صرف دانین سے محبت کرتا ہوں اور کیسی سے نہیں اہل نے جو نہی کہا

سلمہ بیگم دھک رہ گئ۔۔

وہ اہل کے قریب بڑھی تھی

تمھیں پتا بھی ہے تم کیا کہہ رہے ہو اہل ہوش میں تو ہو دانین طلاق یافتہ ہے بیٹا ہاں مانا تم اس سے محبت کرتے تھے لیکن اب تم اس سے شادی نہیں کر سکتے۔

کیوں نہیں کر سکتا امی۔ اور اچھا ہوا اماں وہ اس درندے کی شکنجے سے آزاد ہو گئ۔ جو اسے ہر روز بے دردی سے مار تا تھا اور میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے میں صرف دانین سے ہی شادی کروں گا

اسلیے آپ رابعہ کو منع کر دئیں میں کبھی اسکے ساتھ خوش نہیں رہ سکتا

اہل نے کہا اور اپنے کمرے میں چلا گیا سلمہ بیگم ہکا بھکارہ گئ تھی۔

اتنے میں مہر گھر میں داخل ہوئی تھی اسنے جب سلمہ بیگم کی طرف دیکھا تو وہ جان گئ تھی کہ انہوں نے اہل سے بات کی ہو گی۔ اسلیے اسنے کچھ بھی نہیں پوچھا تھا اور سیدھا اہل کے کمرے میں گئ تھی جب دروازہ کھولا تو وہ سامنے کھڑکی پر کھڑا باہر دیکھ رہا تھا آنکھوں میں آنسو تھے اور وہ ان آنسوؤں کی وجہ اچھے سے جانتی تھی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم بڑھاتی اسکے قریب گئ اور سامنے کھڑی ہو گئ۔ اہل نے ایک نظر اسکی طرف دیکھا پھر باہر دیکھنے لگا۔ بہت سی چھپی باتیں وہی دم توڑ گئ۔ ایک لمبی خاموشی حائل تھی ان دونوں کے درمیان پھر مہر نے اس خاموشی کے تالے کو توڑا

"کب تک ایسے بھاگو گے "وہ نہیں ملے گی تمھیں"

وہ نہیں تو کوئی نہیں مہر۔ اور میں ہمیشہ اسکے لیے بھاگوں گا اپنی محبت کے لیے چاہے مجھے اسے پانے کے لیے کیسی کے آگے بھی ہاتھ پھلانے پڑے میں کروں گا اسے پانے کے لیے کچھ بھی کروں گا آگے ایک دفعہ میں اسے کھو چکا ہوں لیکن اب نہیں۔ اب میں اسے کہی نہیں جانے دوں گا

اہل کے ہر الفاظ میں محبت کا جنون تھا مہر ہلکا سا مسکرائی

خدا کرے ایسا ہی ہو؟ وہ حیدر کے پاس نہیں ہے تو کہاں ہے؟

مہر نے جیسے سوال کیا۔ وہ بلکل خاموش ہو گیا تھا۔

پھر اسکے فون پر عون کا نمبر ظاہر ہوا۔

اہل میں نے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے میری بات غور سے سن۔۔

ہاں میں سن رہا ہوں بولو اہل نے اسے جواب دیا

یاور یہاں سے چلے جاو میں نے کہاں ناں میرا اب تمھارے ساتھ کوئی تعلق نہیں تم جو کر چکے ہو میں

ابھی وہی بھگت رہی ہوں چلے جاو

اروب نے اسے غصے سے کہا

دیکھو اروب ایسے تو مت کہو آگے اللہ نے مجھے اولاد سے محروم کر دیا ہے اب تم تو میرا ساتھ مت چھوڑو

اچھا میں نے تمھارے ساتھ جو بھی کیا ہے میں معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں بس خدا کے لیے ایسا ظلم مجھ

پہ مت کرو۔ مجھ سے طلاق مت لو۔

یاور آج گر گرا رہا تھا وہ انسان آج بے بس ہو چکا تھا اروب نے جب یہ سنا وہ اسکے قریب گئ

یاور علی بٹ معافی مجھ سے نہیں اس بے قصور سے مانگو جس کی زندگی تم نے برباد کر دی ہے اور پتا ہے یہ سب اسکی سزہ ہے تم نے جو دانین کے ساتھ کیا اللہ نے تم سے اسکا بدلہ لیا تم نے اسکی خوشیوں کا قتل کیا تھا ناں تو اللہ نے تمھاری خوشیاں تم سے چھین لی

سنا تم نے اور یہ تمھارا ضمیر اب تمھیں ساری زندگی ہی ملامت کرتا دہے گا تمھیں چین سے جینے تک نہیں دے گا اسلیے بہتر ہے دانین سے معافی مانگ لو تا کہ تمھاری جان بچ جائے

سمجھ رہے ہو ناں میں کیا کہہ رہی ہوں

اروب جیسے جیسے بول رہی تھی یاور کا پورا جسم کانپ رہا تھا خوف سے اسکی چہرے پر پسینے کی دھاریں بہنے لگی۔ ملامت اسکے چہرے پر ظاہر ہونے لگی۔ ندامت سے اسکی گردن جھک گئ تھی۔ اسنے کیا کر دیا کیسی بے گناہ کو اس گناہ کی سزہ دے دی جو اسنے کیا نہیں تھا۔ وہ پاگلوں جیسا ہو گیا تھا اسے کہی سے سکون میسر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ سکون تلاش کر رہا تھا

لیکن بار بار اسے دانین کا وہ چہرہ جس پر زخموں کے نشان تھے سب یاد آجاتا اسکے رونے کی آوازیں اسکی رات کی نیندیں تک اڑ جاتی تھی

اب وہ اکیلا رہ گیا تھا کوئی ساتھ اسکے ساتھ نہیں تھا اور جھوٹ کے راستے پر اکثر لوگ اکیلے ہی رہ جاتے ہیں آخر کب تک جھوٹ چھپتا آخر پر جیت ہمیشہ سچ کی ہوتی ہے

بیٹا یہ سکون تمھیں تب ملے گا جب تم اس سے معافی مانگو گے تمھارے دل کو سکون تب ہی ملے گا ایک درویش نے یاور کو کہا

یاور جو سکون کی چاہ میں اسکے پاس گیا تھا

بابا وہ نہیں مل رہی اور میں اسکے سامنے کس منہ سے جاوں وہ مجھے کبھی معاف نہیں کرے گی میں نے اسکے ساتھ بہت برا کیا کے بابا وہ مجھے معاف نہیں کرے گی۔م۔۔۔میں شرمندہ ہوں میں خدا سے بھی معافی مانگتا ہوں لیکن پتا نہیں مجھے ہر سکینڈ یہی لگتا ہے میرا ضمیر مجھے جینے نہیں دیتا۔جب اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھتا ہوں تو خون نظر آتا ہے جذباتوں کا احساسات کا خون۔جو میں نے اس بے گناہ کے کیے تھے ۔میں بھٹک گیا تھا بابا میں نے اسے اس گناہ کی سزہ دے دی جو اسنے کیا نہیں تھا

یاور اونچی اونچی آوازوں میں بول رہا تھا آج اسے نہیں ہوش تھی کہ وہ کیا کہہ رہا تھا اسنے دانین کی زندگی اجاڑی تھی اور اللہ نے اسکی اجاڑ دی

اہل کو لگا وہ پھر سے زندہ ہو گیا تھا دانین کی خبر اسکے جسم میں پھر سے روح ڈالنے کے برابر تھی

عون تو سچ کہہ رہا ہے ناں یار تو جھوٹ تو نہیں بول رہی واقعی دانین وہاں ہے

اہل کی خوشی کے مارے آنکھوں میں آنسو تھے انسان بھی عجیب ہے غم اور خوشی میں روتا ہے اہل کی سانسیں واپس لوٹا دی گئ تھی

نہیں یار میں نے بھلا تم سے کیوں جھوٹ بولنا تھا علیزہ میری بیسٹ فرینڈ ہے میری ابھی اس سے بات ہوئی ہے اسنے کہا تھا کہ اسکی دوست دانین تمھارے آفس میں کام کرنا چاہتی ہے اور جب میں نے اس سے اسکی ڈیٹیل مانگی تو اسنے مجھے دانین کے بارے میں سب کچھ بتایا

میں تمھیں علیزہ کا نمبر سینڈ کر رہا ہوں ابھی اس سے بات کر اور اسے کہہ کے میں دانین سے ملنا چاہتا ہوں

عون نے کہا اور فون بند کیا اور علیزہ کا نمبر اسے ٹیکسٹ کیا

اہل کے دل کی دھڑکنیں تیز تھی خوشی کے مارے اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے کچھ ہی سکینڈز میں علیزہ کا نمبر سکرین پر نمودار ہوا اہل نے ایک سکینڈ ضائع کے بغیر علیزہ کو کال

ہیلو ڈاکٹر علیزہ شاہ بول رہی ہیں اہل نے جلدی سے بولا

جی میں ڈاکٹر علیزہ ہی بات کر رہی ہوں فرمایئے؟ علیزہ نے آواز پہچاننے کی کوشش کی لیکن وہ اندازہ نہیں لگا پائی

جی میں اہل نیازی بات کر رہا ہوں۔ پلیز کیا آپ مجھ سے مل سکتی ہیں؟

آپ ہے کون اور آپ مجھ سے ملنے کا کیوں کہہ رہے ہیں؟علیزہ حیران ہوئی

میں۔۔ دانین کے گھر سے بات کر رہا ہوں خدا کے لیے یہ مت کہیے گا کہ دانین آپ کے پاس نہیں ہے

پلیز ایک دفعہ مجھے اس سے ملنے دئیں دیکھیں ہم سب اسکے لیے بہت پریشان ہیں

ایک دفعہ مجھے دیکھنے دئیں۔اہل جیسے جیسے بول رہا تھاعلیزہ بلکل تھم سی گئ تھی اسکے پاس بولنے کے لیے کچھ بچا نہیں تھا۔

وہ گھر پر ہے لیکن وہ پہلے جیسی دانین نہیں رہی مسٹر اہل نیازی وہ وہ دانین رہی نہیں جس کے قہقے سے سب خوش ہو جاتے ہیں اب تو اسکے چہرے پر سارے رنگ اڑ سے گئے ہیں۔وہ چہرہ جس کو دیکھنے لیے سب رک سے جاتے تھے اب اس پر جگہ جگہ زخموں کے نشانات ہیں۔اتنے خاموش کیسے رہ سکتے تھے آپ سب کہ اس بیچاری کو آپ نے اس انجان آدمی کے ساتھ رخصت کر دیا ایک دفعہ بھی اسکی بات نہیں سنی۔اور پھر مڑ کر اسکی خبر تک نہیں لی۔پتا بھی ہے وہ کتنی اذیت سے گزری ہے اتنی چھوٹی سی عمر میں طلاق کا دھبہ ایک لڑکی کے لیے بہت اذیت ناک ہوتا ہے اور دانین تیمور بٹ اب اس اذیت میں سے گزر رہی ہے۔

علیزہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا وہ اپنی دوست کی حالت دیکھ نہیں پائی تھی

اہل کی انکھوں میں آنسو رواں تھے۔اسکے پاس جواب دینے کے لیے کچھ نہیں بچا تھا۔سب کچھ برباد ہو گیا تھا سب ختم ہو چکا تھا۔

علیزہ نے فون بند کیا اور اسے گھر کا پتا ٹیکسٹ کر دیا

رافع اور اہل دونوں ہی علیزہ کے گھر کی طرف رواں تھے۔رافع کا دل زور سے دھڑک رہا تھا وہ کس منہ سے دانین کا سامنا

کرے گا وہ کیسے اس سے معافی مانگے گا کیسے اس کے دکھوں کا مداوا کرے گا۔رافع جب یہ سوچتا ایک درد اسکے سینے کو دوچار کر جاتا۔اہل بھی بلکل اسی کفیت میں مبتلا تھا۔محبت میں بے وفائی کرنے والے کی سزہ کیا ہوتی ہے۔اس کا اندازہ اسے ہو گیا تھا اسنے بیچ راستے پر چھوڑ دیا اور جب دانین کو اسکی ضرورت تھی تب وہ وہاں پر موجود نہیں تھا

گاڑی سامنے گھر کے باہر کھڑی تھی

دلوں میں ہل چل سی مچ گئ تھی۔رافع کے بڑھتے ہوئے قدم لرز رہے تھے اہل خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا دونوں ہی آگے بڑھ رہے تھے

دروازے پر دستک دی

جیسے دانین نے دروازہ کھولا

تینوں کی نظریں ایک دوسرے سے ملی۔بسب کچھ وہی تھم سا گیا۔

تینوں کے دلوں پر ایک ایسی درد کی لہر چھائی تھی کہ شاید وہ بیان ہو پاتی نم ہوتی ہوئی آنکھوں میں بے شمار سوال تھے شکوے تھے شکایات تھیں۔دانین تیمور بٹ رافع مجتبہ بٹ اور اہل نیازی آج ایک دوسرے کے سامنے تھے۔سانسوں کی رفتار تیز ہو گئ فضا میں بلکل خاموشی تھی۔دانین تو ایسے منجمد ہو گئ تھی جب اسنے رافع اور اہل کو اپنے سامنے کھڑا پایا یہ گھڑی ان تینوں کے لیے اس قدر تکلیف دہ تھی اس تکلیف کو وہ تینوں برداشت کر رہے تھے رافع اپنے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے دانین کی طرف بڑھ رہا تھا

بھائی آپ میرا ہاتھ ہمیشہ تھامے رکھیں گے ناں دانین نے رافع کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا تھا

یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے دانین کے ساتھ اسکا بھائی ہمیشہ ساتھ ہو گا

ماضی کی یادیں اسکی آنکھوں کے سامنے نظر آرہی تھی اسے اپنی وہ بہن کا چہرہ نظر آرہا تھا جس پر خوشی تھی معصومیت تھی ایک خوبصورتی تھی اور اب وہ چہرہ مرجھا سا گیا تھا

د۔۔۔دانین۔۔رافع کی آواز میں لرزش تھی اسنے دانین کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیا ہوا تھا

دانین بلکل چپ تھی کچھ نہیں بول رہی تھی۔بس آنسو ہی تھے اور درد ہی درد تھا

د۔۔دانین میری جان رافع جیسے کہا دانین بے اختیار اسکے سینے سے لگ گئ

اس گھڑی کو رافع ترس گیا تھا۔دانین نے بڑی مضبوطی سے رافع کو تھاما ہوا تھا رافع اسے مضبوطی سے تھامے رو رہا تھا الفاظ ختم ہو چکے تھے جو ہو چکا تھا اس کے لیے کوئی الفاظ باقی نہیں بچے تھے

اہل وہی دیوار کے ساتھ لگا تھا۔دانین کی حالت دیکھ کے وہ خود کو سنبھال نہیں پایا

دانین میری جان۔تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔تم۔۔ن۔۔۔نے اپنے رافع ب۔بھائی کو کیوں نہیں بتایا

رافع کی آواز اٹک رہی تھی

ایک دفعہ تو بتا دیتی کہ رافع بھائی مجھے یہاں سے لیں جائیں مجھے کیوں نہیں بتایا۔تمھیں پتا ہے میرا کیا ہوا ہو گا رافع مر جائے گا دانین

رافع نے جیسے یہ الفاظ بولے دانین نے فورا اسکے لبوں پر ہاتھ رکھا

" بھائی ایسا مت کہیں"

ہزار شکایت وہی دم توڑ گئ

م۔۔مجھے معاف کر دو دانین اپنے اس بھائی کو معاف کر دو جو تمھاری حفاظت نہیں کر پایا۔تمھارا خیال نہیں رکھ پایا میں بہت برا ہوں۔میں نے تمھیں اس شخص کے حوالے کر دیا جس نے تمھارے ساتھ یہ

سب کیا میں کیا کروں دانین میں بہت بے بس ہو گیا میں تمھارے ان زخموں کے ان اذیتوں کا کفارہ کیسے ادا کروں دانین میں۔۔ میں تم سے کیسے معافی مانگوں جو تم مجھے معاف کر دو

دانین خود کو اپنے ہی ہاتھوں سے مار رہا تھا دانین نے رافع کے ہاتھ پکڑ لیے

بھائی ایسا مت کریں۔ خدا کے لیے ایسا مت کریں آپ کو پتا ہے ناں جب آپ تکلیف میں ہوتے ہیں تو مجھے کتنی تکلیف ہوتی ہے دانین نے رافع کے ہاتھوں کو تھاما ہوا تھا

تو پھر گڑیا تم نے اس تکلیفوں کو کیوں برداشت کیا اس جرم کی سزہ کیوں برداشت کی جو تم نے کیا بھی نہیں تھا۔ یہ۔۔ یہ تمھارے چہرے پر نشان۔۔ دانین مجھے کیوں نہیں بتایا کیوں اس ظالم کا ظلم برداشت کیا میری جان تمھیں پتا ہے میں تمھیں درد میں نہیں دیکھ سکتا

مجھے معاف کر دو دانین اپنے بھائی کو معاف کر دو

نہیں بھائی ایسا مت کہیں اچھا ہوا ناں میرے ساتھ میں اس دنیا کی اصلیت سمجھ گئ میں نے ہمیشہ اس انسان کا ہاتھ پکڑا تھا جو صرف پیار کرتا تھا اسلیے میں دنیا کے جھوٹے چہروں اور پیار سے ناواقف تھی لیکن اب زندگی نے مجھے سب سیکھا دیا ہے اب دانین بڑی ہو گئ بھائی اس پر طلاق کا دھبہ لگ گیا۔ آپکی بہن اب طلاق یافتہ کہلائے گی اب میں آپ پر بھوج ہوں۔ اسلیے میں آپ کے سامنے نہیں آئی کہ آپ کیا سوچیں گے

دانین پھوٹ پھوٹ کے رو رہی تھی اہل نے آنکھیں بند کر لی تھیں وہ اس درد کو برداشت کر رہا تھا جو ناقابل تھا۔

تم نے یہ سب سوچ کیسے لیا گڑیا کہ تمھیں اپنے اوپر بھوج سمجھوں گا دانین تم میری زندگی کا اہم حصہ ہو جس کے بغیر رافع کچھ نہیں ہے تمھارے بغیر میرا کوئی وجود نہیں ہے گڑیا اور تم نے یہ تصور بھی کیسے کر لیا کہ میں تمھیں بھوج سمجھوں گا۔ تمھیں پتا ہے میں نے تمھیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا تم نظر نہیں آتی تھی تو مجھے ایسے لگتا تھا میں بغیر سانسوں سے جی رہا ہوں۔

رافع اسکے ہاتھ مظبوطی سے پکڑے کھڑا تھا دانین سر جھکائے بس رو رہی تھی

یاور۔۔۔نے جو بھی کیا اسکی سزہ وہ ہر روز بھگتے گا دانین اسنے جو تمھارے ساتھ کیا میں اس سے گن گن کے بدلہ لوں گا اور اس حیدر کو تو میں چھوڑوں گا نہیں

رافع نے اب اسکا ہاتھ اتنی مظبوطی سے تھاما ہوا تھا اب دنیا کی کوئی طاقت بھی وہ ہاتھ چھڑا نہیں سکتی تھی

چلو اب آو گھر چلتے ہیں رافع دانین کا ہاتھ پکڑے اسے باہر لے کر آیا

وہ پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ اہل اسے کچھ نہیں کہہ پایا تھا وہ اسے اپنے سینے سے لگانا چاہتا تھا لیکن اسکے قدم وہی رک سے گئے تھے جب اسنے دانین کی حالت دیکھی تھی چہرے پر زخموں کے نشانات ہاتھوں پر مارنے کے نشان تھے وہ یہ سب دیکھ کے تڑپ اٹھا تھا۔ وہ کیسے اسکا سامنا کرتا اس سے کیا کہتا کہ وہ اس

سے بے انتہا محبت کرتا ہے کیا وہ اب میری محبت کی قدر کرے گی میری محبت پر یقین کرے گی نہیں۔ کیسے کرے گی وہ جب اسے میری ضرورت تھی تب میں نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ اسنے کہا تھا مجھے یہاں سے لے جاو میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں

لیکن میں نے بے وفائی کے راستے کا انتخاب کر لیا اب کس منہ سے اسکے پاس جاوں

دانین بلکل چپ چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا رافع کے ساتھ پیچھے بیٹھی ہوئی تھی اور اہل گاڑی چلا رہا تھا زندگی اب ایک نئے امتحان کی طرف مڑی تھی وہ تینوں کی زندگیوں نے ایک نئے امتحان کے راستوں پر قدم رکھے تھے۔ اور اسکے آگے آنے والی مشکلات سے وہ ناواقف تھے۔ وہ تینوں پھر سے ایک اچھی امید کے ساتھ اپنی زندگی کی شروعات کے لیے چل پڑے تھے مگر ایک گہرا غم انکی زندگی کا کبھی پیچھا نہیں چھوڑنے والا تھا ماضی کے نشان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے انکی زندگیوں میں اپنی چھاپ چھوڑ گئے تھے دانین تیمور بٹ ان زخموں کی اذیت کو کبھی نا چاہتے ہوئے بھی نہیں بھلا سکتی تھی۔ اسکی وہ درد اور اذیتوں میں بیتے ہوئے دن رات اسکے نئے امتحانات میں سایے کی طرح ساتھ رہنے والے تھے

بے بس اور لچاری انسان کی زندگی کو کھوکھلا کر دیتی ہے زندگی کو بے رنگ سا کر دیتی ہے کہ انسان چاہتے ہوئے بھی زندگی کے نئے رنگوں میں رنگ نہیں سکتا۔ ایک عذاب کی طرح انسان کے دل ق دماغ میں

حاوی ہو جاتا ہے جب دل ٹوٹتا ہے ناں تو انسان کے اندر سے سب کچھ ختم ہو جاتا ہے ان تینوں کے دل ٹوٹ کے چور ہو چکے تھے۔جنکا جڑنا اتنا آسان نہیں تھا

رافع بار بار دانین کی طرف دیکھتا جو خاموشی سے باہر ونڈو سے دیکھ رہی تھی

رافع آگے ہو کر اسکی چہرے پر آتے آنسوؤں کو صاف کرتا اور پھر اسے اپنے ساتھ لگالیتا۔

یہ کفیت کے لیے الفاظ ختم ہو جاتے تھے۔بکھرے ہوئے لوگوں کے احساسات کو بیان کرنا ناقابل ہوتا ہے۔دانین کے آنسو رافع اور اہل سمجھ سکتے تھے دروازے پر گاڑی روکی

رافع جلدی سے گاڑی سے اترا اور اسنے دانین کا دروازہ کھول کے اسے باہر نکالا

اسنے ایک نظر اس گھر کی طرف دیکھا بے شمار یادیں درد ایک سکینڈ سے اسکے جسم سے آر پار ہو گئ

اماں سرکار میں اسے نہیں جانتی مجھے نہیں معلوم یہ کیسے میرے کمرے میں آیا خدا کی قسم میں نے اسے نہیں بھلایا تھا

میں اسے نہیں۔۔جانتی میرا یقین کریں

وہ آوازیں آج بھی اسکے کانوں میں چیخ چیخ کے گونج رہی تھی۔

اس گھر سے پیار اور درد کا تعلق بہت گہرا تھا۔اس گھر میں رابیل خان کی خوشیوں کو اجاڑ گیا تھا اس گھر میں دانین تیمور کے کردار کو میلا کر دیا گیا تھا

اس گھر میں منتہا خان کو بند کر دیا گیا تھا

دانین کے قدم وہی رک گئے تھے اس میں ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اگلا قدم کیسے اٹھائے

رافع نے دیکھا تو وہ اسکی طرف پلٹا اپنے اوپر لپیٹی ہوئی چادر کو دانین پر دی اور کہا

آگے بڑھو دانین تمھارا بھائی رافع تمھارے ساتھ ہے رافع نے یہ کہتے ہوئے دانین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اسکے ساتھ شانہ بشانہ چلتے ہوئے گھر میں داخل ہوا

جہاں سامنے سب گھر والے اسکا انتظار کر رہے تھے۔ احمد شہریار اور اسامہ اگے بھاگے تھے منتہا کے چہرے پر آنسو اور خوشی تھی۔ وہ دانین کو دیکھ کے ایک منٹ کے لیے سمٹ کر رہ گئ تھی۔ وہ دانین بٹ کی یہ کفیت دیکھ کے دھک رہ گئ تھی وہی نہیں بلکے ہر گھر والا سمٹ گیا تھا

احمد کے دل میں درد کی لہریں چھا گئ۔ جب اسنے اپنی بہن کو اس طرح دیکھا وہ اپنے قدموں کو بڑھاتا ہوا اسکے قریب گیا تھا دونوں خاموش تھے کوئ نہیں بول رہا تھا دانین چپ بس رو رہی تھی احمد نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے دانین کے بازوں کو پکڑا جس میں جگہ جگی مارنے کے نشان تھے جو نیلے رنگ کے ہو چکے تھے ہائے وہ کفیت سب گھر والے کے دل دہل کر رہ گئے تھے۔ احمد کی سسکیوں کی آوازیں بلند ہو گئ تھی اسنے بے اختیار دانین کو اپنے سینے سے لگا لیا سارے گھر والوں نے اپنی آوازوں کو دھبا لیا تھا اماں سرکار آج اس سنگ دل کی انکھوں میں بھی آنسو اگئے تھے

دانین میر یمیری جان یہ کیا ہو گیا۔ ی۔۔۔ یہ کیا کر دیا بھائی یاور نے دانین تم نے ہمیں کیوں نہیں بتایا ۔ہمیں معاف کر دو۔ دانین کچھ تو بولو دیکھو میں اب تمھیں بلکل بھی نہیں چڑاوں گا

کچھ کہو ویسے پہلے جیسے کہو جیسے پہلے کہتی تھی

احمد کے بچے میں تمھیں چھوڑوگی نہیں ا۔ ایک دفعہ کہوناں خدا کی قسم اس آواز کو میں ترس گیا تھا ۔۔ج۔۔جب تم مجھے کہتی تھی

احمد میں رافع بھائی کو بتاوں گی بعض آجاو۔ ایک دفعہ کہو مجھے۔ دانین کچھ بولو

ہمیں معاف کر دو احمد پھوٹ پھوٹ کے رو رہا تھا سارا گھر اسی کفیت میں تھا شہریار اسامہ آگے بڑھے اور احمد دانین کو اپنے گلے لگالیا درد کی فضا ہر جگہ پر حاہل تھی خاموشی میں چھپی درد کی ہزار داستانیں تحریر تھی۔ آنسوؤں میں درد جدائی تھی۔ سارے گھر والے دانین سے بہت خوشی خوشی ملے تھے

مجھے بابا سے ملنا ہے بھائی دانین نے جیسے کہا رافع فوراا سے اوپر تیمور جہانگیر کے کمرے کی طرف لے گیا کمرے کا دروازہ کھولا دانین نے بیڈ پر نالیوں میں لپٹے تیمور جہانگیر کو دیکھا دانین کی طلاق کا سننے کے بعد انکی طعبیت بہت ناساز ہو گئ تھی دانین آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی ہوئی اپنے بابا کی طرف گئ۔ اسنے تیمور جہانگیر کے ہاتھوں کو بے اختیار چوما اور اپنے سینے سے لگالیا۔۔ب۔۔۔ بابا اا ٹھیں ا۔۔ ادھر دیکھیں آپ

کی دانین آپ سے ملنے آئی ہے آپ کی دانین آپ کے گلے لگنا چاہتی ہے بابا انکھیں کھولیں ایک دفعہ مجھے اپنے سینے سے لگائیں۔میں آپ کے گلے سے لگ کر رونا چاہتی ہوں بابا۔

دانین کی آواز اٹک رہی تھی وہ تیمور جہانگیر کے ہاتھوں کو اپنے سینے سے لگائے زوروں سے رو رہی تھی رافع نے اسے کمرے میں اکیلا چھوڑ دیا تھا۔وہ باپ بیٹی کو وقت دینا چاہتا تھا

تیمور جہانگیر نے اپنی بند ہوتی آنکھیں کھولی سامنے دانین کا چہرہ نظر آیا تو چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ چھائی پھر اس چہرے پر لاکھوں درد کے نشانات نظر آئے تو انکھوں میں آنسو آگئے اور جھپٹ کے دانین کو اپنے سینے سے لگا لیا

میرا بچا۔میری دانین۔باپ بیٹی کتنی دیر ایک دوسرے کے ساتھ سینے سے لگے رو رہے تھے۔اذیت اتنی تھی کہ ختم نہیں ہو رہی تھی۔ تیمور جہانگیر تو زندگی سے ہار گیا تھا پہلے اپنی محبت کو ہار کر اور اب اپنی بیٹی کے ساتھ یہ سب دیکھ کے یوں مانوں اسکی کمر ٹوٹ گئ تھی۔اتنی چھوٹی عمر میں طلاق کا دھبہ اور ظلم کی انتہا جب وہ یہ سوچتا تو اسکا دل خون کے آنسو رونے لگتا

" مارتا تھا۔۔وہ

تیمور نے دانین کے چہرے پر زخموں پر ہاتھ رکھتے پوچھا

بہت بابا۔۔وہ انسان نہیں حیوان تھا میں سب کچھ برداشت کر لیتی لیکن یہ بات مجھے تڑپا دیتی تھی کہ میرے اپنے ہی مجھے اس اذیت میں جھونک گئے ی۔۔یاور نے میری زندگی کو اجاڑ دیا۔۔اماں سرکار نے میری ماں کو بے درد سے مار دیا۔ اپنے ہی درد دیتے ہیں تو پھر دوسروں سے کیا شکایت کرنی دانین کے منہ سے نکلنے والے ہر الفاظ میں ناقابلِ بیان درد تھا۔ تیمور جہانگیر نے ابھی تک اسے اپنے سینے سے لگایا ہوا تھا

میں شرمندہ ہوں میری بیٹی میں تمھارے لیے کچھ نہیں کر پایا مجھے معاف کر دو

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ بابا اس میں آپ کا کیا قصور ہے یہ تو میری قسمت میں تھا ناں۔ میری قسمت میں تھا کیونکہ میں رابیل کی بیٹی تھی اماں سرکار اور یاور نے اسی بات کا تو بدلہ لیا لیکن اب میں زندگی کے امتحانات سے لڑنا سیکھ گئ ہوں اب آپ کی دانین لوگوں کے چہرے پڑھ لیتی ہے ان میں چھپی نفرتوں کا اندازہ لگا لیتی ہے۔۔

تیمور جہانگیر جیسے جیسے سنتا اسکی آنکھوں میں آنسوں رواں ہو جاتے

اہل نے خود کو کمرے میں بند کر لیا تھا دانین کی وہ حالت دیکھ کے خود سے سوال پوچھتا۔خود کو کوستا کہ اسنے یہ کیا کر دیا وہ ہنسنے والی لڑکی تھی اور اب اسکے چہرے پر چھائی ہوئی درد کی تحریریں کہ کوئی بھی پڑھتا تو وہ آنسوناں روک پاتا

مہر اہل کے پاس بیٹھی تھی وہ سر جھکائے چیئر پر بیٹھا تھا

میں نے اسکے زخموں کی طرف دیکھا مہر۔وہ اتنی اذیت برداشت کر رہی تھی۔اتنی چھوٹی عمر میں۔وہ اتنے بڑے درد میں سے گزر رہی تھی۔ تمھیں پتا ہے اب اسکے چہرے میں ایک اداسی ہے وہ پہلے جیسی مسکراہٹ نہیں۔

میں سمجھتا تھا دانین کی زندگی میں کوئی ایسا غم نہیں ہے لیکن نہیں میں غلط تھا ہر انسان کی زندگی میں ایک گہرا درد چھپا ہوتا ہے مجھے شرم آرہی ہے خود پر اپنی اس محبت پر کہ میں اسے اس درد سے نہیں نکال سکا اہل نے خود کو کوستے ہوئے کہا

بھائی ایسامت کہیں وقت تو لگے گاناں اتناسب کچھ آسانی سے تو نہیں بھلایا جاسکتا

مہر وہ پہلے جیسی دانین نہیں رہی۔۔م

میں جب جب اسے دیکھتا ہوں تو میرا دل چیخ اٹھتا ہے میری محبت کا سر شرم سے جھکنے لگتا ہے دل کرتا ہے خود کو ویسی ہی اذیت دوں جس اذیت سے وہ گزری ہے۔ دل کرتا ہے اسکے سارے غم میں رکھ کوں اور اسے ساری خوشی دے دوں کہ وہ پہلے جیسی ہو جائے

اہل خود کو روک نہیں پایا تھا۔ مہر نے اسے اپنے گلے لگا لیا۔

وقت ریت کی مانند تیزی سے ہاتھوں سے سرک رہا تھا۔ دانین کی زندگی میں اب سکون تو تھا لیکن خوشی نہیں رافع اسامہ سب لوگ اسکے پاس موجود ہوتے اور ہر طرح سے اسے خوش رکھنے کی کوشش کرتے منتہا اسے اپنے ساتھ کام کرنے میں مصروف رکھتی اور لیزا اور وہ دونوں مل کر اسے باہر لے کر جاتی۔ اسے اس ماضی کے درد سے نکالنے کی ہر کوئی کوشش کر رہا تھا

دانین چلو گڑیا تیار ہو جاو جلد کرو رافع کمرے میں داخل ہوا تھا دانین ابھی نماز پڑھ کر اٹھی تھی

چلو تیار ہو جاو گڑیا باہر جانا ہے؟ رافع نے اسکی کیبن سے کپڑے نکالتے ہوئے کہا

کہاں جانا ہے بھائی۔ اسنے مختصر سا پوچھا تھا

ہم۔ باہر جا رہے ہیں اور میں اپنی گڑیا کو شاپنگ کرواؤں گا پھر ہم اچھا سا ڈنر کریں گے اور بہت سی جگہ گھومیں گے کیسا آئیڈیا ہے

رافع نے مسکراتے ہوئے کہا

میرا دل نہیں ہے بھائی دانین نے بغیر کیسی تاثر سے جواب دیے

بلکل بھی نہیں۔ناں کا تو کوئی سوال ہی نہیں ہے دانین جا رہی ہے تو بس جا رہی ہے یہ جلدی سے چینج کرو

میں باہر ویٹ کر رہا ہوں

رافع نے اسے ڈرس تھامایا

اچھا اکیلے اکیلے پلین ہمیں بتایا ہی نہیں احمد اور شہریار کمرے میں داخل ہوئے تھے

واہ دانین اپنے بھائی کے بغیر تم کیسے باہر جا سکتی ہو بولو

احمد کے بنا ہی سب جگہ پر جانے کا پلین بنا لیا

جب احمد نے کہا تو وہ مسکرا دی۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے میں تمھارا بھائی سے پوچھنے والی تھی

دانین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

اسکی مسکراہٹ سے سب کی جان میں جان آ جاتی تھی وہ سب بھائی دل ہی دل میں اللہ کا شکریہ ادا کرتے

چلو پھر ڈن۔۔ لیکن دانین میرے ساتھ بیٹھے گی شہریار نے جیسے کہا اسامہ فورا بولا

نہیں ہرگز نہیں دانین میرے ساتھ بیٹھے گی

Urdu Novels Ghar

ابھی اسامہ نے کہا تھا احمد فورا بولا

چھوٹا ہوں تو سب سے پہلے میں اپنی بہن کو اپنے ساتھ بٹھاؤ گا سب بول رہے تھے

دانین نے بے اختیار قہقہ لگایا

میں سب کے ساتھ بیٹھوں گی۔ کیونکہ ہم ایک ہی گاڑی میں جائیں گے ٹھیک ہے

دانین کو آج یوں۔ مسکراتے ہوئے ہنستے ہوئے دیکھ کے سب خوش ہو گئے تھے

آج وہ اتنے دن بعد اکھٹے باہر جانے لگے تھے منتہا لیزا سب تیار ہو چکے تھے

وہ بلیک فراک میں ملبوس تھی بالوں کو کھلا چھوڑا ہوا تھا چہرے پر ہلکا ہلکا میک اپ کیا ہوا تھا جو منتہا اور لیزا نے زبردستی کروایا تھے چہرے پر نشانات ہلکے ہو چکے تھے لیکن اسکے باوجود بھی اسکا چہرہ اتنا ہی چمک دار اور خوبصورت تھا معصومیت جھلک رہی تھی

رافع نے اسے آتا دیکھ کے بے انتہا خوش تھا وہ خوشی تھی جو لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی تھی وہ سب نیچے کھڑے اسے دیکھ رہے تھے

چلیں دانین نے جیسے کہا سب باہر کی طرف چل دیے

رافع نے اہل کو کال کی تھی وہ بڑی مشکل سے آنے پر رضامند ہوا تھا وہ اور مہر دونوں تیار گاڑی میں بیٹھے تھے وہ سب مال میں اکھٹے ہوئے تھے

دانین لوگ سب موجود تھے اور اب وہ سب اہل لوگوں کا انتظار کر رہے تھے دانین منتہا اور لیزا کے ساتھ کھڑی ان سے باتیں کر رہی تھی جب اسنے سامنے سے آتے ہوئے اہل کو دیکھا۔وہ ایک منٹ کیے اپنی نگاہیں اس سے ہٹا نا پائی۔وہ بھی بلیک کلر کی شرٹ اور بلیک جینز میں ملبوث تھا چہرے میں وہی کشش تھی اور انکھوں میں وہی گہرائی کہ جو کوئی دیکھے نظر نہ ہٹا پائے

دونوں کی نگاہیں ایک دوسرے سے ملی اور پھر جھک گئیں۔اہل رافع اور سب کے گلے لگا مہر نے دانین کو دیکھا تو وہ جلدی سے اسکے گلے لگ گئی

کیسی ہو دانین؟

میں ٹھیک تم سناؤ۔کیسی جا رہی ہے جوب دانین نے شائستگی سے پوچھا

بلکل اچھی تم بتاو۔بہت ہی خوبصورت لگ رہی ہو ماشاللہ مہر نے اسکے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

وہ سب اب کپلز کی فارم میں کھڑے شاپنگ کر رہے تھے

اہل تم دانین کے ساتھ رہو میں اور منتہا آتے ہیں رافع نے جیسے کہا اہل نے دانین کی طرف دیکھا اور پھر کہا

جی ٹھیک ہے وہ یہ کہتا ہوا دانین کی طرف بڑھا جو اسکی طرف دیکھ رہی تھی

چلیں۔اہل نے کہا تو وہ بغیر جواب دیے اسکے ساتھ قدم با قدم چلنے لگی

دونوں کے درمیان خاموشی تھی کوئی کچھ نہیں بول رہا تھا

پاس ہونے کے باوجود ان دونوں کے درمیان میلوں کا فاصلہ تھا روٹھیں ہوئی فضائیں تھیں دلوں میں عجیب سے جذبات تھے دونوں ہی مجبور تھے۔ اہل اس دوری کو مٹانا چاہتا تھا وہ چاہتا تھا کہ دانین اس سے کچھ کہے اس سے شکوہ کرے۔ وہ کھوئے ہوئے اپنے رشتے کو پھر سے جوڑنے کی چاہ میں تھا۔ وہ اپنی محبت کے سفر پر پھر دانین کا ہاتھ تھامنا چاہتا تھا جس پر وہ دانین کو اکیلا چھوڑ گیا تھا۔ لیکن کچھ کہہ نہیں پایا

خاموشی نے ان دونوں کے درمیان جگہ لے لی تھی

پھر دانین نے اس تالے کو توڑا

کیسے ہو؟ اور رابعہ کیسی ہے سوال جیسے کیا گیا اہل کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گا اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور الفاظ اکھٹا کرنے کی کوشش کی آواز اٹک رہی تھی

م۔۔ میں نے شادی نہیں کی۔ جواب میں ہزار درد چھپا ہوا تھا جیسے دانین نے محسوس کیا تھا

کیوں؟ اچھی تو تھی وہ لڑکی۔ دانین نے دل پر جبر رکھتے ہوئے پوچھا بہت تکلیف دہ منظر ہوتا ہے جب اپنی محبت سے دوسرے کی محبت کے بارے میں پوچھنا۔ اور یہ کفیت کو دانین اور اہل دونوں نے محسوس کیا نہیں۔ میں کیسی سے محبت کرتا تھا تو اس سے شادی کا سوال کیسے پیدا ہوتا۔

دانین نے آنسوؤں سے مہلت مانگی وہ اسکے سامنے اسکی محبت کے سامنے خود کو کمزور محسوس نہیں کروانا چاہتی تھی

جس سے تم محبت کرتے تھے شاید وہ اب تم سے محبت نہیں کرتی۔دانین کا جواب سنتے اہل کے چلتے ہوئے قدم وہی ٹھہر گئے یوں لگا جیسے ساری دنیا رک سی گئی ہو۔سب کچھ تھم گیا تھا

مگر میں اپنی محبت کا انتظار ہمیشہ کروں گا۔اہل نے بھی بڑے حوصلے سے جواب دیا تھا

وہ دونوں اب ڈریسسز دیکھ رہے تھے ہمیشہ کی طرح دانین نے اس دفعہ بھی اپنے بھائیوں کے پسند کے ڈرس خریدے تھے

دانی یہ دیکھو یہ تم پر بہت سوٹ کرے گا احمد پیرٹ کلر کا ڈرس لیے دانین کے سامنے کھڑا تھا

دانین نے جب ڈرس کا کلر دیکھا تو اسے تھوڑا عجیب سا لگا

احمد یہ تھوڑا عجیب نہیں ہے۔دانین نے جو نہی کہا شہریار نے زوردار قہقالگایا

میں نے کہا تھا اسے دانین کو پسند نہیں آئے گا لیکن نہیں مانا

اچھا۔۔زیادہ ہنسو مت میں کوئی اور دیکھ لیتا ہوں احمد یہ کہہ کر پلٹا دانین اور شہریار دونوں ہنس دیے

دانین کا دھیان اہل کی طرف ہی تھا وہ جتنا مرضی خود کو مصروف کرنے کی کوشش کرتی لیکن وہ ہر بار ناکام ہو جاتی تھی وہ اکیلا ایک سائیڈ پر کھڑا تھا سب کو یہ دیکھانے کے لیے کہ وہ کچھ لے رہا ہے لیکن دانین اچھے سے جانتی تھی۔ کہ وہ درد میں تھا

دانین کی نگاہیں بار بار اسکی طرف مڑ جاتی۔ پھر وہ ہمت کر کے اسکی طرف بڑھی

یہ وائیٹ تم پر زیادہ سوٹ کرے گی دانین نے شرٹ اسکے سامنے کی اہل نے جلدی سے اپنے چہرے پر ائے آنسوؤں کو صاف کیا

تمھیں اچھی لگی؟

ہاں دانین نے مختصر جواب دیا

تو ٹھیک ہے مجھے بھی اچھی لگی اہل نے شرٹ پکڑی اور پیک کروائی دانین اسے دیکھ رہی تھی جب رافع نے اسے آواز دی

وہ جانے لگی تھی جب اہل نے اسکے ہاتھ میں شاپنگ بھیگ تھامایا

یہ میں نے تمھارے لیے کچھ خریدا ہے پلیز دانین منع مت کرنا اہل نے بڑی چاہت سے اسے کہا

وہ منع نہیں کر پائی اور بھیگ لیے رافع اور منتہا کی طرف بڑھی جو اسکا انتظار کر رہے تھے

دانین کو یوں دیکھ کے منتہا اور رافع دل ہی دل میں بہت خوش تھے

Urdu Novels Ghar

آو گڑیا اب ہماری پسند کا کوئی ڈرس خرید و رافع نے اسے اپنے پاس کیا

نہیں بھائی آگے بہت ڈرس ہو گئے ہیں آپ رہنے دئیں جیسے دانین نے کہا منتہا فورا بولی

ایسے کیسے نہیں۔ اپنی بھابھی کی پسند کا بھی لو۔ دانین منتہا نے ہنستے ہوئے کہا

اور ویسے بھی رافع کہہ رہا ہے تو لے لو اپنی بیوی کو آج تک نہیں پوچھا

منتہا نے طنزاً کیا

تو رافع ہنس دیا

ایسی کوئی بات نہیں مسسز رافع یہ الزام ہے ہم پر دانین دیکھ لو تمھاری بھابھی کتنی ظالم ہے

رافع نے جو نہی کہا دانین اور منتہا ہنس دی

گھر سے کال رافع نے کھانا کھاتے ہوئے فون اٹھایا

ہیلو رافع ابھی کچھ کہتا فون میں سے یاور کی آواز آئی

رافع جلدی ہوسپٹل آو اماں سرکار کو ہیرٹ اٹیک ہوا ہے۔

رافع وہی دھک رہ گیا

رافع کیا ہوا؟

اسامہ نے پریشانی سے پوچھا

اسامہ وہ اماں سرکار ہوسپٹل میں ہیں تم ایسا کرو میرے ساتھ آو شہریار اور احمد سب کو گھر لیں جائیں گے

رافع یہ کہتے ہوئے جلدی سے اٹھا اسامہ بھی اسکے ساتھ کھڑا ہو گیا سارے خاموش ہو گئے تھے

رافع بھائی میں بھی ساتھ میں آوں؟ اہل چئیر سے کھڑا ہوا

نہیں اہل اس کی ضرورت نہیں ہے تم ان کے ساتھ رہو وہ یہ کہتا ہوا جلدی سے ریسٹورنٹ سے باہر نکلا

وقت وقت کی بات ہوتی ہے آج یا کل اماں سرکار کے غرور کا سر نیچے ہونا ہی تھا وہ انسان جس نے ساری زندگی دوسروں کی زندگیوں کے غلط فیصلے کر کے انکی زندگیاں اجاڑ کے رکھ دی تھی آخر کب تک وہ جھوٹ کے سہارے اپنا سر فخر سے بلند رکھتی ایک نا ایک سچ کی جیت ہونی تھی اور یاور اس کی سزہ پہلے سے ہی بھگت رہا تھا۔ وہ انسان شرمندگی کے مارے کمرے سے ہی باہر نہیں نکلتا تھا اور رافع نے اسے منع کیا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ دانین اسکی وجہ سے پھر درد میں رہے اسلیے اسنے یاور کو کہی گھر سے باہر بھیج دیا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی بہن پر اس انسان کا سایہ برداشت نہیں کر سکتا تھا

دانین کا دل یہ سنتے ہی اداس ہو گیا تھا۔ اسے اپنی والدہ پر کی گئی زیادتیوں کی جھلکیاں یاد انے لگی انصاف بے شک اللہ کرنے والا ہے

سب لوگ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے شہریار اور احمد گاڑی میں تھے

اہل تم دانین کو ساتھ لے آو شہریار نے کہا کیونکہ ایک گاڑی اسامہ اور رافع کے گئے تھے اسلیے انہوں نے اہل سے کہا

ٹھیک ہے اہل نے کہا تو دانین اسکے ساتھ چل دی اور پیچھے بیٹھ گئی جہاں مہر بیٹھی تھی۔

دانین تم اگے بیٹھ جاو مہر نے اسے کہا جو گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا تھا

میں؟ وہ چونکی نہیں میں پیچھے ہی ٹھیک ہوں

دانین نے جھجکتے کہا لیکن اس سے پہلے اہل نے آگے گاڑی کا دروازہ کھول دیا

دانین ناچاہتے ہوئے بھی آگے اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔

اہل نے گاڑی سٹارٹ کر دی اسنے گاڑی گھر کی طرف لی تھی جب دانین نے اہل سے کہا

" مجھے ہوسپٹل لے جاو اہل"

دانین نے باہر دیکھتے کہا۔

اہل نے اچانک گاڑی روک دی اور اسکی طرف دیکھا

لیکن رافع نے کہا تھا۔ ابھی وہ کچھ کہتا وہ فورا بولی

" پلیز اہل میں اماں سرکار سے ملنا چاہتی ہوں"

وہ دانین کی بات ٹال نہیں پایا تھا اسنے مہر کو گھر اتارا اور گاری کا رخ ہسپتال کی طرف کر لیا دانین نے احمد کو فون کر کے بتا دیا تھا سارے راستے میں خاموشی تھی لیکن اس خاموشی میں بھی بہت سی باتیں شکوے چھپے تھے جو دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کرنا چاہتے تھے لیکن وقت نے ان کے درمیان ایسے موڑ لا کر کھڑے کر دیے تھے۔ دونوں ایک راستے پر ہونے کے باوجود ہزاروں فاصلے پر تھے۔ اہل نے ہوسپٹل کے قریب اپنی گاڑی روکی وہ دونوں گاڑی سے اتر کر ہوسپٹل کے اندر داخل ہوئے ریسپشن پر پوچھنے پر وہ دونوں آئی سیو وارڈ کی طرف گئے

جہاں پر دانین نے رافع اور یاور کو کھڑا دیکھا جیسے دانین کی آنکھوں نے یاور کو دیکھا تو وہ وہی رک گئ اسکے چہرے پر خوف کی کیفیات چھا گئ اسے محسوس ہونے لگا جیسے اسکے زخم پھر سے ہرے ہو گئے ہوں وہ انسان جس نے اسکی زندگی کو برباد کر کے رکھ دیا تھا وہ اسکے سامنے کھڑا تھا رافع نے دانین کو دیکھا تو وہ فورا اسکی طرف گیا

گڑیا تم یہاں؟

چلو باہر آو۔ رافع دانین کو لے کر فورا باہر لے گیا اہل بھی اسکے ہمراہ تھا

بھائی میں ٹھیک ہوں آپ فکر نہ کریں دانین نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا

بیٹا مجھے پتا ہے لیکن تمھیں ہو سپٹل نہیں آنا چاہیے تھا اماں سرکار کی حالت بہتر نہیں ہے انھیں فالج اٹیک ہو گیا ہے وہ اب شاید بول پائیں۔

رافع نے جیسے کہا دانین دھک رہ گئ اسکے منہ سے بے اختیار نکلا

کیا؟

ہاں دانین ڈاکٹرز نے کہا کہ شاید وہ اب بول سکیں۔رافع نے مایوسی سے سر جھٹک دیا اہل نے رافع کے کندھے پر ہاتھ رکھا

تھا کہتے ہیں مکافات عمل ایک ایسی حقیقت ہے جس سے واسطہ انسان کا اس دنیا میں ہی پڑتا ہے جو کیسی کے ساتھ کیا جائے ویسا ہی ہمارے ساتھ کبھی نہ کبھی زندگی کے کیسی حصے میں ہوتا ہے اور اسکی آج مثال زندہ دل سلطانہ جہانگیر بٹ تھی جسنے اپنی زندگی میں بہت سی زندگیوں کو تباہ کیا تھا اپنی اناء کے آگے کیسی کو کچھ نہیں سمجھا تھا اپنی زبان نیں کرواہٹ رکھی تھی ایسے الفاظ جس سے دوسروں کی دل آزاری ہوتی اور گردن میں کبھی جھکاو نہیں لایا تھا۔اور آج اس حالت میں تھی۔جو بھی سنتا وہ حیران رہ جاتا

دانین رافع کے پاس کھڑی تھی رافع اسے لے کر گھر لے کے جانے لگا تھا وہ دونوں ہوسپٹل سے باہر آ گیا تھا ہوسپٹل میں یاور اور مجتبہ جہانگیر موجود تھے شہانہ بیگم پیچھے سے کھانا لے کر آئی تھی اسلیے انہوں نے رافع کو دانین کے ساتھ بھیج دیا اہل جا چکا تھا

Urdu Novels Ghar

دانین گھر آئی اور سیدھا اپنے کمرے میں چلی گئ تھی کمرے کا دروازہ کھولا تو اسے گھٹن کا احساس ہوا سامنے ٹیبل پر پڑے جگ سے پانی گلاس میں ڈالا اور پیا پھر اپنے بیڈ پر بیٹھ گئ

پتا نہیں کیوں اسکی آنکھوں سے آنسو جھٹک رہے تھے اماں سرکار کے ساتھ یہ سب ہو گیا۔ کیا یہ سب انکے گناہوں کی سزہ تھی جو انہوں نے میری امی کے ساتھ کیے منتہا کے ساتھ کیے بھائی رافع کے ساتھ اور میرے ساتھ۔۔ وہ اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ نیلا رنگ اب ہلکا ہو گیا تھا۔ پھر ایک نظر اسنے اپنے چہرے کی طرف دیکھا یا سارے زخم ہلکے ہو گئے تھے اب نظر بھی نہیں آتے تھے اتنا عرصہ ہو گیا تھا لیکن وہ درد وہ اذیت اسکا پیچھا ہی نہیں چھوڑتی تھی۔

اسکے دروازے پر دستک ہوئی رافع اندر داخل ہوا

آئیں بھائی بیٹھیں دانین نے رافع کو دیکھتے کہا

رافع اسکے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گیا۔ وہ بلکل خاموش بیٹھی تھی

جب رافع نے کہا

کیا ہوا ہے دانین؟ رافع نے اسے جاننے کی کوشش کی

بھائی میں سوچ رہی ہوں کہ انسان آخر پہ کتنا بے بس ہو جاتا ہے ناں وہی انسان جو ساری زندگی جھکتا نہیں اور آخر پر اللہ اس انسان کو ہمیشہ کے لیے جھکا دیتا ہے اماں سرکار نے بھی کچھ ایسا ہی کیا تھا۔ آپ کو یاد ہے

وہ دن جب انہوں نے آپ کی زندگی کا فیصلہ بھائی حنان کی موت کا فیصلہ خود ہی کر لیا تھا۔منتہا کو اس گناہ کی سزہ دے دی جو اسنے کیا بھی نہیں تھا

بھائی انسان اتنے ظالم کیوں ہوتے ہیں حیدر یاور سلطانہ جہانگیر جیسے لوگ کیوں ہوتے ہیں

کوئی رافع مجتبہ جیسا کیوں نہیں ہوتا جس پر آنکھ بند کر کے اعتبار کیا جائے کوئی احمد شہریار اور اسامہ جیسا کیوں نہیں ہوتا جس پر یقین کیا جائے۔ہم تب کیوں نہیں سنبھلتے جب تک ہم گرتے نہیں۔

دانین کی آنکھوں میں آنسو رواں تھے رافع نے اسے اپنے گلے لگا لیا

صبر کرو میری جان۔بیٹا اس عارضی دنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی اناء کو خدا کے برابر رکھنا شروع ہو جاتے ہیں شاید وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اوپر بھی ایک ذات موجود ہے جو وہ سب دیکھ رہی ہے اور بے شک وہ ذات صرف انصاف کرتی ہے۔

اور تمھارے ساتھ جو بھی ہوا اسکا خامیاسہ سب بھگت رہے ہیں۔

رافع نے اسے بڑے ناز سے پالا تھا دانین کی حفاظت وہ اپنی جان سے زیادہ کرتا تھا

اچھا اب تم سو جاو۔ٹھیک ہے وہ کمرے سے باہر جانے لگا تھا

جب دانین نے اسے روکا

بھائی کچھ دیر میرے پاس بیٹھیں گے میں نے آپ سے باتیں کرنی ہیں

دانین کی وہ بات بھلا کب ٹالتا تھا وہ کچھ کہے اور رافع نہ کرے یہ کبھی نہیں ہو سکتا

وہ مسکرایا اور دانین کے پاس بیٹھ گیا دانین نے اپنا سر رافع کی گود میں رکھ لیا

آپ کو پتا ہے بھائی آپ میرے قریب ہوتے ہو ناں تو مجھے لگتا ہے میں اس دنیا میں ہوں جہاں مجھے کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا آپ کی موجودگی سے مجھے احساس ہوتا ہے میں اکیلی نہیں ہوں۔ جب میں حیدر کے پاس تھی تو میں ہر روز ہر سیکنڈ یہی دعا کرتی تھی کہ کہی سے آپ آجائیں مجھے یہاں سے لے جائیں۔

دانین بول رہی تھی اور وہ اسکی ہر بات سن رہا تھا دانین کے دل میں جو بھی تھا وہ آج دل کھول کے کہہ رہی تھی

اور رافع یہ چاہتا تھا کہ وہ اپنے دل میں موجود سب چیزیں بیان کرے

دانین ایک بات پوچھوں۔ رافع نے آخر کار اس سے وہ سوال کرنے لگا تھا جو وہ بہت مہینوں سے اس سے پوچھنا چاہتا تھا لیکن وہ دانین کی حالت دیکھ کے کچھ نہیں کہتا

ہاں بھائی پوچھیں دانین نے رافع کو دیکھا

دانین مجھے معلوم ہے جو ہوا وہ بہت برا تھا لیکن ہمیں زندگی میں آگے بڑھنا چاہیے اور مجھے لگتا ہے میری گڑیا کو اب آگے بڑھنے کا حق ہے تمھیں اہل کیسا لگتا ہے۔

رافع نے جیسے پوچھا دانین بلکل شاک ہو گئ۔رافع سے اہل کے بارے میں اس طرح کا سوال وہ دھک رہ گئ تھی

کچھ سکینڈز وہ کچھ بول نہیں پائی۔۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا جواب دے

میں تم سے شادی نہیں کر سکتا دانین اسے بے اختیار اہل کے وہ الفاظ یاد آ گئے جو اسنے اس سے کہے تھے

ماضی کی یادیں اتنی جلدی پیچھا نہیں چھوڑتی۔

اچھا ہے بھائی لیکن میں۔اس کے بارے میں ابھی کچھ نہیں سوچا مجھے ڈر لگتا ہے۔دانین نے ہچکچاتے کہا

رافع نے اسکا ہاتھ تھاما

نہیں دانین میں تم پر زور نہیں ڈالوں گا لیکن میں اب تمھیں اس شخص کے حوالے کرنا چاہتا ہوں جس پر مجھے اپنے سے زیادہ اعتبار ہو اور مجھے لگتا ہے وہ اہل سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہے۔

دانین آگے سے کچھ نہیں کہہ پائی تھی رافع اب کمرے سے جا چکا تھا وہ کتنی دیر بیٹھی اسی بارے میں سوچ رہی تھی کہی اہل نے تو بھائی سے کچھ نہیں کہا

لیکن وہ اس سوال کا جواب ڈھونڈنے میں ناکام ہو جاتی

اماں سرکار کو اب گھر لے آیا گیا تھا وہ وئیل چئیر پر موجود تھی انکے سارے اعصاب بے جان سے ہو گئے تھے۔ دانین ان کے کمرے میں داخل ہوئی جہاں تیمور جہانگیر انکے پاس بیٹھا تھا دانین کے آنے پر تیمور کی طعبیت میں کافی بدلاو آیا تھا اور ویسے بھی دانین ان کا اچھے سے دھیان رکھ رہی تھی دانین تیمور جہانگیر کے پہلوں میں بیٹھ

گئ اماں سرکار آج لچار اور جب انہوں نے دانین کو دیکھا تو انکی انکھوں میں آنسو آ گئے اماں سرکار نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے پاس بھلانے کا کہا

دانین یہ دیکھتے ہوئے اماں سرکار کے قریب گئ۔ اور انکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں تھاما۔

اماں سرکار آپ ہمت مت ہارئیں سب کچھ ٹھیک ہو جایے گا دانین نے اسے حوصلہ دیا تھا۔ وہ اس انسان کے سامنے بیٹھی تھی جس نے اسے گھر سے باہر نکال دیا تھا۔ مگر اسکا دل یاور اور اماں سرکار جیسا نہیں تھا وہ تیمور اور رابیل کی بیٹی تھی جس کے دل میں اپنایت اور احساس تھا۔

اماں سرکار نے پیار سے دانین کے چہرے پر ہاتھ پھرا اور پھر اسکے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔ سسکیوں کی آوازیں بلند ہو گئ آج وہ انسان پھوٹ پھوٹ کے رو رہی تھی جس کی ساری زندگی اناء میں گزری تھی آج وہ اپنی زیادتیوں کی معافی مانگ رہی تھی

خدا نے اماں سرکار کو اتنا بے بس کر دیا تھا کہ اس سے معافی مانگنے کے لیے اس قدر لچار کر دیا کہ وہ کیسی سے اپنے گناہوں کی تلافی زبان سے نہ کر پائے۔۔وہ آج اتنی بے بس ہو چکی تھی آج انکی اناء غرور سب کچھ خاک میں مل گیا

انسان کا غرور ہے ہی کس بات کا جب وہ خاک ہے تو کس بات کی اناء۔ اور آج اس بات سے سلطانہ جہانگیر اچھے سے واقف ہو چکی تھی کہ غرور تکبر صرف اوپر بیٹھی ذات پر جھجتا ہے ہم جیسے انسانوں پر نہیں وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہی تھی ان زیادتیوں کی معافی

جو اس نے دانین کے ساتھ تیمور کے ساتھ کی تھیں

دانین نے جب یہ دیکھا تو اسکی انکھوں میں آنسو آ گئے تیمور جہانگیر بھی رونے لگ پڑا آخر وہ اسکی سگی ماں تھی وہ آگے بڑا اور اماں سرکار کے ہاتھ تھامے اماں سرکار کی لچاری انکی آنکھوں سے جھلک رہی تھی ۔ندامت کے آنسوؤں نے سلطانہ جہانگیر کو مفلوج کر دیا تھا کہ وہ کچھ کہہ نہیں پا رہی تھی وہ بولنا چاہتی تھی لیکن کچھ بول نہیں سکتی تھی

بس ہاتھوں کو آگے جوڑے وہ دانین اور تیمور کے سامنے بیٹھی تھی

یہ وقت بہت ہی دردناک تھا۔ دانین نے آخر وہ الفاظ کہہ دیے جس سے اماں سرکار کو سکون ہوتا

" میں نے معاف کیا اماں سرکار میں نے معاف کیا"

سارے شکوے شکایات وہی دم توڑ گئے

تیمور جہانگیر نے بے اختیار اماں سرکار کو اپنے گلے لگا لیا اور دانین بھی سن کے گلے لگ گئی

پیچھے کھڑے رافع کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ چکی تھی۔

رافع اہل کے آفس آیا تھا وہ خود اس پوچھنا چاہتا تھا ریسپشن پر اپنا بتایا اہل نے جیسے سنا وہ خود اپنی کیبن سے باہر آ گیا

" اسلام و علیکم بھائی۔اہل نے رافع کو گلے لگایا"

بھائی آپ مجھے بتا دیتے میں خود آپ کے پاس آ جاتا آپ نے زحمت کیوں کی؟

وعلیکم السلام ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں میں نے سوچا میں بھی اہل کی کمپنی کو دیکھ آوں آخر اتنے چرچے سنیں ہیں اس کمپنی کے رافع نے اسکے کندھے کو تھپتھپایا

ارے نہیں بھائی کیوں شرمندہ کر رہے ہیں یہ بس آپ کی وجہ سے ہے آپ جیسے قابل انسان کے ساتھ کام کرنے کا نتیجہ ہے اہل نے بڑے ادب سے جواب دیا تھا

رافع اسکے جواب پر مسکرا دیا اور وہ دونوں کیبن کے اندر داخل ہوئے۔

آئیں بیٹھیں اہل نے فرنٹ چیئر پر رافع کو بٹھایا

ارے نہیں یار اس سیٹ پر بیٹھنے کے تم حق دار ہو۔رافع نے جیسے کہا اہل فورا بولا

نہیں بھائی آپ کے سامنے میں اس سیٹ پر کبھی نہیں بیٹھ سکتا پلیز آئیں بیٹھیں مجھے خوشی ہو گی اہل نے اپنائیت کا اظہار کیا

رافع کو مجبوراً اس سیٹ پر بیٹھنا پڑا اور اہل سامنے چیئر پر بیٹھ گیا اہل نے جلدی سے کافی منگوائی۔

کیسی چل رہی ہے کمپنی میں نے سنا تھا باہر سے ڈیلرز کے ساتھ کنٹریکٹ کیا ہے رافع نے کافی کا سیپ لیتے کہا

اہل اسکی بات پر ہلکا سا مسکرا دیا نہیں رافع صرف سوچا ہی تھا لیکن کنٹریکٹ نہیں لیا۔اہل کا جواب سنتے ہی وہ رافع فورا بولا

کیوں؟

بھائی آپ ہی کہتے تھے ناں کہ بزنس دل اور دماغ کا گیم ہے جس میں ایموشنز کو کنٹرول میں لے کر دماغ سے فیصلے کرنے پڑتے ہیں آپ کہتے تھے کہ ہمیشہ ڈیئل کرتے ہوئے ڈیلرز کے تاثرات کو اچھی طرح جانچا کرو اسکی ایک ایک حرکت کو نوٹ کرو۔کہ وہ کس قسم کا اور کس مزاج سے قائل ہو سکتا ہے جب یہ سب کچھ کرنا سیکھ لو تو خوش آمدید بزنس ورلڈ میں

بس آپ کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کیا لیکن وہ کچھ اور ہی انسان تھے جن میں بس انکو منافع ہو رہا تھا ہمیں کچھ نہیں بس اسلیے کنٹریکٹ نہیں لیا

اہل نے جو نہی کہا رافع کے چہرے ہر مسکراہٹ تھی

واہ بہت اچھا بچا اب جوان ہو گیا ہے رافع ہنسا تھا اہل بھی اس بات پر ہنس دیا

اچھی بات ہے اہل ہم ہر روز ہر طرح کے انسانوں سے ڈیل کرتے ہیں انکی سائیکی کو دیکھتے ہیں۔ مجھے خوشی ہوئی تمھارا کام دیکھ کے۔ اچھا میں تم سے کچھ پوچھنے آیا ہوں بلکے ریکوسٹ سمجھ لو

رافع نے جیسے کہا اہل فورا بولا

جی بھائی آپ حکم کریں۔

وہ اہل میں سوچ رہا ہوں کہ دانین کو باہر نکالو اللہ کا شکر ہے وہ آگے سے بہت زیادہ بہتر ہے اب تو گھر کے کام میں بھی دلچسپی لیتی ہے۔ ہنستی مسکراتی ہے لیکن میں چاہتا ہوں وہ زرا باہر نکلے کیسی اور کاموں میں مصروف ہو۔ تم سمجھ رہے ہو ناں میں کیا کہہ رہا ہوں اگر تم اسے اپنی کمپنی میں جوب دو تو اسکا دھیان دوسری طرف ہو گا میں اسے اپنی کمپنی میں بھی لے جا سکتا تھا لیکن وہ میرے سامنے اتنا کھل نہیں پائے گی

جی جیسا آپ کہیں بھائی ان فیکٹ مجھے اچھا لگا کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا اہل نے خوش دلی سے کہا تھا

رافع سیٹ سے اٹھا۔

مجھے تم پر اپنے سے زیادہ بھروسہ ہے اور یہ بھی پتا ہے کہ صرف تم ہی دانین کا اچھے سے خیال رکھ سکتے ہو اہل۔رافع نے اسے کہا اور کیبن سے باہر چلا گیا

اہل اسے باہر جاتا دیکھ رہا تھا بے اختیار اسکے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔رافع نے اسے چھپی ہوئی بات میں سب بتا دیا تھا۔لیکن دانین کی بے رخی وہ سوچ کر اداس ہو جاتا لیکن رافع کی بات نے اس میں ہمت پیدا کر دی تھی

یاور نے جلدی سے ڈپریشن کی گولی نکالی اور نگل لی وہ دن بدن کمزور ہو رہا تھا۔وہ خود کو سکون میں رکھنا چاہتا تھا لیکن پتا نہیں وہ سکون اسے کہی سے بھی میسر نہیں ہو پا رہا تھا

وہ دانین سے ملنا چاہتا تھا لیکن رافع نے اسے گھر میں آنے سے منع کیا ہوا تھا

وہ کیسی اپارٹمنٹ میں رہ رہا تھا جو رافع نے اسے لے کر دیا تھا

وہ ہر روز نماز میں خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا لیکن وہ سکون اسے نہیں ملتا تھا

کبھی کبھی وہ خود مارنے لگتا تھا اپنے ان ہاتھوں کو زخمی کرتا جس سے اس نے دانین کی زندگی برباد کی تھی

اروب نے اسے طلاق کے کاغذات بھیج دیے تھے

یاور نے بہت کوشش کی تھی کہ اروب اس سے طلاق ناں لے لیکن وہ اسکے ساتھ بلکل بھی رہنا نہیں چاہتی تھی۔

دروازے پر دستک ہوئی۔یاور نے دروازہ کھولا تو سامنے رافع کھڑا تھا

جو کچھ گھر کا سامان اور کھانے پینے کی چیزیں لاہا تھا

یاور نے اسے دیکھا تو وہ جلدی سے اسکی طرف بڑھا۔اور رافع کے گلے لگ گیا

رافع یار خدا کے لیے ایک دفعہ مجھے دانین سے ملنے دے میں اس سے معافی مانگنا چاہتا ہوں م۔۔میں سکون کی موت مرنا چاہتا ہوں رافع مجھے کہی بھی سکون نہیں ملتا جب جب سونے کی کوشش کرتا ہوں تو دانین کا وہ روتا ہوا چہرہ مجھے سونے نہیں دیتا۔ایسا لگتا ہے میں نے بہت بڑا گناہ کر دیا ہو جسکی معافی صرف دانین کے پاس ہے

م۔۔۔میں مر جاوں گا رافع مجھ پر رحم کھاو ایک دفعہ مجھے دانین سے ملنے دو

یاور بھیک مانگ رہا تھا اپنی زندگی کی بھیک جیسے دانین نے اس سے مانگی تھی آج وہ بھی اتنا ہی لچار اور مفلس ہوا تھا جتنی دانین تھی

رافع بلکل خاموش کھڑا اسے دیکھ رہا تھا

دیکھاناں درد ہوا ایسے ہی درد دانین کو بھی ہوا ہو گا جب اسکے اپنوں نے ہی اس پر اتنا ظلم کیا ہو۔ دیکھا ناں سکون نہیں مل رہا تم جیسے لوگوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے یاور علی بٹ کے تم پل۔ پل تڑپو لیکن میں اتنا سنگ دل نہیں ہوں میرا دل اب تمھارے جیسا پتھر دل نہیں ہوا

ٹھیک ہے رات کو آجانا اور اپنے سکون کی بھیک مانگ لینا رافع نے کہا اور چلا گیا

یاور کی سسکیوں کی آوازیں بلند ہو گئ

مکافات عمل کی چکی میں اب یاور اور سلطانہ جہانگیر دونوں ہی پس رہے تھے وہ دونوں کی اب ان اذیتوں سے گزر رہے تھے جن سے پہلے ان بے قصور لوگوں کو گزارا تھا۔ وہ کہتے ہیں ناں ہر عروج کو زوال ضرور آتا ہے آخر کب تک یاور اور سلطانہ اپنی ظلم کی دنیا میں رہتے آخر پر وہی ہوا سچ کی جیت ہوئی۔ اور وہ دونوں ساری عمر کے لیے اس آگ میں جلتے رہے گے

ابا آپ مہر کا ہاتھ مانگنے جائیں گے احمد نے علی جہانگیر کو کہا جو سامنے چیئر پر بیٹھا تھا یہ سنتے ہی سبین فوراً بولی میں اسے ہر گز اپنی بہو نہیں بناؤں گی سن لیا آپ نے آپ کے بیٹے کا تو دماغ خراب ہے مگر آپ تو ہوش کے ناخن لیں سبین بپھر کر بولی

بس کر دئیں امی بس کر دئیں آگے یاور بھائی کا حال دیکھ لیا کیا ہو رہا ہے ان کے ساتھ آج انکی طرف دیکھیں ان کی محبت کی طرف دیکھیں زرا کیسی دوسرے کی زندگی برباد کر کے اپنا گھر بسانے چلے تھے اور میں یہ فیصلہ کر چکا ہوں میں شادی مروں گا تو صرف مہر سے کروں گا اور کیسی سے نہیں کروں گا چاہے اب جو بھی ہو لیکن میں اپنے قدم پیچھے نیں ہٹاوں گا

سبین ابھی بولنے لگی تھی جب علی جہانگیر نے اسے ٹوکا

بس جر دئیں سبین بیگم وہ بڑا ہو چکا ہے اب وہ بچہ نہیں ہے اگر اسکی وہاں چاہت ہے تو اس میں ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیے اگر وہ مہر سے شادی کرنا چاہتا ہے تو اس میں برائی ہی کیا ہے وہ نیک سیرت والی اچھی بھلی لڑکی ہے اور اتنی محنتی بچی ہے مجھے اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہے اور سب تمھیں بھی کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے اگر وہ چاہتا ہے تو ہم۔ ضرور انکے گھر جائیں گے

یاور کی بات سنتے ہی سبین وہی خاموش رہ گئ احمد بے اختیار اپنے والد کے گلے لگ گیا

جیتے رہو بیٹا ہمیشہ خوش رہو علی جہانگیر بٹ نے اسے تھپتھپایا

وہ کمرے سے جا چکا تھا۔ جب علی جہانگیر نے سبین سے کہا

تم بھی اب بدل جاو آگے ہمارے ایک بیٹے کی زندگی اجڑ گئ ہے اب دوسروں کے ساتھ ویسا نہ کرو

یہ کہتے ہوئے وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

مجھے معلوم تھا رافع آپ بول جائیں گے۔ کبھی کبھی مجھے لگتا ہے آپ مجھے ایک دن پہچانے گے نہیں منتہا نے منہ بسورے کہا

رافع بے اختیار ہنس دیا اور منتہا کی طرف بڑھا اور اسکے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے

ادھر دیکھو میری طرف وہ اب میٹھی نگاہوں سے اسے تک رہا تھا

وہ غصے سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی

ہائے جب تم میری طرف غصے سے دیکھتی ہو تو قسم سے بہت خوبصورت لگتی ہو رافع نے دل پر ہاتھ رکھا

بس بس پتا ہے مجھے آپ کے پیار کا۔ بس کام میں ہی مصروف کبھی اپنی بیوی کا سوچا ہے۔ اور اب میں نے سوچا ہے میں بھی آپ کے ساتھ آفس جایا کروں گی اب دانین بھی ٹھیک ہے کیسا منتہا کی انکھوں میں چمک پیدا ہو گئ

جیسا آپ کا حکم۔ جہاں پناہ اور ویسے بھی کل ہماری ڈیل ہے آپ میرے ساتھ چلیں گی تو آئی ایم ہنڈریڈ پرسنٹ شور ہمیں ڈیل ملے گی

یہ سنتے ہی منتہا بے اختیار مسکرا دی

بھائی میں اہل کے آفس دانین چونک گئ تھی

ہاں میری جان ایسے تم بزی بھی رہو گی اور اہل کی کمپنی بہت بیسٹ ہے۔

رافع نے بڑے پر سکون لہجے میں اس سے کہا تھا

لیکن بھائی مجھے ابھی اتنا ایکسپرینس نہیں ہے اور ویسے بھی میں وہاں کیا کروں گی؟ دانین نے الجھتے ہوئے جواب دیا

کیا کرو گی میری گڑیا کام سیکھے گی اور اہل ہے ناں وہ تمھیں سب بتائے گا بس اب میری دانین بڑی ہو گئ ہے۔ اب رافع بھائی کے ساتھ کندھا سے کندھا ملا کے کام کرے گی کیوں رافع نے بڑے فخر سے اسے دیکھا تھا

دانین یہ سنتے ہی مسکرا دی اور رافع کے گلے لگ گئ

میری جان ہو تم تمھیں پتا ہے جب تم ہنستی ہو تو مجھے کتنا اچھا لگتا ہے بس ایسے ہی مسکراتی رہو۔

رافع کے کہنے پر وہ اہل کی کمپنی میں جانے کے لیے راضی ہو گئ تھی اس نے خود کو اپنی خاطر اپنے بھائیوں کی خاطر اور ان لوگوں کی خاطر سنوارنا چاہا تھا جو اس سے پیار کرتے تھے جنکی آنکھوں میں اسکے لیے اپنائیت تھی احساس تھا اور اب اسے بھی آگے بڑھنا تھا۔ اپنے پیروں پر کھڑے ہونا تھا۔ غم سے لڑ کر خوشی کے راستوں پر چلنا تھا۔ دانین تیمور بٹ نے خود کو اتنا مضبوط بنا لیا تھا اب وہ زندگی کے امتحانات کا خود سامنا کر سکتی تھی اب اسے کیسی کے ہاتھ تھامنے کی ضرورت نہیں تھی۔

وائیٹ کلر کی کرتی اور وائیٹ ہی پٹیالہ شلوار میں ملبوس وہ بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی۔ اسنے اہل کا وہ دیا ہوا ڈرس پہنا تھا۔ کندھوں پر دوپٹہ اوڑھا ہوا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنے بالوں کو سنوارنے میں مصروف تھی۔ تیخے نقوش چہرے پر ایک چمک اور کشش تھی۔ کیونکہ وہ دانین تھی۔ ہلکی سی لپسٹک لگائی اور ہینڈ بھیگ پکڑے باہر کمرے سے نکلی تھی

جہاں سامنے سے رافع اور منتہا باہر نکلے تھے دونوں ہی آج آفس جانے کے لیے تیار تھا

کتنا اچھا لگتا ہے جب سب کچھ ٹھیک ہو خوشی کی مہک فضا میں محسوس ہو رہی تھی منتہا رافع کی ٹائی کی گرہ لگا رہی تھی

دانین ان دونوں کو دیکھ کے مسکرا دی اور زیر لب ماشاءاللہ کہا وہ واقعی ایک دوسرے کے ساتھ بہت ہی اچھے لگتے تھے

اسلام وعلیکم بھائی گڈ مارننگ۔ دانین نے انکے قریب کھڑے ہوتے ہوئے کہا

وعلیکم اسلام گڈ مارننگ بچا رافع نے اسے اپنے گلے لگایا

منتہا نے جب دانین کو یوں سنورتے دیکھا تو وہ اسکے گلے لگ گئ

ہائے میری دانین بہت ہی پیاری لگ رہی ہے

"یہ آپ کی نظر کا کمال ہے مسسز رافع۔"

دانین ہلکا سا مسکرائی تھی۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے ہماری دانین ہے ہی اتنی پیاری۔منتہا نے بڑی چاہت سے کہا

اچھا آپ بھی جا رہی ہیں آفس ؟دانین نے جب سوال کیا تو رافع فورا بولا

ہاں بھئی آج میری مسسز ساتھ جا رہی ہیں ایک ڈیل ہے بہت ہی ٹیرے ٹائیپ کے لوگ ہیں اور مس منتہا ان جیسے لوگوں کو اچھے سے ہینڈل کر لیتی ہیں رافع نے ہنستے کہا

ہاں ایک ٹیرے انسان کو تو ہینڈل کر رہی ہوں جو میری زندگی میں ہے جیسے منتہا نے کہا وہ تینوں نے قہقا لگا یا

سامنے سے شہر یار اور احمد بھی آتے ہوئے معلوم ہوئے۔

واہ واہ اکیلے اکیلے ہی ہنس رہے ہیں ہمیں بھی بتائیں۔شہر یار نے قریب آتے کہا

تو منتہا نے جواب دیا

" بھئی آج ہماری دانین آفس جا رہی ہے کام کرنے۔بس اسکی "خوشی ہے ہمیں

جب احمد نے سنا تو وہ فورا دانین کی طرف بڑھا اور اسے گلے لگا یا

ہائے میری چڑیل۔کام کرے گی یہ تو بہت اچھی بات ہے اب میں گھر بیٹھ جاتا ہوں احمد نے آنکھ جھپائی

Urdu Novels Ghar

بلکل بھی نہیں مجھ سے کوئی امید مت رکھنا احمد علی بٹ خود پیتا ہے کتنے کنجوس ہو ایک پیسا خرچنے کو دل نہیں کرتا

دانین نے جیسے کہا شہریار نے بھی حصہ لیا

بلکل صیح کہا ہے دانین نے یہ ہڈ حرام بس دوسروں کی چیزوں پر نظر رکھتا ہے خود کچھ نہیں خرچتا۔ شہریار کی بات سنتے احمد ابھی بولنے لگا تھا

رافع نے روکا

بس بس اب لڑنا نہیں چلو جلدی کرو نیچے سب نے کام پر بھی جانا ہے

وہ سب نیچے سیڑھیوں کی طرف بڑھے جہاں نیچے ہال میں لیز اشہانہ ناشتہ لگا رہی تھیں اور اسامہ سب گھر والے ناشتہ کر رہے تھے۔

سب آج دانین کے کام کرنے پر خوش ہو رہے تھے تیمور جہانگیر کی آنکھوں میں خوشی کے مارے آنسو آ گئے اپنی بیٹی کو صیح ہوتا دیکھ کے وہ بہت خوش ہو گئے تھے۔

دانین اور رافع منتہا دونوں باہر آئے جب اہل سامنے گاڑی سے باہر نکلا

رافع اگے بڑھا اور اسے گلے لگایا

دانین نے ایک نظر اسکی طرف دیکھاوہ بھی اسی شرٹ میں ملبوث تھا جو دانین نے اسکے لیے پسند کی تھی

دونوں نے ایک دوسرے کی پسند کا ڈرس پہنا ہوا تھا

اہل نے جب دانین کو دیکھا تو بے اختیار چہرے پر مسکراہٹ چھا گئ اور ایسے معلوم ہوا وہ پھر سی جی اٹھا ہو

دانین کو اس طرح مسکراتے ہنستے دیکھ کے وہ اللہ کا شکر ادا کرتا تھا اپنی محبت کو محبت راستوں پہ دیکھ کے

اسے حاصل کرنے کی چاہ پیدا ہوتی

دانین تم اہل کے ساتھ جاو۔ ٹھیک ہے اور فکر مت کرنا تمھیں اہل ہی گھر چھوڑ جائے گا

رافع نے کہا اور آگے بڑھا۔

خیال رکھنا رافع نے جاتے ہوئے اہل کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا

وہ اور منتہا گاڑی میں بیٹھ کے جا چکے تھے

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف لمحے بھر کے لیے دیکھا فورا نگاہیں جھک گئ دانین خاموش گاڑی کا

پچھلا دروازہ کھولنے لگا

جب اہل نے گاڑی کا آگے والا دروازہ کھول دیا

وہ نا چاہتے ہوئے بھی آگے بیٹھ گی اہل بے اختیار مسکرا دیا

گاڑی میں بلکل خاموشی تھی دلوں کی دھن تیز تھی دانین باہر ونڈو سے دیکھ رہی تھی اس خاموشی میں بھی کتنی باتیں چھپی تھیں جو وہ دونوں بن کہے ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے

آج تم بہت پیاری لگ رہی ہو اور تھینکس تم نے میرا دیا ہوا "ڈرس پہنا یہ تم پہ بہت سوٹ کر رہا ہے ہمیشہ " کی طرح

اہل نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے کہا تھا دانین نے جب سنا تو کہا

اس میں شکریہ والی بات نہیں اور رہی بات ڈرس سوٹ کرنے "کی تو وہ اچھا تھا۔" لہجے میں سختی تھی

ابھی تک غصہ ہو؟ اہل مسکرایا تھا۔

کس سے؟ وہ انجان بنی

میرے خیال سے مجھ سے میری محبت سے لیکن چاہے آپ مجھ سے جتنا مرضی روٹھیں جتنے مرضی نکھرے کریں میں خوشی خوشی سے آپ کے نکھرے اٹھا سکتا ہوں مجھے دانین تیمور بٹ کے نکھرے اٹھانے میں کوئی دکت نہیں

اہل کے لہجے میں ابھی تک مٹھاس تھی دانین یہ سن کر چڑی کیا بندہ ہے یہ میں اس سے غصے سے بات کر رہی ہوں اور یہ۔

وہ طنزا مسکرائی اور کہا

میرے نکھرے اٹھانے کی آپ کو کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی میں نے آپ کو یہ حق دیا ہے میرے نکھرے اٹھانے کے لیے میرے بھائی ہیں۔ آپ یہ زحمت مت کریں۔

وہ بڑا اکرخت لہجے میں تھی

اہل یہ سن کر ہنساوہ ایسے بھی باتیں کرتی ہوں کتنی اچھی لگتی تھی۔ وہ اسے ہر حال میں ہی بہت اچھی لگتی بہت اچھی۔

کیا آپ مجھے حق نہیں دے سکتی۔ ویسے آپ کو اس کمپنی میں کام کرنے کے لیے میرے ہر رولز کو ماننا پڑے گا آخر میں آپ کا بوس ہوں۔ اور اپ ایمپلائر

اہل نے جیسے کہا وہ فورا بولی

ایک بات اس کمپنی میں۔ میں خود نہیں آئی یہ رافع بھائی کی خواہش تھی کہ میں کام کروں اور اگر انھوں نے ناں کہا ہوتا تو میں کبھی بھی آپ کی کمپنی میں بات ناں کرتی اور رہی آپ کی بات ماننے کی۔ تو ضرور ایسا ہی ہو گا اخر میں آپ کے انڈر جو کام کر رہی ہوں

گاڑی آفس کے میں گیٹ پر کھڑی تھی وہ غصے سے کہتی ہوئی باہر نکلی تھی

جب اہل بھی اسکے ساتھ کھڑا ہو گیا

چلیں اندر۔۔ اسنے ہاتھ سے آگے کا اشارہ کیا

دانین شاک اسے دیکھ رہی تھی وہ اسکے قریب کھڑا تھا وہ ہچکچائی اور تھوڑے فاصلے پہ دور ہو گئ اور آگے بڑھ گئ

وہ پیچھے پیچھے اسکے آفس کے اندر داخل ہوا

گڈ مارننگ سر ریسپشن پر موجود لڑکی نے اہل کو دیکھتے ہی کہا

گڈ مارننگ۔اہل مسکرایا دانین بھی اسکے ساتھ کھڑی تھی

جب اہل نے سامنے کھڑی لڑکی کو پھر سے مخاطب کیا

مس ناہید یہ دانین تیمور بٹ ہیں نیو جوائینگ ہے یہ آج سے ہمارے ساتھ کام کریں گی

اہل نے تعارف کروایا

ناہید آگے بڑھی اور دانین کے ساتھ ہاتھ ملایا

یہ ابھی نیو ہیں تو انھیں کام کرنے میں تھوڑی مشکل ہو گی ابھی اہل کچھ کہنے لگا تھا جب ناہید نے اسے ٹوکا

آپ بلکل بھی فکر نا کریں مینجر علی مس دانین کو سب سیکھا دئیں گے ناہید نے جیسے کہا

اہل فورا بولا

" ن۔۔۔نہیں مینیجر علی نہیں سیکھائیں گے م۔۔میں خود "سیکھاوں گا

Urdu Novels Ghar

دانین نے بے اختیار اہل کی طرف دیکھا ناہید بھی حیران رہ گئ تھی آج سے پہلے سر اہل نے کبھی ایسے نہیں کہا تھا

آئیں مس دانین میں آپ کو اپکی کیبن دیکھاوں ناہید نے کہا تو دانین اسکے ساتھ چل دی

منتہا اور رافع آفس میں پہنچیں تھے دونوں قدم باقدم چل رہے تھے سب آفس کے لوگ انھیں رک کے دیکھتے وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ایک پرفیکٹ کپل لگتا تھا۔ دونوں کی پرسنلٹیز بہت ہی شاندار تھی۔ میٹنگ روم میں سب ڈیلرز ان کا انتظار کر رہے تھے

جب وہ دونوں روم میں داخل ہوئے تو سب اٹھ کھڑے ہوئے احترام سلام لی وہ دونوں سامنے پڑی دو چیئرز پر بیٹھ گئے

پھر رافع سب سے مخاطب ہوا

ایم شئیور آپ سب اس پروجیکٹ کے لیے بہت تیار ہیں۔ اور ہمارے ڈیلرز بھی اس بات پر پورا اعتماد کر سکتے ہیں کہ یہ جہانگیر کمپنی ہیں جن کے ساتھ آپ اینویسٹ کر کے کیسی بھی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا

کیوں خلیل صاحب۔ وہ ہلکا سا مسکرایا

سامنے چیئر پر براجمان 60 سالہ خلیل شاہ بے اختیار مسکرایا

جی جی تبھی تو ہم آپ کے پاس آئیں ہیں تو پھر سائین کریں۔ جیسے انہوں نے کہا منتہا نے فورا کہا

اتنی بھی جلدی کیا ہے خلیل صاحب ڈیل تو ہو گی لیکن اس سے پہلے شئورٹی تو لے لیں کے ہماری کمپنی آپ کو کیا کیا فسلیٹی پرووائیڈ کر سکتی ہے۔

تو خلیل صاحب آپ نے اپنی مل پروجکٹ کے لیے ہماری کمپنی کو سلیکٹ کیا ہے بے شک آپ کا یہ فیصلہ بہت اچھا ہے لیکن اس حوالے سے ہمارا بھی تھوڑا حق ہے کہ ہم بھی اپنی یقین دہانی کے لیے خلیل کمپنی کے حوالے سے کچھ جان سکیں

ضرور ضرور۔ سامنے بیٹھا آدمی نے کہا

رافع اور منتہا مسکرا دیے۔

خلیل کمپنی جہانگیر کمپنی کے ساتھ مل کر کام کرے گی اگلے تین سالوں تک۔ مل پروجکٹ ایک آسان پروجیکٹ نہیں ہے اس میں خرچے کے ساتھ ساتھ ورکرز کی فل سٹرنتھ لگتی ہے اور اس میں محنت بہت زیادہ ہے۔ آپ کی کمپنی اسکے لیے ہمیں کتنا ایڈوانس دے گی منتہا نے بڑے طریقے سے ان کے دماغ میں چلتی چالوں پر حملہ کیا تھا

رافع چونک گیا کہ منتہا نے ایسا سوال کیوں کیا

میرے خیال سے آپ کو رافع مجتبہ بٹ صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ ہماری کمپنی نے یہ کہا تھا کہ ایڈوانس نہیں ملے گا جب کام ہو جائے گا تب سارا پیسا آپ کو ملے

گا خلیل شاہ نے زرا کرخت لہجے میں کہا تھا

جی جی مجھے رافع نے سب بتایا ہے آپ اسکی بات مت کریں ہ مدعا یہ ہے کہ آپ ہمیں کیا شئیورٹی دئیں گے کہ ہمارا کام مکمل کرنے پر ہمارا پیسا ہماری ڈیل کے مطابق ملے گا اور یہ بزنس کا رول ہے کہ ڈیلرز سے ہمیشہ ایڈوانس کا مطالبہ کرنا چاہیے تا کہ وہ آپ کے ساتھ آخر تک وفادار رہ سکے اگر بھاگنے کی کوشش کرے تو رسی آپ کے ہاتھوں میں ہو۔

آپ کہنا کیا چاہ رہی ہیں۔ ہمیں ایسا سمجھ رہے ہیں وہ اونچا بولا تھا جب رافع بولا

آواز آہستہ رکھیں خلیل صاحب۔ اس میں اتنا برا ماننے والی بات نہیں ہے صیح تو کہہ رہی ہیں ہمیں کیا شئیورٹی ہے کہ ہماری ساری اماونٹ ہمیں ملیں گی۔ اور خلیل کمپنی پر ہم کیسے اعتبار کریں۔ آپ نے ہمیشہ دوسروں سے کام لیا ہے۔ کبھی دیا نہیں ہے یہ پہلی دفعہ کر رہے ہیں۔ پھر کیسے یہ سب؟

رافع نے اب انھیں توڑا تھا۔

اگر آپ نے ڈیل نہیں کرنی تو آپ صاف الفاظ میں بتادئیں اور بھی بہت کمپنیاں ہیں۔ وہ غصے سے کھڑا ہو گیا

Urdu Novels Ghar

اس کی آپ کو اب کوئی ضرورت نہیں پڑے گی کیونکہ آپ جیسی جھوٹی کمپنی کے ساتھ کوئی اینویسٹ نہیں کرے گا آپ کو کیا لگا ہمیں آپ کی کمپنی کے بارے میں کچھ نہیں پتا

یہ جہانگیر کمپنی ہے خلیل شاہ جس کے ساتھ وہی لوگ کام کرتے ہیں جو اپنے پیشے کے ساتھ مخلص ہوں ۔تم۔جیسے بے ایمان لوگ نہیں جو لوگوں کے حق مار کر آیا ہو۔رافع نے زور سے اسکے آگے فاعل پھینکی اس میں آپ کا سارا کالا چھٹا ہے زرا ایک نظر دیکھ لیں رافع کی آنکھوں میں غصہ صاف دیکھائی دے رہا تھا

خلیل شاہ نے جلدی سے وہ فاعل پکڑی اور اپنے سٹاف کے ساتھ فورا آفس سے چلا گیا

ماننا پڑے گا منتہا۔اس بار تم نے مجھے پیچھے چھوڑ دیا۔رافع نے منتہا کو کہا

وہ ہنس دی اور جواب دیا

یہ آپ سے ہی سیکھا ہے یاد ہے جب میں پہلی دفعہ تم سے ملی تھی۔جب تم نے ابرار راجپوت کو توڑا تھا بس اسی ہی کاپی کیا ہے

منتہا نے سارا کریڈٹ رافع کو دیا

تیمور جہانگیر اپنے ہاتھ سے اماں سرکار کو کھانا کھلا رہا تھا اماں سرکار اتنی بے بس ہو گئی تھی سوائے آنسو بہانے کے علاوہ اس کے پاس کچھ نہیں رہ گیا تھا۔ وہ بولنا چاہتی تھی اپنے بیٹے سے کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن آج وہ اس قدر بے بس تھی کہ کچھ نہیں کہہ سکتی تھی

تیمور جہانگیر نے اسکی انکھوں میں جلکھتے ہوئے آنسوؤں کے درد اور اذیت کو سمجھ سکتا تھا۔ اسنے بے اختیار اماں سرکار کے آنسو صاف کیے۔ اور کہا

اگر آپ روئیں گی تو ہمیں کون حوصلہ دے گا اماں سرکار اللہ پر یقین رکھیں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا ہم سب ہیں ناں آپ کے پاس آپ کا خیال رکھنے کے لیے آپکے بیٹے زندہ ہیں

جیسے جیسے وہ یہ سب سنتی تو اماں سرکار کا دل تڑپ اٹھتا تھا اسکا دل کرتا تھا کہ وہ خود کو مارے وہ ان انسانوں پر اتنا ظلم کرتی تھی جو اس قدر رحم دل اور نیک دل انسان تھے اسنے اپنے بیٹے کی اپنی پوتی کی زندگی برباد کر کے رکھ دی تھی۔ انھیں ان گناہ کی سزہ دی جو انھوں نے کیا بھی نہیں تھا

اماں سرکار نے بڑے پیار سے تیمور جہانگیر کا ماتھا چوما

اسکے ساتھ ہی علی جہانگیر اور مجتبہ جہانگیر کمرے میں داخل ہوئے

بھائی آپ جائیں گے ناں بابا لوگوں کے ساتھ احمد نے منتظر نگاہوں سے رافع کو دیکھا

رافع چئیر سے اٹھا اور احمد کو گلے لگا لیا

یہ کیسے ممکن ہے میرا بھائی مجھ سے کچھ کہے اور میں وہ کام ناں کروں مجھے تم پر فخر ہے احمد تم نے اس لڑکی کا اپنی زندگی میں انتخاب کیا جو ناں صرف تمھارے لیے بلکے اس گھر کے لیے بھی بہت ہی اچھی ہے مہر سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہو سکتا اور میں آج رات ضرور جاوں گا۔

احمد یہ سن کر خوش ہو گیا تھا اسے یقین تھا کہ رافع ایسے ہی کہے گا

بھائی میں سوچ رہا تھا اگر دانین بھی جاتی۔ابھی احمد کے زیر لب تھا جب رافع نے کہا

ارے کیوں نہیں وہ جائے گی ضرور آخر اسکے بھائی کی منگنی ہے تم فکر مت کرو ہم سب تمھارے ساتھ ہیں بس ایک بات کا خیال رکھنا احمد

مہر بھی میری دانین جیسی ہے اسکی ہر ضرورت کا خیال رکھنا اور اسے کبھی اکیلے مت چھوڑنا۔

رافع نے جیسے کہا احمد نے کہا

آپ مجھ پر یقین کر سکتے ہیں بھائی میں اسے ہمیشہ خوش رکھوں گا۔

دانین کو اہل خود ہر کام بتا رہا تھا وہ بڑے دھیان سے اسکی باتیں سمجھ رہی تھی

یار یہ سر اہل ویسے مجھے حیرانی ہو رہی ہے لگتا ہے یہ سر کی زندگی میں بڑی سپیشل ہے اسلیے تو سر علی کو انھوں نے منع کر دیا اور خود گئے۔

Urdu Novels Ghar

سامنے کھڑی سٹاف ممبرز میں سے ایک نے ادیکھتے کہا

جب ان میں کھڑے ایک لڑکے نے دانین کو دیکھا تو فورا بولا

ویسے مس دانینن ہیں بہت خوبصورت۔

ایسامت کہو وہ رافع مجتبہ بٹ کی اکلوتی بہن ہے بٹ ہاوس کی شہزادی کہتے ہیں اسے میں نے سنا ہے سر اہل انکے فیملی دوست ہیں۔ناہید نے اب کہا تھا

یہ سب فاعلز ہیں انھیں دیکھنا ہے اور یہاں پیج کے آخر پر سائین کرنے کے بعد یہ فاعل مینجر کو دینی ہے وہ ایک دفعہ ریچکینگ کرے گا اور مجھے دے گا تا کہ جو بھی پروڈکٹس ہمیں چاہیے انکے نام سرئیل نمبر اور کتنی اماونٹ میں ہو وہ سب بڑے دھیان سے لکھنا ہے

ٹھیک ہے دانین نے سمجھتے ہوئے کہا

بس یہی کام ہے اور کچھ نہیں اہل یہ کہتے چئیر سے اٹھا تھا

تھینک یوں۔ دانین نے بنادیکھے کہا

اٹس اوکے اورہاں میری کیبن میں تم کبھی بھی آسکتی ہو پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے اہل جانے لگا تھا جب وہ روکا

نہیں آپ میرے بوس ہیں اور بوس کے روم میں اجازت لیے بنا نہیں آنا چاہیے دانین نے جب کہا وہ آگے سے ہنس دیا

اچھا تو میرے دل میں آپ بغیر اجازت کے ہی آگئ اس کا کیا؟

ویسے آفس میں بھی آپ یہ باتیں کرتے ہیں دانین نے طنزاً کہا

کتنی لڑکیوں کو ایسا کہہ چکیں ہیں

صرف ایک کو وہ جو میرے سامنے کھڑی ہے اور میرے دل میں ہے۔اہل نے کہا اور اپنے آفس روم کی طرف بڑھ گیا

وہ کھڑی اسے جاتا ہو دیکھ رہی تھی وہ اسکے سامنے اسکی محبت کے سامنے خود کو کمزور محسوس کر رہی تھی ۔وہ اس سے ناچاہتے ہوئے بھی نفرت نہیں کر پا رہی تھی

اہل کا افس روم بڑے ہی عمدہ کاریگری سے بنایا گیا تھا دیواریں شیشے کی تھیں جس سے باہر کا مناظر بڑا اچھے سے نظر آتا تھا وہ کتنی دیر اسے دیکھ رہا تھا مسلسل وہ اپنا کام صبح سے کع نہیں پا رہا تھا دانین کو کام کرتے دیکھ کے وہ خوش ہو گیا

رات کو دانین رافع منتہا علی جہانگیر بٹ اور سبین بٹ سب اہل کے گھر جانے کے لیے تیار تھے دانین یہ خبر سن کر بہت زیادہ خوشی ہوئی تھی سب ہی اس رشتے سے بیت خوش تھے سبین نے بھی اپنے بیٹے کی خوشی کو قبول کر لیا تھا۔

وہ سب تیار ہو کر باہر ہال میں موجود تھے

دانین تیار ہو کر نیچے ہال کی طرف بڑھی جب احمد نے اسکو روکا

دانین۔۔۔۔

اپنے نام کی آواز سنتے وہ رکی احمد اسکے قریب آیا

" بہت پیاری لگ رہی ہو"

احمد مسکرایا تھا

پتا ہے مجھے زیادہ مکھن مت لگاو ٹھیک ہے ویسے کمینے تم نے اسے منا کیسے لیا دانین نے اس کے کندھے پر شرارت سے تھپڑ مارا

بس دیکھ لو آخر تمھارا بھائی اسے پسند کرتا تھا اور ویسے بھی احمد اتنا ہینڈسم ہے اس نے نا چاہتے ہوئے بھی منع نہیں کرنا تھا احمد نے خود کی بڑے اچھے انداز سے تعریف کی

جس پر دانین نے قہقا لگایا

Urdu Novels Ghar

بس یہی خوش فہمیاں میرے بھائی نے پال رکھی ہیں اچھا ہے کچھ نہیں ہوتا اب ہٹو میرے راستے سے سارے نیچے میرا ویٹ کر رہے ہوں گے دانین یہ کہتی نیچے سیڑھیوں کی طرف بڑھی جہاں رافع اسکا انتظار کر رہا تھا

گڑیا جلدی کرو رافع نے دانین کو دیکھتے ہی کہا

سوری بھائی۔۔یہ احمد نے لیٹ کر دیا

رافع اسکا ہاتھ تھامے جلدی سے باہر آیا جہاں پہلے سے گاڑی میں موجود منتہا ان دونوں کا ویٹ کر رہی تھی ۔رافع اور دانین گاڑی میں جلدی سے بیٹھے اور باہر مین گیٹ کی طرف گاڑی کا رخ کیا

آج وہ سب احمد کی منگنی کی رسم ادا کرنے جا رہے تھے رافع نے اہل سے بات کر لی تھی وہ اس رشتے سے بے خوش تھا۔کیونکہ اسے رافع پر پورا بھروسہ تھا اس انسان پر جس پر وہ آنکھ بند اعتبار کر سکتا تھا جب رافع نے یہ کہہ دیا کہ احمد مہر کے لیے صیح ہے تو اہل نیازی کیسے اسکی بات کو جھٹلا سکتا تھا اب ہر خوشیوں کا سماں بندھا تھا ہر شخص کے چہرے پر مسکراہٹ تھی دانین کے دک میں ایک نئ زندگی کی امنگ تھی کچھ کرنے کی چاہ آگے بڑھنے کا جنون تھا۔گاڑی اہل نیازی کے گھر پر پارک ہوئی اہل اور سلمہ بیگم نے ان کے انے سے پہلے سارا انتظام کر کے رکھا ہوا تھا۔

مہر کی خالہ کی بیٹی رابعہ بھی موجود تھی دانین سب لوگ گھر میں داخل ہوئے

سب ایک دوسرے کے ساتھ بڑی چاہت سے ملے تھے۔

اسلام و علیکم دانین رابعہ آگے ہو کر دانین سے ملی

وعلیکم اسلام دانین نے بڑے خوش مزاج لہجے میں جواب دیا رابعہ نے ایک نظر اسکو دیکھا وہ آج کیسی حور کی مانند لگ رہی تھی

اہل ڈرائنگ روم میں داخل ہوا جہاں سارے مہمان براجمان تھے۔ تو اسکے قریب سے دانین گزری تھی اسنے اسکی موجودگی کو محسوس کیا۔ تھا۔ وہ اور رابعہ دونوں مہر کے کمرے کی طرف گئ تھی

مہر اپنے کمرے میں موجود تیار ہو رہی تھی آج اسکے چہرے ہر ایک الگ سی مسکراہٹ چھائی تھی۔ آخر وہ۔ شخص اسکی زندگی میں آ رہا تھا جسکے ساتھ اسنے زندگی گزارنے کے خواب دیکھے تھے

احمد اسکی زندگی کا وہ حصہ تھا جس کے ساتھ وہ ہمیشہ رہنا چاہتی تھی اس سے محبت کی تھی اسنے۔ دانین کمرے میں داخل ہوئی تو مہر اسے دیکھ کے مسکرا دی

دانین نے بے اختیار اسے اپنے گلے لگایا

ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو ڈاکٹر مہر نیازی اللہ تمھیں ہمیشہ خوش رکھے

شکریہ مہر نے جواب دیا

ویسے اب تمھارا کیا خیال ہے کب تک میرے بھائی کو کنوارہ رکھنا ہے؟ مہر نے جان بھوج کر کہا تھا۔

Urdu Novels Ghar

میں نے رکھا ہے۔شادی کروادو اسکی میرا اس سے کوئی لینا دینا

نہیں ہے دانین نے اپنے تاثرات چھپائے

مہر یہ سنتے ہی ہنس دی

" وہ کہتا ہے میں کیسی سے شادی نہیں کروا سکتا محبت میں "بے وفائی نہیں برداشت کرتا۔

مہر نے اسے یقین دلایا

"اچھا اتنا وفادار ہے تو یہ سب پہلے یاد نہیں آیا تھا جب کھٹن

" راستے تھے تب بزدلوں کی طرح ہاتھ چھڑا کر بھاگ نکلا

دانین نے جیسے کہا وہ فورا بولی

حالات ہی کچھ ایسے تھے دانین اماں سرکار نے جیسے اسے بے عزت کر کے گھر سے نکالا تھا اور کہا تھا کہ

کبھی اپنے دل و دماغ میں دانین تیمور بٹ کے بارے میں ناں سوچے۔تم اسکی محبت جے لائق نہیں

مہر نے ایک دفعہ پھر سے ماضی کے قصوں کو دھریا

دانین یہ سنتے ہی چپ رہ گئ پھر کمرے میں رابعہ داخل ہوئی

جو مہر کو لے کر کمرے سے باہر چلی گئ تھی وہ وہی کھڑی تھی مہر کی بات نے اسے حیران کر دیا تھا اماں

سرکار نے ایسا کیوں کیا۔؟ وہ مجھ سے محبت کرتا تھا اسکی آنکھوں سے آنسو آ گئے

دانین کمرے سے باہر نکلی تھی جب کیسی نے اسکے ہاتھ کو پکڑا وہ چونک کے پیچھے مڑی کیسی نے اسے اپنے قریب کیا تھا اور وہ کوئی اور نہیں اہل نیازی تھا

شادی کرنا چاہتا ہوں آپ سے منع مت کریے گا محبت ہیں آپ "میری"۔

اسنے دانین کی کلائی اپنے ہاتھ سے مضبوطی سے تھامی ہوئی تھی دانین اسکے قریب تھی کہ اسکے دل کی دھڑکنوں کو صاف واضح سن سکتی تھی

لیکن میں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی اور نہ ہی آپ سے محبت کرتی ہوں۔ دانین نے ڈھٹائی سے جواب دیا

لیکن میں نے تو آپ سے ہی شادی کرنی ہے چاہے جو مرضی ہو جائے۔ اسنے بھی جواب دیا

میرا ہاتھ چھوڑو اہل۔ دانین نے اپنا ہاتھ چھڑایا اور جلدی سے باہر کی طرف بڑھ گئ

اہل اسے جاتا ہوا دیکھ کے مسکرا رہا تھا۔

ہم نے سوچا ہے ہم کچھ ہی دنوں میں مہر اور احمد کے نکاح کی رسم رکھ لیں چاہے رخصتی بعد میں ہو جائے علی جہانگیر نے کہا

جی جیسا آپ لوگ چاہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے مہر اب آپ لوگوں کی امانت ہے سلمہ بیگم نے خوشی سے کہا

تو پھر ٹھیک ہے آپ لوگ نکاح کی تیاری کریں۔ علی جہانگیر کے چہرپر خوشی کے تاثرات تھے وہاں پر

موجود سب لوگ بہت خوش تھے دانین اہل کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی

رافع منتہا سب نے مٹھائی کھائی

مس دانین آپ کو سر اہل اپنے کمرے میں بھلا رہے ہیں۔؟ ناہید نے جونہی کہا

دانین نے اسکی طرف دیکھا جو فاعل پر کچھ لکھ رہی تھی

جی ٹھیک ہے

دانین نے اثابات میں ہلایا اور اہل کے کیبن کی طرف بڑھی

اجازت لینے پر وہ اندر داخل ہوئی اور سامنے پڑی چیئر پر بیٹھ گئ

جی سر آپ نے بھلایا تھا دانین نے اہل کی طرف دیکھا

جو بڑے غور سے اسے تک رہا تھا اہل نے آگے سے کوئی جواب نہیں دیا

بس ٹک نگاہوں سے دانین کو دیکھ رہا تھا

دانین یہ دیکھ کے ہچکچا گئ اور اخر اسنے کہا

سر کچھ بتائیں تو سہی

بس آپ کا یہ کام ہے آپ میرے سامنے بیٹھی رہی گی۔ جیسے اہل نے کہا

دانین دھک رہ گی

کتنے بے شرم ہیں آپ وہ یہ کہتے چیئر سے اٹھی

روکیں مس دانین

وہ پلٹی تھی

اس کمپنی کا اونر کون ہے؟

آپ ..وہ تھوڑا نروس ہو گئی

بلکل صیح کہا میں جو کہوں گا آپ کو وہی کرنا پڑے گا تو میں آپ کو یہ آڈر دیتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ

کافی پینے چلی گی

اہل نے دھیمی مسکراہٹ سے کہا

کیا؟

وہ چونکی

جی۔۔۔ جلدی سے باہر آئیں میں ویئٹ کر رہا ہوں وہ یہ کہتا ہوا باہر نکلا تھا

منتہا رافع کے لیے چائے کمرے میں لائی تھی رافع اپنی چیئر پر بیٹھا کچھ فائلز کو دیکھ رہا تھا وہ اپنے کام میں پوری طرح محو تھا کہ اسے منتہا کی موجودگی کا احساس تک ناں ہوا منتہا نے سامنے پڑی میز پر چائے کا کپ رکھا اور ساتھ رکھی چیئر پر بیٹھ گئ

بس کر دئیں کم از کم گھر پر تو آفس ناں کھولیں۔منتہا نے فائلز پکڑ کر سائیڈ پر رکھ دی۔

رافع مسکرا دیا اور چائے کا کپ پکڑا

تھینک یوں مجھے اس اشد ضرورت تھی۔رافع نے چائے کا سپ لیتے کہا

مجھے پتا تھا اسلیے لے کر آئی ویسے رافع احمد کا نکاح زیادہ جلدی نہیں ہو گیا؟میرا مطلب ایک ہفتے میں سب تیاریاں کیسے ہوں گی۔

منتہا نے رافع کی طرف دیکھتے کہا

نہیں تایا جان نے کہا کہ وہ پہلے نکاح کی رسم رکھنا چاہتے ہیں آج نہیں تو کل کرنا ہی تھا ناں ویسے بھی سب کچھ تیار ہی ہے مہمانوں کو اینوٹیشن ہی دینا ہے رافع نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے

ہاں ہاں آپ لوگوں کے لیے تو سب کچھ بہت آسان ہے سب کچھ ہمیں دیکھنا ہوتا ہے کپڑوں کی تیاری سب کچھ منتہا نے جتانے والے انداز میں کہا

رافع یہ سن کر ہنس دیا

ویسے ایک بات پوچھوں رافع؟

ہاں پوچھو۔وہ اب اسکی طرف متوجہ تھا

یہ میرے دل کے بہت قریب بات ہے اگر دانین کی شادی اہل سے ہو جائے تو۔منتہا نے اپنی آواز کو دھیما کیا تھا وہ رافع کے تاثرات کو جاننے کی کوشش کر رہی تھی

یہ بہت اچھی بات ہو گی ان فیکٹ منتہا میں نے بھی یہی سوچا ہے ہماری دانین کے لیے اہل سے بہتر اور کوئی ہو نہیں سکتا۔رافع کی بات سن کر منتہا کے چہرے پر خوشی چھا گئی تھی وہ جھٹ سے بولی

شکر ہے آپ کو اس سے کوئی اعتراض نہیں ہے ویسے بھی وہ دونوں ایک دوسرے کو بہت زیادہ پسند کرتے ہیں منتہا کہتے کہتے اچانک رک گئی اسنے وہ بات بتا دی جو آج تک رافع سے نہیں کہی تھی وجہ دانین نے منع کیا تھا۔

رافع اب اسے دیکھ رہا تھا۔

میرا مطلب۔۔۔منتہا الفاظ کی کھوج میں تھی جب رافع نے اس سے پوچھا

کیا واقعی دانین اور اہل ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں منتہا۔؟رافع نے منتہا کے چہرے کو پڑھنا چاہا۔

ہاں رافع وہ شروع سے ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے لیکن اماں سرکار کی وجہ سے اہل پیچھے ہٹ گیا حتی کے اسنے اماں سرکار سے رشتے کی بات بھی کی تھی۔ لیکن اماں سرکار نے منع کر دیا۔ اور اس کے بعد یاور آ گیا اور دانین کے ساتھ یہ سب ہو گیا۔ منتہانے سب کچھ رافع کو بتا دیا

تم نے تب کیوں نہیں مجھے بتایا منتہا مجھے ایک دفعہ بتا دیتی اگر دانین اور اہل نے نہیں بتایا تمھیں تو بتانا چاہیے تھا تمھیں پتا ہے میں ہمیشہ یہی سوچتا تھا کہ اہل سے بڑھ کر دانین کے لیے کوئی نہجب ہو سکتا لیکن جب دانین نے یہ کہہ دیا کہ وہ یاور کے ساتھ نکاح کرے گی تو میں کچھ نہیں کہہ سکا لیکن تم بھی تو کہہ سکتی تھی ناں۔ رافع نے مایوسی سے سر جھٹکا

رافع میں کیا کرتی تب سیچویشن ہی ایسی تھی اماں سرکار نے دانین کے سامنے وہ سب بتایا جو اہل نے ان سے کہا نہیں تھا رب اماں سرکار نے اسے کہا کہ اہل خود رشتے سے منع کر کے گیا ہے لیکن حقیقت کچھ اور تھی وہ اس دن اماں سرکار سے دانین کا ہاتھ دانین کا ہاتھ مانگنے آیا تھا لیکن اماں سرکار نے اسکی بے عزتی کر کے گھر سے نکال دیا اور دانین کو کہا کہ وہ بے وفا نکلا اور وہ بیچاری ہمیشہ اسے یہی سمجھتی رہی۔ دکھ تو اس بات کا ہے کہ اپنے ہی خوشیوں کے قاتل نکلے۔ اگر اس دن اماں سرکار نے یہ سب کچھ ناں کہا ہوتا تو آج ہماری دانین کے دامن میں طلاق کا دھباناں لگتا

رافع کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔۔ ظلم کی انتہا ہو چکی تھی

تمھیں پتا ہے منتہا میں اسے ہمیشہ کہتا تھا اہل تم بھی اب شادی کر والو لیکن وہ ہمیشہ ہی بات کو نظر انداز کر جاتا تھا اسنے آج تک دانین کا انتظار کیا۔۔ لیکن اب ایسا نہیں ہو گا سب اہل اور دانین کے درمیان کوئی نہیں آئے گا

رافع کی آنکھوں میں ایک نئ زندگی کی امید تھی اب وہ اپنی بہن کے ساتھ کچھ ایسا نہیں ہونے دے گا جس سے وہ اسکو تکلیف ہو۔

مجھے آپ پر فخر ہے رافع آپ ایک شوہر ہی نہیں بلکے ایک بہتر بھائی ہیں۔ کبھی کبھی مجھے یہ احساس ہوتا ہے میں اس دنیا کی سب سے قیمتی لڑکی ہوں جس کے پاس رافع مجتبہ بٹ ہے اور دانین بٹ سب سے خوش قسمت دانین جسکے پاس رافع جیسا بھائی ہے۔

جب منتہا نے کہا تو وہ وہ بے اختیار رافع کے گلے لگ گئ۔ وہ ایک ونی کی صورت میں اس گھر میں لائی گئ تھی۔ لیکن جس انسان کے ساتھ اسکا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جوڑا گیا تھا وہ اس دنیا میں سب سے بہتر انسان تھا وہ جب جب رافع کو دیکھتی تھی تو وہ ہمیشہ رب کا شکر ادا کرتی تھی۔

اور میں خوش قسمت ہوں جو مجھے منتہا جیسی بیوی ملی۔ ایک اچھی شریک حیات۔ منتہا میں ہمیشہ تمھارے ساتھ کھڑا رہوں گا تم میرے جینے کا سبب ہو۔ جب تم میرے پاس ہوتی ہو سب کچھ ٹھیک لگتا ہے۔

دانین تو میری جان ہے۔ اور مجھے یقین ہے تم اسکا مجھ سے بہتر خیال رکھو گی

ہمیشہ منتہا نے اسے یقین دلایا تھا۔

دانین اور اہل دونوں گاڑی میں موجود تھے وہ اسے گھر ڈراپ کرنے جا رہا تھا دانین کو خود آفس لے کر آتا اور چھوڑ کر آتا تھا۔ابھی وہ دونوں کافی پینے کے بعد گھر کی طرف رواں ہوئے تھے

جب اہل نے اس سے کہا۔

" میرے پرپوزل پر غور ضرور کرنا دانین "۔

اسنے پھر اسے باآور کروایا۔دانین نے اسکی طرف دیکھا جو مسکرا رہا تھا

دنیا میں صرف تم ہی نہیں رہ گئے اور میں کیسی سے شادی "نہیں کرنا چاہتی کیسی سے بھی نہیں اور یہ کیا

" زبردستی ہے تمھاری کزن رابعہ ہے ناں

اسنے بھی اچھا خاصا طنزاً لہجے میں کہا تھا

محبت میں نے دانین سے کی ہے رابعہ سے نہیں میڈم اور اگر آپ نے میرے علاوہ کیسی کے بارے میں سوچا تو اچھا نہیں ہو گا۔؟اہل نے وارننگ دی تھی۔

اچھا کیا کر لو گے تم؟ وہ اب بڑے متجسس نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

آپ کو زبردستی اٹھا کر لے کر جاوں گا اور نکاح کر سکتا ہوں۔ ویسے نوبت تو نہیں آئے گی رافع بھائی سے بات کروں گا۔ اور مجھے یقین ہے وہ مان جائیں گے

اہل نے اسے دیکھتے جواب دیا تھا وہ نروس ہو گئی اور نگاہیں جھکا دی۔ اہل یہ دیکھتے ہی بے اختیار مسکرایا وہ ایسے نظریں جھکائے کتنی اسے پیاری لگتی تھی یہ صرف اہل جانتا تھا۔

وہ آگے سے کچھ نہیں کہہ پائی تھی شاید وہ ہار گئی تھی ہاں وہ ہار گئی تھی اہل نیازی کے سامنے اسکی محبت کے سامنے آخر وہ

بھی اس انسان سے بے انتہا محبت کرتی تھی۔ اسکی زندگی خوشی کے راستوں کی طرف مڑی تھی اور وہ اب پہلے جیسے نہیں رہی تھی جو زندگی کے امتحانات سے ڈر جائے۔ وہ سب کا سامنا کر سکتی تھی۔

دانین رہنے دو بچا تمھاری آنکھوں میں آنسو آئیں گے

رافع نے اسکے ہاتھ سے نائیف کو چھینا۔

بھائی آپ بیٹھ جائیں کچھ نہیں ہو گا مجھے کہاناں اب میں سب سیکھ گئی ہوں اور آج میں اپنے ہاتھوں سے بریانی بناؤں گی۔ اسنے رافع کے ہاتھ سے نائیف چھینا

سامنے کھڑے احمد اسامہ شہریار پہلے کئی مرتبہ کوشش کر چکے تھے کہ وہ سب کام کر دیتے ہیں لیکن وہ مان نہیں رہی تھی

دانین ہم نے مرنا نہیں ہے ابھی یہ ناں ہو ہم اس بریانی کو کھانے کے بعد کبھی بریانی کھانے کے قابل ناں رہے

احمد نے جیسے کہا دانین جلدی سے بولی

بس تمھاری کمی تھی میں تب سے کہہ رہی تھی تم نے اپنی کالی زبان سے کچھ بولا کیوں نہیں ہے اب۔ آج بریانی تو میرے ہاتھوں کی کھانی پڑے گی۔ بھائی آپ سب بیٹھ جائیں ناں۔

دانین نے یقین دلایا

تو اسامہ بولا

۔ دیکھو گڑیا اصل بات ہے ہماری ایک ہی اکلوتی بہن ہے جو ہمیں بہت پیاری ہے اسلیے ہم تمھیں اکیلا کچن میں نہیں چھوڑ سکتے ہم تمھارا ہاتھ بٹائیں گے۔ اسامہ کی بات پر سب نے اسی بات پر اتفاق کیا تو دانین کو مجبوراً ماننا پڑا

اور ہمیشہ کی طرح اسکے بھائیوں نے اسے کوئی کام کرنے ہی نہیں دیا تھا۔ وہ جانتی تھی اسکے بھائی اسے کیسی کام میں نہیں شامل کریں گے

جب وہ پیاز کاٹنے کا کہتی تو شہریار نے جلدی سے اس سے پکڑ لیے

تمھاری آنکھوں میں آنسو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔

بھائی شہریار۔وہ جلدی سے احمد کی ظرف بڑھا جو مسالہ نکال رہا تھا اور اسامہ رافع دونوں چولہے کے قریب کھڑے تھے

بھائی رافع میں بھی کروں جیسے دانین نے کہا رافع نے اسے پیچھے کیا

"نہیں بچا چولہے کے قریب نہیں جانا"۔

سب گھر والے ان سب بہن بھائیوں کا پیار دیکھ کے خوش ہو رہے تھے بریانی تیار ہو چکی تھی اور سب گھر والوں نے کھائی

آج ہماری دانین نے بریانی بنائی ہے رافع نے منتہا کو کہا تو دانین فورا بولی

کوئی نہیں منتہا بھائی جھوٹ بول رہے ہیں میں نے کوئی کام نہیں کیا ان فیکٹ میں کہتی بھی رہی لیکن کوئی مان ہی نہیں رہا تھا دانین نے مایوسی سے کہا

بچا تم ابھی چھوٹی ہو۔شہریار نے کہا تو سب مسکرا دیے۔

احمد نے دانین کی طرف دیکھ کے آنکھ جھپکائی۔

وہ سب اب خوش تھے ایک ہیپی فیملی۔کہ جب رافع کو سرونٹ نے بتایا

سر باہر کوئی حیدر نامی لڑکا دانین سے ملنا چاہتا ہے

دانین نے جیسے سنا وہ۔وہی خاموش رہ گی

رافع جلدی سے اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا اور فوراہال کے دروازے کی طرف بڑھا سب خاموش تھے

دانین بلکل چپ ہو گئ تھی منتہا نے اسکا ہاتھ تھاما اور اسے حوصلہ دیا۔تو وہ آگے سے مسکرا دی۔کچھ دیر بعد حیدر اور رافع اندر داخل ہوئے تھے

دانین ان دونوں کو دیکھ کے کھڑی ہو گئ سب حیران تھے احمد نے جب حیدر کو دیکھا تو اسکا خون کھول اٹھا اور وہ فورا اسکی طرف بڑھا لیکن رافع نے اسے روک لیا

احمد رک جاو یہ خود ہی اپنی نظروں میں گر چکا ہے اور جن "انسانوں کو اللہ ایسی سزہ دے کہ وہ جیتے جی سکون سے نہ "رہ سکیں تو یہ موت سے بڑھ کر سزہ ہوتی ہے

احمد نے بڑی مشکل سے خود کو روک لیا تھا۔دانین نے جب اس انسان کو اپنے سامنے کھڑا پایا ماضی کی یادوں نے اسکی آنکھوں کو اپنے لپیٹے میں لے لیا درد کا احساس اسنے اپنے پورے وجود میں محسوس کیا تھا لیکن وہ رو نہیں تھی رہی اسنے اپنے آنسوؤں کو ضبط کر لیا تھا زندگی کے امتحانوں کا سامنا کرنے کی جرات پیدا کر لی تھی۔

حیدر لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کے ساتھ دانین کے قریب گیا تھا۔دانین بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹی تھی ۔حیدر کی حالت میں بے بسی جھلک رہی تھی ندامت کے آنسوؤں نے اسکے چہرے کو بھگو دیا تھا شرم کے مارے اسکے ہاتھ دانین کے آگے جڑ گئے تھے اور گردن جھک گئی۔وہ انسان جس نے حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کیا تھا اس معصوم پر اور آج وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگنے آیا تھا۔آج وہ انسان اسکے سامنے کھڑا تھا جو کر روز اس معصوم وہ زخم دیتا جس کی وہ حق دار نہیں تھی۔آج اسکی زندگی تباہی کے دھانے پر تھی اور یہ سب کس وجہ سے ہوا وہ اچھے سے جان چکا تھا۔کہتے ہیں کے کیسی انسان کو خود کی نظروں میں اتنا بھی گرنا نہیں چاہیے کہ وہ دوبارہ اٹھنے کے قابل نہ رہے اور آج حیدر ہاشمی اپنی ہی نظروں میں گر چکا تھا۔اسکی زندگی ایک عذاب بن گئی تھی۔اس اوپر بیٹھی ذات نے اس سے بدلہ لیا تھا ان تمام زیادتیوں کا بدلہ جو اس حیوان نے دانین کے ساتھ کیں تھیں

" د۔۔۔دا۔۔نین مجھے معاف کر دو"

اور یہ الفاظ سن کر وہ اپنے آنسوؤں کو ضبط نہیں کر پائی تھی۔درد کی لہریں اسکے وجود میں ایک تکلیف کا احساس پیدا کر رہی تھیں۔

م۔۔۔مجھے معاف کر دو خدا کے لیے مجھے معاف کر دو دانین میں نے تمھارے ساتھ بہت برا کیا ہے

۔۔م۔۔میں نے بہت غلط کیا ہے مجھے میرے گناہوں کی سزہ مل رہی ہے میں ہر روز مرتا ہوں ایک دفعہ

اس ذات کے صدقے مجھے معاف کر دو۔

سب خاموش کھڑے اس بد قسمت انسان کی تڑپاہٹ کو دیکھ رہے تھے۔

کوئی کچھ نہیں بول رہا تھا یہ فیصلہ دانین پر تھا۔حیدر اسکے آگے ہاتھ جوڑے کھڑا معافی کا منتظر تھا۔

م۔۔۔م۔میں نے معاف کیا حیدر اس ذات سے بڑھ کر کوئی نہیں جس کا صدقے تم نے معافی مانگی میں

نے معاف کیا۔لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا

خدا کے لیے کیسی کی زندگی ایسے تباہ مت کرنا کہ وہ بکھر جائے۔دانین نے کہا اور اوپر کمرے کی طرف

چلی گئ۔رافع کی انکھوں میں آنسو آ گئے۔

اسکی بہن کے اندر بہت حوصلہ تھا یہ ظرف تھا اسکا جو اس طرح کے حیوان کو معاف کر دیا حیدر وہی

خاموش کھڑا تھا

رافع اسکے کمرے میں داخل ہوا تھا وہ چپ بیڈ پر بیٹھی اپنی والدہ کی تصویر دیکھ رہی تھی اور ساتھ حنان کی

تصویر کو اسنے اپنے سینے لگا یا ہوا تھا

رافع اسکے قریب بیٹھ گیا اور دانین کو اپنے گلے لگالیا۔جب دانین نے خود کو رافع کی گرفت میں محسوس کیا تو وہ بکھر کر رہ گئ۔ہاں وہ پھر سے ٹوٹ گئ تھی اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔

بھائی۔۔۔میں ک۔۔کیا کروں میں نے بہت کوشش کی تھی کہ میں ناں روؤں لیکن مجھ سے برداشت نہیں ہو سکا۔وہ انسان نے میری زندگی تباہ کر کے رکھ دی تھی میں نے اپنی زندگی میں بہت سے رشتوں کو کھو دیا ہے۔حنان امی۔سب کو۔

دانین کی آواز ہلک میں اٹک رہی تھی سسکیوں کی آوازیں بلند تھی رافع اسے سینے سے لگائے بس خاموشی سے رو رہا تھا پھر اسنے دانین کو اپنے سامنے کیا۔

دانین مجھے تم پر فخر ہے میرا بچہ میں بہت خوش نصیب ہوں کہ مجھے اللہ نے دانین جیسی بہن دی۔میری بہن کا یہ ظرف ہے کہ تم نے اس انسان کو معاف کر دیا۔میری جان۔اللہ سے بڑھ کر ہماری زندگی میں کوئی نہیں ہو سکتا وہ ذات جس نے ہمیں بنایا ہے جس کے پاس ہی ہم نے لوٹ کے جانا ہے۔جس کے بنا ہم کچھ نہیں ہے۔جب اس ذات کا واسطہ کوئی دے دے۔تو بڑا سا بڑا جرم بھی معاف کر دیا جاتا ہے خاص کر ان انسانوں کا جرم جنہیں خود اللہ اس بات کا احساس دلا دے کہ اس نے غلط کیا ہے۔اور حیدر کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔

رافع اسکے چہرے پر گرتے آنسوؤں کو صاف کر رہا تھا۔دانین بے اختیار اسکے گلے لگ گئ

بھائی آپ میرے ساتھ رہیں گے ہمیشہ آپ میرے ساتھ ہوتے ہیں تو مجھے حوصلہ ملتا ہے۔

میں تمھارے ساتھ ہمیشہ رہوں گا لیکن دانین ایک بات یاد رکھنا ہمیں زندگی گزارنے کے لیے چاہے کیسی ناں کیسی سہارے کی ضرورت ضرور ہوتی ہے لیکن زندگی میں آنے والی کئ آزمائشوں کا سامنا ہمیں خود اکیلے کرنا پڑتا ہے کیا پتا کل میں تمھارے ساتھ ہوں یا ناں ہوں تو میں نہیں چاہوں گا کہ میری بہن اتنی کمزور ہو کہ وہ کیسی کے کندھے لگ کے روئے بلکے اچھے سے ان آزمائشوں کا مقابلہ کرے۔ میرا بچا اب بڑا ہو گیا ہے رافع کی دانین کو اب کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سن لیا اس دنیا میں سب سے زیادہ طاقت ور عورت ہوتی ہے۔ جب وہ اپنے حق کے لیے کھڑی ہو جائے تو خدا کی قسم دنیا کی کوئی طاقت اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی جب وہ اللہ پر یقین رکھ کے اپنے حق کے راستے پر چلنا شروع کر دے۔ تو کوئی اسے ہاتھ تک نہیں لگا سکتا میں ایسی دانین چاہتا ہوں۔

رافع اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیے اسے سمجھا رہا تھا زندگی کے امتحانات سے لڑنے کا بتا رہا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ دانین کے ساتھ اب ایسا کچھ ہو

میں آپ س وعدہ کرتی ہوں بھائی میں۔ ہمیشہ ان سب کا مقابلہ کروں گی۔

یہ ہوئی ناں بات۔۔ رافع مسکرا دیا۔

اتنے میں احمد شہریار اور اسامہ بریانی کی پلیٹس لے کر کمرے میں داخل ہوئے

دانین یہ کیابات ہوئی تم نے بریانی کھائی نہیں۔ تمھیں پتاہے مجھے کتنی بھوک لگ رہی تھی پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں۔ شہریار نے جب کہاتو وہ سب ہنس دیے۔

دانین جلدی سے اٹھی اور اپنے تینوں بھائیوں کے گلے لگ گئ۔

ہائے ہماری دانی۔۔۔ اتناپیار مت کرواپنے بھائیوں سے تمھاری سیلری میں ہی لوں گا احمد نے اسکے گلے لگتے ہوئے کہا۔

اچھا۔۔ ٹھیک ہے کنجوس کہی کا۔ کھادوں گی تمھیں جو تم چاہتے ہو۔ دانین نے مسکراتے ہوئے کہارافع اور وہ سب اب بریانی کھارہے تھے۔

اچھابھائی اس احمد کا نکاح ہے اور اسکو زرادیکھیں شکل بلکل باتونیوں جیسی ہے دانین نے رافع کی طرف دیکھا

اب دیکھیں رافع بھائی کس نے سٹارٹ کیاہے؟ احمد نے ہمدردی حاصل کرناچاہی۔ تو اسامہ بولا بتاؤرافع۔ فیصلہ کرو۔ اسامہ نے ہنستے ہوئے رافع کو دیکھاتو شہریار نے لقمہ دیا

بھئ میں تواپنی دانین کی سائیڈپر ہوں۔ جیسے شہریار نے کہادانین فورابولی

ہائے میں صدقے جاوں۔۔ مجھے پتاتھامیر اشیر ی بھائی ہمیشہ میر ج سائیڈ پر ہو تا ہے۔

اچھاسارا پیار شہریار کے لیے مجھ غریب سے بھی ہنس کر پیار سے بات کر لیا کرو۔احمد نے بیچار گی سے کہا تو رافع اسامہ سب نے قہقالگایا

بہن بھائی کا رشتہ خونی رشتوں میں سے ایک رشتہ ہو تا ہے جو پیار اور لڑائی پر ہو تا ہے اس رشتے میں احساس الگ ساہو تا ہے ایک بہن کا اپنے بھائی کے لیے پیار جب ایک بہن اپنے بھائی کو دیکھتی ہے تو وہ اسے سب سے پیارا مانتی ہے اپنا آئیڈیل اور بھائی کا اپنی بہن کو پیار سے تنگ کرنا۔اس سے زبردستی اپنے کام کروانا۔اس سے لڑائی کرنا۔اور آخر پر دونوں ہی اکھٹے یہ رشتہ بہت ہی انمول ہو تا ہے۔اور اس رشتے میں امیدیں وابستہ ہوتی ہیں جو دونوں ایک دوسرے سے لگاتے ہیں۔

دانین کو اپنے بھائیوں سے اپنی جان سے زیادہ پیار تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا وہ سب بھائی اپنی بہن ہر اپنی جان نچھاور کرتے تھے۔ان سب کا پیار دیکھ کے سارے گھر والے فخر کرتے تھے۔رافع اور دانین کا رشتہ ایک ایسا رشتہ تھا جو ایک بہن بھائی کا تھا بیسٹ فرینڈز کا ایک باپ بیٹی کی طرح رافع کی زندگی میں دانین کی اہمیت بہت زیادہ تھی اور یہ بات دانین اور رافع بھی بہت اچھے سے جانتے تھے۔

نکاح کی تیاریاں زوروشور پر تھی سارے گھر میں خوشیوں کا سماں تھا ہر کوئی خوش نظر آرہا تھا احمد اور شہریار اسامہ کے ساتھ کیسی کام سے باہر گئے تھے رافع ابھی آفس سے گھر آیا تھا منتہا دانین لیز اسب مل

کر مہمانوں کو سرو کر رہی تھیں۔ سب سب اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ جب شہانہ نے منتہا کو بھلایا جو پھولوں کی ٹوکری پکڑے ہال کی طرف جارہی تھی۔

" منتہا بیٹا یہ کپڑے اماں سرکار کو دے آو انھیں تیار کرنا ہے"

منتہا جلدی سے شہانہ کی طرف بڑھی اور کپڑے انکے ہاتھ سے لیے اور اماں سرکار کے کمرے کی طرف بڑھ گئ۔ اب اماں سرکار کی طبعیت پہلے سے کچھ بہتر ہو رہی تھی انکے ساتھ ہر وقت ایک نرس موجود تھی جو انکا ہر طرح سے خیال رکھ رہی تھی اور سارے گھر والے بھی انکا اچھے سے خیال رکھتے کوئی انکو ہمیشہ اکیلا نہیں چھوڑتا تھا

منتہا کمرے میں داخل ہوئی اماں سرکار سامنے چیئر پر بیٹھی تھیں جنھوں نے ابھی قرآن مجید پڑھ کر رکھا تھا منتہا یہ دیکھ کے بے اختیار مسکرائی اور کہا

چلیں اماں سرکار اب آپ بھی کپڑے چینج کرلیں مہمانوں کے کا وقت ہو گیا ہے

سلطانہ جہانگیر نے جب منتہا کو دیکھا تو اسکے چہرے پر خوشی چھا گئ اور منتہا کو اپنے پاس بھلایا۔ وہ گھٹنوں کے بل انکے قریب بیٹھی تھی۔

آپ کچھ بھی مت کہیں اماں سرکار میں نے سب کچھ بھلا دیا ہے میں نے تو اسی دن بھلا دیا تھا جب

رافع نے میرا ہاتھ تھاما تھا مجھے اپنی بیوی تسلیم کیا تھا اور اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کہ آپ اپنی غلطیوں پر شرمندہ ہے جب اللہ معاف کر سکتا ہے تو پھر ہم انسان کیوں نہیں معاف کر سکتے آپ مجھ سے بڑی ہیں اماں سرکار میں آپکی عزت کرتی ہوں سے جب منتہا نے کہا تو سلطانہ جہانگیر نے بے اختیار اسے اپنے سینے سے لگا لیا

"ج۔۔۔ج۔۔۔۔ج۔ جیتی ر۔۔ ہو"۔

الفاظ صیح سے زبان سے ادا نہیں ہو پاتے تھے لیکن اب وہ واقعی اپنا دل سب کے لیے صاف کر چکی تھیں۔

منتہا نے بڑی چاہت سے اماں سرکار کو تیار کیا انکے ہاتھوں پر وہی انگھوٹیاں پہنائی جیسے وہ پہلے پہنا کرتی تھیں۔ جو انکے روب و دب دبا کو اور نکھارتی تھیں۔ چلیں نیچے آپ کا سب ویئٹ کر رہے ہیں وہ اماں سرکار کو وئیل چئیر پر لیے باہر کمرے سے گئی آج پورا بٹ ہاوس خوشیوں سے مہک رہا تھا ہر کوئی خوش نظر آرہا تھا۔ دانین لیزا کے ساتھ ساتھ کام کر رہی تھی۔

پلیز یہ ڈرنکس سامنے مہمانوں کو دئیں کر آئیں دھیان سے دانین نے سامنے کھڑے وئیٹر کو سمجھا رہی تھی جب اسنے سامنے سے آتی ہوئی اماں سرکار کو دیکھا تو وہ فورا انکی طرف بڑھی

Urdu Novels Ghar

اماں سرکار آج آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں اور انکے گلے سے لپٹ گئ۔ اماں سرکار نے بڑے پیار سے دانین کا ماتھا چوما۔ دانین انھیں لے کر تیمور جہانگیر کے پاس لے کر گئ جہاں اور بھی بہت سے مہمان براجمان تھے تینوں بیٹوں نے اپنی ماں کا عقیدت سے استقبال کیا تھا

اماں سرکار کو آج اپنے تینوں بیٹوں پر فخر کر رہی تھی۔

رافع نے آخر کار یہ فیصلہ کر لیا تھا اور دانین کو لے کر یاور کے اپارٹمنٹ کی طرف بڑھا تھا دانین سے اس نے کچھ نہیں کہا تھا لیکن یاور کی طعبیت کو دیکھ کے اسنے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ آخری دفعہ دانین کو اس سے ملا دے گا

دانین نے بھی نہیں پوچھا تھا کہ رافع اسے کہاں کے کر جا رہا تھا شاید وہ جان چکی تھی۔ کیونکہ وہ رافع کے چہرے کو بڑے اچھے سے پڑھ سکتی تھی لیکن اب اسنے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ وہی کرے گی جو اسکے لیے صیح ہو گا رافع اور دانین دونوں گاڑی سے اترے اور یاور کے اپارٹمنٹ کی طرف بڑھنے لگے

دانین نے رافع کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔ وہ دونوں دروازے کے قریب کھڑے تھے

جب رافع نے دانین کو کہا

فیصلہ تمھارا ہے دانین وہ بس تم سے ایک دفعہ ملنا چاہتا ہے اس میں اب اتنی ہمت نہیں رہی کہ وہ تم سے مل سکے۔رافع کی آواز میں درد تھا۔اور اس درد کو دانین نے بھی محسوس کیا تھا

دانین نے اثابات میں سر ہلایا اور دروازہ کھولا۔دونوں آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے اسکے کمرے کی طرف بڑھے تھے پہلے رافع نے کمرے کا دروازہ کھولا

جیسے یاور نے رافع کو دیکھا وہ پاگلوں کی طرف اسکی طرف بھاگا

ر۔۔۔رافع۔دا۔۔۔نین کو لے کر آئے ہوناں۔خدا کے لیے ناں مت کہنا میں ا۔۔۔اس سے ایک ۔۔دفعہ معافی مانگنا چاہتا ہوں۔رافع کچھ بولو

وہ تڑپ رہا تھا اپنے ضمیر کی اگ میں جھلس رہا تھا بیاری نے اسے کمزور کر کے رکھ دیا تھا۔اسکی آواز لرز رہی تھی۔

جب اسنے رافع کے پیچھے کھڑی دانین کی طرف دیکھا۔تو ایک سکینڈ کے لیے وہ سمٹ کر رہ گیا تھا۔سب کچھ تھم سا گیا۔ماضی کی تلخیاں پھر سے یاد آنے لگی۔اپنے کیے گئے گناہ یاور علی بٹ کو پھر سے یاد آ گئے۔

دانین نے جب یاور کو اس حالت میں دیکھا تو اسکے قدم وہی منجمد ہو گئے تھے۔وہ پتھر کی مانند ہو گئ تھی وہ انسان اسکے سامنے اس حالت میں موجود تھا سارے شکوے شکایات دم توڑ گئیں وہ اس سے بہت کچھ پوچھنا چاہتی تھی اسکا گریبان پکڑ کر اسے تھپڑ مارنا چاہتی تھی لیکن نہیں وہ کچھ بھی نہیں کر پائی۔یاور علی

بٹ کو اسکے کیے کی سزہ مل رہی تھی۔ اسکی آنکھوں میں آتے ہوئے آنسو چیخ چیخ کر اس بات کا یقین دلا رہے تھے کہ وہ انسان اپنے کیے پر شرمندہ تھا۔ یاور علی بٹ شرمندگی سے دانین کی طرف بڑھا تھا۔ دانین نے اسے دیکھتے ہی اپنی آنکھیں بند کر لی اسکی آنکھوں سے انسو بہنے لگے حیدر کے سامنے وہ مضبوط تھی کیونکہ وہ پھر پرایا تھا لیکن یاور کے سامنے وہ خود کو مضبوط نہیں بنا سکی اپنے آنسوؤں کو نہیں روک سکی کیونکہ یاور علی بٹ اسکا اپنا خون تھا جب اپنے درد دیتے ہیں تو انسان ٹوٹ جاتا ہے مر جاتا ہے۔ اور واقعی دانین تیمور بٹ مر گئ تھی۔ رافع بلکل خاموش کھڑا اپنے آنسوؤں کو اندر ہی اندر پی رہا تھا فضا میں ہر طرف خاموشی تھی لیکن اس خاموشی میں م موجود درد کو وہ تینوں ہی محسوس کر رہے تھے۔ پھر یاور بولا ت۔۔۔ تم۔۔ ھیں پتا ہے دانین م۔۔ میں نے اپنی ساری زندگی اپنوں سے نفرت کرنے میں گزار دی ۔میں نے ہمیشہ اپنوں کا برا چاہا صرف او صرف اپنی غرض کے لیے۔ تم سے ہمیشہ نفرت کی اور تمھیں درد پہچانے کے لیے میں نے ہر اس حد کو پار کر دیا جو نہیں کرنی چاہیے تھیں لیکن کہتے ہیں ناں انسان جب کیسی کے لیے گڑے کھودتا تھا۔ تو کبھی ناں کبھی وہ اسی کھودے گئے گڑوں میں منہ کے بل ضرور گرتا ہے۔ میں نے تمھارے ساتھ جو کیا۔ جو تکلیفیں اذیتیں تمھیں دئیں اس کا صلہ خدا نے مجھ سے اولاد کی محرومی سے لے لیا۔ مجھ سے برا بدنصیب کون ہو گا جو ساری زندگی اولاد کی خوشی سے محروم رہے گا۔ مجھ سے بڑا بدنصیب کوئی ہو نہیں سکتا جس نے اپنی محبت کو پانے کے لیے کیسی معصوم کی زندگی کو برباد کر دیا

۔میں نے اپنے ان گناہ گار ہاتھوں سے تمہاری ساری خواہشات کو احساسات کا قتل کر دیا۔ تمھیں ہر موقع پر درد دیا۔ تمھاری محبت کو تم سے دور کر کے تمھیں رافع اور سب گھر والوں سے دور کر کے۔ میں غرور میں تھا کہ یہ سب کچھ میرے ساتھ کبھی نہیں ہو سکتا لیکن نہیں غرور اور تکبر انسان کو تباہی کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور مجھے دیکھو میں آج اس کنارے پر کھڑا ہوں جہاں کوئی میرے ساتھ نہیں میرا ضمیر ہر روز مجھے ملامت کرتا ہے میں راتوں کو صبح سے سو نہیں پاتا

دانین مجھے معاف کر دو۔ میری ان تمام زیادتیوں کو معاف کر دو جو میں نے تمھارے ساتھ کیں۔ تمھیں پتا ہے میں مرنا چاہتا ہوں لیکن میں مر نہیں پا رہا۔ خدا مجھے ہر روز اسی تکلیف کا احساس دلاتا ہے جو میں نے تمھارے ساتھ کیں تھی

دانین کی سسکیوں کی آواز دھب سی گئ تھی وہ بس اس انسان کو اس طرح لچار اور بے بس دیکھ کے رو رہی تھی کہ انسان کو اسکی اناء اور غرور کتنا تباہ کر دیتا ہے۔

د۔۔۔دانین خدا کے لیے یاور علی بٹ کو معاف کر دو

دیکھو جب تم مجھے معاف کر دو گی م۔۔میں وعدہ کرتا ہوں م۔۔میں تمھارے سامنے کبھی نہیں آوں گا لیکن اس اذیت سے مجھے نکال دو دانین۔ وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑے گھٹنوں کے بل زمین پر گر گیا۔

دانین۔۔مجھ گناہ گار کی جان تمھارے ہاتھوں میں ہے مجھے معاف کر دو۔۔۔

وہ انسان تڑپ رہا تھا اسکے الفاظوں سے درد صاف دیکھائی دے رہا تھا وہ نادم مٹی کا انسان آج اپنی اصلیت سے واقف ہو گیا تھا کہ مٹی پر غرور اناء تکبر نہیں جچتا۔ مٹی کا بنا انسان کی اوقات صرف مٹی میں مل جانے تک کی ہے اور کچھ نہیں۔

جاؤ یاور علی بٹ میں نے تمھیں تمھارج زندگی بخش دی

جاؤ میں نے تمھیں اس خدا کے لیے معاف کیا جس نے آج تمھیں یہ احساس دلایا تمھاری غلطیوں پر تمھیں شرمندہ کروایا۔ میں نے تمھیں معاف کیا۔ یاور

دانین کے منہ سے یہ الفاظ سن کر وہ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگ پڑا تھا اونچی اونچی آواز میں وہ اپنے رب سے معافی مانگ رہا تھا

رافع کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔ دانین وہاں ایک سکینڈ بھی نہیں رکی تھی وہ رافع کے ساتھ وہاں سے واپس آ گئ تھی۔

بس سب کچھ بھلا کر اسنے ایک نئ زندگی کے راہوں پر قدم رکھ لیے تھے اسنے ان سب انسانوں کو معاف کر دیا تھا جو اسکی تباہی کا سبب تھے معاف کرنا کیسی کے بس میں نہیں ہوتا یہ ظرف کیسی کیسی انسان میں پایا جاتا ہے۔ اور دانین تیمور بٹ نے انھیں اللہ کے لیے معاف کر دیا تھا۔ جب اللہ معاف کر دیتا ہے ہم تو پھر انسان ہیں۔ جب اللہ نے انھیں اپنے کیوں پر شرمندہ کر دیا اور یہ احساس دلا دیا کہ وہ غلط راستوں پر

تھے۔ تو کیوں ناں انسان اس انسان کو معاف کر دے دانین نے آج یہی کیا تھا۔ اسنے اپنے زخموں کو بھلا دیا تھاہاں پھر اس انسان کے لیے پہلے جیسی چاہت پیار نہیں رہتا۔ ایک فاصلہ ہائل ہو جاتا ہے۔ رافع اور وہ گھر میں داخل ہوئے تھے سارا گھر خوش تھا۔

وہ جلدی سے کمرے کی طرف بڑھی تھی جب وہ رکی

بھائی آپ میری فکر مت کریں میں اب سنبھل گئ ہوں۔ آج اسکے الفاظ میں وہ اعتماد تھا جو رافع نے محسوس کیا تھا۔ رافع نے سنتے پھر اپنے گلے لگایا

"میرا بہادر بچہ ہے"۔۔

پھر وہ سیڑھیوں کے جانب بڑھ گئ تا کہ وہ تیار ہو سکے

ادھر مہر کے گھر میں بھی مہمانوں کی آمد تھی وہ سب لڑکے والوں کا انتظار کر رہے تھے۔

اہل آج بہت زیادہ خوش تھا۔ اسکی بہن کا نکاح تھا اور تھوڑا سا اداس بھی کہ وہ اج اس گھر سے رخصت ہو جائے گی مہر اور اہل کا رشتہ بہن بھائی کے علاوہ ایک دوستی کا بھی تھا اہل اچھے سے جانتا تھا وہ مہر ہی تھی جسنے مشکل وقت میں اسے سنبھالا تھا۔ وہ مہر سے بے انتہا محبت کرتا تھا۔ اسکی اکلوتی بہن کا نکاح تھا اور اج وہ اپنے بابا کو بہت زیادہ یاد کر رہا تھا۔ کتنا خوش ہوتے آج بابا وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کو رخصت کرتے

لیکن اسنے خود کو سنبھالا تھامہر کے لیے اپنی والدہ کے لیے۔ آج وہ مہر کا بھائی ہونے کے ساتھ باپ کا بھی فرض نبھا رہا تھا

گھر میں سب مہمان تھے وہ سب لوگ اب ہال کی طرف جانے کی تیاری میں تھے ساری تیاریاں وہاں کی گئ تھیں۔

امی سب کچھ تیار ہے میں پہلے نکلتا ہوں۔ آپ لوگ آجایئے گا۔ اہل جو اج سفید شلوار قمیض میں ملبوث تھا آستینیں کہنیوں تک کی ہوئی۔ ایک کشش تھی اس میں جو ہر ایک کو اسکی طرف کھینچتی تھی

ٹھیک ہے بیٹا۔ اچھا مہر سے ایک دفعہ مل لو وہ کہہ رہی تھی کہ میں نے بھائی سے بات کرنیہے جیسے اسکی والدہ نے کہا وہ فورا میر کے کمرے کی طرف بڑھا

جہاں مہر بیٹھی تھی جب اسنے اہل کو دیکھا تو بے اختیار وہ اہل کے گلے لگ گئ۔ انسو سے اہل کا کندھا بھیگ گیا تھا اور خود اہل کی آنکھوں سے انسو رواں تھے پھر اسنے مہر کو اپنے سامنے کیا اسکے چہرے پر آتے آنسو صاف کیے

احمد بہت اچھا لڑکا ہے مہر وہ تمھارا بہت اچھے سے خیال رکھے گا جس گھر میں تم جا رہی ہو وہ سب بہت ہی اچھے ہیں مہر اور ایک بات یاد رکھنا تم بھی اس گھر کو اج سے ابھی سے اپنا سب کچھ مانو گی۔ اہل کی باتیں بڑے دھیان سے سن رہی تھی مہر نے اپنی نگاہیں جھکالی پتا نہیں آج اسکے آنسو نہیں رک رہے تھے

بھائی مجھے آپ بہت یاد آوگے مہر کی آواز بھیگ گئ اہل یہ سنتے ہی ہنس دیا اور پھر اسے اپنے گلے لگالیا میں ہمیشہ تمھارے آس پاس رہوں گا جب تمھارا دل کرے تم مجھے ایک کال کرنا میں فورا تمھیں لینے آ جاوں گا بس اب رونا نہیں ہے اگر تم روؤ گی تو امی کا کیا ہو گا۔ تمھیں تو پتا ہے وہ کتنی نازک دل ہے چلو شاباش۔۔اب یہ رونا دھونا نہیں

اہل نے خوشی سے کہا تھا

تو پھر آپ کا کیا ارادہ ہے وہ مانی یاں نہیں یاں پھر رابعہ سے شادی کروانی ہے؟ مہر نے جیسے کہا وہ جھٹ سے بولا

یار رابعہ کو بیچ میں مت لایا کرو اس بیچاری نے خود مجھے کہہ دیا تھا کہ وہ مجھ سے شادی نہیں کرے گی کیونکہ میں بس دانین کو پسند کرتا ہوں کیسی اور کو نہیں اور تم فکر مت کرو میرے پر حق صرف دانین کا ہے اور کیسی کا نہیں اور اس دل میں حکومت بھی اسی کی ہے

اہل ہلکا سا مسکرایا تھا مہر یہ سنتے ہی خوش ہو گئ

بس اللہ کرے جلدی سے آپ دونوں کی شادی ہو جائے

مہر نے کہا تو اہل نے قہقہا لگایا

جلدی ہی اچھی خبر ملے گی وہ یہ کہتا ہوا باہر چلا گیا۔

رافع یہ کپڑے پہن لیں اٹھیں۔ منتہانے رافع کی طرف کپڑے بڑھائے جو کیسی کو کال کر رہا تھا

یہ اچھے ہیں منتہا۔ رافع نے جیسے کہا منتہا فورا بولی

آج گھر میں نکاح ہے رافع اور آپ اس افس کے کپڑوں کے حلیے میں نہیں رہیں گے سن لیا بس اب

جلدی جائیں بچوں کی طرح آپ کا دھیان رکھنا پڑتا ہے زرا سی ڈھیل دے دو تو کچھ نہیں کرنا

یہ سنتے ہی رافع ہنس دیا

میری بیوی ہے ناں مجھے سنبھالنے والی

ہاں وہ تو ہے ہی اور سنبھالے گی بھی منتہانے منہ بسورے کہا

تم کہتی ہو تو دوسری لے آو رافع نے جان بھوج کر کہا

لے کر تو آئیں زرا پھر میں دیکھوں گی

رافع اسکی طرف بڑھا اور اسکی پیشانی کو چوما

میری زندگی میں بس منتہا ہی ہے اور کیسی کی جگہ نہیں۔ یہ سنتے ہی اسنے اپنی نگاہیں جھکالی

دانین آج بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی لائیٹ براون کلر کی لمبی فراک اور چوری دار پاجامے میں ملبوس تھی بالوں کو کھلا کمر پر چھوڑا ہوا۔ آنکھوں میں لگایا گیا کجل اسکی آنکھیں اور گہری اور کشش دار ہو گئ تھیں۔ تیار ہو رہی تھی جب فون پر گھنٹی بجی اسنے فون اٹھایا۔ تو

اہل نے جلدی سے پہل کی

"اسلام و علیکم"

" وعلیکم اسلام جی"

دانین نے اپنی مسکراہٹ دھبائی تھی۔

" ہائے آپ کی آواز۔ غصے میں اور پیاری لگتی ہے"

اہل نے دل پر ہاتھ رکھا

" آپ کا کام یہی ہے اور کوئی بات نہیں آتی آپ کو اگر ایسی ہی" باتیں کرنی ہے تو فون رکھ دو

دانین نے جیسے کہا تو اہل فورا بولا

فون تو نہیں رکھوں گا تیار ہو گی تم کب تک نکلنا ہے؟ اہل نے پوچھا

بس ابھی ایک گھنٹے تک وہ یہ کہہ۔ کے خاموش ہو گئ

کچھ اور نہیں پوچھو گی؟ اہل نے بڑے پیار سے کہا

کیا پوچھنا ہے فون آپ نے کیا ہے میں نے نہیں اچھا رو کھو مجھے اور بھی بہت سے کام ہیں دانین نے کہا اور فون کٹ کر دیا

اسکی دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئ تھی ایک پھواڑ اسنے اپنے جسم پر محسوس کی۔ ہر طرف ایک عجیب سا احساس پیدا ہونے لگا پتا نہیں اس انسان میں ایسا کیا تھا جو دانین کو اس کی طرف کھینچ لاتا۔

وہ مسکراتے ہوئے باہر کمرے سے بڑھی جب اسکے بڑھتے قدم وہی رک گئ

جب اسنے سبین کو روتے ہوئے دیکھا وہ فورا سبین کے پاس گئ

چاچی جان کیا ہوا ہے؟ دانین کے چہرے پر فکر تھی

کچھ نہیں ہوا بیٹا ویسے ہی اچھا تم تیار ہو گئ ماشاللہ بہت پیاری لگ رہی ہے ہماری دانین سبین نے دانین کا ماتھا چوما

لیکن دانین نے پھر سے وہی سوال کیا

چاچی جان پلیز بتایئے ناں کیا ہوا ہے؟ دیکھیں آپ مجھ پر یقین کر سکتی ہیں۔ دانین نے سبین کا ہاتھ تھاما

یہ سنتے ہی سبین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

ب۔۔ بیٹا میرے یاور نے تمھارے ساتھ جو بھی کیا ہے وہ بھلایا تو نہیں جا سکتا لیکن معاف تو کیا جا سکتا ہے ناں مجھے پتا ہے اسنے بہت غلط کیا تمھارے ساتھ لیکن ماں ہوں ناں اسکے بنا نہیں رہ سکتی تمھارے چاچا سے

کتنی منتیں کی میں نے کہ نکاح میں یاور کو لے آئیں لیکن وہ نہیں مانے کہا اسکا اب اس گھر سے کوئی لینا دینا نہیں دانین وہ میرا بیٹا ہے اس گھر میں بھی اس کوئی حق ہے ایسے کیسے۔ اور اوپر سے وہ اکیلا ہو گیا اسکی بیوی نے بھی اسے چھوڑ دیا۔ دانین خدا کے لیے اسے معاف کر دو۔ آگے اللہ نے اسے اسکے کیے کی سزہ دے دی ہے اب مزید اسے سزہ مت دوت۔۔۔ تم اپنے چاچا سے بات کر وہ تمھاری بات مان جائیں گے ایک دفعہ یاور کو مجھ سے ملنے دوم۔۔ میں وعدہ کرتی ہوں میں خود اس سے معافی منگواوں گی خدا کے لیے سبین نے جب دانین کے آگے ہاتھ جوڑے تو دانین فوراً انکے ہاتھ پکڑے

پلیز چاچی جان ایسا مت کہیں اور رہی بات یاور کی تو میں نے اسے معاف کر دیا ہے آپ چاہتی ہیں ناں کہ یاور اس نکاح میں شرکت کرے اور گھر آئے ٹھیک ہے ایسا ہی ہو گا میں خود آپ کے ساتھ یاور کو لے کر آوں گی۔

دانین نے جو نہی کہا سبین کے بھیگے ہوئے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی اسنے بے اختیار دانین کو پھر اپنے گلے سے لگا لیا

میں تمھارا زندگی بھر احسان نہیں بھولوں گی دانین شکریہ بیٹا۔ دانین آج ایک ماں کی انکھوں میں اپنی اولاد کے لیے تڑپ دیکھ کے اسکے دل میں سب دوریاں مٹ گئیں تھیں وہ فاصلے جو اسنے اب یاور اور اپنے درمیان متعین کیے تھے ان کو نکال دیا تھا۔ وہ سبین کو ساتھ لے کر خود یاور جے اپارٹمنٹ کی طرف

گئ تھی اس سفر میں سارے شکایات نے وہی دن توڑ دیا۔اب اسکی آنکھوں میں آنسو بھی نہیں تھے۔

اسکے چہرے پر ایک مسکراہٹ تھی اسکے رب لیے اسے اکیلا نہیں چھوڑا تھا اسکے رب نے ان سب سے بدلہ لیا تھا جنھوں نے اسے در در رسوائی دی تھی اور بے شک اللہ بہتر انصاف کرنے والا ہے

ڈرائیور نے اپارٹمنٹ کے سامنے گاڑی روک دی وہ اور سبین گاڑی سے باہر نکل کر اپارٹمنٹ کی طرف بڑھی۔دروازے پر دستک دی

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا تھا جب یاور نے سامنے اپنی ماں کو کھڑے دیکھا تو وہ چھوٹے بچوں کی طرح انکے سینے سے لپک گیا

کتنی دیر خاموشی حایل تھی آخر ماں کا رشتہ ہی کچھ ایسا ہوتا ہے اولاد چاہے جیسی بھی ہو وہ پیار اور چاہت نہیں ختم ہوتی۔

سبین نے یاور کو تھاما ہوا تھا اور اسکی پیشانی پر بوسہ دیا

م۔۔۔میرا بچا۔۔میرا بیٹا یہ۔۔یہ کیا حالت بنالی ہے تم نے ی۔۔یاور تم نے اپنی ماں کے بارے میں بلکل بھی نہیں سوچا کہ میرا کیا حال ہو گا۔یاور۔۔تم نے ایسا کیوں کیا۔

سبین نے یاور کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھاما ہوا تھا ماں کی آنکھوں سے آنسوؤں کو دیکھ کے یاور تڑپ اٹھا تھا۔وہ اونچی اونچی آواز میں بولنے لگا

ماں۔۔میں نے ایسا جرم کیا ہے کہ اس حالت کا میں حق دار تھا۔م۔۔میں نے اپنے ان ہاتھوں سے ا۔۔ان گناہگار ہاتھوں سے دانین کی زندگی برباد کر کے رکھ دی۔ تمھیں پتا ہے امی و۔۔وہ اسکی رونے کی آوازیں آج بھی مجھے احساس دلاتی ہیں کہ یاور علی بٹ تم نے قتل کیا ہے اس کے جذباتوں کا احساسات کا۔م۔۔مجھے کہی سکون نہیں ملتاماں۔میں نے اپنی ہی کزن کے ساتھ یہ سب کر دیا۔ایک ماضی میں ہوئی غلطیوں نے میرے اندر دانین کے لیے اتنی نفرت پیدا کر دی تھی کہ میں گمراہی کے راستے پر چل پڑا ل۔۔۔لیکن اللہ نے مجھ جیسے انسان کو اسکی اوقات یاد دلا دی امی۔اللہ نے مجھے اولاد اور باپ بننے کی خوشی سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا۔صیح ہوا ہے ناں میرے ساتھ تاکہ میری اولاد کو میرے اصلی چہرے کا پتاناں چل سکے اور وہ بھی یہ ناں کہیں

کہ تم جیسے لوگ باپ کہلانے کے لائق نہیں ہے یاور کی باتیں دل دہلا دینے والی تھی دانین اسکے سامنے نہیں آئی تھی وہ ماں اور بیٹے کو کچھ وقت دینا چاہتی تھی وہ دروازے کے پیچھے کھڑی انکی باتیں سن رہی تھی ۔آنسو رک نہیں پائے تھے۔

ن۔۔نہیں میری جان ایسا مت کہو ت۔۔تم دانین سے معافی مانگ لو بیٹا۔وہ تمھیں معاف کر دے گی اور تم گھر آ سکو گے۔د۔۔دیکھو تم نے جو بھی کیا تم اپنے کیے پر شرمندہ ہو اسلیے دانین سے معافی مانگ لو۔ اپنی ماں کے لیے

سبین نے اگے ہاتھ جوڑ دیے تو یاور نے انکے ہاتھ کو پکڑا

میں نے اس سے معافی مانگی ہے ماں اس نیک دل لڑکی نے مجھ جیسے درندے صفت انسان کو معاف کر دیا میں اب کبھی اس گھر میں نہیں جا سکتا۔ مم۔ میں کیسے اس کے سامنے کھڑا ہو سکتا ہوں کس منہ سے اسکا سامنا کروں۔ و۔۔۔ وہ جب جب مجھے دیکھے گی مجھے اتنا ہی گرا ہوا محسوس ہو گا 24 سال کی عمر میں طلاق کا دھبا۔ امی میں نے دانین کو تباہ کر دیا۔ م۔۔ میں نے کیا کر دیا یا اللہ مجھے معاف کر دے۔۔

وہ وہی زمین پر گر گیا تھا سبین اسے سہارہ دیے نیچے بیٹھی تھی

ایسے مت کہو یاور۔۔ ایسے مت کہو۔۔

اتنے میں دانین اندر کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ اپنے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کو سہارا دیے وہ اس انسان کی طرف بڑھ رہی تھی۔ سب کچھ ٹوٹ گیا تھا۔

یاور نے اپنے کندھے پر کیسی کی موجودگی کو محسوس کیا۔ وہ پیچھے پلٹا تو اسکے سامنے دانین تھی۔

ابھی وہ کچھ کہتا دانین نے بے اختیار یاور کے آگے جوڑے ہاتھوں کو پکڑ لیا

یاور میں نے تمھیں معاف کر دیا ہے دل سے معاف کر دیا۔ مجھے تم سے اب کوئی گلا شکوہ نہیں ہے۔ میرے لیے یہی کافی ہے کہ تمھیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ تم نے جو بھی کیا وہ نفرت کی آڑ میں کر دیا اور اس چیز کا احساس تمھیں خدا نے کروا دیا تو پھر میں کون ہوتی ہوں تمھیں اس گناہ کی سزہ دینے والی۔

ادھر دیکھو میری طرف اسنے یاور کے جھکے ہوئے چہرے کو اوپر کیا

تم ہمارے ساتھ گھر جاوگے ہمارے درمیان ایک نئ زندگی کا آغاز کروگے۔۔

یاور ابھی بولنے لگا تھا لیکن دانین نے اسے ٹوک دیا۔

نہیں یاور اب کچھ مت کہو میرے دل میں کچھ نہیں ہے تمھارے لیے میں نے سب کچھ بھلا دیا ہے ایک چھوٹی بہن ہونے کی حیثیت سے میں تمھیں کہہ رہی ہوں۔ اور جیسے میرے دوسرے بھائی ہیں تم بھی میرے لیے ویسے ہی ہو ہاں ہم دونوں کے درمیان تعلقات نہیں تھے ٹھیک لیکن اب میں تم سے کہتی ہوں غلطیاں انسان سے ہوتی ہیں کچھ تم سے ہو گئ اور کچھ مجھ سے لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اسی کے پچھتاوے میں رہے ہمیں ان غلطیوں سے سیکھنا چاہیے اور آگے کی زندگی میں ان سب غلطیوں سے کنارہ کرنا چاہیے

دانین بڑے پیار سے اسے سمجھا رہی تھی۔ یاور بلکل چپ اسکی باتوں کو سن رہا تھا

وہ اس انسان کا یہ احسان کیسے چکائے گا۔ یاور علی بٹ کو یہ آج پتا چلا تھا

چلو اب جلدی سے اٹھو میں تمھارے لیے کپڑے لائی ہوں تم تب تک فرش ہو میں پریس کرتی ہوں

اس نے اسے چھوٹے بچوں کی طرح اوپر اٹھایا تھا

یاور پلٹنے لگا تھا کہ اچانک دانین کے گلے لگ گیا

م۔۔۔مجھے معاف کردو دانین تم بہت اچھی ہو۔میں نے تمھارے ساتھ غلط کیا۔میں تمھارا کبھی زندگی میں احسان نہیں چکا سکتا۔

تم نے میرے ساتھ کچھ نہیں کیا یاور۔۔سن لیا تم نے آگے کی شروعات کرنی ہے ناں۔؟۔دانین نے اسے سمجھایا

ہ۔۔ہاں اسنے اثابات میں سر ہلایا

توسب کچھ بھول جاو چلو جلدی کرو سب گھر میں تمھارا ویٹ کر رہے ہیں۔

سبین نے دانین کو گلے لگا لیا۔

شکریہ بیٹا۔۔م۔۔میں کس منہ سے تمھارا شکریہ کروں

علی جہانگیر نے جب یاور کو دیکھا تو انکی آنکھیں نم ہو گئ تھی۔رافع احمد شہریار سب شاک ہو گئے تھے یاور کے ساتھ دانین کو چلتے آتا دیکھ کے

چلیں بھائی اب ہماری فیملی کمپلیٹ ہو گئ ہے اور احمد کے بچے یہ کیسے ممکن تھا کہ تمھارا نکاح یاور کے بغیر ہو تا۔اسلیے میں یاور کو لے کر آئی ہوں اور پلیز اب کوئی نہیں روئے گا

ہم سب نے سب کچھ بھلا دیا ہے سب کچھ جب دانین نے کہا تو رافع اسامہ شہریار اور احمد سب آگے بڑھے اور یاور دانین کے گلے لگ گئے اماں سرکار یہ دیکھتے ہی خوشی سے آنکھوں سے آنسو جھلکے سب گھر والوں کی خوشی سے آنکھیں نم۔ تھیں منتہا اور لیزا نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا آج بٹ ہاوس میں واقعی خوشی نے دستک دی تھی

اتنے میں علی جہانگیر آگے بڑھا اور یاور کو اپنے گلے لگا لیا

جیتے رہو بیٹا۔۔مجھے خوشی ہوئی تم نے معافی مانگ لی یاور انکے گلے لگ گیا

اب چلیں۔ دانین نے کہا تو سب باہر کی طرف رواں ہو گئے

رافع نے چلتے ہوئے دانین کا ہاتھ تھاما دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا آج رافع کو اپنی بہن پر ناز تھا

بھائی اب سب کچھ ٹھیک ہے دانین نے یقین سے کہا

تو رافع نے مسکراتے ہوئے اثابات میں سر ہلایا۔

وہ سب نکاح کی سرمنی کے لیے ہوٹل میں پہنچ چکے تھے جہاں اہل اور اسکے گھر والے انکے انتظار میں تھے

ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں

اہل نے جب سب کو دیکھا تو اسکے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی وہ آگے بڑھ کے

احمد اور سب گھر والوں کے گلے لگا جب اس نے یاور کو دیکھا تو رافع کی طرف ایک نظر دیکھا وہ سب کچھ سمجھ گیا تھا

یاور خود آگے بڑھ کے اسے اپنے گلے لگایا

مجھے معاف کر دو اہل میں نے تمھارے ساتھ جو بھی کیا

ارے نہیں یاور بھائی یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔اس خوشی کے موقع پر ماضی کی یادوں کو بھلا دئیں۔

یہ سنتے ہی سب مسکرا دیے تھے دانین جو احمد کے ساتھ کھڑی تھی

اسنے اہل کی طرف دیکھا۔ تو یک وقت اہل نے بھی اسکی طرف دیکھا

دانین نے اپنی نظریں جھکا دئی وہ سب اندر موجود تھے دانین مہر کے پاس موجود تھی

اہل کی نگاہیں دانین کو دیکھنے کے لیے بار بار اسکی طرف پلٹ رہی تھی

وہ دانین کو دیکھ رہا تھا جب پیچھے سے کیسی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

پیار کرتے ہو اس سے؟

بہت زیادہ۔ بے شمار۔۔ اہل نے دانین کی طرف دیکھتے ہی جواب دیا تھا پھر اچانک اسنے اپنے ہاس کھڑے رافع کو دیکھا وہ وہی دھک رہ گیا

بھائی رافع آ۔۔۔ آپ۔۔و۔۔۔و۔ وہ میں اہل سے سہی طرح بولا جا نہیں رہا تھا

رافع یہ دیکھ کے بے اختیار ہنس دیا۔

اگر محبت تھی تو مجھے بتایا کیوں نہیں تم نے۔

بس بھائی حالات ہی کچھ ایسے تھے میں نے بہت کوشش کی تھی لیکن میں ناکام ہو گیا۔اہل نے مایوسی سے کہا

لیکن اب تو تم اسکا ہاتھ تھام سکتے ہو۔رافع نے جونہی کہا اہل نے رافع کی طرف دیکھا

آپ سچ کہہ رہے ہیں۔

تم سے بڑھ کر دانین کے لیے کوئی نہیں ہو سکتا اہل۔رافع نے اسے گلے لگا لیا تھا

دانین یہ میری بات سننا اہل نے پیچھے سے اسے آواز دی

لیکن وہ نظر انداز کیے اگے بڑھنے لگی

دانین رک جاو ورنہ میں۔ابھی اہل کچھ کہتا وہ رک گئ اور پلٹ کر اہل کو دیکھا

" ورنہ کیا؟ مسٹر اہل نیازی آپ کی دھمکیاں مجھ پر نہیں چلیں گی سن لیا آپ نے۔

دانین نے اپنی مسکراہٹ کو چھپایا

اچھا ایسی بات ہے تو پھر ٹھیک ہے اب تو یہ میری جنون بن گیا ہے۔۔ اب آپ سے ہی نکاح کرواں گا وہ ہنسا تھا

نکاح میں دونوں طرف سے رضامندی ہونا لازمی ہوتی ہے۔ اور اس میں جب میری رضا ہو گی نہیں تو کیا کریں گے آپ۔ وہ اب بڑے تجسس سے اس سے پوچھ رہی تھی

اہل اسکے قریب بڑھنے لگا اور اسکے کان کے قریب آکر کہا

ماتھے پر بندوق رکھوں گا اور پھر باقاعدگی سے ہر نکاح کی رسم آپ سے ادا کرواؤں گا۔ بولیں تیار ہیں۔

اہل نے جیسے کہا وہ دو قدم پیچھے ہٹی۔ اور کچھ کہے بنا جلدی سے چلی گئ اہل اسے جاتا دیکھ کے مسکرا دیا

نکاح کی رسم ادا کر دی گئ تھی سب فیملی فوٹگرفس لے رہے تھے

بٹ فیملی کی سب کھڑے تھے منتہا رافع کے ساتھ احمد اور مہر اسامہ لیزا اور سب بھی دانین کے ساتھ کوئی کھڑا ہوا تھا دانین نے اہل کی طرف دیکھا بے اختیار مسکرادی ایک خوشی کے لمحے کو اچھی یادوں کے لمحوں میں قید کر لیا گیا۔ تھا

میم پلیز آپ دونوں کی ایک فوٹو لینی ہے فوٹو گرافر نے منتہا اور رافع کو کہا

جی ضرور رافع اگے بڑھا اور منتہا کے نزدیک کھڑا ہو گیا اور اپنے ہاتھ کو منتہا کی کمر پر رکھا منتہا اور رافع کی طرف سب لوگ دیکھ کے زیر لب ماشاء اللہ کہتے وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بہت جچتے تھے منتہا رافع کی طرف دیکھ رہی تھی رافع مجتبہ بٹ اسکی زندگی تھا وہ اسکا تھا۔ اور یہ بات سوچ کر اسکی زندگی میں جینے کی وجہ آجاتی تھی

دانین اور اہل کھڑے مہر اور احمد سے باتیں کر رہے تھے ھب فوٹو گرافر نے کہا

پلیز اگر مائنڈ ناں کریں تو آپ دونوں کی ایک پکچر لی جایے بیسٹ کپل ہیں آپ

دانین اور اہل نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

مہر اور احمد ہنس دیے مہر نے جلدی سے کہا

ہاں ضرور۔۔لیں۔

وہ دونوں ایک ساتھ کھڑے ہوئے تھے جب فوٹو گرافر پھر ان دونوں سے مخاطب ہوا

سر پلیز تھوڑا قریب ہو جائیں۔ دانین تھوڑا پزل ہو گئ تھی تو اہل اسکے ساتھ قریب کھڑا ہو گیا تھا۔

دونوں کی یاد کو اس خوبصورت لمحوں میں ہمیشہ کے لیے قید کر لیا گیا

اور اب بٹ ہاوس کے لڑکے اور انکے درمیان انکی لاڈلی بہن کھڑی تھی

دانین درمیان میں تھی اور اسکے دونوں پہلوں میں ایک طرف اسامہ رافع اور یاور تھا

اور دوسری طرف شہریار اور احمد کھڑے تھے۔سب لوگ اس منظر کو دیکھ کے خوش ہو گئے تھے وہ سب بہن بھائی ایک دوسرے کے ساتھ بہت ہی خوبصورت لگتے تھے

زندگی اپنے کارواں کی طرف رواں تھی۔یاور اب رافع کے ساتھ افس میں ہوتا شہریار اور رابعہ کی بات پکی کر لی گئ تھی شہانہ نے احمد کے نکاح میں اسے دیکھا اور پہلی نظر میں اسکے لیے پسند کر لیا تھا۔احمد اور مہر بھی ایک اچھی زندگی گزار رہے تھے

منتہا تم سے ملنے کوئی آیا ہے۔مہر نے اسے کہا جو کمرے میں رافع کے کپڑے سنبھال رہی تھی

اچھا تم جاو میں آتی ہوں۔

منتہا نے کہا تو مہر کمرے سے چلی گئ کچھ دیر بعد جب وہ نیچے ہال میں آئ

تو سامنے اپنے بھائی نعمان اور اپنی والدہ والد کو دیکھ کے اسکے پاوں وہی منجمد ہو گئے تھے اس میں ہمت نہیں رہی تھی کہ وہ اگے بڑھ سکے

انکے ساتھ رافع کھڑا تھا جب نعمان نے اپنی بہن کو دیکھا تو وہ فورا اسکی طرف بڑھا

وہ اپنی باجی کے گلے لگنا چاہتا تھا اس سے معافی مانگنا چاہتا تھا لیکن پتا نہیں وہ آگے نہیں بڑھ پایا

منتہا کی انکھوں میں آنسو رواں تھے۔جب اسکی والدہ نے کہا

Urdu Novels Ghar

م۔۔۔منتہا میری جان۔۔مجھے معاف کر دو۔انہوں نے اگے ہاتھ جوڑ دیے تو منتہا بے اختیار انکے گلے لگ گئ۔

نہیں امی ایسا مت کہیں۔۔میں نے آپ کو کب کا معاف کر دیا۔مجھے شرمندہ مت کریں

اسکی والدہ اسکے ہاتھ منہ چوم رہی تھی

بیٹا تم خوش تو ہو۔۔۔ناں بولو۔

ہاں امی میں بہت زیادہ خوش ہوں کہ میری زندگی میں رافع جیسے شوہر ہیں جو میری زندگی کے ہر مرحلے میں قدم باقدم میرے ساتھ ہیں۔میں بہت خوش ہوں

منتہا نے انھیں یقین دلایا

پھر وہ اپنے ابا کے گلے لگ گئ تھی باپ کی آنکھوں میں آنسو تھے منتہا نے بے اختیار انکے چہرے سے گرتے آنسوؤں کو صاف کیا

نہیں ابا اب اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ ہی کہتے تھے ناں کہ منتہا میری لاڈلی بیٹی ہے تو پھر میں نہیں چاہتی میری وجہ سے میرے ابا کی آنکھوں میں انسو آئے

جیتی رہو بیٹا ہمیشہ خوش رہو

اور تم نکمے کہی کے اب کام پر جاتے ہو یاں ابھی بھی ویسے ہی تنگ کرتے ہو۔نعمان آگے بڑھا

باجی ہم نے آپ کو بہت یاد کیا آپ کو پتا ہے رافع بھائی ہمیں یہاں لے کر آئیں ہیں اور انھوں نے ہماری ہمیشہ ہر طرح سے مدد کی ہے باجی کرن کی شادی ہو گئی ہے وہ بھی آپ کو بہت یاد کرتی ہے۔منتہا نے رافع کی طرف دیکھا جو مسکراتا اسے دیکھ رہا تھا

اچھا اب میں اس سے ضرور ملنے جاوں گی گھر کے تمام افراد دانین مہر احمد سب منتہا کے گھر والوں سے بڑی عقیدت سے ملے تھے

اماں سرکار اب سے بہت بہتر بولنے لگی تھی انہوں نے منتہا کے گھر والوں سے سارے گلے شکوے دور کیے

منتہا بیٹا گھر میں مہمان آئیں ہیں کھانے کی تیاریاں کرو

ج۔۔۔جی اماں سرکار وہ خوشی سے کمرے سے باہر نکل گئ

یاور جلدی کرو میں لیٹ ہو رہی ہوں۔دانین نے اونچی آواز میں اسے آواز دی

جو ابھی تک تیار ہو رہا تھا۔وہ کچھ ہی منٹ میں باہر کمرے سے آیا

سوری دانین چلو چلتے ہیں۔یاور نے جلدی سے کہا

ویسے حد ہے لڑکیاں بھی اتنا انتظار نہیں کرواتی جتنا تم کرواتے ہو

اچھا کہاناں لیٹ ہو گیا میں نے تمھیں کہا تھا کہ مجھے اٹھا دینا۔یہ تمھاری غلطی ہے اب آفس سے تم خود لیٹ ہوئی ہو۔یاور نے ہنستے کہا

واہ واہ رات کو دیر تک کون جاگتا ہے تم جاگتے ہو۔اور پھر مجھے کہتے ہو۔۔ چلو اب مجھے آفس سے دیر ہو رہی ہے ورنہ میرے بوس اہل نیازی جو ہیں وہ آسمان سر پر اٹھا لیں گے

اچھا چلو یاور اور دانین دونوں باہر کی طرف بڑھ گئے

یاور نے اسے اہل کی کمپنی میں ڈراپ کیا اور پھر خود جہانگیر کمپنی کی طرف چلا گیا

دانین نے جیسے آفس میں قدم رکھا تھا تو سامنے ریسپشن پر کھڑی مس ناہید نے انھیں پیغام دیا

آپ کو سر نے اپنے روم میں بلایا ہے۔

دانین نے سنا تو فوراً اہل کی کیبن کی طرف بڑھی

مے آئی کم این سر۔وہ تھوڑا ہچکچائی

کم این۔اہل بے اختیار مسکرایا

آپ کو پتا ہے آپ کتنا لیٹ ہیں؟ اسنے لہجے میں تھوڑی سے سختی لائی

جی میں معذرت چاہتی ہوں بھائی نے تھوڑی دیر کر دی تھی دانین نے وضاحت دی

اہل دل ہی دل میں مسکرایا لیکن اسنے اپنے چہرے پر ایسا کوئی تاثر نہیں ظاہر کروایا تھا

لگتا ہے آپ آفس کے رولز بھول گئ ہیں گھر میں آپ سب کی لاڈلی ہوں گی لیکن آفس میں یہ سب نہیں چلے گا سمجھ گئ آپ۔

اہل تھوڑا سا اونچی بولا تھا۔

دانین یہ سب سن کر شاک رہ گئ آج سے پہلے تو اہل نے کچھ نہیں کہا تھا

جی سوری۔وہ یہ کہتے ہوئے واپس پلٹی تھی

جب اہل نے پھر اسے روکا

آپ سے جانے کو کس نے کہا۔

و۔۔۔وہ میں دانین کچھ بول نہیں پائی

ادھر بیٹھیے میرے سامنے بس اہل مسکرایا تھا

کیا؟

آپ نکیا چاہتی ہیں مجھ سے مس دانین تیمور بٹ مجھے بتا کیوں نہیں دیتی۔قہ اپنی چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسکے قریب بڑھنے لگا۔دانین نروس ہو گئ وہ اسکے اتنے قریب کھڑا تھا

اففف ایسے نگاہیں مت جھکایا کریں۔تمھیں پتا ہے جب تم نظریں جھکاتی ہو تو اور پیاری لگتی ہو

دانین کے گال سرخ ہو گئے تھے۔

میرے دل و دماغ میں اپنی حکومت قائم کر دی ہے ایسا لگتا ہے میں کچھ نہیں ہوں۔کیوں کر رہی ہو ایسا

میں نے تو کچھ نہیں کیا۔اسنے آہستہ ں سے جواب دیا یہ سنتے ہی اہل مسکرادیا

اچھا۔۔میرے دل پر اپنا حق جما کر بیٹھی ہیں آپ اور کہہ رہی ہیں کچھ نہیں کیا۔اہل نے دانین کا ہاتھ

اپنے ہاتھ میں لیا تھا

اہل۔۔۔دانین نے یہ کہتے اپنا ہاتھ چھڑایا اور کیبن سے باہر چلی گئ

تیمور جہانگیر اماں سرکار رافع سب بیٹھے تھے سامنے اہل بیٹھا تھا

تیمور جہانگیر اٹھے اور اہل کو اپنے گلے لگالیا

مجھے یہ رشتہ منظور ہے بیٹا۔میرے لیے اس سے بڑھ کر بات کیا ہو گی کہ نیازی کا بیٹا میرا داماد بنے گا

تیمور جہانگیر نے فخر سے کہا

سب اس فیصلے سے خوش ہو گئے

باہر کھڑی مہر لیزا اور منتہا سن رہی تھیں انھوں نے دانین کی طرف دیکھا

کیا ہوا ہے؟وہ چونکی

تو وہ تینوں ہنس دی مہر اسکے قریب آئی اور کہا

دانین تیمور بٹ سے دانین اہل بننے کا وقت آ گیا ہے یہ سنتے ہی ان سب نے قہقہا لگا دیا

The End

Urdu Novels Ghar